الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

حقوقِ فوت شدگان

تالیف

خادم دینِ اسلام

مُنیر اَحمد یُوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ

977-A بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور

0300-4274936

WWW.SEEDHARASTAH.COM

جملہ حقوق بحق مؤلّف محفوظ ہیں

نام کتاب : حقوقِ فوت شدگان

مؤلّف : منیر احمد یوسفی (ایم-اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

نظر ثانی و تصحیح : اُستاذ العلما محمد منشاء تابش قصوری

پروف ریڈنگ : علامہ مفتی حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی، رشید احمد جنجوعہ یوسفی
علامہ حافظ محمد رضوان انور یوسفی، محمد سلیم نواز یوسفی، محمد آصف یوسفی

پروگرامنگ : محمد عثمان علی یوسفی

کمپوزرز : حافظ محمد عظیم یوسفی، سیف الرحمٰن یوسفی، عظیم اعظم یوسفی

کمپوزنگ : ابوبکر کمپیوٹر سینٹر 042-36880027-28

پہلی مرتبہ : (۱۱۰۰) ربیع الاوّل شریف ۱۴۳۱ھ

دوسری مرتبہ : (۱۱۰۰) شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

تیسری مرتبہ : (۱۱۰۰) رجب المرجب ۱۴۳۴ھ

ہدیہ : ۳۰۰ روپے

ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم-سی-ایس)
مفتی علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی
صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com
ای-میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرستِ مضامین	صفحہ نمبر
۱	ٹائٹل۔	۱
۲	جملہ حقوق۔	۲
۳	فہرست مضامین۔	۳
۴	بفیضان نظر۔	۲۱
۵	اِنتساب۔	۲۲
۶	قطعہ تاریخ طباعت۔	۲۳
۷	تقاریظ۔	۲۴
۸	نشانِ منزل۔	۴۴
۹	عرضِ حال۔	۴۷
۱۰	موت کیا ہے؟	۴۹
۱۱	عقل مند مومن۔	۵۰
۱۲	شہداء کے ساتھ حشر۔ موت کو یاد کرنا۔	۵۱
۱۳	علاماتِ موت۔	۵۲
۱۴	مومن کی پیشانی کا پسینہ۔ ناگہانی موت۔	۵۳
۱۵	کیا موت کی تمنا کرنی چاہیے؟	۵۳
۱۶	اگر موت ضرور ہی مانگنی ہو تو!	۵۴
۱۷	اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیاروں کے پاس بیٹھ کر موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے۔	۵۵
۱۸	مرنے والوں کو تلقین۔	۵۶

۱۹	مرنے والے کا آخری کلام۔	۵۷
۲۰	مرنے والے کے پاس سورۂ یٰسین پڑھیں۔	۵۷
۲۱	وقتِ موت کیا اُمید ہو؟	۵۷
۲۲	نزع کی سختی میں اَجر وثواب۔	۵۸
۲۳	جو آدمی بیماری کی حالت میں مرے۔	۵۸
۲۴	روح جب قبض ہو جائے تو آنکھیں بند کر دینی چاہئیں۔	۵۹
۲۵	مرنے والے کی آنکھیں اور منہ بھی بند کر دینا چاہیے۔	۵۹
۲۶	میّت کو چومنا۔	۶۰
۲۷	تحفۂ مومن۔	۶۰
۲۸	مصیبت پہنچنے پر کیا کہے؟	۶۱
۲۹	وفات کی خبر سننے پر پہلا کلمہ۔	۶۲
۳۰	اپنے وطن کے سوا کسی اور جگہ مرنے کی فضیلت۔	۶۲
۳۱	موت کفّارہ ہے۔	۶۲
۳۲	موت کی یاد تنگ دستی دُور کرتی ہے۔	۶۳
۳۳	ساٹھ سال کے بعد کوئی عذر نہیں۔	۶۳
۳۴	بھلائی کا اِرادہ۔	۶۴
۳۵	جان کنی کا عالم۔	۶۴
۳۶	مقامِ عبرت۔	۶۶
۳۷	مقامِ غور۔	۶۷
۳۸	آگ نہیں کھائے گی۔	۶۸
۳۹	اِسمِ اعظم۔	۶۸
۴۰	مقامِ شہادت۔	۶۹

۴۱	وقتِ وفات۔	۶۹
۴۲	کسی عزیز کے مرنے پر رونا۔	۷۰
۴۳	رونے کی ممانعت نہیں۔	۷۰
۴۴	آنسو اور دِل کا غم۔	۷۱
۴۵	آسمان کے دو دروازوں کا رونا۔	۷۲
۴۶	حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے کا اِنتقال۔	۷۳
۴۷	چیخیں مار کر رونا منع ہے۔	۷۴
۴۸	حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۷۵
۴۹	شہزادۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۷۵
۵۰	کسی بچے کے مرنے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان۔	۷۷
۵۱	فوت شدہ بچے کی ماں کو تسلی۔	۷۷
۵۲	رونا اور نوحہ۔	۷۸
۵۳	نوحہ منع ہے۔	۷۸
۵۴	بین کرنے کی ممانعت۔	۷۸
۵۵	گال پیٹنے اور گریبان پھاڑنے کی ممانعت۔	۷۹
۵۶	نوحہ کی وجہ سے عذاب۔	۸۰
۵۷	نوحہ کرنے پر لعنت۔	۸۱
۵۸	ایک عورت کا واقعہ۔	۸۱
۵۹	فرشتوں کا جھنجھوڑنا۔	۸۲
۶۰	جہالت کی چار باتیں۔	۸۲
۶۱	نوحہ نہ کرنے پر بیعت۔	۸۲
۶۲	فوت شدہ کے گھر والوں کے لیے کھانا پکانا۔	۸۳

۶۳	رواج۔	۸۴
۶۴	نوحہ والے جنازے سے پرہیز۔	۸۴
۶۵	فیصلہ کن اِرشاد، چیخے چلائے بغیر رونا۔	۸۴
۶۶	آسمان اور زمین کا رونا۔	۸۵
۶۷	مومن کی گزرگاہ روتی ہے۔	۸۶
۶۸	چالیس دن تک زمین کا رونا۔	۸۷
۶۹	سجدہ کی جگہ روتی ہے۔	۸۷
۷۰	زمین وآسمان کیوں روتے ہیں؟	۸۸
۷۱	نماز کی جگہ روتی ہے۔	۸۸
۷۲	آسمان کے فرشتے روتے ہیں۔	۸۸
۷۳	غُسلِ میّت۔	۹۰
۷۴	میّت کا غُسل۔	۹۰
۷۵	پھٹے یا تختے پر لٹانے کا طریقہ۔	۹۰
۷۶	پانی۔	۹۰
۷۷	میّت کو استنجاء کروانے کا طریقہ۔	۹۰
۷۸	ستر کو چھپانا۔	۹۱
۷۹	غسل دینے والا شخص کیسا ہو؟	۹۱
۸۰	وصال شدہ کا ذکر بھلائی سے کرو۔	۹۲
۸۱	گرم پانی سے غُسل۔	۹۳
۸۲	غُسل دائیں طرف سے شروع کرنا۔	۹۳
۸۳	غُسل کتنی بار۔	۹۳
۸۴	عورت اپنے شوہر کو غُسل دے سکتی ہے۔	۹۵

۱۰۷	ایک چادر سے کفن۔	۱۱۳
۱۰۸	شہید کا کفن۔	۱۱۳
۱۰۹	مُحرِم کا کفن۔	۱۱۴
۱۱۰	کفن کی تیاری قرض کی ادائیگی سے پہلے۔	۱۱۴
۱۱۱	رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے لیے تین سفید کپڑے۔	۱۱۵
۱۱۲	دو کپڑوں میں کفن دینا۔	۱۱۶
۱۱۳	اگر میّت کے پاس ایک کپڑا نکلے۔	۱۱۷
۱۱۴	کفن پہنانے کے بعد آخری دیدار۔	۱۱۸
۱۱۵	کفن اور متبرک کپڑا۔	۱۱۸
۱۱۶	اپنا کفن تیار کرنا جائز ہے۔	۱۲۰
۱۱۷	برکت کے لیے تہبند عطا فرمایا۔	۱۲۱
۱۱۸	میّت کو کفن کے ساتھ قمیض پہنانا۔	۱۲۲
۱۱۹	کفن میں رقعہ رکھنا۔	۱۲۷
۱۲۰	کفن پہنانے کا طریقہ۔	۱۲۸
۱۲۱	متفرق مسائل۔	۱۲۹
۱۲۲	اہم اور ضروری مسئلہ۔	۱۳۰
۱۲۳	جنازہ لے چلنے کا بیان (ماخوذ از بہارِ شریعت)۔	۱۳۱
۱۲۴	نمازِ جنازہ کا بیان۔	۱۳۴
۱۲۵	نمازِ جنازہ پڑھنے کا ثواب۔	۱۳۴
۱۲۶	چالیس آدمیوں کی شرکت باعثِ نجات۔	۱۳۵
۱۲۷	سو آدمیوں کا نمازِ جنازہ پڑھنا۔	۱۳۵
۱۲۸	نمازِ جنازہ میں صفوں کی تعداد۔	۱۳۶

۸۵	رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خصوصیت۔	۹۵
۸۶	مُحرِم کا غُسل۔	۹۵
۸۷	غُسل دینے والے کی بخشش۔	۹۶
۸۸	شہید کو غُسل نہیں۔	۹۷
۸۹	رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے غُسل مبارک کی شان۔	۹۸
۹۰	متفرق مسائل۔	۱۰۰
۹۱	مسائل ماخوذ از بہارِ شریعت۔	۱۰۱
۹۲	غیر ضروری کام۔	۱۰۵
۹۳	فتاویٰ رضویہ شریف سے چند مسائل۔	۱۰۵
۹۴	کفنِ میّت۔	۱۰۹
۹۵	کفن کی اَقسام۔	۱۰۹
۹۶	کفنِ سُنّت۔	۱۰۹
۹۷	کفنِ کفایت۔	۱۰۹
۹۸	کفنِ ضرورت۔	۱۰۹
۹۹	کفن کی لمبائی۔	۱۰۹
۱۰۰	اچھا کفن۔	۱۱۰
۱۰۱	سفید کپڑے کا کفن۔	۱۱۱
۱۰۲	حِبرہ (عمدہ قسم کے کپڑے کا کفن)۔	۱۱۱
۱۰۳	بہت مہنگے کفن سے گریز۔	۱۱۱
۱۰۴	بہترین کفن۔	۱۱۱
۱۰۵	عورت کا کفن۔	۱۱۲
۱۰۶	میّت کی تجہیز و تکفین۔	۱۱۲

۱۵۱	نمازِ جنازہ میں دُعا۔ مرد وعورت کے لیے۔	۱۵۲
۱۵۲	نابالغ لڑکے کیلئے دُعا۔ نابالغہ لڑکی کیلئے دُعا۔	۱۵۳
۱۵۳	دفنِ میّت۔	۱۵۴
۱۵۴	سب سے پہلا قتل اور دفنِ میّت۔	۱۵۴
۱۵۵	قبر کی قسمیں۔	۱۵۵
۱۵۶	دفن کرنے سے پہلے قبر کے پاس بیٹھنا۔	۱۵۷
۱۵۷	میّت کو قبلہ شریف کی طرف سے قبر میں داخل کرنا۔	۱۵۷
۱۵۸	قبر میں کمبل ڈالنا۔	۱۵۸
۱۵۹	میّت کو قبر میں اُتارنے کے لیے کتنے آدمی داخل ہوں اور وہ کون ہوں؟	۱۵۹
۱۶۰	سرکارِ کائنات ﷺ کی قبر شریف پر سُرخ بجری۔	۱۶۰
۱۶۱	قبر میں اُتارتے وقت کیا پڑھیں؟	۱۶۰
۱۶۲	قبر میں اُتارتے وقت کا عمل۔	۱۶۱
۱۶۳	میّت کو قبر میں کیسے رکھیں؟	۱۶۲
۱۶۴	کوہان نُما قبر۔	۱۶۲
۱۶۵	قبر پر مٹی ڈالنا۔	۱۶۳
۱۶۶	قبر پر مٹی ڈالتے وقت کیا پڑھیں؟	۱۶۳
۱۶۷	قبر بنانے کے بعد پانی چھڑکنا۔	۱۶۴
۱۶۸	قبر پر تلاوتِ قرآنِ مجید۔	۱۶۵
۱۶۹	حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے رجوع کا واقعہ۔	۱۶۵
۱۷۰	قبر کے اِردگرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا۔	۱۶۶
۱۷۱	قبر کے پاس کھڑے ہو کر تکبیر و تسبیح پڑھنا۔	۱۶۷

۱۲۹	نمازِ جنازہ سے قبل یا بعد وعظ۔	۱۳۷
۱۳۰	مَردوں کے ساتھ بچوں کا صف باندھنا۔	۱۳۷
۱۳۱	جنازے پر نماز کا مشروع ہونا۔	۱۳۸
۱۳۲	کس وقت نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے؟	۱۳۹
۱۳۳	نمازِ جنازہ کون پڑھائے؟	۱۳۹
۱۳۴	تین اَوقات میں نمازِ جنازہ کی ممانعت۔	۱۳۹
۱۳۵	مَرد اور عورت کا اکٹھا جنازہ، نماز کے لیے کیسے رکھا جائے؟	۱۴۰
۱۳۶	عورت کی نمازِ جنازہ میں اِمام کہاں کھڑا ہو؟	۱۴۱
۱۳۷	اِمام نماز پڑھاتے وقت کہاں کھڑا ہو؟	۱۴۱
۱۳۸	نمازِ جنازہ پڑھنے میں دیر نہ کی جائے۔	۱۴۲
۱۳۹	بچے پر نمازِ جنازہ پڑھنا۔	۱۴۲
۱۴۰	غائبانہ نمازِ جنازہ۔	۱۴۳
۱۴۱	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں صالح مولی التوءمہ ہے	۱۴۵
۱۴۲	قبر پر نمازِ جنازہ۔	۱۴۶
۱۴۳	وہ لوگ جن کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جاتی۔	۱۴۸
۱۴۴	نمازِ جنازہ کی چار تکبیریں۔	۱۴۸
۱۴۵	نمازِ جنازہ کس پر واجب ہے؟	۱۴۹
۱۴۶	نمازِ جنازہ میں میّت سے تعلق رکھنے والی چند شرائط۔	۱۴۹
۱۴۷	نمازِ جنازہ کے اَرکان۔	۱۵۰
۱۴۸	نمازِ جنازہ میں کتنی چیزیں سُنّت مؤکّدہ ہیں؟	۱۵۱
۱۴۹	نمازِ جنازہ کا طریقہ۔ نمازِ جنازہ۔ نیّت۔	۱۵۱
۱۵۰	ثناء۔ دُرود شریف۔	۱۵۲

۱۹۴	تیسیر الباری میں ہے۔	۱۹۱
۱۹۵	حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔	۱۹۲
۱۹۶	حالاتِ قبر۔	۱۹۳
۱۹۷	قبر میں فرشتوں کے سوالات۔	۱۹۳
۱۹۸	قبر والے کا جوتوں کی آہٹ سننا اور فرشتوں کا آنا۔	۱۹۴
۱۹۹	فرشتوں کے سوالات اور میّت کے جوابات۔	۱۹۴
۲۰۰	جنت کی چادریں اور تاحدِ نگاہ قبر کشادہ۔	۱۹۵
۲۰۱	عذابِ قبر کی آواز مشرق و مغرب کی مخلوقات سُنتی ہیں۔	۱۹۶
۲۰۲	قبر کا 4900 مربع گز کشادہ ہونا۔	۱۹۷
۲۰۳	قبر میں سورج کا قریبِ غروب نظر آنا۔	۱۹۸
۲۰۴	قبر کے پاس کھڑے ہو کر مغفرت کی دُعا کرنا۔	۱۹۸
۲۰۵	امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رونے کا واقعہ۔	۱۹۹
۲۰۶	قبر میں جنتی کو جنت دِکھائی جاتی ہے۔	۱۹۹
۲۰۷	کافر کی قبر میں 99 اژدھے۔	۱۹۹
۲۰۸	عذابِ قبر سے پناہ۔	۲۰۰
۲۰۹	نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذابِ قبر سُن کر فرمایا۔	۲۰۰
۲۱۰	قبر میں ملک الموت علیہ السلام روح واپس کر دیتے ہیں۔	۲۰۲
۲۱۱	تلاوتِ قرآنِ پاک سے منکر و نکیر کے سوالات سے نجات۔	۲۰۳
۲۱۲	قبر میں تاحدِ نگاہ نور۔	۲۰۵
۲۱۳	قبر کے عذاب کی آواز۔	۲۰۶
۲۱۴	خائن کو عذاب۔	۲۰۷

۱۶۸	ایک قبر میں دو، دو تین، تین دفن کرنا۔	۱۷۲
۱۶۹	قبر کی پہچان کے لیے نشان رکھنا۔	۱۷۳
۱۷۰	قبر کو درست کرنا۔	۱۷۴
۱۷۰	دفن کے لیے وصیّت کرنا۔	۱۷۵
۱۷۳	اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خواہش۔	۱۷۶
۱۷۴	قبر پر سبز ٹہنی رکھنا۔	۱۷۷
۱۷۵	انبیاء کرام علیہم السلام کی تدفین۔	۱۷۸
۱۷۶	دفن کے بعد میّت والوں کے گھر آنا۔	۱۷۹
۱۷۸	جن ساعتوں میں مُردوں کو دفن کرنا منع ہے۔	۱۸۰
۱۷۹	اِنسان اُسی زمین میں دفن ہوتا ہے جس سے وہ پیدا ہوتا ہے۔	۱۸۱
۱۸۰	میّت کو دفنانے کے بعد وصیّت۔	۱۸۲
۱۸۱	قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر وصیّت کرنا۔	۱۸۳
۱۸۲	قبر بنانے کے بعد کیا کہنا چاہیے؟	۱۸۴
۱۸۲	مستحب اَعمال۔	۱۸۵
۱۸۳	خطابِ قبر۔	۱۸۶
۱۸۵	قانونِ قدرت۔	۱۸۷
۱۸۷	قبر کا دبانا ماں کے دبانے کی طرح ہے۔	۱۸۸
۱۸۸	قل ھو اللہ شریف کی برکتیں۔	۱۸۹
۱۸۹	قبر پر تلقین۔	۱۹۰
۱۸۹	طریقۂ تلقین۔	۱۹۱
۱۹۰	واقعہ ایک میّت کا۔	۱۹۲
۱۹۰	مردوں کو نیک لوگوں کے پاس دفنانا۔	۱۹۳

۲۳۶	قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت۔	۲۲۸
۲۳۷	قبروں پر بیٹھنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت۔	۲۲۹
۲۳۸	قبرستان میں جوتا اُتارنا۔	۲۳۰
۲۳۹	جوتیاں اُتار کر پھینک دیں۔	۲۳۰
۲۴۰	عذابِ قبر سے بچانے والی چیزیں۔	۲۳۱
۲۴۱	زیارتِ قبور۔	۲۳۳
۲۴۲	اِجازتِ زیارتِ قبور۔	۲۳۳
۲۴۳	قبروں کی زیارت سے موت یاد آتی ہے۔	۲۳۳
۲۴۴	جمعۃ المبارک کے دن زیارتِ قبور۔	۲۳۴
۲۴۵	اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روضۂ انور کی زیارت کرنا۔	۲۳۴
۲۴۶	راستہ میں واقع قبر کی زیارت۔	۲۳۵
۲۴۷	عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔	۲۳۶
۲۴۸	عورت کے لیے گھر سے نکلنے کی وجوہات۔	۲۳۸
۲۴۹	عورتوں کا زیارتِ قبور کرنا۔	۲۳۸
۲۵۰	قبرِ انور پر چہرہ رکھنا۔	۲۳۹
۲۵۱	زیارتِ قبور کے وقت کیا کہیں؟	۲۴۰
۲۵۲	قبروں والوں کو سلام۔	۲۴۰
۲۵۳	میّت پہچانتی ہے۔	۲۴۲
۲۵۴	مُردوں کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچاننا۔	۲۴۳
۲۵۵	دفن کے متعلق مسائل۔	۲۴۴

۲۱۵	ابوجہل کو عذاب۔	۲۰۷
۲۱۶	لوطی کی قبر۔	۲۰۸
۲۱۷	صاحبِ قبر کا زائرین سے اُنس پانا۔	۲۰۹
۲۱۸	صاحبِ قبر کو زیارت والے کا علم۔	۲۱۰
۲۱۹	دفن کے بعد قبر پر سورۂ یٰسین پڑھنے کا واقعہ۔	۲۱۱
۲۲۰	دفن کے بعد قبر پر قرآنِ پاک کی تلاوت۔	۲۱۲
۲۲۱	قبرستان والوں کے لیے ہدیہ۔	۲۱۳
۲۲۲	قبر سے آواز کا آنا۔	۲۱۴
۲۲۳	فضل کے والد کا واقعہ۔	۲۱۵
۲۲۴	قبر والے کو تکلیف۔	۲۱۶
۲۲۵	حضرت شبیب بن شیبہ علیہ الرحمہ کا واقعہ۔	۲۱۷
۲۲۶	دو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ۔	۲۱۷
۲۲۷	حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۲۱۹
۲۲۸	وصال شدہ لوگوں کی روحوں کی ملاقات۔	۲۲۰
۲۲۹	دجال اور یاجوج وماجوج کا ذکر۔	۲۲۴
۲۳۰	روحوں سے ملاقاتیں۔	۲۲۵
۲۳۱	جن سے قبر میں سوالات نہیں ہوں گے۔	۲۲۷
۲۳۲	ملکی سرحدوں کی حفاظت کرنے والا۔	۲۲۷
۲۳۳	شہید کو عذاب وسوال معاف۔	۲۲۷
۲۳۴	تین قسم کے لوگ جن سے قبر میں سوال نہیں ہوں گے۔	۲۲۸
۲۳۵	جمعۃ المبارک میں وصال۔	۲۲۸

۲۵۶	مرنے کے بعد کلام۔	۲۴۵
۲۵۷	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۲۴۵
۲۵۸	سوالات وجوابات (از فتاویٰ رضویہ شریف)۔	۲۴۶
۲۵۹	میّت سُنتی ہے۔	۲۶۰
۲۶۰	روح اور جسم کا باہمی تعلق۔	۲۶۴
۲۶۱	آیتِ مبارکہ کا مقصدِ عظیم۔	۲۶۴
۲۶۲	تفسیر احسن البیان کا مفروضہ۔	۲۶۷
۲۶۳	سورۂ روم کی آیاتِ مبارکہ کی تشریح از تفسیر احسن البیان۔	۲۶۸
۲۶۴	تفسیر اَحسن البیان: حافظ صلاح الدین یوسف ترجمہ محمد جوناگڑھی۔	۲۶۹
۲۶۵	صاحبِ تفسیر ابن کثیر کیا کہتے ہیں؟	۲۷۰
۲۶۶	تفسیر ماجدی۔	۲۷۲
۲۶۷	اشرف الحواشی سے۔	۲۷۲
۲۶۸	سورۃ النمل۔	۲۷۳
۲۶۹	محمود الحسن صاحب۔	۲۷۳
۲۷۰	احمد علی لاہوری صاحب۔	۲۷۳
۲۷۱	وحید الزماں صاحب کیا کہتے ہیں؟	۲۷۴
۲۷۲	کیا مُردوں کو اِدراک نہیں؟	۲۷۴
۲۷۳	انور شاہ کشمیری کیا کہتے ہیں؟	۲۷۵
۲۷۴	اللہ تبارک وتعالیٰ جس کو چاہتا ہے سُنوا دیتا ہے۔	۲۷۶
۲۷۵	میّت سُنتی ہے۔	۲۷۸
۲۷۶	سماعِ موتیٰ کے سلسلہ میں غزوۂ بدر کا تفصیلی واقعہ۔	۲۸۰

۲۷۷	میّت بولتی ہے۔	۲۸۲
۲۷۸	نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا وصال مبارک اور عام آدمی کی موت۔	۲۸۵
۲۷۹	شانِ نزول۔	۲۸۵
۲۸۰	انبیاء کرام علیہم السلام وصال کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔	۲۸۷
۲۸۱	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا۔	۲۸۷
۲۸۲	حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیثِ مبارک۔	۲۸۸
۲۸۳	حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی روایت۔	۲۸۹
۲۸۴	اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسولِ کریم ﷺ کو اختیار عطا فرمایا۔	۲۹۰
۲۸۵	اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔	۲۹۱
۲۸۶	الرفیق الاعلیٰ۔	۲۹۲
۲۸۷	اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ۔	۲۹۳
۲۸۸	ملک الموت کا اجازت لینا۔	۲۹۴
۲۸۹	تدفین کے بعد۔	۲۹۷
۲۹۰	آیتِ مبارکہ نمبر۱۔	۲۹۷
۲۹۱	آیتِ مبارکہ نمبر۲۔	۲۹۸
۲۹۲	آیتِ مبارکہ نمبر۳۔	۲۹۹
۲۹۳	حضرت نوح علیہ السلام نے دُعا فرمائی۔	۲۹۹
۲۹۴	آیتِ مبارکہ نمبر۴۔	۲۹۹
۲۹۵	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کے لیے دُعائے مغفرت۔	۳۰۰
۲۹۶	آیتِ مبارکہ نمبر۵۔	۳۰۰
۲۹۷	کیا منافقین کے لیے بخشش کی دُعا ہے؟	۳۰۱

۲۹۸	رئیس المنافقین کی موت۔	۳۰۲
۲۹۹	مشرک کے لیے دُعائے مغفرت نہیں۔	۳۰۴
۳۰۰	دُعا واستغفار برائے میّت بحوالہ اَحادیثِ مبارکہ۔	۳۰۴
۳۰۱	حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے اِستغفار کا واقعہ۔	۳۰۷
۳۰۲	اہلِ بقیع کے لئے بخشش کی دُعا۔	۳۰۸
۳۰۳	رحم کی دُعا۔	۳۱۰
۳۰۴	مُردوں کے شمار کے موافق ثواب۔	۳۱۱
۳۰۵	گیارہ مرتبہ قل ھواللہ شریف کا ثواب۔	۳۱۱
۳۰۶	قبرستان سے گزرتے وقت فاتحہ شریف پڑھنا۔	۳۱۲
۳۰۷	سلام اور بخشش کی دُعا۔	۳۱۳
۳۰۸	نماز کی طرح دُعا میں بھی اِخلاص۔	۳۱۳
۳۰۹	اَولاد کا فوت شدہ والدین کے لیے دُعا کرنا۔	۳۱۳
۳۱۰	والدین کی وفات کے بعد اُن سے حُسنِ سلوک۔	۳۱۴
۳۱۱	والدہ کے لیے طلبِ مغفرت۔	۳۱۴
۳۱۲	رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے بخشش کی دُعا کروانا۔	۳۱۵
۳۱۳	نمازِ جنازہ میں دُعا۔	۳۱۷
۳۱۴	بچے کے لیے بھی دُعا۔	۳۱۸
۳۱۵	زندوں کا میّت کی تعریف سے میّت کو نفع۔	۳۱۸
۳۱۶	فوت شدہ کے محاسن بیان کرنا۔	۳۲۰
۳۱۷	سوآدمیوں کا نمازِ جنازہ پڑھنا۔	۳۲۱
۳۱۸	صدقہ بعد از وفات۔	۳۲۲

۳۱۹	فوت ہونے کے بعد صدقہ۔	۳۲۲
۳۲۰	پانی کا صدقہ جاریہ۔	۳۲۴
۳۲۱	(پھلوں والے) باغ کا صدقہ۔	۳۲۵
۳۲۲	صدقہ کرنے کا حکم۔	۳۲۷
۳۲۳	فوت ہونے والے کو اپنے کئے ہوئے صدقۂ جاریہ کا ثواب۔	۲۳۸
۳۲۴	مرنے کے بعد اَعمال جاری۔	۳۲۹
۳۲۵	میّت کی طرف سے اَعمال۔	۳۲۹
۳۲۶	رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے وصالِ مبارک کے بعد۔	۳۳۰
۳۲۷	اَقسام صدقہ۔	۳۳۰
۳۲۸	کھیتی سے صدقہ۔	۳۳۱
۳۲۹	باغ سے چوری پر صدقہ کا ثواب۔	۳۳۱
۳۳۰	نورانی طبق میں صدقہ وخیرات کا ثواب۔	۳۳۳
۳۳۱	نذر کا ثواب۔	۳۳۴
۳۳۲	نذرِ حج اور قرضہ۔	۳۳۵
۳۳۳	فوت شدہ والدین کی طرف سے حج کرنا۔	۳۳۶
۳۳۴	وصال شدہ ماں کی طرف سے حج کرنا۔	۳۳۷
۳۳۵	وصال شدہ کی طرف سے روزے۔	۳۳۸
۳۳۶	روزوں کے بدلے مساکین کو کھانا کھلانا۔	۳۴۱
۳۳۷	ایک عورت کی ڈوبنے سے بچنے کے لیے نذر۔	۳۴۲
۳۳۸	حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔	۳۴۳
۳۳۹	(واقعہ) قبر کے پاس قرآن خوانی اور قل شریف پڑھنا۔	۳۴۴

۳۴۰	سورۃ الاخلاص پڑھ کر ثواب پہنچانا۔	۳۴۵
۳۴۱	واقعات۔	۳۴۸
۳۴۲	واقعہ نمبر۱۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں کھانا ہدیہ کے طور پر پیش کرنا۔	۳۴۸
۳۴۳	واقعہ نمبر۲ (از انفارس العارفین)۔	۳۴۹
۳۴۴	واقعہ نمبر۳ (فوت شدہ کو کلمہ شریف کا ثواب بخشنا)۔	۳۴۹
۳۴۵	واقعہ نمبر۴ (اپنی نیکی فوت شدہ کو بخشنا)۔	۳۵۰
۳۴۶	واقعہ نمبر۵ (فوت شدہ کی طرف سے کپڑے دینا)۔	۳۵۱
۳۴۷	واقعہ نمبر۶ (پانچ سو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر ایصالِ ثواب)۔	۳۵۲
۳۴۸	واقعہ نمبر۷ (فوت شدہ کی طرف سے درویشوں کے لئے کھانا)	۳۵۳
۳۴۹	واقعہ نمبر۸ (فوت شدہ کی فاتحہ کے لیے کھانا کا اہتمام)۔	۳۵۴
۳۵۰	واقعہ نمبر۹ (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کا واقعہ)۔	۳۵۴
۳۵۱	واقعہ نمبر۱۰ (ایک سال سے ثواب کی تقسیم)۔	۳۵۵
۳۵۲	واقعہ نمبر۱۱ (فوت شدہ کی دُرود شریف کی برکت سے بخشش)۔	۳۵۶
۳۵۳	واقعہ نمبر۱۲ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے نفل)۔	۳۵۷
۳۵۴	اہلِ ایمان کا فوت شدہ عزیزوں سے اظہارِ محبت۔	۳۵۸
۳۵۵	چالیس دِنوں میں قرآنِ مجید پڑھنا۔	۳۵۹
۳۵۶	آسمان کے دو دروازے روتے ہیں۔	۳۵۹
۳۵۷	کسی ایمان والے کے فوت ہونے کے بعد۔	۳۶۰
۳۵۸	مرنے کے بعد برادری کے اکٹھ کی مختلف نوعیتیں۔	۳۶۰
۳۵۹	فوت شدہ کی طرف سے کھانا کھلانا۔	۳۶۱

۳۶۰	قل خوانی اور چالیسواں نفلی عبادات ہیں۔	۳۶۱
۳۶۱	نفلی عبادات اور اعمال، فرضوں کے نقص کو دُور کریں گے۔	۳۶۱
۳۶۲	شادی شدہ عورت کے شوہر کے مرنے کے بعد۔	۳۶۳
۳۶۳	جن کے شوہر مرجائیں اُن کی عدت۔	۳۶۴
۳۶۴	عورت کی عدت کی قسمیں۔	۳۶۴
۳۶۵	عدت والی عورت کہاں رہے؟	۳۶۴
۳۶۶	نفاس والی مطلقہ یا بیوہ کی عدت۔	۳۶۵
۳۶۷	سوگ۔	۳۶۶
۳۶۸	مطلقہ عورت کا باہر نکلنا۔	۳۶۶
۳۶۹	بیوہ عورت کی عدت اور سوگ۔	۳۶۷
۳۷۰	بیوہ عورت کون کون سے کام نہ کرے؟	۳۶۷
۳۷۱	اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ۔	۳۶۸
۳۷۲	متفرق مسائل۔	۳۶۹

اچھے میاں بیوی

حقوقِ زوجین

خادم دینِ اسلام

تالیف مُنیر احمد یوسفی

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

ہدیہ: ۱۵۰ روپے

ملنے کا پتا جامع مسجد نگینہ

977-A بلاک B-III گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور 0300-4274936

بفیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،

نیّر اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین،

پیکرِ ایثار و وفا، عاشقِ مصطفٰے، فنافی الرسول،

پروانۂ توحید و رسالت، امین علمِ لدنی، نائب غوث الثقلین،

منظورِ نظر داتا گنج بخش حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

قدس سرہٗ العزیز

مرکزِ انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۱۷۶
گ۔ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

اِنتساب

بندۂ ناچیز اپنی اِس تالیف کو اُن تمام کلمہ گو مردوں اور عورتوں کے نام منسوب کرتا ہے جو اِیمان کی حالت میں اِس دارِ فانی سے عالمِ بقا کی طرف سفر کر گئے ہیں۔

خیر اندیش
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

قطعۂ تاریخِ طباعت

''نقارۂ حقوق فوت شدگان''
1431ھ

''فکر جید فاضل جلیل مولانا منیر احمد یوسفی (ایم اے)''
2010ء

عالمِ باعمل منیر احمد — نسبتِ یوسفی سے ہیں خوشحال
خادمِ دینِ مصطفیٰ☆ ہیں یہ — اِس پہ شاہد ہے اُن کا حال و قال
رات دن وقفِ نشرِ دینِ نبی☆ — ہر گھڑی ذکرِ حق سے مالا مال
سیدھا رستہ دکھا رہے ہیں ہمیں — طرزِ تبلیغ اِن کا اِس پر دال
اِن کے پیشِ نظر ہے دیں کا فروغ — اِن کے حصّے میں حق کا حسن و جمال
سب تصانیف ان کی با مقصد — خوب رکھا اِنہوں نے دیں کا خیال
اَب سنانے چلے ہیں دنیا کو — فوت شدگان کے حقوق کا حال
حق جتایا ہے بر ملا اُن کا — اِس جہاں سے جو کر گئے ہیں وصال
کیا فرائض ہیں زندہ لوگوں کے — وہ اُجاگر کیئے بصدقِ مقال
جو بھی لاحق تھے بابِ میّت میں — دُور وہ کر دیئے سبھی اَشکال
با حوالہ ہے جو بھی کی ہے بات — جو بھی دی ہے سند سے دی ہے مثال
خوب عنوان کا انتخاب کیا — جو ضرورت تھا واقعی فی الحال
حق ادا کردیا ہے مضموں کا — پایا اِن کے قلم نے اوجِ کمال
دین پرور ہے اِن کا طرزِ سخن — قابلِ قدر اِن کا اِستدلال
اِک مرقع ہے یہ حقائق کا — جس سے باطل کا ہو گیا اَبطال
کام اِن کا ہے لائقِ تحسین — جو نہ پائے کبھی خدایا زوال
''فوت شدگان کا ہے سچا دوست'' — کہہ دو مہجور یہ طبع کا سال

1431ھ

از اثر خامہ
سیّد عارف محمود مہجور رضوی گجرات

☆صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم



تقاریظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریظ

از: مجمع انوارِ نگینہ پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت حضرت علامہ مولانا

حاجی محمد اللہ دتہ زمزم یوسفی صاحب

زیبِ سجادہ آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد شریف

بعد حمدِ متواتر ذاتِ باری خالقِ انس وجاں ونعتِ متکاثر باعثِ وجودِ کون ومکاں وکن فکاں، مسلک حق اہلسنّت وجماعت میں علمائے دینِ حنیف موجود ہیں جو اپنے روحانی وایمانی فیض سے عالم رنگ وبو کو منور کر رہے ہیں۔ اِنہیں حضرات میں سے فیوضاتِ حضور باباجی سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے پروردہ جناب علامہ منیر احمد یوسفی کی ذات ہے جن کے اَفکار وقلم سے اُمّتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے ہر عوام وخواص مستفید ہو رہے ہیں۔ زیرِ مطالعہ کتاب جب میرے پاس پہنچی تو اُس گھڑی تفسیر قرآن ''روح البیان شریف'' مصنفہ مفسر قرآن حضرت علامہ اسماعیل حقی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی، ورق گردانی کرتے ہوئے اچانک جب اِس عبارت پر نظر پڑی تو سرور آ گیا۔ ہدیہ قارئین کرام ہے۔ اِنَّ عَلِیًّا رضی اللہ عنہ صَعِدَ الْمِنْبَرَ یَوْمًا فَقَالَ سَلُوْنِی عَمَّا دُوْنَ الْعَرْشِ ''ایک دن (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی (بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) منبر پاک پر بیٹھ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج علی (رضی اللہ عنہ) سے جو چاہو پوچھو۔ پوچھا گیا کہ اے علی رضی اللہ عنہ آپ کو ایسا علم کہاں سے حاصل ہوا؟ تو (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی (بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: هٰذِهٖ لُعَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ فَمِیْ هٰذَا کہ ''یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن شریف کا فیض ہے''۔ ایک شخص نے پوچھا: هَلْ رَأَیْتَ رَبَّکَ یَا عَلِیُّ رضی اللہ عنہ ''اے علی رضی اللہ عنہ کیا آپ نے کبھی اپنے رَب کو دیکھا''۔ تو (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) علی (بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) نے جواباً ارشاد فرمایا: مَا کُنْتُ اَعْبُدُ رَبًّا لَمْ اَرَاهُ

''میں اُس وقت تک عبادت نہیں کرتا جب تک میں خدا کو نہ دیکھ لوں''۔ فَقَالَ كَيْفَ رَأَيْتَ قَالَ لَمْ تَرَهُ الْعُيُوْنُ بِمُشَاهَدَةِ الْعِيَانِ وَلٰكِنْ رَاتِ الْقُلُوْبُ [1]

''اُس شخص نے عرض کیا' آپ نے کیسے دیکھا؟ تو آپ نے فرمایا' ظاہری آنکھوں سے نہیں بلکہ دِل کی آنکھوں سے دیکھتا ہوں''۔

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہے۔ ''پرسیدہ شد از علی رضی اللہ عنہ از سبب فہم وحفظ وے گفت چوں غسل دادہ شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راجمع شد آب در پلک ہائے پس داشتم من بزبان خود آں را فرو بردم پس میدانم قوت حفظ از وے۔ [2]

''امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اِس کا سبب پوچھا گیا کہ آخر آپ کو اِتنا علم کہاں سے آ گیا؟ تو آپ نے فرمایا جب میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری غسل دے رہا تھا تو پانی کے چند قطرے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکوں پر ٹھہر گئے اور میں نے اُن قطروں کو چوس لیا پھر کیا تھا علم وادراک کا سمندر میرے اَندر ٹھاٹیں مارنے لگا''۔ یہ ہے سرکارِ مدینہ کی پلکوں کے متبرک پانی کا کمال۔

علامہ صاحب موصوف علمی حلقوں میں الحمد للہ سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کا فیض لٹاتے ہوئے محتاجِ تعارف نہیں۔ ترویج واشاعت میں فیضِ سرکار نگینہ علیہ الرحمہ کے صدقہ سے ایک پہچان ہیں۔ قارئین حضرات کو اِس کتاب میں بہت سی اَیسی باتیں ملیں گی جو اکثر زندگی کے اَوقات میں زیر بحث آتی ہیں۔

الحمد للہ فیض سرکار باباجی نگینہ علیہ الرحمہ صاحب کے صدقہ سے موصوف لائق صد تحسین ہیں کہ آپ کے فیضِ کمال کو شب وروز عوام النّاس تک پہنچا رہے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ علامہ صاحب موصوف کی کوشش کو قبول فرمائے اور اہلِ اِسلام کو اِس سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ فاضلہ سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

گدائے دربار سرکار باباجی نگینہ علیہ الرحمہ
محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی

---

[1] روح البیان جلد ۹ ص ۱۵۹ [2] اشعۃ اللمعات جلد ۲ ص ۳۳۱۔

تقریظ

از: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان'
اُستاذ الحدیث جامع ہجویریہ
مرکز معارف اولیاء' دربار حضرت داتا گنج بخش علی ہجوری علیہ الرحمہ

مبلغِ اسلام، پیر طریقت، علم وعمل کے حسین اِمتزاج حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ کو اللہ تعالیٰ نے گوناگوں صفات سے نوازا ہے۔ دینوی علوم کے حصول کے بعد مغربی کلچر سے نکل کر جب اِنہوں نے تبلیغِ دین کی دُنیا کو اپنایا تو اِس کا حق اَدا کر دیا۔

سُنّتِ رسول ﷺ کو اپنے اقوال و افعال میں اَوڑھنا، بچھونا بنایا۔ اپنی حیاتِ مستعار کو خدمتِ دین کیلئے وقف کر دیا اور تقریر کے ساتھ ساتھ تصنیف کے میدان میں بھی نہ صرف قدم رکھا بلکہ اپنی صلاحیتوں کا بھی لوہا منوایا۔

علامہ یوسفی مدظلہ کا کمال یہ ہے کہ جو بات لکھتے ہیں یا کرتے ہیں اُس پر دلائل کے اَنبار لگا دیتے ہیں۔ اِسی کو تحقیق کہتے ہیں۔ بنا بریں اگر یہ بات کہی جائے کہ آپ عظیم محقق ہیں تو اِس میں کوئی مبالغہ نہیں۔

علامہ یوسفی کی تالیفات وتصنیفات کی ایک اَہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ عوام النّاس کی شرعی ضرورتوں کو نظر انداز نہیں کرتے۔

پیشِ نظر کتاب ''حقوقِ فوت شدگان'' اِس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ جس میں نہایت جامعیت کے ساتھ اُن حقوق کو بیان کیا گیا ہے کہ راقم کے علم کے

مطابق اِس موضوع پر اِس سے جامع کتاب مارکیٹ میں شاید ہی دستیاب ہو۔ اِس کتابِ مستطاب میں فقہی اَحکام کے ساتھ ساتھ عقائدِ اہلسنّت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور بعض غلط تصورات کا رَد بھی کیا گیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ کو رحمتِ کاملہ کے ساتھ مزید اِس انداز سے کام کرنے کی مہلت عطا فرمائے اور اِس کتاب کو اُمّت مسلمہ کی راہنمائی کا اہم ذریعہ بنائے۔ آمین!۔

بجاہ نبیہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلم۔

جمادی الاخرا ۱۳۱/۴ ۱۹/مئی ۲۰۱۰ء

تقریظ

از: حضرت علامہ مولانا محمد بدرالزمان قادری
پرنسپل جامعہ ہجویریہ مرکز معارف اولیاء، داتا دربار کمپلیکس لاہور
محکمہ مذہبی امور حکومت پنجاب لاہور و مہتمم جامعہ غوث العلوم نیو سمن آباد لاہور

پیر طریقت، عالم باعمل حضرت علامہ پیر منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ پرنٹ میڈیا ہو، الیکٹرانک میڈیا ہو، تبلیغی اجتماعات ہوں یا منبر و محراب تمام اُن کی تبلیغی مساعی کی گواہی دے رہے ہیں۔ علم و اَدب کی دُنیا میں بھی تحقیق و تفحص کے میدان میں خال خال ہستیاں نظر آتی ہیں۔ جناب علامہ منیر احمد یوسفی صاحب کی ذات اِس میدان میں ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ آپ کی شخصیت علوم دینیہ و عصریہ ہر دو علوم کا دلکش امتزاج ہے۔ وعظ و گفتگو اور تقاریر ہوا کے دوش پر سفر کرتے ہوئے تحلیل ہو جاتی ہیں۔ اِس کا اَثرِ آفرینی مدت مخصوص تک رہتا ہے جبکہ تحریر ایک اَیسی کاوش ہے جو اِنسان کو اُس وقت تک زندہ رکھے گی جب تک اِنسان کا رشتہ بلکہ زمانے کا تعلق قلم و قرطاس سے قائم رہے گا۔

پیشِ نظر کتاب کا ٹائٹل ہی چونکا دینے والا ہے۔ ٹائٹل نے اپنے اَندر ایک دلکشی اور کشش سمو رکھی ہیں۔ اَیسا منفرد اور اَچھوتا عنوان جو قاری کو پہلی نظر میں ہی متوجہ کر لیتا ہے۔ ایصالِ ثواب، ایصالِ ثواب کی شرعی حیثیت و دیگر اِسی قبیل سے متعلق عنوانات مخصوص مسلکی وابستگی کے مظہر میں جبکہ عنوان ''حقوقِ فوت شدگان'' ہر مکتبہ

فکر کے قاری کو اپنی طرف اِلتفات کی دعوت دیتا ہے۔ کتاب میں جس خوبصورت انداز سے قرآنی آیات واَحادیثِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اِستدلال کیا گیا ہے اور آئمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین کی تحقیق سے کتاب کو زینت بخشی گئی ہے۔ یہ ایک منفرد اور جداگانہ کاوش ہے۔ فقہی اَحکام اور عقائدِ اہلسنّت کو بالخصوص اُجاگر کیا جانا یقیناً مسلکِ حق کی آبیاری کے مترادف ہے۔ پیشِ نظر کتاب آپ کے علمی اور تحقیقی مزاج کا بیّن ثبوت ہے۔

اللہ ربُّ العزّت تندرستی وصحت کے ساتھ آپ کی عمر دراز کرے اور دینِ متین کی اِسی طرح خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اِس کتاب کو اُمّتِ مسلمہ کے مابین فوت شدگان کے حقوق کی بابت پائے جانے والے اِبہام واشکال کی دُوری کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

(۱۹ مئی ۲۰۱۰ء، ۴ جمادی الاخری ۱۴۳۱ھ)

تقریظ

از: پروفیسر محمد سعید احمد خان ایم۔اے عربی و اسلامیات (گولڈ میڈلسٹ)
فاضل درس نظامی، فاضل جامعۃ الریاض (سعودی عرب)
سابق چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، ڈین آف آرٹس گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور
بانی و ناظم اعلیٰ: سعید قرآن انسٹیٹیوٹ (رجسٹرڈ)

حامداً وَّمُصَلِّیاً و مُسَلِّمًا، امابعد، یہ ایک عام فہم بات ہے کہ صانع اپنی صنعت، موجد اپنی ایجاد، حکیم اپنی حکمت اور مصنف اپنی تصنیف سے پہچانا جاتا ہے۔ علامہ منیر احمد یوسفی کی پہچان صرف ان کی اِس تصنیف ''حقوقِ فوت شگان'' کی بدولت نہیں۔ وہ عالم باعمل اور خلق حسن سے مزیّن ملتِ اِسلامیہ کا ایک بیش قیمت سرمایہ ہیں۔ اِن کی تحریر ہو یا تقریر اِنتہائی سادہ عام فہم اور سلیس ہوتی ہے۔ دل کی گہرائی سے نکلتی اور دلوں میں اُترتی ہے۔ اِن کی شخصیت تصنع اور نمود و نمائش سے بالا ہے۔ ذاتی مفادات یا مصلحتوں کا شکار ہونے سے کوسوں دُور ہیں۔ خدمتِ خلق کا جذبہ اِن کی جبلت صالحہ صادقہ کا حصّہ ہے۔ وہ سادہ لوح اہل ایمان کی راہنمائی کا فریضہ حکمت و موعظت سے کرتے ہیں۔ نفرتیں، کدورتیں، تعصب اور ذاتی عناد کی جگہ محبت کی فرمانروائی اور اُخوت کی عالمگیری کے وہ داعی ہیں۔ محبتیں بانٹنے اور اپنائیت کو فروغ دینے میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ اُمّت مسلمہ کی ہمہ جہت راہنمائی کو اپنا مشن بنا رکھا ہے۔ عصر حاضر کے تقاضوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے آپ واقعۃً پیر طریقت اور رہبرِ شریعت ہیں۔ توحید و رسالت کے پروانے اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی عملی تعبیر ہیں۔

کتاب ''حقوقِ فوت شدگان'' کا مطالعہ اہلِ قبور سے متعلق اہلسنّت و جماعت کے حقائق پر مبنی عقائد کی نہایت عمدہ اور مدلّل نظریات سے آگہی عطا کرتا ہے۔ اِس سے انفرادی زندگی میں ایک مثبت اِنقلاب برپا ہوتا ہے۔ اللہ کریم و رحیم کی بارگاہ میں اِلتجا ہے کہ وہ موصوف کی اِس کاوش کو قبولِ عام عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم

تقریظ

از: جسٹس (ر) نذیر احمد غازی (ایم اے، ایل ایل بی)
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ و سپریم کورٹ و فیڈرل شریعت کورٹ
نائب صدر سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن، صدر انٹرنیشنل سیرت فورم
ویزیٹنگ پروفیسر نیشنل انسٹیٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن

مذہب انسانی ضروریات کو پورا کرنے کا ایک فطری اور منظم و مفید انداز عطا کرتا ہے۔ اس لیے مذہب کی پیروی سے ایک فلاحی فکر اور درست عمل میسر آتا ہے۔ یہ حقیقت انسانی حیات میں راحت و سکون کا سبب بنتی ہے۔ انسانی زندگی کا تصور مختلف ضرور ہے لیکن اس فطری حقیقت کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں ہے کہ انسانی زندگی مرحلہ و موت سے ضرور گزرتی ہے اور پھر موت زندگی کو نئے جہاں سے آشنا کرتی ہے۔ یہ جہانِ جدید برزخ ہے۔ برزخ کی زندگی کا تعلق قبل از موت کی زندگی سے کئی لحاظ سے برقرار رہتا ہے۔ مرنے سے پہلے کی زندگی مرنے کے بعد کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے اور یوں دنیا و برزخ کی زندگی کا باہمی ارتباط برقرار رہتا ہے۔

اسلام کے نظری، اعتقادی اور عملی رویوں میں یہ مضمون مبادیاتِ دین کا حصّہ ہے کہ حیاتِ قبر و حشر ایک بدیہی حقیقت ہے اور وسعتِ حیات کے اسی تصور کے حوالے سے مختلف مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے یہ ایک لطیف اور نازک اعتقادی مبنی بر حقیقت بحث و نظر ہے۔ اور سیرتِ رسول ﷺ میں روزمرہ کے اعمال و افعال سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ حیات کے اس تصور کو اعتقاداً اور عملاً اپنانا نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ معاشرت میں رشتوں کے تقدس اور باہمی حقوق کی بجا آوری کے لئے ان احکامات اور تعلیمات کو جاننا بھی ہماری دینی معاشرت کا تقاضا ہے۔ جب رسالت پناہ ﷺ جس معاشرے میں مبعوث ہوئے اُس معاشرے میں انسانی

رشتوں کی بے حسی اور بے مروتی عام تھی۔ رشتوں کے تقدس اور تعظیم کا تصور عنقا تھا۔ اِسی سبب سے اِنسانی زندگی حیوانوں سے بدتر تھی۔ حضور سیّدِ کونین ﷺ نے زندگی کی حقیقت اور اِنسانی زندگی پر اثرات سے متعلق اُمور پر جامع و مفصل راہنمائی عطا فرمائی ہے۔ حدیث و سیرت میں بہت کثرت سے یہ معلومات میسر ہیں اور ہمارے علماء کے ہاں موضوعاتی اِعتبار سے منتخب مطالعہ کے بعد تعلیماتِ اِسلامیہ پر مطلوبہ عنوانات پر بہت کچھ لکھا گیا۔ عصری ضروریات کے پیشِ نظر ایک موضوع پر متعلقہ اَحکامات و تعلیمات کو یکجا کرنے سے ایک واضح اور قابلِ عمل راہنمائی میسر آ جاتی ہے جو لوگ ہم سے جدا ہو کر عالمِ برزخ میں آرام فرما ہیں' اُن سے ہمارے رشتوں کی جذباتیت ختم نہیں ہوتی ہے اور روحانی ربط بھی برقرار رہتا ہے۔ بقول اقبال:

یہ نکتہ میں نے سیکھا بوالحسن سے کہ روح مرتی نہیں مرگ بدن سے

اِس موضوع پر ایک مرتب اور سیر حاصل تحریر جو نہایت مدلل ہے اور نہایت شائستہ پیرائے میں ہے۔ جناب محترم مولانا منیر احمد یوسفی نے قلمبند فرمائی ہے۔ راقم نے اِس تحریر کا جستہ جستہ مطالعہ کیا ہے۔ بہت سے نئے گوشے سامنے آئے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ موت اور یومِ آخرت سے غفلت کے سبب ہم ایسے موضوعات پر لکھنا پڑھنا ذرا کم ہی کرتے ہیں اور اگر ایسے موضوعات پر غور و فکر بھی کرتے ہیں تو قلت مطالعہ اور خوفِ خدا کے فقدان کے باعث صحیح رائے قائم نہیں کر پاتے، برزخ و آخرت کو تعجب خیز فسانہ جان کر حقیقت سے بے اعتنائی برتتے ہیں۔ حضرت مولانا منیر احمد یوسفی صاحب ایک صاحبِ تحقیق مصنّف ہیں اور فکر و بیان کے لحاظ سے اعتدال و توازن کا دامن تھامے رکھتے ہیں۔ اِتباعِ سُنّت کو اعتقاد و عمل کی بنیاد بنائے رکھتے ہیں اِس لئے ایسے صاحبانِ عمل لوگوں کی بات میں حقیقت پروری اور عمل انگیزی کے مظاہر نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور شافعِ محشر ﷺ کے صدقے میں ہمیں ہدایت کاملہ سے نوازے اور حضرت مصنّف کے اِس عمل کو قبولیت تامہ عطا فرمائے۔ (آمین)

فقیرِ راہِ محبت

جسٹس (ر) نذیر احمد غازی (ایم اے ایل ایل بی)

تقریظ

از: رشید احمد جنجوعہ یوسفی (ایم۔اے، ایل ایل بی)
جنرل سیکرٹری نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب

فی زمانہ زندہ لوگوں کے حقوق کی پرواہ نہیں کی جاتی تو ایسے ماحول میں فوت شدگان کے حقوق چہ معنی دارد؟ یہ سوال زیرِ نظر کتاب کے ٹائٹل کو دیکھتے ہی ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ قبلہ محترم حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی صاحب نے یہ کیا موضوع اختیار کیا ہے؟ لیکن کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ ہم اِس بارے لاعلم ہیں ہمیں اِس موضوع کے بارے میں سیکھنا چاہئے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اِدھر آدمی فوت ہوا اُدھر اُس کا اپنے پسماندگان، سوگواران اور اعزّہ واقرباء سے تعلق ختم ہوگیا اور بات ختم۔ اَب اِس سے کیا لینا کیا دینا؟ اَب اِس کے لئے اِیصالِ ثواب بھی بے معنی ہے۔ لیکن یہ بعض لوگوں کی ناقص سمجھ کا نتیجہ ہے۔ حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ نباضِ وقت میرے پیرو مرشد قبلہ محترم جناب حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ نے بالکل درست انداز میں وقت کی نبض کو محسوس کیا اور ''حقوق فوت شدگان'' کے عنوان سے زیرِ نظر کتاب کی تالیف فرماتے ہوئے قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ سے ثابت کیا ہے کہ فوت شدہ اہلِ اِیمان کے کئی حقوق ہوتے ہیں جن کی ادائیگی اُن کے پسماندگان کے ذمہ ہوتی ہے۔

شریعتِ مطہرہ میں حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی بڑی اہمیت و وضاحت فرمائی گئی ہے اور اُن کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے۔ لیکن یہ ہماری کم علمی ہے کہ آج کل کے دَور میں ہماری توجہ اِس طرف بہت کم جاتی ہے بلکہ ہم نفسانفسی کا شکار ہیں۔ محض اپنے مفاد اور اپنے حق کی بات کرتے ہیں، دوسروں کے حقوق کا قطعاً

لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ ہمارا مذہب اِسلام بحمد اللہ تعالیٰ ایسا ضابطۂ حیات عطا فرماتا ہے جو معمولاتِ زندگی سے عہدہ برآہ ہونے کے لئے کامل راہنمائی کرتا ہے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ اِنسانی زندگی کے اِختتام کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ ہر اِنسان کو آج نہیں تو کل ضرور موت کے پُل سے گزرنا ہے۔ مفسرین کا فرمان ہے کہ اِس دُنیا سے اِنتقال کے بعد اِنسان کی روح اعلیٰ علیین یا اسفل السافلین میں ہوتی ہے اَحادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ فوت شدگان کی اَرواح اپنے پسماندگان کے گھروں میں بھی حاضر ہوتی ہیں اور متمنی ہوتی ہیں کہ اُن کو کچھ ملے یعنی اُن کے ایصالِ ثواب کے لئے اِہتمام کیا جائے۔ گویا کہ اپنے پسماندگان پر اُن کے حقوق ہیں جن کے وہ خواستگار ہیں۔ حضرت صاحب نے اِسی حقیقت کے پیشِ نظر ''حقوقِ فوت شدگان'' کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔ کتاب کا موضوع منفرد اور اچھوتا ہے اور اپنے اَندر ایک جاذبیت اور کشش لئے ہوئے ہے۔ کتاب کو ایک نظر دیکھنے سے اِس کو پڑھنے کا اشتیاق پیدا ہوتا ہے۔

مؤلفِ کتاب قبلہ محترم حضرت علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کی علمی اور ادبی حیثیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ تقریباً اکیس سال سے ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' اِن کی ادارت میں بڑی باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ ایک عرصہ سے ریڈیو پاکستان اور ٹیلیویژن کے علاوہ اخبارات و رسائل کے ذریعے تبلیغ دین اسلام کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اہل اِیمان کی ہر جہت اور ہر سمت میں راہنمائی کے لئے عام فہم اور سادہ زبان میں تقریباً ہر موضوع پر اِن کی

بیسیوں کتب چھپ چکی ہیں اور گھر گھر پہنچ رہی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بھی اِسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ قبلہ محترم نے قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ سے اِستدلال فرماتے ہوئے موضوع کے مطابق ہر پہلو کا بڑے خوبصورت اور مدلل اَنداز میں اِحاطہ کیا ہے۔ اور بڑی باریک بینی سے تمام جزئیات کی وضاحت فرمائی ہے تاکہ قارئین کرام کو کوئی ابہام نہ رہے۔ اِس کتاب میں فوت شدہ نفوس کی بعد از موت کیفیات کا بڑی جامعیت سے تذکرہ کرتے ہوئے اِس بات پر زور دیا گیا ہے۔ فوت شدگان کے پسماندگان اور سوگواران اُن کے لئے اِیصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کریں کیونکہ ایمانداروں کی دُعاؤں سے فوت شدہ اہلِ اِیمان کی قبریں روشن اور جنت کے باغ بن جاتی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے حبیبِ لبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے قبلہ محترم حضرت علامہ صاحب کی اِس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور اِن کو صحت وتندرستی والی زندگی عطا فرمائے تاکہ یہ تبلیغِ دین کا سلسلہ چلتا رہے اور لوگ اِس چشمۂ ہدایت سے راہنمائی حاصل کر کے اپنی دُنیا وآخرت سنوارتے رہیں۔

آمین ثم آمین

تقریظ

از قلم: محمد شفیق یوسفی (پی۔اے ٹو چیف ایڈیٹر)

حقوق اللہ ایمانیات کے ہر شعبہ پر محیط ہیں مگر حقوق العباد معاشرتی معاملات واَخلاقیات کے ہر پہلو کو عمدہ پیرائے میں باحسن وجوہ سرانجام دینے کا نام ہے۔ اور کامل ایمان والا وہی ہے جو حقوق العباد کو حتی الامکان کماحقہ ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ اِن دونوں حقوق سے عہدہ برآ ہونے کیلئے اُسوۂ حسنہ ہمارے لئے صحیح ترین رہنما ہے اور اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو حقوق العباد من وجہ حقوق اللہ کی ایک صورت ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب اپنی طرز کی ایک اَچھوتی کاوش ہے۔ ایمان کی حالت میں اِس دارِفانی سے عالمِ بقاء کی طرف سفر کرنے والوں کیلئے حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں کتاب الجنائز کا باب بھی باندھا ہے مگر اُردو زبان میں فوت شدگان پر ایک مکمل اور جامع کتاب کی ضرورت بہر حال تھی۔ علامہ منیر احمد یوسفی صاحب نے بڑی عرق ریزی سے اَحادیثِ مبارکہ کے خزانے سے گہر چن کر زیرِ تبصرہ کتاب ''حقوقِ فوت شدگان'' میں اَکٹھے کر دیئے ہیں۔ آج جب ہر طرف نفسانفسی کا دَور دَورہ ہے اور زندوں کے حقوق پامال کئے جا رہے ہیں، وہاں یہ کتاب اہلِ معاشرہ کیلئے ایک مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔ کتاب کا ہر دیندار گھرانے میں ہونا مفید ہے۔

تقریظ

از قلم: محمد انیس الرحمان (ایڈیٹر ہفت روزہ ندائے ملّت)

علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور اور مصنف کتبِ کثیرہ کی علمی و ادبی حیثیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اِشاعتِ دینِ اِسلام آپ کی زندگی کا نصب العین ہے۔ آپ ہر وقت قرآنِ مجید اور سُنّتِ مبارکہ کی اِشاعت و ترویج میں کوشاں رہتے ہیں اور آپ کی تصنیفات و تالیفات کی روشنی میں آپ کے تلامذہ، عقیدت مند اور عام لوگ بھی عقائد کی پختگی اور اَعمال کی دُرستگی حاصل کر رہے ہیں۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔

زیرِ تبصرہ اِس کتاب ''حقوقِ فوت شدگان'' میں قبلہ یوسفی صاحب نے وفات یافتگان کے حقوق کی ذمہ داری جو زندوں پر عائد ہوتی ہے، کے بارے میں نہایت محنت اور عرق ریزی سے عام فہم اور اَحسن انداز میں قرآنِ مجید و اَحادیثِ مبارکہ اور معتبر کتب کے حوالہ جات سے اِس موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔ علامہ منیر احمد یوسفی اور کتاب کے حوالے سے معروف عالمِ دین اور اُستاذ العلماء حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری لکھتے ہیں:

''جیسے ہر دَور میں علمائے ملّت، اُمّتِ مصطفیٰ ﷺ کی رہبری و رہنمائی فرماتے چلے آرہے ہیں، ویسے ہی فی زمانہ پاکستان میں ملتِ اِسلامیہ کی نامور علمی، روحانی اور مذہبی شخصیت پیر طریقت علامہ الحاج منیر احمد یوسفی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ بھی سلف صالحین کے مشن کو اپناتے ہوئے ہر شعبہ ایمانیات، عبادات، معاملات و اَخلاقیات پر اپنے راہوارِ قلم کو بڑی خوبصورتی اور مستعدی سے چلا رہے

ہیں۔محض مصنف ومؤلف بننے کے شوق سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی ہر جہت وسمت پر صحیح صحیح رہنمائی کیلئے ایسے مسائل کو زیرِ قلم لا رہے ہیں جن کی ہر وقت ایک اِیماندار کو سمجھ کر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ علامہ یوسفی صاحب جدید وقدیم علوم کے ماہر ہیں' اِسی لئے اِن کا اندازِ تحریر بھی تقریر کی طرح عام فہم' آسان' سہل' مؤثر' دلکش اور دلپذیر ہے۔ بلاشبہ حضرت مدظلہ نباضِ وقت ہیں اور ظاہری وباطنی حکمت ودانش سے آراستہ ہیں۔

''وفات یافتگان کے حقوق کی ذمہ داری جو زندوں پر عائد ہوتی ہے' اُن کی تشخیص جس خوبصورت انداز میں آپ نے فرمائی ہے۔یقین کیجئے میری نظر سے قبل ازیں ایسی جامع' مکمل اور کامل تصنیف نہیں گزری جو وفات یافتگان کے ایک ایک مسئلے کے دلائل سے مرصع ہو۔ یہ اِیمان اَفروز' روح پرور کتاب اُن نفوسِ قدسیہ کی کیفیات کا اِحاطہ کئے ہوئے ہے' جو شہرِ خموشاں کو اپنا مستقر بنا چکے ہیں۔اُن میں سے بعض ایسے کامل اِیماندار ہیں جن کی قبور کو اِیمانداروں کی دُعائیں ریاضِ جنت کی بہاروں سے آراستہ کرسکتی ہیں اور اِن تمام اُمور سے بہرہ مند ہونے کیلئے قارئین کرام کو تصنیفِ لطیف ''حقوق فوت شدگان'' اِنشاء اللہ العزیز کافی ووافی ثابت ہوگی''۔ اِس کتاب کا ہر مسلمان گھرانے میں موجود ہونا بہت فائدہ مند ثابت ہوگا۔

(ہفت روزہ ندائے ملت (نوائے وقت) ۱۳ مارچ ۲۰۱۰)

تقریظ

از قلم: خالد یزدانی (سنیئر صحافی نوائے وقت)

زیرِ نظر کتاب ''حقوقِ فوت شدگان'' منیر احمد یوسفی صاحب کی تصنیف ہے جس میں مصنف نے وفاتِ یافتگان کے حقوق کی ذمہ داری جو زندوں پر عائد ہوتی ہے' اُن کی تشخیص جس انداز میں تحریر کی ہے اور ہر ایک مسئلے پر دلائل دیئے ہیں۔ اِس پر منشا تابش قصوری لکھتے ہیں'' یہ اِیمان اَفروز روح پرور کتاب اُن نفوسِ قدسیہ کی کیفیات کا اِحاطہ کئے ہوئے ہے' جو شہرِ خموشاں کو اپنا مستقر بنا چکے ہیں''۔ فاضل مصنف منیر احمد یوسفی صاحب کی اِس سے پہلے بھی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن کی روشنی میں پڑھنے والے عقائد کی پختگی اور اَعمال کی دُرستگی حاصل کر رہے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب کا موضوع بھی اِس حوالے سے بڑا اہم ہے۔ اِس کتاب کے مطالعہ سے وفات یافتگان کے حقوق کی ذمہ داری جو زندوں پر عائد ہوتی ہے' کی صحیح عکاسی ہوتی ہے۔

(سنڈے میگزین نوائے وقت ۲۸ مارچ ۲۰۱۰)

تقریظ

از قلم: محمد شعیب مرزا (ایڈیٹر ماہنامہ پھول لاہور)

اِسلام میں حقوق العباد کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جب تک بندہ حقوق العباد ادا نہیں کرے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ بھی معاف نہیں فرمائے گا۔ زندہ لوگوں کی طرح اِسلام نے فوت شدگان کے بھی حقوق مقرر فرمائے ہیں جن کی ادائیگی ضروری ہے۔ زندہ لوگوں سے تو اُن کے حقوق کسی بھی وقت معاف کروائے جاسکتے ہیں لیکن فوت شدگان سے اُن کے حقوق معاف نہیں کروائے جاسکتے۔ لہٰذا اُن کے حقوق کی ادائیگی لازم ہے۔ فوت شدگان کے حقوق تو خالصتاً رضائے الٰہی اور خوفِ خُدا کے تحت ہی ادا کئے جائیں گے۔ اِس موضوع پر شاید پہلی مرتبہ اِتنی توجہ اور تفصیل سے کام کیا گیا ہے۔ اِس میں فوت شدگان کے لواحقین اور تمام مسلمانوں کے ذمے حقوق کو قرآن وسُنّت کے حوالوں سے پیش کیا گیا ہے۔ اِس کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ مہنگائی کے اِس دور میں ۳۵۰ سے زائد صفحات پر مشتمل کتاب کی قیمت صرف ۲۰۰ روپے رکھی گئی ہے اور نہایت خوبصورت گفٹ بکس ہمراہ ہے۔ یہ کتاب کا تحفہ دینا یقیناً صدقہ جاریہ ہے۔

(ماہنامہ پھول لاہور اپریل ۲۰۱۰)

تقریظ

از قلم: شاہد نذیر چوہدری (اسسٹنٹ ایڈیٹر فیملی میگزین)

مجلّہ ''سیدھا راستہ'' کے مدیر اعلیٰ منیر احمد یوسفی نے مذہبی و روحانی تعلیمات کے ذریعے عام مسلمانوں کی رہنمائی کا بیڑہ اُٹھایا ہوا ہے۔ وہ اَب تک متعدد ایسی کتب تحریر کر چکے ہیں جو دین سکھانے اور سمجھانے کیلئے بنیادی معلومات فراہم کرتی ہیں۔ اِسلام کو صحیح طرح سے سمجھنے کیلئے عقائد کی پختگی اور اَعمال کی دُرستگی بہت ضروری ہے جو ظاہر ہے عام فہم اور آسان زبان میں دستیاب ہو جائیں تو سمجھنے سمجھانے اور اُن پر عمل کرنے کیلئے تیر بہدف نسخہ کا کام دیتی ہیں۔ مثلاً اِن کی چند کتابیں ''مجھے نماز سے پیار ہے' آئیں دین سیکھیں' غُسلِ میّت' آدابِ عیادت و نورِ شفاء' ختم کے معانی' ایصالِ ثواب'' کچھ ایسے ہی مضامین کا نچوڑ ہیں جنہیں عام مسلمان پڑھنے کے بعد بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔ معمولاتِ زندگی نبٹانے کیلئے اِسلام کامل رہنمائی کرتا ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہر کسی کو اِسلامی تعلیمات و فرائض سے آگاہ ہونا چاہیے۔ زیرِ نظر کتاب بھی اِس جانب رہنمائی کرتی ہے اور اِسلامی نکتہ نظر سے زندہ افراد پر فوت ہو جانے والوں کے حقوق سے آگاہ کرتی ہے۔ ہمارے ہاں تو زندہ افراد کو اُن کے حقوق نہیں ملتے' لہٰذا مرنے والوں کو کون پوچھتا ہے؟ حالانکہ اِسلام فوت ہو جانے والوں کے حقوق کی نگہداشت اور اُن کی ادائیگی کے معاملے میں واضح ہدایات فراہم کرتا ہے۔ ہمارے مسلمان اِس بات کو بھی سمجھنے سے معذوری ظاہر کر دیتے ہیں کہ حقوق اللہ تو توبہ اِستغفار سے معاف ہو جاتے ہیں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حقوق العباد کی عدم ادائیگی پر سختی فرمائی ہے اور اِس کیلئے جب تک بندہ اپنے حقوق معاف

نہیں کرتا' اللہ بھی اُسے معاف نہیں کرتا۔ احترام آدمیّت کی یہ معراج ہی اِسلام کا خلاصہ ہے۔ لہٰذا زندہ تو زندہ فوت ہوجانے والے کے حقوق کو پورا کرنا بھی واجب اور لازم ہے۔ مذکورہ کتاب فوت شدگان کے حقوق' وارثان اور اَعزاء واَقارب کے فرائض پر مُفَصّل رہنمائی کیلئے تحریر کی گئی ہے۔ مؤلف نے قرآنِ مجید و اَحادیثِ مبارکہ کے حوالے سے مستند اَحکامات وروایات اکٹھی کی ہیں۔ کتاب میں ایک فرد کے مرنے سے اُس کو دفنانے کے تمام مراحل پر جو حقوق وفرائض عائد ہوتے ہیں اُنہیں عام فہم زبان میں یہاں پیش کردیا ہے۔ نمازِ جنازہ کے بارے میں اَحکامات، کفن، قبر کشائی سے لیکر قبر پر مٹی ڈالنے اور تلاوتِ قرآنِ مجید کرنے کیلئے کون کون سی آیاتِ مبارکہ پڑھنی چاہئیں۔ نیز بعد از موت ایک مردہ کے ساتھ کیا کچھ ہوسکتا ہے، اِس ضمن میں بھی واقعات واحکامات کا ذکر کیا گیا ہے۔

نشانِ منزل

..... رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِo

کامل ایماندار وہی ہے جو حقوق العباد کو حتی الامکان کما حقہ ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ حقوق اللہ' اِیمانیات کے ہر شعبہ پر محیط ہیں۔ اور حقوق العباد معاشرتی معاملات و اَخلاقیات کے ہر پہلو کو عمدہ پیرائے میں باحسن وجوہ سرانجام دینے کا نام ہے۔

اِن دونوں حقوق سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اُسوۂ حسنہ ہمارے لئے صحیح ترین رہنما ہے۔ چنانچہ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ''تمہاری کامیاب زندگی کے لئے رسول اللہ (ﷺ) کا اُسوۂ ہی کافی ہے''۔ یعنی رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تکمیل کے لئے جو تعلیم عطا فرمائی اُسے بروئے عمل لایا جائے تو ہر قسم کے حقوق پورے کئے جاسکتے ہیں۔

حقوق اللہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں توبہ کو اپنایا جائے تو اللہ کریم جل مجدہُ العظیم اپنے حقوق معاف فرما دیتا ہے مگر حقوق العباد کی عدم ادائیگی میں جب تک بندہ اپنے حقوق معاف نہیں کرے گا تو ربُّ العزّت کی گرفت یقینی ہے۔

حقیقتاً دیکھا جائے تو حقوق العباد بھی من وجہ حقوق اللہ ہی کی ایک صورت ہے۔ لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہُ الکریم اور اُس کے حبیبِ لبیب ﷺ کی رضا و خوشنودی کے لئے حقوق العباد کو بھی اِسی طرح پورا کیا جانا چاہئے جیسے حقوق اللہ کی ادائیگی ضروری ہے۔ دنیوی زندگی میں تو برضا و رغبت یا طوعاً کرہاً بندوں کے حقوق پورے کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جسے ریاکاری' نمود و نمائش' دکھاوا یا ناک رکھنے کی خاطر بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کیونکہ عوام میں یہ جراثیم خاصی حد تک پھیل چکے ہیں۔

مگر بعد از وفات (مُردوں کے) حقوق جو زندوں پر عائد ہوتے ہیں اُن کا پورا کرنا تو اور بھی زیادہ لازم اور واجب ہو جاتا ہے اور اُن کا پورا کرتے رہنا اُمید

ہے' ریاکاری کے زمرے میں بھی نہیں آئے گا' کیونکہ مُردے سے تو اِس دُنیا میں شکریئے کا تصور بھی مفقود ہے۔

بعض حقوق تو وفات یافتگان کے اعزّاء واقارب پر لازم ہیں اور بعض کا عام مسلمانوں پر پورا کرنا ضروری ہے۔ وہ حقوق کون کون سے ہیں' جن کا جاننا' سمجھنا اور پھر ادا کرنا متعلقین اور عوام مسلمین پر لازم وضروری ہے۔ وہ کیسے معلوم ہوں تو اِس سلسلہ میں ہماری رہنمائی قرآنِ مجید فرقانِ حمید نے یوں فرمائی: **فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ** ○ ''پھر اُنہیں اہل علم سے دریافت کرو جن (مسائل) کو تم نہیں جانتے''۔

جیسے ہر دَور میں علمائے مِلّت' اُمّتِ مصطفیٰ ﷺ کی رہبری و رہنمائی فرماتے چلے آرہے ہیں ویسے ہی فی زمانہ پاکستان میں مِلّتِ اِسلامیہ کی نامور علمی و روحانی اور مذہبی شخصیت پیر طریقت' رہبر' شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ بھی سلف صالحین کے مشن کو اپناتے ہوئے ہر شعبۂ اِیمانیات' عبادات' معاملات واَخلاقیات پر اپنے راہوارِ قلم کو بڑی خوبصورتی اور مستعدی سے چلا رہے ہیں۔ محض مصنّف ومؤلف بننے کے شوق سے نہیں' بلکہ مسلمانوں کی ہر جہت وسمت پر صحیح صحیح رہنمائی کے لئے ایسے مسائل کو زیرِ قلم لا رہے ہیں جن کی ہر وقت ہر ایک ایماندار کو سمجھ کر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

چونکہ حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی جدید وقدیم علوم کے ماہر ہیں' اِس لئے اِن کا اندازِ تحریر بھی تقریر کی طرح عام فہم' آسان' سہل' مؤثر دلکش اور دلپذیر ہے۔ بلا شبہ حضرت مدظلہ نباضِ وقت ہیں۔ موصوف ظاہری و باطنی حکمت و دانش سے آراستہ ہیں۔ سیّد عالم ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے۔ **كُلُّ دَاءٍ دَوَاءٌ** ''ہر مرض کی دوا ہے''۔ اِس فرمانِ عالی شان سے واضح ہو رہا ہے کہ:۔

مرض جسمانی ہو یا روحانی ہر دو قابل علاج ہیں۔ کوئی مرض لاعلاج نہیں۔ گو کوئی بھی سپیشلسٹ اِس کی تہ تک نہ پہنچ سکے۔ بہر حال مولانا الموصوف طبیبِ حاذق کی طرح روحانی وجسمانی اَمراض کی تشخیص پوری بصیرت وفراست سے کرتے ہوئے

نسخہ تجویز کرتے ہیں نہ صرف نسخہ کی تجویز پر اکتفا کرتے ہیں بلکہ اِستعمال کا طریقہ اور پرہیز بھی اِس شان سے واضح کرتے چلے جاتے ہیں کہ کسی قسم کا اِبہام باقی نہیں رہتا۔ تاہم شفا من جانب اللہ۔

وفات یافتگان کے حقوق کی ذمہ داری جو زندوں پر عائد ہوتی ہے اُن کی تشخیص جس خوبصورت انداز میں آپ نے فرمائی ہے۔ یقین کیجئے میری نظر سے ازیں قبل ایسی جامع، مکمل اور کامل تصنیف نہیں گزری۔ جو وفات یافتگان کے ایک ایک مسئلے کے دلائل سے مرصّع ہو۔ یہ ایمان اَفروز، روح پرور کتاب اُن نفوسِ قدسیہ کی کیفیات کا اَحاطہ کئے ہوئے ہے۔ جو شہرِ خموشاں کو اپنا مستقر بنا چکے ہیں۔ اِن میں سے بعض ایسے کامل اِیماندار ہیں جن کے متعلق مخبر صادق سیّد عالم نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: قَبْرُ الْمُؤْمِنِ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ''مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے''۔ مگر بعض ایسے اِیماندار ہیں جن کی قبور کو اِیمانداروں کی دُعائیں ریاضِ جنت کی بہاروں سے آراستہ کر سکتی ہیں اور اِن تمام اُمور سے بہرہ مند ہونے کے لئے قارئین کرام کو تصنیفِ لطیف ''حقوقِ فوت شدگان'' اِنشاء اللہ العزیز کافی ووافی ثابت ہوگی۔

دُعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی کی جملہ تصانیف کو قبولیّت ومحبوبیّت کا شرف عطا فرمائے اور معمول کے مطابق مِلّتِ اِسلامیہ کو ''سیدھا راستہ'' دِکھاتے رہیں اور اِس پر چلاتے رہیں۔

خیر اندیش

محمد منشاء تابش قصوری

(جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) خطیب: مدینہ مسجد مرید کے

۱۲ ذوالحجہ المبارکہ ۱۴۳۰ھ

۱۳ نومبر ۲۰۰۹ء دوشنبہ

عرضِ حال

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی توفیق، نبی کریم رؤف ورحیم رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین ﷺ کی رحمت اور مرشدِ کامل امینِ علم لدُنی پیر طریقت رہبرِ شریعت حضرت علامہ محمد یوسف علی نگینہ قدس سرہٗ العزیز کے فیضانِ نظر سے مختلف موضوعات پر بیسیوں کتابیں تالیف وتصنیف کی ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ اِن تالیفات وتصنیفات کی روشنی میں لوگ عقائد کی پختگی اور اَعمال کی درستگی حاصل کررہے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بندۂ ناچیز کی تصنیفات وتالیفات تعلیمی اَداروں میں بھی پذیرائی رکھتی ہیں۔ اِسی سلسلہ میں مس مسرت طاہرہ پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ڈنگہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات نے بھی اپنے کالج میں مختلف تالیفات اور تصنیفات متعارف کروائیں۔ خصوصاً حقوقِ والدین، حقوقِ زوجین، یوسف مصرِ محبت، آئیں اپنی نماز کا جائزلیں، تاریخ وضو اور اَمر بالمعروف ونہی عن المنکر وغیرہ۔ اُنہوں نے بندۂ ناچیز کو تجویز پیش کی کہ ایک کتاب ''حقوقِ فوت شدگان'' کے متعلق بھی تحریر کی جائے۔ چنانچہ بندۂ ناچیز نے ''حقوقِ فوت شدگان'' کے موضوع پر زیرِ نظر کتاب کو تحریر کرنا شروع کیا جو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے فضل وکرم اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صدقے آپ کے پاس موجود ہے۔

بندۂ ناچیز اُستاذ العلماء اُستاذ الکل فی الکل حضرت علامہ محمد منشاء تابش قصوری مدظلہ العالی کا خصوصی طور پر شکر گزار ہے کہ جنہوں نے خصوصی توجہ فرما کر کتاب پر نظر ثانی کی اور تصحیح فرمائی اور بندۂ ناچیز کی حوصلہ اَفزائی فرمائی۔

اِسی طرح میں اُن تمام عزیز وں اور دوستوں کا جنہوں نے کتاب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور اِشاعت میں کوشش کی۔ خصوصاً حضرت مفتی علامہ مولانا صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد آصف یوسفی، حضرت مفتی علامہ مولانا حافظ محمد رضوان یوسفی، رشید احمد جنجوعہ یوسفی، محمد عثمان علی یوسفی، حافظ محمد عظیم یوسفی، سیف اللہ یوسفی، عظیم اعظم یوسفی، شیخ محمد آصف یوسفی اور ملک محمد سلیم نواز یوسفی کا شکر گزار ہوں۔

دُعا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اپنے پیارے نبی رحمت رؤف ورحیم ﷺ کے صدقے اِس ناچیز سی سعی کو قبول فرما کر قبولِ عام عطا فرمائے اور اِس کتاب کے مطالعے کے بعد جتنے لوگ مستفید ہوں سب کا ثواب تمام شمعِ توحید و رسالت کے پروانوں فوت شدگان ایمان والوں کو عطا فرمائے۔ آمین!

طالب دُعا

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

موت کیا ہے؟

خالقِ کائنات نے جس طرح دیگر مخلوقات کو پیدا کیا ہے' ایسے ہی موت کو بھی تخلیق فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط ....[1] یعنی ''وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی تا کہ تمہاری پہچان ہو (کہ) تم میں سے کس کا عمل اچھا ہے''۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی آدَمَ وَ ذُرِّیَّتَہٗ قَالَتِ الْمَلَآئِکَۃُ: اَنَّ الْاَرْضَ لَا تَسَعُھُمْ فَقَالَ: اِنِّیْ جَاعِلٌ مَوْتًا قَالُوْا: اِذَا لَا یَھْنَالَھُمُ الْعَیْشُ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُ اَمَلًا [2] ''جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے (حضرت سیّدنا) آدم (علیٰ نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام) کو اور اُن سے اُن کی ذرّیّت کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا: کہ زمین میں اِن کی گنجائش نہیں' تو اللہ (رَبُّ العزّت) نے فرمایا: میں موت پیدا کرنے والا ہوں' تو اُنہوں نے عرض کیا' پھر تو اُن کی زندگی مکدّر اور بے مزہ ہو جائے گی' تو اللہ (رَبُّ العالمین) نے فرمایا: بے شک میں اُمید پیدا فرمانے والا ہوں''۔

موت کیا ہے؟

اَلْمَوْتُ ھُوَ انْقِطَاعُ تَعَلُّقِ الرُّوْحِ بِالْبَدَنِ وَ مُفَارَقَۃٌ وَ حَیْلُوْلَۃٌ بَیْنَھُمَا وَ تَبَدُّلُ حَالُ الْمَوْتِ لَیْسَ بِعَدَمٍ وَ اِنْتِقَالٌ مِّنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ [3] ''موت بدن سے روح کے تعلق کے ختم ہو جانے کا نام ہے۔ یہ ایک حجاب ہے' جو روح اور بدن کے درمیان قائم ہو جاتا ہے۔ موت عدم نہیں ہے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہونے کا نام ہے''۔

---

[1] سورۃ الملک آیت نمبر ۲۔ [2] شرح الصدور ص ۱۷ (عربی' بیروت لبنان)۔ [3] شرح الصدور ص ۲۴۔

عقل مند مومن:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کُنتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَجَآءَہٗ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَفْضَلُ؟ قَالَ اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا قَالَ فَاَیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَکْیَسُ؟ قَالَ اَکْثَرُھُمْ لِلْمَوْتِ ذِکْرًا وَّ اَحْسَنُھُمْ لِمَا بَعْدَہٗ اِسْتِعْدَادًا اُولٰئِکَ الْاَکْیَاسُ [۴] ''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، اتنے میں انصار میں سے ایک مرد انصاری آپ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا، پھر سوال کیا! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کون سا مومن، مومنوں میں سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے اَخلاق اچھے ہوں۔ پھر اُس نے پوچھا: کون سا مومن عقل مند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو موت کو بہت یاد کرتا ہے اور موت کے بعد کے لئے اچھی تیاری کرتا ہے، وہی عقل مند ہے''۔

طبرانی شریف میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، بعض بزرگانِ دین کا کہنا ہے:- مَنْ اَکْثَرَ ذِکْرَ الْمَوْتِ اَکْرَمَ بِثَلَاثَۃِ اَشْیَآءَ (۱) تَعْجِیْلُ التَّوْبَۃِ وَ (۲) قَنَاعَتُ الْقَلْبِ وَ (۳) نَشَاطُ الْعِبَادَۃِ۔ وَ مَنْ نَسِیَ الْمَوْتَ عُوْقِبَ بِثَلَاثَۃِ اَشْیَآءَ (۱) تَسْوِیْفُ التَّوْبَۃِ وَ (۲) تَرْکُ الرِّضَاءِ بِالْکَفَافِ وَ (۳) وَالتَّکَاْسُلُ فِی الْعِبَادَۃِ [۵] ''کہ جس نے موت کو بکثرت یاد کیا اُسے تین اِنعامات ملیں گے (۱) توبہ کی جلد توفیق ہوگی اور (۲) دِل میں قناعت نصیب ہوگی اور (۳) عبادت میں خوشی ہوگی اور جس نے موت کو بُھلا دیا، اُس پر تین مصیبتیں نازل ہوں گی (۱) توبہ میں ٹال مٹول (۲) رضائے الٰہی کا ترک و بے صبری اور (۳) عبادت میں سستی۔

---

[۴] ابن ماجہ ص ۳۲۴، تفسیر طبری جز ۸ ص ۲۹، حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۳۱۳، مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۵۸۳ (چھاپہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان نیا ایڈیشن ۴ جلدیں) شرح الصدور ص ۲۸۔

[۵] شرح الصدور ص ۲۹۔

شہداء کے ساتھ حشر:

قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ یَحْشُرُ مَعَ الشُّھَدَآءِ اَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ مَنْ یَّذْکُرُ الْمَوْتَ فِی الْیَوْمِ وَالَّیْلَۃِ عِشْرِیْنَ مَرَّۃً [۶] ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا شہداء کے ساتھ کسی کا حشر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اُس کا جو موت کو دن اور رات میں بیس مرتبہ یاد کرے گا''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ اَحَدٍ یَّمُوْتُ اِلَّا نَدِمَ قَالُوْا: وَمَا نَدَامَتُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ ازْدَادَ وَ اِنْ کَانَ مُسِیْئًا نَدِمَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ نَزَعَ [۷] ''جو شخص بھی مرتا ہے پشیمان ہوتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اُس کی پشیمانی کیا ہے؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: اگر وہ نیکوکار ہے تو اِس اَمر پر شرمندہ ہوگا کہ نیکیاں زیادہ کیوں نہیں کیں اور اگر بدکار ہوگا تو اِس بات پر شرمندہ ہوگا کہ بُرائیاں کیوں نہ چھوڑیں''۔

موت کو یاد کرنا:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ یَعْنِی الْمَوْتَ [۸] '' لذّتوں کو مٹانے اور کاٹنے والی (موت) کو بہت یاد کرو''۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کُنْتُ نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا فَاِنَّھَا تُزَھِّدُ

---

[۶] شرح الصدور ص ۲۹۔ [۷] شرح الصدور ص ۳۲' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۵۳' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۴۷۹ (چھاپہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان کل ۷ جلدیں نیا ایڈیشن) ترمذی کتاب الزہد حدیث نمبر ۲۴۰۳' مشکوٰۃ ص ۴۸۴۔ [۸] نسائی جلد ۱ ص ۲۵۸' ترمذی جلد ۲ ص ۵۷' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۳' مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۳۲۱' مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۳۰۹' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۳۶' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۹۸' ابن ماجہ ص ۳۲۴۔

فِی الدُّنْیَا وَ تُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ ۹ ”میں تم کو قبروں کی زیارت سے منع فرماتا تھا اَب زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دُنیا میں زہد اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہیں“۔

(۳) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں‘ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ زُرِ الْقُبُوْرَ تُذَکِّرُ بِھَا الْاٰخِرَۃَ وَاغْسِلِ الْمَوْتٰی فَاِنَّ مُعَالِجَۃَ جَسَدٌ وَّ مَوْعِظَۃٌ بَلِیْغَۃٌ وَصَلِّ عَلَی الْجَنَائِزِ لَعَلَّ ذٰلِکَ اَنْ یَحْزُنَکَ فَاِنَّ الْحُزَیْنَ فِی ظِلِّ اللّٰہِ یَتَعَرَّضُ کُلَّ خَیْرٍ ۱۰ ” مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبروں کی زیارت کرو تا کہ آخرت کی یاد آئے اور مردہ کو نہلاؤ کہ فانی جسم کا چھونا بہت بڑی نصیحت ہے اور نماز جنازہ پڑھو تا کہ یہ تمہیں غمگین کرے کیونکہ غمگین اِنسان اللہ (جل جلالہ کی رحمت) کے سایہ میں ہوتا ہے“۔

علاماتِ موت:

علاماتِ موت جب ظاہر ہوتی ہیں تو کنپٹی دھنس جاتی ہے‘ ناک ٹیڑھی پڑ جاتی ہے۔ پاؤں بے جان ہو جاتے ہیں‘ جب کھڑے کئے جائیں تو کھڑے نہ رہ سکیں بلکہ گر جائیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں‘ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: اَرْقِبُوا الْمَیِّتَ عِنْدَ مَوْتِہٖ ثَلَاثًا (۱) اِنْ رَشَحَتْ جَبِیْنُہٗ (۲) ذَرَفَتْ عِیْنَاہُ وَ (۳) انْتَشَرَتْ مُنْخِرَاہُ فَھِیَ رَحْمَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ قَدْ نَزَلَتْ بِہٖ وَ (۱) اِنْ غَطَّ غَطِیْطَ الْبَکْرِ الْمَخْنُوْقِ (۲) وَخَمَدَ لَوْنُہٗ وَ (۳) اَزْبَدَ شَدْقَاہُ فَھُوَ عَذَابٌ مِّنَ اللّٰہِ قَدْ حَلَّ بِہٖ ۱۱ ”میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا‘ آپ (ﷺ) فرماتے تھے کہ مرنے والے میں تین علامتیں دیکھو (۱) اگر اُس کی پیشانی پر پسینہ آئے (۲) آنکھوں میں آنسو آئیں اور (۳) نتھنے پھیل جائیں تو یہ اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کی رحمت ہے اور اگر (۱) وہ جس کا گلا گھونٹا گیا ہو (۲) رنگ پھیکا پڑ جائے اور (۳) منہ سے جھاگ

---

۹ ابن ماجہ ص ۱۱۴‘ شرح الصدور ص ۳۲۔ ۱۰ در منثور جلد ۶ ص ۴۳۹‘ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۳۳۔
۱۱ شرح الصدور ص ۳۸‘ کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۱۷۸۔

ڈالنے لگے تو یہ اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کے عذاب نازل ہونے کی علامت ہے"۔

مومن کی پیشانی کا پسینہ:

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الْمُؤْمِنُ یَمُوْتُ بِعَرَقِ الْجَبِیْنِ ۱۲ "نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مومن پیشانی کے پسینے سے مرتا ہے"۔

ناگہانی موت:

حضرت عبید اللہ بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَوْتُ الْفُجَاءَۃِ اَخْذَۃُ الْاَسَفِ ۱۳ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ناگہانی موت غضب کی پکڑ ہے"۔ "الجامع لشعب الایمان للبیہقی" میں یہ زیادہ ہے کہ اَخْذَۃُ الْاَسَفِ لِلْکَافِرِ وَ رَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِ ۱۴ "موت کافر کے لئے غضب کی پکڑ ہے اور مومن کے لئے رحمت"۔

کیا موت کی تمنا کرنی چاہئے؟

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَ اِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّسْتَعْتِبَ ۱۵ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے۔ نیکوکار تو اس لئے کہ شاید وہ نیکیاں بڑھالے اور بدکار اس لئے کہ شاید وہ توبہ کرلے"۔

(۲) انہی سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ وَلَا یَدْعُ بِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَہٗ اَنَّہٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ اَمَلُہٗ وَ اَنَّہٗ لَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُہٗ اِلَّا خَیْرًا ۱۶ "تم میں سے کوئی نہ تو موت

---

۱۲ ابن ماجہ ص ۱۰۶، نسائی جلد ۱ ص ۲۵۹۔۲۵۸، مشکوٰۃ ص ۱۴۰، ترمذی حدیث نمبر ۹۸۲، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۵۷۔ ۱۳ ابوداؤد جلد ۲ ص ۸۷، مشکوٰۃ ص ۱۴۰، مسند احمد جلد ۳ ص ۴۲۴۔ ۱۴ مشکوٰۃ ص ۱۴۰۔ ۱۵ بخاری جلد ۲ ص ۸۴۷، مشکوٰۃ ص ۱۳۹، نسائی جلد ۱ ص ۲۵۸، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۶۳۔ ۱۶ نسائی جلد ۱ ص ۲۵۸ (عن انس رضی اللہ عنہ) ابن ماجہ ص ۳۲۵، شرح الصدور ص ۱۷، مشکوٰۃ ص ۱۳۹۔

کی آرزو کرے اور نہ اِس کے آنے سے پہلے اِس کی دُعا کرے۔ کیونکہ جب وہ مر جائے گا تو اُس کی اُمیدیں ختم ہو جائیں گی اور مومن کی عمر تو بھلائی ہی بڑھاتی ہے''۔

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ فَاِنَّ هَوْلَ الْمُطَّلَعِ شَدِيْدٌ وَ اِنَّ مِنَ السَّعَادَةِ اَنْ يَّطُوْلَ عُمُرُ الْعَبْدِ وَ يَرْزُقُهُ اللّٰهُ الْاِنَابَةَ ۱۷ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کی آرزو نہ کرو کیونکہ اِس پہاڑ کی وحشت سخت ہے اور یہ کسی بندے کی نیک بختی ہے کہ اُس کی عمر لمبی ہو اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے اپنی طرف رجوع نصیب فرمائے''۔

(۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جب موت کی تمنا کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَتَمَنَّ الْمَوْتَ' فَاِنْ كُنْتَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَالْبَقَاءُ خَيْرٌ لَّكَ' وَاِنْ كُنْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمَا يَعْجِلُكَ اِلَيْهَا ۱۸ ''موت کی تمنا نہ کرو اِس لئے کہ اگر تم اہلِ جنت سے ہو تو زندگی بہتر ہے اور اگر اہلِ جہنم سے ہو تو جلدی کیوں جانا چاہتے ہو''۔ (سبحان اللہ! یہ بات اُس مردِ مومن سے فرمائی جا رہی ہے جو عشرہ مبشرہ یعنی جنتی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں لیکن یہ بات ساری اُمت کو سمجھائی جا رہی ہے)۔

اگر موت ضرور ہی مانگنی ہو تو!

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضَرٍّ نَزَلَ بِهٖ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَ تَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ ۱۹ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی آئی ہوئی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے' پھر اگر چار و ناچار موت کی تمنا کرنی ہی پڑے تو یوں کہے ''اے میرے

---

۱۷ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۳۲' مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۳۳۴-۳۰۳' مشکوٰۃ ص ۱۴۰' شرح الصدور ص ۱۸۔ ۱۸ شرح الصدور ص ۱۸۔ ۱۹ بخاری جلد ۲ ص ۸۴۷' مشکوٰۃ ص ۱۳۹' شرح الصدور ص ۱۷' ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۱' مسلم حدیث نمبر ۲۶۸۰' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۰۸' نسائی حدیث نمبر ۱۸۲۱' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۶۵' مسند احمد جلد ۳ ص ۳۰۱۔

اللہ (جل جلالک) اگر میرے لئے زندگی بہتر ہے تو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے موت عطا فرما''۔

دین میں فتنہ کے ڈر سے موت کی آرزو اور دُعا کرنی جائز ہے۔ حضرت ابوعبس غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بَادِرُوْا بِالْمَوْتِ سِتًّا: اِمْرَةُ السُّفَهَآءِ وَ كَثْرَةُ الشُّرْطِ وَ بَيْعُ الْحِكَمِ' وَ اسْتِخْفَافًا بِالدَّمِ' وَ قَطِيْعَةُ الرَّحِمِ وَ نَشْوًا يَتَّخِذُوْنَ الْقُرْآنَ مَزَامِيْرَ يُقَدِّمُوْنَ الرَّجُلَ لِيُغَنِّيَهُمْ بِالْقُرْآنِ وَ اِنْ كَانَ اَقَلَّهُمْ فِقْهًا [۲۰] ''چھ چیزوں کے آنے سے پہلے فوت ہو جاؤ (یعنی موت کی تمنا کرو) (۱) بے وقوفوں کی حکومت سے (۲) شرط کی زیادتی سے (۳) حکمت کی باتوں کو بیچنے سے (۴) خون کی ناقدری سے (۵) قطع رحمی سے اور (۶) اُن لوگوں سے جو قرآنِ مجید کو گا کر پڑھتے ہیں۔ ایک آدمی کو آگے کرتے ہیں جو اُن کو قرآنِ مجید گا کر سنائے خواہ وہ سب سے کم سمجھ رکھتا ہو''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیاروں کے پاس بیٹھ کر موت کی تمنا نہیں کرنی چاہئے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: کہ جَلَسْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَّرَنَا وَرَقَّقَنَا فَبَكٰى سَعْدُ ابْنُ اَبِىْ وَقَّاصٍ فَاَكْثَرَ الْبُكَاءَ قَالَ يَالَيْتَنِىْ مِتُّ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ يَا سَعْدُ اَعِنْدِىْ تَتَمَنّٰى الْمَوْتَ؟ فَرَدَّدَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ يَا سَعْدُ اِنْ كُنْتَ خُلِقْتَ لِلْجَنَّةِ فَمَا طَالَ عُمُرُكَ وَ حَسُنَ مِنْ عَمَلِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ [۲۱] ''ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' آپ ﷺ نے ہمیں نصیحت فرمائی اور ہمارے دِل نرم کر دیئے (حضرت) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بہت روئے' بولے ہائے کاش! میں مر جاتا۔ تب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے

---

[۲۰] مسند احمد جلد ۳ ص ۴۹۴' مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۱۹۹' جلد ۵ ص ۲۴۵' شرح الصدور ص ۲۰۔ [۲۱] مسند احمد جلد ۵ ص ۲۶۷' مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۰۲' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۵۸' مشکوٰۃ ص ۱۴۰۔

فرمایا: اے سعد (رضی اللہ عنہ) کیا میری موجودگی میں موت کی تمنا کرتے ہو؟ یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائی پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے سعد (رضی اللہ عنہ) اگر تم جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہو تو جس قدر تمہاری عمر دراز ہوگی اور تمہارے عمل اچھے ہوں گے تو تمہارے حق میں بہتر ہے"۔

مرنے والوں کو تلقین:

(۱) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ "اپنے مرنے والوں کو (اس کلمہ کی) تلقین کرو (یعنی) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ "اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں وہ حلم والا ہے' کرم والا ہے' پاک ہے اللہ (عزوجل) عرشِ عظیم کا رب ہے' ساری تعریفیں جہانوں کے پروردگار کے لئے ہیں"۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ دُعا زندوں کے لئے کیسی ہے؟ فرمایا: اَجْوَدُ وَ اَجْوَدُ "بہت اچھی ہے اور بہت اچھی ہے"۔ ۲۲

(۲) حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد (مبارک) ہے کہ اپنے مرنے والوں کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) سکھاؤ۔ ۲۳

اِس طرح کہ مرنے والے کے پاس بلند آواز سے کلمہ پڑھنا چاہئے' اِس کا حکم نہیں دینا چاہئے۔ خیال رہے اگر مومن مرتے وقت کلمہ نہ پڑھ سکے جیسے بے ہوش یا شہید وغیرہ تو وہ اِیمان پر ہی اِس دُنیا سے رخصت ہوا کیونکہ زندگی میں مومن تھا۔ لہٰذا اَب بھی مومن' بلکہ اگر نزع کی غشی میں منہ سے کلمہ کفر سنا جائے تب بھی وہ مومن ہی ہوگا اور کفن' نماز' دفن سب کچھ ہوگا کیونکہ غشی کی حالت میں اِرتداد معتبر نہیں۔ (از شامی) ۲۴ [مرتے وقت کلمہ پڑھانا اِس حدیثِ مبارک محولہ بالا پر عمل کے لئے ہے نہ

---

۲۲ ابن ماجہ ص ۱۰۵' مشکوٰۃ ص ۱۴۱۔ ۲۳ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۰' مشکوٰۃ ص ۱۴۰' ابن ماجہ ص ۱۰۵' نسائی جلد ۲ ص ۲۵۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۳' مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۲۳' درمنثور جلد ۳ ص ۲۹۸' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۷' ترمذی حدیث نمبر ۹۷۶۔ ۲۴ مرآۃ جلد ۲ ص ۴۴۴۔

کہ اُسے مسلمان بنانے کے لئے، مسلمان تو وہ پہلے ہی ہے]

(۳) اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِیْضَ اَوِ الْمَیِّتَ فَقُوْلُوْا خَیْرًا فَاِنَّ الْمَلَائِکَةَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ [۲۵] ''جب تم بیمار میّت (یعنی قریب المرگ) کے پاس جاؤ تو (منہ سے) اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے تمہارے کہے پر آمین کہتے ہیں''۔

مرنے والے کا آخری کلام:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- ''جس کا آخری کلام ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ہو وہ جنت میں جائے گا''۔ [۲۶]

مرنے والے کے پاس سورۂ یٰسین پڑھیں:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِقْرَاُوْا سُوْرَةَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ [۲۷] ''اپنے مرنے والوں پر سورۂ یٰسین پڑھا کرو''۔

وقتِ موت کیا اُمید ہو؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ایک جوان کے پاس اُس کی موت کے وقت تشریف لے گئے تو فرمایا:- کَیْفَ تَجِدُکَ ؟ قَالَ اَرْجُوْ اللّٰهَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ اِنِّیْ اَخَافُ ذُنُوْبِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ فِیْ مِثْلِ هٰذَا

---

[۲۵] مسلم جلد ا ص ۳۰۰، مشکوٰۃ ص ۱۴۰، ابن ماجہ ص ۱۰۵، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۱۱۵، ترمذی حدیث نمبر ۹۷۷، نسائی حدیث نمبر ۱۸۲۵۔ [۲۶] مشکوٰۃ ص ۱۴۱، مسند احمد جلد ۵ ص ۲۴۷۔۲۳۳، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۲۳، مستدرک حاکم جلد ا ص ۵۰۰۔۳۱۷، قرطبی جلد ا جز ۲ ص ۱۹۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۶۔ [۲۷] مسند احمد جلد ۵ ص ۲۶، مشکوٰۃ ص ۱۴۱، ابن ماجہ ص ۱۰۵، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۱۶، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۲۱۔

اَلْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا يَرْجُوْ وَاَمَّنَهٗ مِمَّا يَخَافُ [۲۸] ''تو اپنے آپ کو کیسا پاتا ہے؟ اُس نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اللہ (عزوجل) سے اُمید کر رہا ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈر رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دو چیزیں جب بندۂ (مومن) کے دِل میں جمع ہو جاتی ہیں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے اُس کی اُمید (کے مطابق) دیتا ہے اور ڈراؤنی چیز سے اَمن عطا فرماتا ہے''۔

نزع کی سختی میں اَجر وثواب:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس گئے جبکہ اُن کا ایک رشتہ دار فوت ہو رہا تھا (اُس وقت) اُس کا دم گھٹ رہا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے (مرنے والے کی وجہ سے مجھے یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو) رنجیدہ دیکھا تو فرمایا اور لَاتَبْئَسِیْ عَلٰی حَمِیْمِکِ فَاِنَّ ذٰلِکِ مِنْ حَسَنَاتِهٖ [۲۹] ''(اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اِس بات پر غمگین مت ہو کہ آپ کے رشتہ دار پر جان نکلنے میں سختی ہو رہی ہے یہ اُس کی نیکیوں کا سبب ہے''۔ (موت کے وقت کی سختی سے اللہ کریم رہے سہے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے)۔

مسئلہ: قریب المرگ آدمی کے پاس دُعائے شفاء اور دُعائے مغفرت ہی کرنی چاہئے اِس حالت میں حاضرین دنیوی کلام نہ کریں، آخری وقت تک دُعائے شفاء کر سکتے ہیں۔ [۳۰]

مسئلہ: مرتے ہوئے شخص کے پاس یا مرنے والے کے پاس ملک الموت اور اُن کے ساتھی فرشتے بھی اُس بات پر آمین کہتے ہیں جو لوگوں کے منہ سے نکلتی ہے۔ [۳۱]

جو آدمی بیماری کی حالت میں مرے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ

---

[۲۸] ترمذی جلد۱ص۱۹۲، ابن ماجہ ص۳۲۴، الترغیب والترہیب جلد۴ص۲۶۸، حلیۃ الاولیاء جلد۶ ص۲۹۲، درمنثور جلد۷ص۲۱۴۔ [۲۹] ابن ماجہ ص۱۰۶، کنز العمال حدیث نمبر۴۲۲۱۵۔ [۳۰] مرآۃ جلد۲ص۴۴۵۔ [۳۱] مرآۃ جلد۲ص۴۴۵۔

نے فرمایا: مَنْ مَّاتَ مَرِیْضًا مَّاتَ شَهِیْدًا وَّوَ قِیَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَغُدِیَ وَ رِیْحَ عَلَیْهِ بِرِزْقِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ ۳۲ ''جو شخص بیمار رہ کر فوت ہو وہ شہید فوت ہو گا۔ قبر کے عذاب سے بچے گا اور صبح و شام اُس کو جنت سے روزی ملے گی''۔

روح جب قبض ہو جائے تو آنکھیں بند کر دینی چاہئیں:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی اَبِیْ سَلَمَةَ وَ قَدْشَقَّ بَصَرُهٗ فَاَغْمَضَهٗ ثُمَّ قَالَ اَنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ ۳۳ ''رسول اللہ ﷺ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو اُن کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں۔ (آپ ﷺ نے) اُنہیں بند کر دیا پھر فرمایا کہ روح جب قبض کر لی جاتی ہے تو نظر اُس کے پیچھے جاتی ہے''۔

حضرت شدّاد بن اَوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاكُمْ فَاَغْمِضُوا الْبَصَرَ فَاِنَّ الْبَصَرَ یَتْبَعُ الرُّوْحَ وَقُوْلُوْا خَیْرًا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ مَا قَالَ اَهْلُ الْبَیْتِ ۳۴ ''جب تم اپنے مردوں کے پاس جاؤ تو اُن کی آنکھیں بند کر دو کیونکہ روح کے ساتھ ہی بینائی بھی چلی جاتی ہے اور نیک بات کہو (یعنی مغفرت مانگو) اِس لئے کہ گھر والوں کی بات پر فرشتے آمین کہتے ہیں''۔

مرنے والے کی آنکھیں اور منہ بھی بند کر دینا چاہئے:

روح کے ساتھ نورِ نگاہ بھی نکل جاتا ہے' اِس لئے کبھی مرنے والے کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں۔ آنکھیں کھلی رہنے سے فائدہ کچھ نہیں' البتہ شکل ڈراؤنی ہو جاتی ہے۔ اِس لئے آنکھیں فوراً بند کر دینی چاہئیں بلکہ اگر منہ کھلا رہ گیا ہو تو اُسے بھی بند کر دیا جائے اور جبڑے باندھ دیئے جائیں۔ ۳۵

---

۳۲ ابن ماجہ ص ۱۱۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۹۵' مرقاۃ جلد ۴ ص ۵۵۔ ۳۳ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۰' مشکوٰۃ ص ۱۴۱' ابن ماجہ ص ۱۰۶' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۸۔ ۳۴ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۲۹۱' مسند احمد جلد ۴ ص ۱۲۵' نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۲۵۴' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۰۵۔ ۳۵ مرآۃ جلد ۲ ص ۴۴۵۔

میّت کو چومنا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ وَّھُوَ مَیِّتٌ وَّھُوَ یَبْکِیْ حَتّٰی سَالَ دُمُوْعُ النَّبِیِّ ﷺ عَلٰی وَجْہِ عُثْمَانَ [۳۶] ''رسول اللہ ﷺ نے (حضرت) عثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہ) کی میّت کو چوما (اُن کے چہرے یعنی پیشانی کو چوما) اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ رو رہے تھے۔ یہاں تک کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے آنسو مبارک (حضرت) عثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہ) کے چہرے پر بہنے لگے''۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے، فرماتی ہیں: اَنَّ اَبَابَکْرٍ قَبَّلَ النَّبِیَّ ﷺ وَھُوَ مَیِّتٌ [۳۷] ''جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا وصال ہوا تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے اُنہیں بوسہ دیا''۔

مسئلہ: میّت کو غُسل سے پہلے بھی چوما جاسکتا ہے اور غُسل کے بعد بھی کیونکہ میّت غُسل سے پہلے بھی پاک ہوتی ہے اُس کا غُسل جنابت کا سا غُسل ہے۔ (لمعات) [۳۸]

اِن اَحادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ میّت کو شفقت کے طور پر اور تعظیماً چومنا جائز ہے۔ البتہ مرد اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے مرد کو فوت ہونے کے بعد نہیں چوم سکتے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنا منہ آپ ﷺ کی پیشانی پر رکھ کر رونے لگے۔ چومتے اور کہتے تھے آپ ﷺ پر میرے ماں باپ فدا آپ ﷺ زندگی میں بھی اچھے اور وصال کے بعد بھی اچھے ہیں۔ [۳۹]

تحفۂ مومن:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ

---

[۳۶] ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۶۳، ترمذی حدیث نمبر ۹۸۹، ابن ماجہ ص ۱۰۶، مشکوٰۃ ص ۱۴۱، نسائی جلد ۱ ص ۲۶۰۔ [۳۷] مشکوٰۃ ص ۱۴۱، ابن ماجہ ص ۱۰۶، نسائی جلد ۱ ص ۲۶۰، بخاری حدیث نمبر ۱۲۴۲، ترمذی حدیث نمبر ۸۸۹۔ [۳۸] مرآۃ جلد ۲ ص ۴۴۷۔ [۳۹] مرآۃ جلد ۲ ص ۴۴۷۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ [۴۰] ''موت مومن کا تحفہ ہے''۔ یعنی موت مومن کو رب کا تحفہ ہے کیونکہ یہ رَبِّ کریم سے ملنے، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے دیدارِ پاک کا ذریعہ ہے اور جنت میں پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ موت مومن کو محبوب سے ملاتی ہے۔

مصیبت پہنچنے پر کیا کہے؟

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ مَا اَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِىْ فِىْ مُصِيْبَتِىْ وَاخْلُفْ لِىْ خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَخْلَفَ اللّٰهُ لَهٗ خَيْرًا مِّنْهَا فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ اَىُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ مِّنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَوَّلَ بَيْتٍ هَاجَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اِنِّىْ قُلْتُهَا فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ [۴۱] جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ وہی بات کہے جو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) نے تعلیم فرمائی ہے یعنی اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِىْ فِىْ مُصِيْبَتِىْ وَاخْلُفْ لِىْ خَيْرًا مِّنْهَا ''ہم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں''۔ الٰہی مجھے میری مصیبت پر اَجر عطا فرما اور اس کا بہتر بدلا عطا فرما۔ (جو شخص یہ کلمات پڑھتا ہے) تو اللہ رَبُّ العزّت اُسے بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے۔ (آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) جب میرے شوہر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے کہا کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون مسلمان ہوگا؟ وہ تو پہلے گھر والے ہیں جنہوں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ پھر میں نے یہ دُعا پڑھ لی۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اُن سے بہتر یعنی رسول

---

[۴۰] مجمع الزوائد جلد۲ ص ۳۲۳۔۳۲۰، مشکوٰۃ ص ۱۴۰، شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۰۴، مستدرک حاکم جلد۴ ص ۳۱۹، حلیۃ الاولیاء جلد۸ ص ۱۸۵، الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۳۳۵۔ [۴۱] شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۱۶۔۲۱۵، مسند احمد جلد۴ ص ۲۷، جلد۶ ص ۳۰۹، مشکوٰۃ ص ۱۴۰، مسلم حدیث نمبر ۹۱۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۹، مرقاۃ جلد۴ ص ۷۵۔

اللہ ﷻ عطا فرمائے۔ (آپ ﷺ سے میرا نکاح ہو گیا)۔

وفات کی خبر سننے پر پہلا کلام:

محولہ بالا حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جب کوئی صدمہ خصوصاً کسی کی وفات کی اطلاع ملے تو کہنا چاہئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور اگر کسی کے وصال شدہ عزیز سے تعزیت کے لئے جائیں تو اظہارِ افسوس کے لئے سب سے پہلے "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھنا چاہئے اور جسے صدمہ پہنچے اُسے بھی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا چاہئے اور ساتھ "اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا" بھی پڑھ لینا چاہئے۔

اپنے وطن کے سوا کسی اور جگہ مرنے کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ مَاتَ رَجُلٌ بِالْمَدِیْنَۃِ مِمَّنْ وَلَدَبِھَا فَصَلّٰی عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثُمَّ قَالَ یَالَیْتَہٗ مَاتَ بِغَیْرِ مَوْلِدِہٖ قَالُوْا وَ لِمَ ذَاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا مَاتَ بِغَیْرِ مَوْلِدِہٖ قِیْسَ لَہٗ مِنْ مَّوْلِدِہٖ اِلٰی مُنْقَطَعِ اَثَرِہٖ فِی الْجَنَّۃِ [۴۲] "ایک شخص مدینہ (منورہ) میں فوت ہوا اُس کی پیدائش بھی مدینہ (منورہ) میں ہوئی تھی۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی پھر فرمایا: کاش کہ وہ اور کہیں مرتا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اِس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب مومن آدمی اپنی جائے ولادت کی بجائے کہیں اور فوت ہوتا ہے تو اُس کی پیدائش کی جگہ سے لے کر اُس کے آخری پاؤں کے نشان تک (یعنی مرنے کی جگہ تک) جنت بنادی جاتی ہے"۔

موت کفّارہ ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

[۴۲] نسائی جلد ۱ ص ۲۵۹، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۸۵، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۹۳، کشف الخفاء جلد ۲ ص ۴۰۰۔

فرمایا: اَلْمَوْتُ کَفَّارَۃٌ لِّکُلِّ مُسْلِمٍ ۴۳ ''موت ہر مسلمان (کے گناہوں) کے لئے کفارہ ہے''۔ علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے کہا: وَذٰلِکَ لِمَا یَلْقَاہُ الْمَیِّتُ فِیْہِ مِنَ الْاَلَمِ وَالْاَوْجَاعِ ۴۴ ''اِس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان مرتے وقت جو تکالیف پاتا ہے وہ تکالیف اُس کے گناہوں کی معافی کا سبب بن جاتی ہیں''۔ رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے: مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یُّصِیْبُہٗ اَذًی شَوْکَۃٌ فَمَا فَوْقَھَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سَیِّئَاتِہٖ ۴۵ ''اگر مسلمان کو ایک کانٹا یا اُس سے بھی کم چیز سے تکلیف پہنچے تو اُس کے سبب بھی اللہ (عزوجل) اُس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے''۔ فَمَا ظُنُّکَ بِالْمَوْتِ الَّذِیْ سَکْرَۃٌ مِنْ سَکَرَاتِہٖ اَشَدُّ مِنْ ثَلَاثَ مِائَۃِ ضَرْبَۃٍ بِالسَّیْفِ ۴۶ ''تو جب کانٹے کا یہ حال ہے تو سکراتِ موت کا کیا حال ہوگا؟ جس میں تلوار کی تین سو ضربوں سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے''۔

موت کی یاد تنگ دستی دُور کرتی ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ فَاِنَّہٗ مَا ذَکَرَہٗ اَحَدٌ فِیْ ضِیْقٍ مِّنَ الْعَیْشِ اِلَّا وَسَّعَہٗ عَلَیْہِ وَلَا فِیْ سَعَۃٍ اِلَّا ضَیَّقَہٗ عَلَیْہِ ۴۷ ''لذّتوں کو توڑنے والی چیز کو بکثرت یاد کرو کیونکہ جو تنگ دست ہے جب موت کو یاد کرتا ہے تو اُس پر فراخی ہوتی ہے اور جو خوش عیش ہوتا ہے وہ فراخ دست ہوتا ہے اور اُس کا مال اُسے تنگ کرتا ہے''۔ (یعنی وہ مال اپنی بے ثباتی سے اُسے آگاہ کرتا ہے)۔

ساٹھ سال کے بعد کوئی عذر نہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَعْذَرَ اللّٰہُ اِلٰی اِمْرِئٍ اَخَّرَ اَجَلَہٗ حَتّٰی بَلَغَ سِتِّیْنَ

---

۴۳ شرح الصدور ص ۲۷، حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۱۲۱، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد ۱ ص ۳۴۷۔ ۴۴ شرح الصدور ص ۲۷-۲۵ شرح الصدور ص ۲۷، صحیح بخاری جلد ۲ ص ۹۴۳ حدیث نمبر ۵۶۴۸، فتح الباری جلد ۱۰ ص ۱۳۷ (چھاپہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)۔ ۴۶ شرح الصدور ص ۲۷-۴۷ شرح الصدور ص ۲۸، مسند بزار جلد ۲ ص ۴۶۶، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۳۰۸۔

سَنَۃً [۴۸] ''جس شخص کی عمر ساٹھ سال ہوگئی اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کے لئے کوئی عذر نہیں چھوڑے گا'' (یعنی اُس نے زندگی میں ہر دَور کو دیکھ لیا اَب بھی اگر عبادت نہ کرے تو کوئی عذر کا موقع نہ رہے گا)۔

بھلائی کا اِرادہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا اِسْتَعْمَلَہٗ قِیْلَ کَیْفَ یَسْتَعْمِلُہٗ؟ قَالَ یُوَفِّقُہٗ بِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ [۴۹] ''جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) اپنے کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُس کو (اچھے) عمل میں لگا دیتا ہے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیسے اُس کو اچھے عمل میں لگاتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اللہ تبارک وتعالیٰ) اُس کو مرنے سے قبل نیک عمل کی توفیق عطا فرماتا ہے''۔ (وہ خوش نصیب ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ حسنِ عمل کی توفیق عطا فرمائے)۔

جان کنی کا عالم:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلْمُؤْمِنُ لِیَعْمَلَ الْخَطِیْئَۃَ فَیُشَدِّدُ بِھَا عَلَیْہِ عِنْدَالْمَوْتِ لِیُکَفِّرَبِھَا وَ اَنَّ الْکَافِرَ لِیَعْمَلَ الْحَسَنَۃَ فَیُسَھَّلُ عَلَیْہِ عِنْدَ الْمَوْتِ لِیَجْزِیَ بِھَا [۵۰] ''مومن جب گناہ کرتا ہے تو موت کے وقت تکلیف کی شدّت کے ذریعہ اُس کا کفّارہ ہو جاتا ہے اور کافر جب کوئی نیکی کرتا ہے تو موت کے وقت آسانی کر کے اُسے بدلہ دے دیا جاتا ہے''۔

مذکورہ بالا حدیث شریف کی روشنی میں درج ذیل اَحادیثِ مبارکہ کا مطالعہ

---

[۴۸] بخاری جلد۲ ص۹۵۰' الترغیب والترہیب جلد۴ ص۲۵۳' شرح السنۃ جلد۷ ص۲۸۲' مشکوٰۃ حدیث نمبر۵۲۷۲' شرح الصدور ص۳۵۔ [۴۹] ترمذی جلد۲ ص۳۶' مسند احمد جلد۴ ص۱۳۵' مستدرک حاکم جلد۱ ص۳۴۰' الترغیب والترہیب جلد۱ ص۹۲' جلد۴ ص۲۵۳' درمنثور جلد۶ ص۱۹۶' مجمع الزوائد جلد۷ ص۲۱۵۔۲۱۴' شرح الصدور ص۳۵۔ [۵۰] ترمذی حدیث نمبر۹۸۰' مجمع الزوائد جلد۲ ص۳۲۶' حلیۃ الاولیاء جلد۵ ص۵۹۔

فرمائیں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ نے موت کی تکلیف کا ذکر فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا:- هُوَ قَدْرُ ثَلَا ثَمِائَةِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ ۵۱ ''یہ تلوار کی تین سو ضربوں کے برابر ہے''۔

(۲) رسول اللہ ﷺ سے موت کے بارے میں عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَدْنٰى جُبَّذَاتِ الْمَوْتِ بِمَنْزِلَةِ مِائَةِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ ۵۲ ''موت کی تکلیف تلوار کی ایک سو ضربوں سے زیادہ ہے''۔

(۳) رسول اللہ ﷺ سے موت کی سختیوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَهْوَنَ الْمَوْتِ بِمَنْزِلَةِ حَسَكَةٍ كَانَتْ فِيْ صُوْفٍ، فَهَلْ تُخْرِجُ الْحَسَكَةَ الصُّوْفُ مِنَ الصُّوْفِ اِلَّا وَمَعَهَا صُوْفٌ ۵۳ ''موت کی کم تر تکلیف کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کانٹے دار شاخ کو اُون میں ڈالے اور پھر اُسے کھینچے تو اُس شاخ کے ساتھ اُون بھی نکل آئے گی''۔

(۴) حضرت اِمام قشیری علیہ الرحمہ نے ''رسالہ قشیریہ'' میں اور حضرت الفضل طوسی علیہ الرحمہ نے ''عیون الاخبار'' میں اور دیلمی نے اپنی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:- اِنَّ الْعَبْدَ لِيُعَالِجَ كَرْبَ الْمَوْتِ وَ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَ اِنَّ مَفَاصِلَهٗ لِيُسَلِّمَ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ تَقُوْلُ ''جب بندے پر سکراتِ موت کا عالم طاری ہوتا ہے اور موت کی بے چینی ہوتی ہے تو اُس کے اعضاء ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ تُفَارِقُنِيْ وَ اُفَارِقُكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۵۴ ''یعنی تم پر سلام ہو تم مجھ سے جدا ہو رہے ہو اور میں تم سے قیامت تک کے لئے جُدا ہو رہا ہوں''۔

(۵) حضرت اِمام بیہقی علیہ الرحمہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں، کہ میں نے (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہنگامی موت کے

۵۱ شرح الصدور ص ۳۹۔ ۵۲ شرح الصدور ص ۳۹، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۲۰۸۔ ۵۳ شرح الصدور ص ۴۱، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۱۷۴۔ ۵۴ شرح الصدور ص ۴۳، جمع الجوامع حدیث نمبر ۵۷۱۰۔

بارے میں سوال کیا کہ آیا یہ بُری ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کیسے بُری ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اِس بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: رَاحَةٌ لِّلْمُؤْمِنِ وَ اَخْذُ اَسَفٍ لِلْفَاجِرِ ۵۵ ''مومن کے لئے راحت ہے اور فاجر کے لئے افسوس ناک گرفت ہے''۔

مقامِ عبرت:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر تھے۔ ایک آنے والا آپ ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا ایک جوان لڑکا ہے جس کی موت کا وقت قریب ہے۔ اُس سے کہا جاتا ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو لیکن وہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:- اَلَيْسَ كَانَ يَقُوْلُهَا فِي حَيَاتِهٖ؟ قَالُوْا بَلٰى' قَالَ: فَمَا مَنَعَهٗ مِنْهَا عِنْدَ مَوْتِهٖ؟ فَنَهَضَ النَّبِيُّ ﷺ وَ نَهَضْنَا مَعَهٗ حَتّٰى اَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ: يَا غُلَامُ! قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ: لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقُوْلَهَا' قَالَ: وَلِمَ؟ قَالَ لِعُقُوْقِ وَالِدَتِيْ قَالَ: اَحَيَّةٌ هِيَ؟ قَالَ: نَعَمْ' قَالَ اَرْسِلُوْا اِلَيْهَا فَجَاءَتْهُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِبْنُكِ هُوَ؟ قَالَتْ نَعَمْ: قَالَ: اَرَاَيْتِ لَوْ اَنَّ نَارًا اُجِّجَتْ فَقِيْلَ لَكِ اِنْ لَّمْ تَشْفَعِيْ فِيْهِ دَفَنَّاهُ فِيْ هٰذِهِ النَّارِ' فَقَالَتْ: اِذْ كُنْتُ اَشْفَعُ لَهٗ قَالَ: فَاَشْهِدِي اللّٰهَ وَ اَشْهِدِيْنَا بِاَنَّكِ قَدْ رَضِيْتِ عَنْهُ فَقَالَتْ: قَدْ رَضِيْتُ عَنِ ابْنِيْ' فَقَالَ: يَا غُلَامُ! قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهٗ بِيْ مِنَ النَّارِ ۵۶ کیا وہ (زندگی میں کلمہ طیبہ) پڑھتا تھا' عرض کیا جی ہاں! تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے

---

۵۵ مسند احمد جلد۴ ص ۱۳۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص ۳۷۹' مجمع الزوائد جلد۲ ص ۳۱۸' شرح الصدور ص ۴۵۔ ۵۶ مجمع الزوائد جلد۸ ص ۱۴۸' شرح الصدور ص ۴۶' بحوالہ دلائل النبوۃ' طبرانی و بیہقی' مسند احمد جلد۴ ص ۳۸۲ (مختصراً)۔

ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے اُس لڑکے سے فرمایا: کہو "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" اُس نے عرض کیا: میں اِس کی طاقت نہیں رکھتا۔ فرمایا: کیوں؟ عرض کیا' میں اپنی والدہ کی نافرمانی کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ زندہ ہے؟ عرض کیا' جی ہاں! فرمایا: اُسے بلاؤ۔ چنانچہ اُس کی والدہ کو آپ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ عرض کیا' جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ایک بڑی آگ جلائی جائے اور تجھے کہا جائے کہ اِس لڑکے کو معاف کر دے یا پھر ہم اِس کو اِس آگ میں جلا دیتے ہیں' تو کیا تم اِس کو معاف کر دو گی؟ وہ کہنے لگی جی ہاں! تو فرمایا: تو پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو اور ہمیں گواہ بنا کر کہہ دے کہ میں اِس سے راضی ہوں۔ چنانچہ اُس عورت نے عرض کیا: اے میرے اللہ (جل جلالک) میں تجھے اور تیرے (پیارے) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اُس لڑکے سے فرمایا: اے لڑکے کہو' لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ' چنانچہ وہ پڑھنے لگا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ بِیْ مِنَ النَّارِ یعنی "تمام تعریفیں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے ہیں جس ذات نے میرے وسیلہ سے اِس کو جہنم کی آگ سے نجات دی"۔ اِس سے عبرت حاصل ہوئی کہ ماں باپ کے گستاخ کو آخری وقت کلمہ پڑھنا نصیب نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اُسے معاف نہ کریں۔ لہٰذا ماں باپ کا ادب واحترام کرنا چاہئے۔ نیز یہ بھی واضح ہوا کہ آپ ﷺ کا وسیلہ جائز ہے کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: میرے وسیلہ سے اُس کو جہنم کی آگ سے نجات حاصل ہوئی۔

مقامِ غور:

ابنِ عساکر علیہ الرحمہ نے عبدالرحمٰن محاربی علیہ الرحمہ سے روایت بیان کی ہے' فرماتے ہیں:- حَضَرَتْ رَجُلًا الْوَفَاۃُ فَقِیْلَ لَہٗ: قُلْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَقَالَ: لَا اَقْدِرُ کُنْتُ اَصْحَبُ قَوْمًا یَاْمُرُوْنَنِیْ لَشَتْمِ اَبِیْ بَکْرٍ وَ

عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا ۵۷ ’’ایک شخص کی وفات کا وقت قریب تھا تو اُس سے کہا گیا کہ کلمہ پڑھو: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو اُس نے کہا میں اِس پر قدرت نہیں رکھتا۔ پوچھا گیا کیوں؟ تو کہنے لگا میں:- اُن لوگوں کی ساتھ بیٹھتا تھا جو مجھے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو گالیاں دینے کی تلقین کرتے تھے‘‘۔

اللہ اکبر! اِن بزرگوں کا کتنا عظیم مقام ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کس قدر اِن کی شان کو ظاہر فرماتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو ایسے لوگوں کے پاس اُٹھتا بیٹھتا ہے جو اِن بزرگوں کو گالیاں نکالتے ہیں‘ اُسے مرتے وقت کلمہ پڑھنا نصیب نہیں ہوتا تو جو گالیاں دیتے ہیں اُن بدبختوں اور مردُودوں کا کیا حال ہوگا؟ العیاذ باللہ! اللہ تبارک و تعالیٰ اِن ہستیوں کی بے ادبی کرنے والوں سے مسلمانوں کو پناہ عطا فرمائے۔

آگ نہیں کھائے گی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں‘ مَنْ قَالَ عِنْدَ مَوْتِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ لَا تُطْعِمُہُ النَّارُ اَبَدًا ۵۸ ’’جو مسلمان مرتے وقت یہ کلمات پڑھے گا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اُسے (جہنم کی) آگ کبھی نہیں کھائے گی‘‘۔

اِسمِ اعظم:

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں اِسمِ اعظم بتاؤں؟ وہ (اسمِ اعظم) دُعائے (حضرت) یونس (علیہ السلام) ہے یعنی ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ

---

۵۷ شرح الصدور ص ۴۷۔ ۵۸ تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۰۳‘ شرح الصدور ص ۴۷‘ المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۱ ص ۸۶۔

الظّٰلِمِیْنَ ○" (الانبیاء:۸۷) "کوئی معبود نہیں سوائے تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا"۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ خاص حضرت سیّدنا یونس علیہ السلام کے لئے ہے یا عام ایمان والوں کے لئے بھی ہے تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا ارشادِ مبارک نہیں سنا؟ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ط وَ كَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ○ (الانبیاء:۸۸) "اور ہم نے اُسے غم سے نجات دی اور ایسے ہی نجات دیں گے ایمان والوں کو"۔ اَیُّمَا مُسْلِمٍ دَعَا بِهَا فِیْ مَرَضِهٖ اَرْبَعِیْنَ مَرَّةً فَمَاتَ فِیْ مَرَضِهٖ ذٰلِكَ اُعْطِیَ اَجْرَ شَهِیْدٍ وَ اِنَّ بَرَّا بَرَّا وَّ قَدْ غُفِرَلَهٗ جَمِیْعَ ذُنُوْبِهٖ[۵۹]

"جس مسلمان نے اِس دُعا کو اپنی بیماری میں ۴۰ مرتبہ پڑھ لیا اور پھر اِسی مرض میں فوت ہوگیا تو وہ اللہ (عزوجل) کی طرف سے "شہید" جیسا اَجر پائے گا اور اگر تندرست ہوگیا تو (اللہ عزوجل کی مہربانی اور فضل وکرم سے) اُس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے"۔

مقامِ شہادت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ وَهُوَ عَلٰی وُضُوْءٍ اُعْطِیَ الشَّهَادَةَ[۶۰]

"جس شخص کے پاس ملک الموت اِس حالت میں آئے کہ وہ بحالتِ وضو ہو تو وہ قیامت میں شہادت کا مرتبہ پائے گا"۔

وقتِ وفات:

حضرت بکر بن عبداللہ مرنی علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ جب تم کسی مردہ کی آنکھیں بند کرو تو کہو: بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ[۶۱]

"اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر"۔

---

۵۹ درمنثور جلد۵ ص ۶۶۹، مستدرک حاکم جلد۱ ص ۶۷۶، الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۳۲۳۔
۶۰ شرح الصدور ص ۴۹ بحوالہ طبرانی۔ ۶۱ شرح الصدور ص ۴۹۔

کسی عزیز کے مرنے پر رونا

کسی عزیز خصوصاً ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچوں، پیرومرشداور استاد یا دوست میں سے کسی کے فوت ہونے پر دِلی تعلق کی بنا پر بے اختیار رونا، نا قابل گرفت عمل ہے۔ لیکن سر یا سینہ کوٹنا، پیٹنا، منہ پر تھپڑ مارنا، بال نوچنا، مرنے والے کے جھوٹے اَوصاف بیان کرنا، ہائے اوئے فلانیا تو مر گیا، ساڈا بیڑہ غرق ہو گیا، اَسیں اُجڑ گئے، برباد ہو گئے وغیرہ۔ یہ سب حرام ہے کہ یہ نوحہ میں داخل ہے۔ صبر، شکر کے الفاظ کہنا یا میّت کو اچھے الفاظ سے مختصر طور پر مخاطب کر کے کلام کرنا جائز ہے۔ آنکھ کے آنسو اور دِل کا صدمہ، چونکہ بندے کے بس میں نہیں، اِس لئے اِس پر عذاب نہیں ہوگا۔ کیونکہ عذاب اختیاری گناہ پر ہوتا ہے۔ آنسو نہ اختیاری ہیں اور نہ ہی اِن کے بہنے پر گناہ ہے۔ بعض صورتوں میں رَبِّ ذوالجلال والاکرام نے رونے کی اِجازت دی ہے بلکہ خوفِ خدا اور گناہوں پر ندامت سے رونا، بخشش کا ذریعہ ہے۔ اَطِبّاء کہتے ہیں، میّت پر بالکل نہ رونے سے سخت بیماری پیدا ہو سکتی ہے، آنسو بہنے سے دِل کی گرمی نکل جاتی ہے۔ اِس لئے ایسے موقعوں پر رونے سے منع نہیں کرنا چاہئے بلکہ ایسے مواقع پر نہ رونا سخت دلی کی نشانی ہے۔ یہ بات رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے عظیم فرامین میں سے ہے کہ ''جسے بندوں پر رحم نہیں آتا، اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر رحم نہیں فرماتا''۔

تعزیّت کے لئے بیٹھنا سُنّت ہے، نیز تعزیّت کے لئے مسجد میں بیٹھنا بھی جائز ہے۔ تعزیّت کی حد تین دن ہے۔ کسی کے فوت ہو جانے پر میّت والے گھر میں تین دن تک چٹائی یا دریاں بچھاتے ہیں، لوگ تعزیّت اور فاتحہ کے لئے آتے رہتے ہیں۔

رونے کی ممانعت نہیں:

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں،

مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَكَتِ النِّسَآءُ فَجَعَلَ عُمَرُ يَضْرِبُهُنَّ بِسَوْطِهٖ فَاَخَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ وَ قَالَ مَهْلًا يَا

عُمَرُ ثُمَّ قَالَ اِیَّاکُنَّ وَنَعِیْقُ الشَّیْطَانِ ثُمَّ قَالَ اِنَّهٗ مَهْمَا کَانَ مِنَ الْعَیْنِ وَ مِنَ الْقَلْبِ فَمِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ مِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا کَانَ مِنَ الْیَدِ وَ مِنَ اللِّسَانِ فَمِنَ الشَّیْطَانِ ۱

''(حضرت سیّدہ) زینب (رضی اللہ عنہا) بنت رسول اللہ (ﷺ) فوت ہوئیں تو عورتیں روئیں (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) اُن کو کوڑے سے مارنا چاہتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) چھوڑو، ہٹ جاؤ۔ پھر (عورتوں سے) فرمایا: شیطانی آواز سے پرہیز کرنا اور فرمایا جو کچھ آنکھ اور دِل سے ہو تو وہ اللہ (جل جلالہ) کی طرف سے ہے اور رحمت ہے اور جو ہاتھ اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے''۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ فِیْ جَنَازَةٍ فَرَاٰی عُمَرُ امْرَاَةً فَصَاحَ بِهَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ دَعْهَا یَا عُمَرُ فَاِنَّ الْعَیْنَ دَامِعَةٌ وَّالنَّفْسَ مَصَابَةٌ وَّالْعَهْدَ قَرِیْبٌ ۲

''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ایک جنازے میں تشریف رکھتے تھے، (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) نے ایک عورت کو دیکھا وہ رو رہی تھی تو آپ (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ) نے ڈانٹا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) اِسے رونے دو، اِس لئے کہ اِس کی آنکھ رونے والی ہے، اِس کی جان کو تکلیف پہنچی ہے اور زمانہ قریب ہے۔ یعنی اَبھی صدمہ ہوا ہے اور اَیسے وقت میں دِل پر اثر ہوتا ہے اور رونا بہت آتا ہے تو اِنسان مجبور ہو جاتا ہے۔

آنسو اور دِل کا غم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں،

---

۱ مشکوٰۃ ص ۱۵۲، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۳۷، ۳۳۵، البدایۃ والنہایۃ جلد ۴ ص ۲۸۹۔ ۲ ابن ماجہ ص ۱۱۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۴۴، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۷۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۰، نسائی جلد ۱ ص ۲۶۳۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کچھ بیمار ہوئے تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ساتھ اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جب وہاں پہنچے تو اُنہیں غشی میں پایا:-

فَقَالَ قَدْ قَضٰی؟ قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَبَکَی النَّبِیُّ ﷺ فَلَمَّا رَاَی الْقَوْمُ بُکَاءَ النَّبِیِّ ﷺ بَکَوْا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَیْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰکِنْ یُّعَذِّبُ بِھٰذَا وَ اَشَارَ اِلٰی لِسَانِہٖ اَوْ یَرْحَمُ وَ اَنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَآءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ [۳]

''پوچھا! کیا وصال کر گئے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)، پھر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ روئے۔ جب قوم نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا، تو وہ بھی رونے لگے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا، کیا تم سنتے نہیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) آنکھ کے آنسوؤں اور دل کے غم سے عذاب نہیں دیتا؟ پھر اپنی زبان مبارک کی طرف اِشارہ کر کے فرمایا: اِس سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے اور میّت کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے''۔ (اس رونے سے مراد وہ رونا ہے جس میں چیخنا، چلانا، نوحہ اور بین ہو)۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا یہ رونا اُن کی موت کے خوف سے نہ تھا بلکہ اُن کی تکلیف دیکھ کر رحمت کی بنا پر تھا اور یہ کلام حکیمانہ مبلغانہ تھا کہ کسی کی بیماری یا موت پر بے صبری یا نوحہ نہیں کرنا چاہئے۔ مطلب یہ کہ جو مصیبت پر رحمِ الٰہی کرتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر رحم فرماتا ہے، جو غلط باتیں کرتا ہے وہ سزا پاتا ہے۔

آسمان کے دو دروازوں کا رونا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ اِلَّا وَلَہٗ بَابَانِ بَابٌ یَّصْعَدُ مِنْہُ عَمَلُہٗ وَبَابٌ یَّنْزِلُ مِنْہُ رِزْقُہٗ فَاِذَا مَاتَ بَکَیَا عَلَیْہِ فَذٰلِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی فَمَا بَکَتْ

[۳] مشکوٰۃ ص ۱۵۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۶۹، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۴، بخاری جلد ۱ ص ۱۷۴، مسلم جلد ۱ ص ۳۰۱۔

عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ [۴] ''ہر مومن کے لئے (آسمان) میں دو دروازے ہیں ایک دروازہ وہ ہے جس سے اُس کے اعمال آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ دوسرا وہ ہے جس سے اُس کی روزی اُترتی ہے۔ جب بندۂ مومن مرجاتا ہے تو یہ دونوں دروازے اُس پر روتے ہیں۔ یہی رَبُّ العزّت کا فرمان ہے۔ (یعنی آسمان وزمین کافر کے لئے نہیں روتے بلکہ مومن کے لئے روتے ہیں)۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے کا اِنتقال:

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَرْسَلَتْ اِبْنَةُ النَّبِيِّ ﷺ اِلَيْهِ اِنَّ ابْنًا لِّيْ قُبِضَ فَاْتَنَا فَاَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَاْتِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَّ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّ رِجَالٌ فَرُفِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهٗ تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاهٰذَا؟ فَقَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ فَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ [۵]

''رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو بلا بھیجا کہ میرا بیٹا (جس کا نام علی بن عاص بن ربیع رضی اللہ عنہ تھا) فوت ہوگیا ہے تو آپ ﷺ تشریف لائیں (آپ ﷺ نے سلام اور پیغام بھیجا) آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا ہی ہے جو اُس نے لیا اور اُسی کا ہے جو اُس نے دیا۔ اُس کے پاس ہر چیز کی میعاد معیّن ہے''۔ آپ ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں تشریف آوری کا دوبارہ پیغام بھیجا۔ (حضرت اُسامہ بن

---

[۴] مشکوٰۃ ص ۱۵۱، کنز العمال حدیث نمبر ۴۱۳۰۴۔۴۲۷۱۸، ترمذی جلد ۲ ص ۱۶۱، شرح الصدور ص ۱۰۱، حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۵۳۔۵، مشکوٰۃ ص ۱۵۰، نسائی جلد ۱ ص ۲۶۳، ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۰، صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۷۱، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۶۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۶۵، مسلم جلد ۱ ص ۳۰۱، نسائی جلد ۱ ص ۲۶۱، ابن ماجہ ص ۱۱۵، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۳، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۶۷۰۔

زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' آپ ﷺ اُٹھے' میں بھی اُٹھا اور حضرت سعد بن عبادہ' معاذ بن جبل' ابی بن کعب' زید بن ثابت رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب مکان پر پہنچے تو لوگ بچے کو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس لائے' اُس کی روح سینہ میں ہل رہی تھی (یعنی روح نکلنے کے قریب تھی) جیسے مشک میں پانی ہلتا ہے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ روئے۔ تو (حضرت) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ کیا معاملہ ہے؟ (یعنی آپ ﷺ رو رہے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رحمت ہے' جو اُس نے (حضرت سیّدنا) آدم (علیہ السلام) کی اولاد میں رکھی ہے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) اپنے اُن بندوں پر رحم فرماتا ہے جو (دوسروں پر) رحم کرتے ہیں"۔ (رونا اور رنج کا اِظہار کرنا خلافِ شرع نہیں بلکہ رقتِ قلب اور نرم دلی کی نشانی ہے اور جسے ایسے موقعوں پر رنج نہ ہو وہ سخت دِل انسان ہے)۔

چیخیں مار کر رونا منع ہے:

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:- جَآءَ یَعُوْدُ عَبْدَاللّٰہِ بْنَ ثَابِتٍ فَوَجَدَہٗ قَدْ غُلِبَ عَلَیْہِ فَصَاحَ بِہٖ فَلَمْ یُجِبْہُ فَاسْتَرْجَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ قَالَ قَدْ غُلِبْنَا عَلَیْکَ اَبَاالرَّبِیْعِ فَصَحْنَ النِّسَآءُ وَبَکَیْنَ فَجَعَلَ ابْنُ عَتِیْکٍ یَسْکُتُھُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ دَعْھُنَّ فَاِذَا وَجَبَتْ فَلَا تَبْکِیَنَّ بَاکِیَۃٌ قَالُوْا وَمَا الْوُجُوْبُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْمَوْتُ قَالَتِ ابْنَتُہٗ اِنْ کُنْتُ لَاَرْجُوْا اَنْ تَکُوْنَ شَھِیْدًا قَدْ کُنْتَ قَضَیْتَ جِھَادَکَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ اَوْقَعَ اَجْرَہٗ عَلٰی قَدْرِ نِیَّتِہٖ [۶]

"(رسول اللہ ﷺ حضرت) عبداللہ بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ بیماری اُن پر غالب ہے۔ آپ ﷺ نے اُن کو زور سے پکارا' اُنہوں نے جواب نہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

[۶] نسائی جلد ا ص ۲۶۱۔

''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' اور فرمایا'' اے ابوالربیع تم ہم پر مغلوب ہو گئے''۔ (یعنی قضائے الٰہی ہم پر غالب آ گئی۔ ہم تمہاری زندگی چاہتے تھے مگر تقدیر میں موت ہے)۔ یہ سن کر عورتوں نے چیخیں ماریں اور رونے لگیں (حضرت) جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ اُن کو چپ کرانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِن کو چھوڑ دو مگر جب اُن پر واجب ہو جائے تو کوئی (چیخیں مار کر) نہ روئے۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) واجب ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ''مر جانا''۔ اُن کی بیٹی نے (اُن کے فوت ہونے کے بعد) کہا مجھے اُمید تھی کہ آپ شہید ہوں گے۔ اِس لئے کہ آپ جہاد کے لئے سب سامان تیار کر چکے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اِن کو اِن کی نیّت کے مطابق ثواب عطا فرمایا ہے''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

اِنَّ اَبَاہُ قُتِلَ یَوْمَ اُحُدٍ قَالَ فَجَعَلْتُ اَکْشِفُ عَنْ وَجْھِہٖ وَ اَبْکِیْ وَالنَّاسُ یَنْھَوْنِیْ وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَنْھَانِیْ وَجَعَلَتْ عَمَّتِیْ تَبْکِیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَبْکِیْہِ مَازَالَتِ الْمَلَائِکَۃُ تَظِلُّہٗ بِاَجْنِحَتِھَا حَتّٰی رَفَعْتُمُوْہُ ؎ ''میرے والد (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ) اُحد کے غزوہ میں شہید ہو گئے تو میں اُن کے منہ سے کپڑا ہٹاتا اور روتا۔ لوگ مجھے منع کرتے مگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع نہ فرمایا۔ پھر میری چچی رونے لگی۔ اُس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِس پر مت رو۔ اِس پر برابر فرشتے اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں یہاں تک کہ تم نے اُس کو اُٹھایا''۔

شہزادۂ مصطفےٰ ﷺ حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

(۱) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں :-

اَخَذَ النَّبِیُّ ﷺ بِیَدِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَانْطَلَقَ بِہٖ اِلٰی ابْنِہٖ

؎ البدایۃ والنہایۃ جلد۴ ص۲۲' کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۸۸۰' نسائی جلد ا ص ۲۶۱۔

اِبْرَاهِيْمَ فَوَجَدَهٗ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَهٗ فِيْ حُجْرِهٖ فَبَكٰى فَقَالَ لَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ اَتَبْكِيْ اَوَلَمْ تَكُنْ نَهَيْتَ عَنِ الْبُكَآءِ قَالَ لَا وَلٰكِنْ نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ اَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ صَوْتٍ عِنْدَ مُصِيْبَةٍ وَّخَمْشٍ وُّجُوْهٍ وَّ شَقِّ جُيُوْبٍ وَ دَرَنَةِ شَيْطَانٍ ۸

''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور اُنہیں اپنے پیارے بیٹے (حضرت) سیّدنا ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کے پاس لے گئے۔ اُس وقت اُن پر نزع کا عالم طاری تھا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُنہیں اپنی گود میں لیا اور رونے لگے۔ (حضرت) عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) عرض کرنے لگے۔ کیا، آپ ﷺ روتے ہیں؟ حالانکہ آپ ﷺ تو رونے سے منع فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میں رونے سے منع نہیں کرتا تھا بلکہ میں تو دو احمق فاجر آوازوں سے منع کرتا تھا۔ ایک کسی مصیبت کے وقت رونے کی آواز، جس میں منہ کا نوچنا، پیٹنا، اور گریبان کا چیرنا پھاڑنا ہو۔ دوسرے شیطان کا نوحہ کرنا اور چیخنا چلانا''۔

(۲) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: لَمَّا تُوُفِّيَ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِبْرَاهِيْمُ بَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ الْمُعَزِّيْ اِمَّا اَبُوْبَكْرٍ وَّ اِمَّا عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ مِنْ عَظْمِ اللّٰهِ حَقَّهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَ يَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُوْلُ مَا يَسْخَطُ الرَّبُّ لَوْلَا اَنَّهٗ وَعْدٌ صَادِقٌ وَّ مَوْعُوْدٌ جَامِعٌ فَاِنَّ الْاٰخِرَ تَابِعٌ لِلْاَوَّلِ لَوَجَدْنَا عَلَيْكَ يَا اِبْرَاهِيْمَ اَفْضَلُ مِمَّا وَجَدْنَا وَ اَنَابِكَ الْمَحْزُوْنُوْنَ (وَفِيْ بُخَارِيَّ ''وَ اَنَا بِفِرَاقِكَ يَآ اِبْرَاهِيْمُ الْمَحْزُوْنُوْنَ ۹

''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے بیٹے (حضرت سیّدنا) ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کا انتقال ہوا تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ روئے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما، جو آپ ﷺ کو تعزیت دے رہے تھے، اُنہوں نے عرض کیا: آپ ﷺ سب سے زیادہ اللہ

---

۸ ترمذی جلد۱ ص ۱۹۶۔ ۹ ابن ماجہ ص ۱۱۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۶۹، مشکوٰۃ ص ۱۵۰، شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۸۴، بخاری جلد۱ ص ۱۷۴، مسلم جلد۲ ص ۲۵۹۔

(تبارک وتعالیٰ) کے حق کو جاننے والے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آنکھ روتی ہے اور دل رنجیدہ ہوتا ہے۔ ہم وہ بات نہیں کہتے جس سے پروردگار ناخوش ہو۔ اگر قیامت کا وعدہ سچا نہ ہوتا اور اِس وعدے میں سب ملنے والے نہ ہوتے، پھر فرمایا: بعد میں فوت ہونے والا پہلے فوت ہونے والے کے پیچھے جانے والا ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے۔ ''اے ابراہیم (رضی اللہ عنہ) ہم تجھ پر زیادہ رنج کرتے ہیں، اِس رنج سے جتنا ہم نے کیا اور ہم تیری وجہ سے غمگین ہیں''۔ (یعنی تیری جدائی کی وجہ سے)۔

کسی بچے کے مرنے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کا اِرشادِ مبارک ہے:- اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْمَلَآئِكَةِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِىْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا قَالَ عَبْدِىْ فَيَقُوْلُوْنَ حَمِدَكَ وَ اسْتَرْجَعَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَبْنُوْا لِعَبْدِىْ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ [۱۰] ''جب کسی بندے کا بچہ فوت ہوجاتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ وہ عرض کرتے ہیں، ہاں! تو (اللہ تبارک وتعالیٰ) فرماتا ہے: تم نے اِس کے دِل کا پھل توڑ لیا؟ فرشتے پھر عرض کرتے ہیں، ہاں۔ (اللہ تبارک وتعالیٰ) پھر فرماتا ہے، میرے بندے نے کیا کہا؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں، اُس نے تیری حمد بیان کی اور (اِنَّا لِلّٰهِ) پڑھا، پھر اللہ (عزوجل) فرماتا ہے، میرے بندے کے لئے جنت میں گھر بناؤ اور گھر کا نام بیت الحمد رکھو''۔

فوت شدہ بچے کی ماں کو تسلی:

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف

---

[۱۰] مشکوٰۃ ص ۱۵۱، ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۸، مسند احمد جلد ۴ ص ۴۱۵، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۹۸، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۳۷، درمنثور جلد ۱ ص ۱۵۷۔

ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ عَزّٰی ثَکْلٰی کُسِیَ بُرْدًا فِی الْجَنَّةِ [۱۱] ''جو فوت شدہ بچے کی ماں کو تسلی دے اُس کو جنت میں جنت کی چادر اوڑھائی جائے گی''۔ (اور اعزاز سے نوازا جائے گا)۔

رونا اور نوحہ:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- مَانَهَيْتُ عَنِ الْبُكَآءِ اِنَّمَا نَهَيْتُ عَنِ النَّوْحِ [۱۲] ''میں تمہیں رونے سے منع نہیں کرتا بلکہ میں تمہیں نوحہ (اور بین) سے منع کرتا ہوں''۔

نوحہ منع ہے:

حضرت حکیم بن قیس علیہ الرحمہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اِنَّ قَيْسَ ابْنَ عَاصِمٍ قَالَ لَا تَنُوْحُوْا عَلَيَّ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يُنَحْ عَلَيْهِ مُخْتَصِرًا [۱۳] ''حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ نے (اپنے احباب اور گھر والوں سے) کہا مجھ پر نوحہ مت کرنا کہ رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں ہوا''۔

بین کرنے کی ممانعت:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَآءِ الْحَيِّ اِذَا قَالُوْا وَاعَضَدَاهُ وَاكَاسِيَاهُ وَ اَنَا صِرَاهُ وَاجَبَلَاهُ وَنَحْوُ هٰذَا يُتَعْتَعُ [۱۴] ''زندہ کے رونے سے میّت پر عذاب ہوتا ہے۔ جب لوگ (نوحہ اور بین کے انداز میں روتے ہوئے)

---

[۱۱] مشکوٰۃ ص ۱۵۱' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۳۸' ترمذی حدیث نمبر ۱۰۷۶۔ [۱۲] شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۹' بخاری حدیث نمبر ۱۲۹۶۔ [۱۳] نسائی جلد ۱ ص ۲۶۲۔ [۱۴] ابن ماجہ ص ۱۱۵' مسند احمد جلد ۴ ص ۴۱۴' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۶۲' (مختصراً) السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۱' ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۵' کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۱۲ حدیث نمبر ۴۲۴۳۲' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۲۱۶' جلد ۱۲ ص ۲۳۴ (مختصراً)۔

کہتے ہیں۔ اے میرے بازو! اے میرے کپڑے پہنانے والے! ہائے میری مدد کرنے والے! ہائے پہاڑ کی طرح قوت اور طاقت والے یا اس کے مانند دوسرے کلمات کہتے ہیں تو (فرشتے) میّت کو جھڑکتے ہیں' ڈانٹتے ہیں''۔ (جبکہ مرنے والے نے مرنے سے پہلے نوحہ وبین کرنے کی وصیّت کی ہو)۔

گال پیٹنے اور گریبان پھاڑنے کی ممانعت:

(۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجْهَا وَالشَّاقَّةَ جَيْبَهَا وَالدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ ۱۵ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ نوچنے اور گریبان پھاڑنے والی عورت پر لعنت کی ہے (اور اُس پر بھی) جو خرابی' بربادی اور ہلاکت پکارے'' (یعنی یوں کہے ہائے تباہ ہوگئی' ہلاک ہوگئی' برباد ہوگئی)۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَ دَعٰى بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ ۱۶ ''جو شخص گریبان پھاڑے' رخسار پیٹے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔

(۳) حضرت عبدالرحمٰن بن یزید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب (حضرت) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے اور بے ہوش ہوئے اُن کی بیوی چلّا چلّا کر رو رہی تھی۔ جب اُنہیں ہوش آیا تو اُنہوں نے اُس سے کہا کیا تو جانتی نہیں کہ میں اِس سے بیزار ہوں؟ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ (اَیْ شَعْرَهٗ اَوْ رَاْسَهٗ) وَ سَلَقَ وَ خَرَقَ (اَیْ رَفَعَ صَوْتَهَا عَنِ الْمُصِيْبَةِ) ۱۷ ''(جو کسی کے مرنے پر) سر منڈوادے'

---

۱۵ ابن ماجہ ص ۱۱۴۔ ۱۶ ابن ماجہ ص ۱۱۴' ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۵' مسند احمد جلد ۱ ص ۴۳۲' مشکوٰۃ ص ۱۵۰' نسائی جلد ۱ ص ۲۶۳' مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۵۵۸' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۴۷' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۸۔ ۱۷ ابن ماجہ ص ۱۱۵' نسائی جلد ۱ ص ۲۶۳' مشکوٰۃ ص ۱۵۰' ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۰' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۴۷' کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۰۹ حدیث نمبر ۴۲۴۲۱۔

جو چلّا چلّا کر روئے اور کپڑے پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔ (جیسے جاہلوں کی عادت ہوتی ہے۔ کسی کے فوت ہونے پر منہ پیٹنے' کپڑے پھاڑنے' اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے شکایت کرنے اور بے صبری کے کلمات اور باتیں کرنے والا ہماری جماعت یا ہمارے طریقے والوں میں سے نہیں' یہ کام حرام ہیں۔ ایسا کرنے والا سخت مجرم ہے۔ اِس سے روافض عبرت پکڑیں جن کے ہاں سینہ کوبی اور حرام مرثیے پڑھنا عبادت ہے۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝) دورِ جاہلیت میں عرب میں بھی کسی کی موت پر سر منڈوانے کا رواج تھا جیسے ہندو لوگ سر' داڑھی اور مونچھیں سب کچھ منڈوا دیتے ہیں (جسے ''بھدرا'' کہتے ہیں)۔

نوحہ کی وجہ سے عذاب:

(۱) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: مَنْ نِیْحَ عَلَیْہِ فَاِنَّہٗ یُعَذَّبُ بِمَا نِیْحَ عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ [۱۸] ''جس پر نوحہ کیا جائے اُسے قیامت کے دن نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوگا''۔ (یہ اِس صورت میں ہے جبکہ میّت نے نوحہ اور پیٹنے کی وصیّت کی ہو)۔ زمانۂ جاہلیت میں مرنے والے وصیّت کرتے تھے کہ مجھ پر نوحہ کرنا تاکہ مشہوری ہو جائے۔ اُس دورِ جاہلیت میں نوحہ پر فخر ہوتا تھا۔ شہداء کربلا پر رافضی لوگ ''نوحہ'' اور ''پٹاکوٹی'' کرتے ہیں۔ یہ اُن کی اپنی اختراع ہے نہ تو حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوئی وصیّت کی اور نہ ہی دیگر شہداء کربلا نے' اور نہ وہ اِس سے راضی ہیں۔

(۲) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْمَیِّتُ یُعَذَّبُ بِمَا نِیْحَ عَلَیْہِ [۱۹] ''میّت کو اُس نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے جو اُس پر کیا جاتا ہے''۔ (جبکہ مرنے والا نوحہ کی وصیّت کر جائے۔ ہاں البتہ خود ہی سے نوحہ کرنے والے بھی قیامت کے دن

---

[۱۸] مشکوٰۃ ص ۱۵۱' مسند احمد جلد ۲ ص ۶۱' جلد ۴ ص ۲۴۵' بخاری حدیث نمبر ۱۲۹۱' مسلم حدیث نمبر ۹۳۳' ترمذی حدیث نمبر ۱۰۰۰' مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۹۴۔ [۱۹] ابن ماجہ ص ۱۱۵' مسند احمد جلد ۵ ص ۱۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۱' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۵' مسلم جلد ۱ ص ۳۰۳۔

پکڑے جائیں گے)۔

نوحہ کرنے پر لعنت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ النَّائِحَۃَ وَ الْمُسْتَمِعَۃَ ۲۰ ''رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی پر لعنت فرمائی ہے''۔

ایک عورت کا واقعہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: -مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِامْرَأَۃٍ تَبْکِیْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ قَالَتْ اِلَیْکَ عَنِّیْ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِیْبَتِیْ وَلَمْ تَعْرِفْہُ فَقِیْلَ لَھَا اَنَّہُ النَّبِیُّ ﷺ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَہُ بَوَابِیْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْکَ فَقَالَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی ۲۱ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ (ایک دفعہ) ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر کے پاس رو رہی تھی (اُس کے رونے میں چیخ و پکار اور نوحہ تھا) آپ ﷺ نے (اُس عورت سے) فرمایا: اللہ (عزوجل) سے ڈر اور صبر کر۔ (وہ عورت بے خبری اور شدتِ غم میں) بولی میرے پاس سے ہٹ جایئے، آپ (ﷺ) کو میری سی مصیبت نہیں پہنچی۔ اُس عورت نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو پہچانا نہیں۔ (جب حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کچھ آگے چلے گئے تو) اُس عورت کو بتایا گیا، وہ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تھے۔ پھر وہ عورت رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے آستانہ مقدس پر حاضر ہوئی۔ اُس نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)، میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: صبر شروع صدمے سے ہی ہوتا ہے''۔ (چونکہ شروع

---

۲۰ ابوداؤد جلد ا ص ۹۰، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۹، مشکوٰۃ ص ۱۵۱- ۲۱ نسائی جلد ا ص ۲۶۲، مشکوٰۃ ص ۱۵۰، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۹۳، بخاری جلد ا ص ۱۷۱، مسلم جلد ا ص ۳۰۲، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۲۴، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۹۶، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۰، مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۸۴۔

صدمے پر دِل میں جوش ہوتا ہے اُس وقت اُس جوش کو روکنا بڑے بہادروں کا کام ہے)

فرشتوں کا جھنجھوڑنا:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: مَا مِنْ مَّيِّتٍ يَّمُوْتُ فَيَقُوْمُ بَاكِيْهِمْ فَيَقُوْلُ وَاجَبَلَاهُ وَاسَيِّدَاهُ وَنَحْوُ ذٰلِكَ اِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكَيْنِ يَلْهَزَانِهٖ وَ يَقُوْلَانِ اَهٰكَذَا كُنْتَ [۲۲] ''جب کوئی (بندہ) فوت ہوجائے اور اُس کے رونے والا اُٹھ کر کہے ہائے میرے پہاڑ، ہائے میرے سردار اور اِسی طرح کی دوسری باتیں کہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس (فوت شدہ) پر دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو اُسے جھنجھوڑتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا ہی تھا؟

جہالت کی چار باتیں:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُوْنَهُنَّ (۱) اَلْفَخْرُ فِی الْاَحْسَابِ (۲) وَالطَّعْنُ فِی الْاَنْسَابِ (۳) وَ الْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ (۴) وَ النِّيَاحَةُ [۲۳] ''میری اُمت میں چار باتیں جہالت کی ہیں جنہیں وہ نہ چھوڑیں گے۔ (۱) قومی فخر (۲) نسب میں طعنے (۳) ستاروں سے بارش مانگنی اور (۴) نوحہ' اور فرمایا: اگر نوحہ کرنے والی عورت موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اُس پر ''رال'' کا لباس اور ''جرب'' کی قمیض ہوگی''۔ (جرب وہ کپڑا ہے جو نوحہ کرنے والے کو قیامت کے دن پہنایا جائے گا اور نوحہ کرنے والی عورت پر اُس دن خارش کا عذاب مسلّط کیا جائے گا)۔

نوحہ نہ کرنے پر بیعت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

---

۲۲ مشکوٰۃ ص ۱۵۲، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۴۹، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۹۲، کنز العمال حدیث نمبر ۴۴۴۳۱۔ ۲۳ مشکوٰۃ ص ۱۵۰، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۸، مسلم جلد ۱ ص ۳۰۳۔

ﷺ اَخَذَ عَلَی النِّسَآءِ حِیْنَ بَایَعْھُنَّ اَنْ لَّا یَنُحْنَ فَقُلْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَّ نِسَاءً اَسْعَدْنَنَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَنُسْعِدُھُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا اِسْعَادَ فِی الْاِسْلَامِ [۲۴] ''جب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی اور نوحہ نہ کرنے کا اقرار کرایا تو عورتوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) دورِ جاہلیت میں بعض عورتوں نے رونے پیٹنے میں ہماری مدد کی تو کیا ہم بھی اُن کی مدد کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِسلام میں یہ چیز جائز نہیں''۔ (دورِ جاہلیت میں پیٹنے کا عام رواج تھا اور اِس پر فخر کیا جاتا تھا۔ اُس دور میں رونے پیٹنے کا بھی قرض ہوتا تھا۔ ایک عورت دوسرے کے ہاں موت پر پیٹ آتی تھی تو دوسری اُس کے ہاں موت کے وقت' پیٹنے ضرور جاتی تھی)۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: عَجَبٌ لِّلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَہٗ خَیْرٌ حَمِدَ اللّٰہَ وَ شَکَرَ وَ اِنْ اَصَابَتْہُ مُصِیْبَۃٌ حَمِدَاللّٰہَ وَ صَبَرَ فَالْمُؤْمِنُ یُؤْجَرُ فِیْ کُلِّ اَمْرِہٖ حَتّٰی یُؤْجَرَ فِی اللُّقْمَۃِ یَرْفَعُھَا اِلٰی فِیْ امْرَاتِہٖ [۲۵]

''مومن کے لئے عجب (معاملہ ہے) اگر اُسے بھلائی پہنچے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی حمد وثناء اور شکر کرتا ہے' اور اگر مصیبت پہنچے تو اللہ (جل جلالہ) کی حمد وثناء اور صبر کرتا ہے۔ مومن کو ہر کام پر ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ اگر بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالے تو اِس پر ثواب حاصل ہوتا ہے''۔

فوت شدہ کے گھر والوں کے لئے کھانا پکانا:

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے کی خبر آئی تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاھُمْ مَّا یَشْغَلُھُمْ [۲۶]

---

[۲۴] نسائی جلد ا ص ۲۶۲' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۹۷' مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۵۶۰' کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۱۳ (مختصراً) حدیث نمبر ۴۲۴۴۱۔ [۲۵] مشکوٰۃ ص ۱۵۱' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۹۴' مسند احمد جلد ا ص ۱۸۲۔ ۱۷۷۔ ۱۷۳۔ [۲۶] ابن ماجہ ص ۱۱۶' ترمذی جلد ا ص ۱۹۵' مشکوٰۃ ص ۱۵۱۔

''(حضرت) جعفر (رضی اللہ عنہ) کے گھر والوں کے لئے کھانا پکاؤ کیونکہ اُن کے پاس وہ خبر آئی ہے جو (اُن کو) کھانے سے باز رکھے گی''۔

آپ ﷺ نے کھانا پکانے کا حکم اپنے اہل بیت کو فرمایا' یہ کھانا بھیجنا سُنّت ہے۔ کھانا پکانے والے کو خود میّت والوں کے گھر کھانا لے کر جانا چاہئے اور اُن کو کھانے پر بھی مجبور کرنا چاہئے اور خود بھی اُن کے ساتھ کھائے اور اُن کی ڈھارس بندھائے۔

رواج:

ہمارے معاشرے میں تین دن تک کھانا بھیجنے کا رواج ہے۔ جب کہ حدیث شریف کے مطابق جس گھر میں فوتیدگی ہو اُس گھر میں صرف پہلے دن کھانا بھیجا جائے گا۔ (جس دن فوتیدگی ہو یا فوتیدگی کی خبر آئے)۔ یہ کھانا وہ لوگ کھائیں جو غم کی وجہ سے کھانا پکا نہ سکیں یا میّت کے گھر والوں کے باہر سے آئے ہوئے مہمان جو تجہیز و تکفین کے لئے آئے ہوں۔ اگر بطورِ محبت اور ہمدردی کسی رسمی یا رواجی قید کے بغیر دوست' احباب یا رشتے دار مسلسل تین دن کھانا دیں تو اِس پر فتویٰ نہیں۔

نوحہ والے جنازہ سے پرہیز:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ تَتْبَعَ جَنَازَۃً مَّعَھَا رَآنَّۃٌ [۲۷] ''رسول اللہ ﷺ نے اُس جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا: جس کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورت ہو''۔

فیصلہ کن اِرشاد' چیخے چلائے بغیر رونا:

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن علیہا الرحمہ سے روایت ہے۔ اُنہوں نے خبر دی کہ میں نے (اُمّ المؤمنین) حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا' اُن سے کسی نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ: اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَآءِ الْحَیِّ عَلَیْہِ تَقُوْلُ یَغْفِرُ اللّٰہُ لِاَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَمَّا اِنَّہٗ لَمْ یَکْذِبْ وَلٰکِنَّہٗ نَسِیَ اَوْ اَخْطَاَ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

[۲۷] ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۸۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۹۲' مشکوٰۃ ص ۱۵۲' مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۰۷۔

عَلٰی یَھُوْدِیَّۃٍ یُّبْکٰی عَلَیْھَا فَقَالَ اِنَّھُمْ لَیَبْکُوْنَ عَلَیْھَا وَ اِنَّھَا لَتُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِھَا ۲۸ ''میّت پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ تو (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا کہ اللہ (عزوجل) حضرت ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بخشے (یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کنیت ہے) بے شک اُنہوں نے اپنی طرف سے کچھ جھوٹ نہیں بنایا لیکن وہ بھول گئے ہیں یا اُن سے خطاء ہوگئی ہے۔ حقیقت اِس کی یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ لوگ تو رو رہے ہیں اور اُس پر عذابِ قبر ہو رہا ہے۔'' (یعنی سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اِس لئے نہیں تھا کہ جب زندہ لوگ روتے ہیں تو اُن کی میّت پر عذاب ہوتا ہے۔ ہاں! اگر فوت شدہ شخص وصیّت کر جائے کہ میرے مرنے پر رونا اور رونے والیاں بُلانا اور چیخنا چلّانا تو اِس پر بالاتفاق عذاب ہوگا۔ حضرت امام ابوعیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور صحیح ہے)۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میّت کو اُس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ عزوجل کافر کا عذاب اہل خانہ کے رونے سے بڑھا دیتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کیا تمہیں قرآنِ مجید کافی نہیں ہے' جس میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے۔ (ترجمہ) ''کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی''۔

آسمان اور زمین کا رونا:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ وَاتْرُکِ الْبَحْرَ رَھْوًا ؕ اِنَّھُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ۝ (الدخان: ۲۴-۲۳) ''ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا اور (جب دریا سے پار نکل جاؤ) تو دریا کو یونہی جگہ جگہ کھلا چھوڑ دینا (یعنی اُس کو چلانا نہیں) بے شک وہ (فرعونی) لشکر ڈبو دیا جائے گا''۔ جب فرعون' اُس کے پیروکار اور لشکر دریا میں ڈبو دیئے گئے تو اِرشاد ہوا فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ

۲۸ مشکوٰۃ ص ۱۵۱' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۹۲' نسائی حدیث نمبر ۱۸۶۵' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۲۹' ترمذی حدیث نمبر ۱۰۰۶' بخاری جلد ۱ ص ۱۷۲ حدیث نمبر ۱۲۸۹' مسلم جلد ۶ ص ۳۰۳ حدیث نمبر ۹۳۲' مسند احمد جلد ۶ ص ۱۰۷۔

السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝ (الدخان:۲۹) ''تو اُن (کے ڈوبنے) پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین اور اُنہیں مہلت نہ دی گئی''۔ اِس آیتِ مبارکہ میں کافروں کی موت پر زمین و آسمان کے نہ رونے کا ذکر ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے مومن کی موت پر زمین و آسمان روتے ہیں اِس لئے کہ اگر کسی کے لئے بھی زمین و آسمان نہ روتے ہوتے تو ربّ کائنات یہ نہ فرماتا کہ جب فرعون اور اُس کے لشکر والے ڈوب گئے تو نہ آسمان روئے نہ زمین روئی۔ اِس آیتِ مبارکہ اور اِس کے شانِ نزول کے پڑھنے کے بعد رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِرشادات کے مطالعہ کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ مومن کی فوتیدگی کے موقع پر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ (مومن کے لئے زمین و آسمان روتے ہیں)۔ کیونکہ ''فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ'' کافروں کے لئے فرمایا گیا ہے۔

(۲) حضرت ابن جریر علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ اُن سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِرشادِ مبارک فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ کے بارے پوچھا گیا کہ کسی پر آسمان اور زمین روتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! ہر اِنسان کے لئے دو دروازے ہیں ایک تو وہ جس سے اُس کا عمل اُوپر جاتا ہے دوسرا وہ جس سے اُس کا رزق اُترتا ہے۔ جب بندۂ مومن فوت ہو جاتا ہے تو یہ دونوں دروازے اُس کے لئے روتے ہیں کہ یہ بند ہو جاتے ہیں۔ اِسی طرح وَاِذَا فَقَدَهٗ مُصَلَّاهُ مِنَ الْاَرْضِ الَّذِیْ كَانَ يُصَلِّیْ فِيْهِ وَيَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا بَكَتْ عَلَيْهِ ''وہ زمین (کا ٹکڑا) جس پر یہ نماز پڑھتا تھا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا ذکر کرتا تھا' روتی ہے''۔ لیکن چونکہ فرعون کی قوم کے لئے زمین میں اچھے نشانات نہ تھے اور نہ ہی اُس کا کوئی عمل اچھا تھا۔ پس اُس کے مرنے پر نہ آسمان رویا نہ زمین (یہی معنی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے اِرشادِ مبارک کے کہ ''فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ'' (شرح الصدور ص ۱۰۲)۔

مومن کی گزرگاہ روتی ہے:

حضرت ابن جریرؒ ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے ''شعب الایمان''

میں حضرت شریح بن عبید حضرمی علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا مَاتَ مُؤْمِنٌ فِیْ غُرْبَةٍ غَابَتْ عَنْهُ فِیْهَا بَوَاکِیْهِ اِلَّا بَکَتْ عَلَیْهِ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ ثُمَّ قَرَءَ: (فَمَا بَکَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ) ثُمَّ قَالَ: اِنَّهُمَا لَا یَبْکِیَانِ عَلٰی کَافِرٍ ''جو مومن بھی مسافری میں مرتا ہے اور اُس پر رونے والیاں نہیں روتیں تو اُس پر آسمان اور زمین روتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:- ''فَمَا بَکَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ '' اور فرمایا ''یہ کافروں پر نہیں روتے۔'' (شرح الصدور ص ۱۰۲)۔

چالیس دن تک زمین کا رونا:

حضرت سعید بن منصور علیہ الرحمہ اور حضرت ابونعیم علیہ الرحمہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے کہ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ یَمُوْتُ اِلَّا تَبْکِیْ عَلَیْهِ الْاَرْضُ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا ''جب بھی کوئی مومن مرتا ہے تو زمین چالیس روز تک صبح کے وقت روتی ہے''۔ (شرح الصدور ص ۱۰۲)

سجدہ کی جگہ روتی ہے:

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عطاء خراسانی علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے: مَا مِنْ عَبْدٍ یَّسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً فِیْ بُقْعَةٍ مِّنْ بِقَاعِ الْاَرْضِ اِلَّا شَهِدَتْ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَبَکَتْ عَلَیْهِ یَوْمَ یَمُوْتُ ''جو بندۂ مومن زمین کے گوشوں میں سے کسی گوشہ میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حضور سربسجود ہوتا ہے' وہ گوشہ اُس کی موت پر روتا ہے اور قیامت کے دن اُس کے حق میں گواہی دے گا''۔ (شرح الصدور ص ۱۰۲)

حضرت ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ نے حضرت ابوعبیدہ سلیمان بن عبدالملک علیہ الرحمہ کے مصاحب سے روایت کی ہے کہ ''جب بندۂ مومن فوت ہوتا ہے تو زمین کا گوشہ گوشہ پکار کر کہتا ہے''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا مومن بندہ فوت ہو گیا ہے تو زمین و آسمان دونوں اُس پر روتے ہیں' تو رحمٰن سبحانہٗ وتعالیٰ پوچھتا ہے تم دونوں میرے بندے پر کیوں روتے ہو؟ تو وہ دونوں کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب وہ جس گوشے

سے گزرتا تھا تیرا ذکر کرتا تھا۔ (تجھے یاد کرتا تھا) (شرح الصدور ص ۱۰۲)

زمین و آسمان کیوں روتے ہیں؟

حضرت سعید بن منصور علیہ الرحمہ اور حضرت ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ نے حضرت محمد بن قیس علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے' کہ آسمان اور زمین مومن کی موت پر روتے ہیں۔ آسمان کہتا ہے: مَازَالَ یَصْعَدُ اِلَیَّ مِنْهُ خَیْرٌ وَّتَقُوْلُ الْاَرْضُ مَازَالَ یَفْعَلُ عَلَیَّ خَیْرًا ''کہ اس کی نیکیاں برابر آتی رہتی تھیں اور زمین کہتی ہے کہ یہ برابر مجھ پر نیک عمل کرتا تھا''۔ (شرح الصدور ص ۱۰۳)

حضرت ابن جریر علیہ الرحمہ نے حضرت ضحاک علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے' فرماتے ہیں' کہ تَبْکِیْ عَلَی الْمُؤْمِنِ الصَّالِحِ مَعَالِمَهُ مِنَ الْاَرْضِ وَ مَعْرِجَ عَمَلِهٖ مِنَ السَّمَآءِ ''بندۂ مومن (کی موت) پر زمین کے وہ حصّے روتے ہیں جن پر اُس کے نشانات ہیں اور آسمان کے وہ حصّے روتے ہیں جن سے اُس کا عمل خیر اُوپر جاتا ہے''۔ (شرح الصدور ص ۱۰۳)

نماز کی جگہ روتی ہے:

حضرت ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ' حضرت ابن ابی حاتم علیہ الرحمہ اور حضرت بیہقی علیہ الرحمہ نے ''شعب الایمان'' میں امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اُنہوں نے فرمایا: اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا مَاتَ بَکٰی عَلَیْهِ مُصَلَّاهُ مِنَ الْاَرْضِ وَ یَصْعَدُ عَمَلُهٗ مِنَ السَّمَآءِ ثُمَّ تَلَا: فَمَا بَکَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ ''جب بندۂ مومن مرتا ہے تو اُس کی نماز کی جگہ اُس پر روتی ہے اور آسمان کی وہ جگہ روتی ہے جہاں سے اُس کے نیک اَعمال اوپر چڑھتے تھے۔ پھر یہ آیتِ مبارکہ پڑھی: ''فَمَا بَکَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ''۔ (شرح الصدور ص ۱۰۲)

آسمان کے فرشتے روتے ہیں:

حضرت حسن علیہ الرحمہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ اِذَا تَوَفّٰی الْمُؤْمِنَ بِبَلَادِ غُرْبَةٍ لَّمْ یُعَذِّبْهُ رَحْمَةً لِغُرْبَتِهٖ وَاَمَرَ الْمَلَآئِکَةَ فَتَبْکِیْهِ

لِغُیْبَۃِ بَوَاکِیْہِ عَنْہُ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ''کوئی بندۂ مومن (مسافری کی حالت میں) اجنبی شہر میں فوت ہوتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس پر عذاب نہیں کرتا بلکہ غریب الوطنی کی وجہ سے رحمت فرماتا ہے اور اُس کے رونے والوں کے نہ ہونے کی وجہ سے فرشتوں کو اُس کے لئے رونے کا حکم فرماتا ہے''۔ (شرح الصدور ص ۱۰۳)

یہ خدائی نظام ہے کہ بندۂ مومن کے لئے زمین و آسمان بھی روتے ہیں بلکہ مومن کی موت پر در و دیوار بھی روتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمان و زمین کو بندۂ مومن اور غیر مومن، غیر صالحہ کو پہچاننے کا اِدراک عطا فرمایا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے یہ جان پہچان اور علم رکھتے ہیں، تسبیح پڑھتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ہر وقت حاضر رہتے ہیں۔

سورۂ ھود میں حضرت سیّدنا نوح علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ موجود ہے۔ اللہ ﷻ نے حضرت سیّدنا نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور فرمایا میں ظالموں، بت پرستوں کو ڈبو دوں گا۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہوا، تو تنور سے پانی اُبلنے لگا۔ حضرت سیّدنا نوح علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام نے حکم خداوندی کے تحت ایمان والوں کو کشتی میں سوار کیا، آسمان پانی برسانے لگا، زمین اپنا پانی اُگلنے لگی، جب تمام لوگ سوائے کشتی میں بیٹھنے والوں کے ڈوب گئے تو ربّ ذوالجلال والاکرام نے زمین و آسمان کو بایں انداز پکارا۔ وَقِیْلَ یٰٓاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآئَکِ وَ یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ.... (ھود:۴۴) ''اور فرمایا: اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا''۔

جونہی حکم خداوندی ہوا، تو حکم کی بجا آوری کے لئے زمین نے پانی جذب کرلیا اور آسمان پانی برسانے سے رُک گیا۔

کتنی شان ہے اُس مومن کی جس کی محبت میں اُس کے فوت ہونے پر زمین و آسمان اور فرشتے روتے ہیں۔ کتنا پتھر دل ہے وہ شخص جس کی آنکھوں سے اُس کے والدین یا بیوی بچوں کے فوت ہونے پر آنسو نہیں بہتے۔ جہاں درد و محبت کا قلبی اور روحانی تعلق ہوتا ہے وہاں موت کی وجہ سے رونا بے اِختیار آجاتا ہے۔ دردمند اِنسان تو اِنسان، نیک آدمی کی محبت اور یاد میں آسمان اور زمین بھی روتے ہیں۔

غُسلِ میّت

میّت کا غُسل:

''تمام اُمّت کا اِس پر اِتفاق ہے کہ مومن میّت کا غُسل فرضِ کفایہ ہے۔ یہ غُسل، غُسلِ نجاست نہیں بلکہ غُسلِ جنابت کی طرح ہے۔ جس طرح حدثِ اکبر ہے یعنی جنابت اور احتلام کی وجہ سے غُسل ہے۔ مومن کی نیند وضو توڑتی ہے اور اِس کی موت غُسل توڑتی ہے جبکہ شہید کی موت اُس میں حدث بھی پیدا نہیں کرتی۔ شہید کی موت غُسل نہیں توڑتی اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نیند وضو نہیں توڑتی''۔[1]

پھٹے یا تختے پر لٹانے کا طریقہ:

جس پھٹے یا تختے پر نہلانے کا اِرادہ ہو اُس کو تین یا پانچ مرتبہ ایسی چیز سے دُھونی دیں یعنی اُس تختے کے گرد پھیرائیں، جس میں خوشبو سلگتی ہو۔ اِس تختے پر مرد کی میّت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک اور عورت کی میّت کو کندھوں سے لے کر پاؤں تک کسی کپڑے سے ڈھانپ دیں۔

پانی:

میّت کو غُسل دینے کے لئے پانی اور صابن کا انتظام کرلیں۔ پانی میں بیری کے پتے ڈال کر اُسے اُبال لیں۔

میّت کو اِستنجاء کروانے کا طریقہ:

میّت کو اِستنجاء کروانے کا طریقہ یہ ہے کہ میّت کو پھٹے یا تختے پر لٹا کر غُسل دینے والا مرد یا عورت میّت کی بائیں طرف بیٹھے پھر دائیں ہاتھ سے پیٹ پر اُوپر سے نیچے ناف کی طرف دبا کر لیکن بڑی نرمی کے ساتھ ہاتھ پھیرے، اگر پیٹ سے کوئی چیز

---

[1] مرآۃ جلد۲ص۴۶۰۔

نکلے تو بائیں ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر دھوڈالے۔ اِستنجاء کرواتے وقت ہاتھوں پر لپیٹنے کے لئے عام طور پر تین تھیلیاں بنائی جاتی ہیں۔ ایک تھیلی ہاتھ پر چڑھا کر اِستنجاء کروا کے اُس کو اُتار دیا جاتا ہے پھر دوسری اور اِسی طرح تیسری تھیلی اِستعمال کی جاتی ہے۔ تھیلیاں نہ ہوں تو ویسے ہی کوئی کپڑا ہاتھ پر لپیٹ کر اِستنجاء کروایا جاتا ہے۔ چاہے پیٹ سے کچھ خارج ہو یا نہ ہو پھر بھی چھوٹا بڑا اِستنجاء کروائے۔ اِستنجاء کروانے کے بعد نماز جیسا وضو کروائے پھر بائیں کروٹ لٹا کر سر سے پاؤں تک ''بیری'' کے پتوں والا پانی بہائے کہ پانی تختے تک پہنچ جائے۔ پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اِسی طرح پانی بہائے۔ صابن وغیرہ سے ملے' ہو سکے تو سر اور داڑھی کے بالوں کو ''گل خیرو'' سے دھوئے۔ تین مرتبہ غُسل کرائے۔ تین میں سے آخری مرتبہ سر سے پاؤں تک وہ پانی بہائے جس میں کافور ملا ہو' پھر میّت کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ دے۔

غُسل دینے میں نابالغ اور بالغ میں کوئی فرق نہیں۔ بچہ پیدا ہوتے ہی فوت ہو جائے یا کچھ دن' کچھ ماہ بعد فوت ہو اُس کو بھی مکمل غُسل دیا جائے۔ جو بچہ مردہ پیدا ہو اُس کو غُسل نہیں دیا جاتا۔

ستر کو چھپانا:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **لَا تَبْرُزْ فَخِذَکَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ وَّلَا مَیِّتٍ** [۲] ''اپنی ران مت کھولو اور زندہ اور میّت کی ران کی طرف مت دیکھو''۔

غُسل دینے والا شخص کیسا ہو؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **لِیُغَسِّلْ مَوْتَاکُمُ الْمَامُوْنُوْنَ** [۳]

---

[۲] ابن ماجہ ص ۱۰۶' ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۲' مسند احمد جلد ۱ ص ۱۴۶' السنن الکبری للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۸' مستدرک حاکم جلد ۴ حدیث نمبر ۱۸۰۔ [۳] ابن ماجہ ص ۱۰۶' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۲۱۸۔

''تمہارے مردوں کو وہ لوگ غسل دیں جو امین اور قابلِ اعتبار ہوں''۔ تاکہ مردے کے بدن سے اگر کوئی عیب یا نقص ظاہر ہو تو اُسے ظاہر نہ کریں اور اگر کوئی خوبی یعنی مسکراہٹ چہرے کا چمکنا، خوشبو کا ظاہر ہونا پائیں تو لوگوں میں اُس کی تشہیر کریں۔

وِصال شدہ کا ذکر بھلائی سے کرو:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشاد مبارک ہے: **اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ وَکُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْھِمْ** [۴] ''اپنے فوت شدہ لوگوں کی خوبیاں بیان کرو اور اُن کی بُرائیاں بیان کرنے سے باز رہو''۔ بے دینوں' غدارانِ ملت' دشمنانِ اسلام' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے گستاخوں اور مرزائیوں وغیرہ کی بُرائی بیان کرنا اِس میں داخل نہیں جیسا کہ محدثین نے راویانِ احادیثِ مبارکہ میں دروغ گو راویوں کے خلاف کتابیں لکھی ہیں۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' حضورِ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سامنے ایک فوت شدہ آدمی کا ذکر بُرائی سے ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: **لَا تَذْکُرُوْا ھَلْکَا کُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ** [۵] ''اپنے فوت شدہ لوگوں کا ذکر بھلائی سے کرو''۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: **لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّھُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَاقَدَّمُوْا** [۶] ''اپنے وصال شدہ لوگوں کو گالیاں مت دو وہ اپنے عملوں کو پہنچ گئے''۔

---

[۴] السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۴ص ۵۷' مشکوٰۃ ص ۱۴۷' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۲ص ۴۳۸' مرقاۃ جلد۴ص ۱۴۴' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۰۰' ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۹' شرح السنۃ جلد۳ص ۲۶۴' ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۸۶۔ [۵] نسائی باب النھی عن ذکر الھلکی الا بخیر جلد۱ص ۲۷۴۔ [۶] نسائی جلد۱ص ۲۷۴' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۴ص ۷۵' مشکوٰۃ ص ۱۴۵' بخاری جلد۱ ص ۱۸۷' تیسیر الباری جلد۲ص ۳۴۰' عمدۃ القاری جلد۴ جز ۸ص ۲۳۰' فتح الباری جلد۳ص ۳۳۰' مرقاۃ جلد۴ص ۱۳۳' دارمی جلد۲ص ۲۳۹' ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۸۵' الترغیب والترہیب جلد ۴ص ۳۴۸' شرح السنۃ جلد۳ص ۲۶۳' مستدرک حاکم جلد۱ حدیث نمبر ۳۸۵۔

گرم پانی سے غُسل:

حضرت اُمِ قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے' فرماتی ہیں' کہ میرا بیٹا فوت ہوگیا تو میں اُس پر رونے لگی، (جب میرے بیٹے کو غُسل دیا جانے لگا) تو میں نے اُس شخص سے جو غُسل دے رہا تھا کہا کہ لَا تَغْسِلِ ابْنِیْ بِالْمَآءِ الْبَارِدِ فَتَقْتُلَهٗ ''میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غُسل نہ دے پس مت مار اِس کو'' (مراد یہ کہ اِس کو گرم پانی سے غُسل دے) یہ سن کر (حضرت) عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور (حضرت) اُمِ قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا قول بیان کیا تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور اِرشاد فرمایا: مَا قَالَتْ طَالَ عُمْرُ هَا فَلَا نَعْلَمُ امْرَاَةً عَمِرَتْ مَا عَمَّرَتْ [1] ''اُمِ قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی عمر دراز ہو پھر ہم نہیں جانتے کہ کسی عورت کی عمر اتنی لمبی ہوئی جتنی (حضرت) اُمِ قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی عمر لمبی ہوئی''۔ (یہ برکت تھی' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دُعا کی)۔

غُسل دائیں طرف سے شروع کرنا:

حضرت اُمِ عطیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِیْ غُسْلِ ابْنَتِهٖ ابْدَاْنَ بِمَیَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا [2] ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اپنی بیٹی (حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے غُسل میں فرمایا: دائیں طرف کے اَعضاء اور وضو کے مقامات سے شروع کرو''۔

غُسل کتنی بار؟

حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہمارے قریب تشریف لائے جبکہ ہم (پردہ میں) آپ

---

[1] نسائی جلد ۱ ص ۲۶۶' الادب المفرد حدیث نمبر ۶۵۲ مختصراً چھاپہ بیروت' الادب المفرد ص ۱۶۹' چھاپہ سانگلہ ہل۔ [2] نسائی جلد ۱ ص ۲۶۶' مسلم جلد ۱ ص ۳۰۵' بخاری جلد ۱ ص ۱۶۷' مسند احمد جلد ۷ ص ۴۰۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۸' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۰۶۔

ﷺ کی بیٹی (حضرت) اُمِ کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو غسل دے رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِغْسِلْنَهَا ثَلَا ثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَ يْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَا فُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حِقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ ۹

''اِنہیں تین، پانچ اور اگر مناسب سمجھو تو اِس سے بھی زیادہ پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل دو۔ آخر میں کچھ کافور ڈال دو۔ جب فارغ ہو جاؤ مجھے اِطلاع دینا۔ (فرماتی ہیں) جب ہم فارغ ہوگئیں تو ہم نے آپ (ﷺ) کو اِطلاع دی۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف اپنا تہبند شریف پھینکا(۱) اور فرمایا اِسے اُن کے کفن کے نیچے رکھ دو۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا: اِغْسِلْنَهَا وِتْرًا وَكَانَ فِيْهِ اِغْسِلْنَهَا ثَلَا ثًا اَوْ خَمْسًا وَّكَانَ فِيْهِ اِبْدَءُ وْا بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا وَكَانَ فِيْهِ اِنَّ اُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ وَمَشَطْنَاهَا ثَلَا ثَةَ قُرُوْنٍ ۱۰

''اِنہیں طاق تین، پانچ، سات بار غسل دو اور دائیں طرف سے اَعضائے وضو سے اِبتداء کرو۔ اِس روایت میں یہ بھی ہے کہ (حضرت) اُمِ عطیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں، ہم نے اُن کے بالوں کے تین حصّے کئے جنہیں اُن کے پیچھے ڈالا''۔

(۱) تہبند شریف برکت کے لئے رکھا گیا، یہ کفن میں شامل نہ تھا۔ اَحادیثِ مبارکہ میں یہ ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ، عمرو بن العاص، سعد بن ابی وقاص اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ناخن مبارک، بال مبارک اور تہبند شریف کو اپنی قبر میں لے جانے کے لئے محفوظ رکھا۔ قرآنِ مجید اور حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صالحین کے لباس سے برکت لینا جائز ہے اور اپنے کفن میں صالحین کے کپڑے شامل کرنا باعثِ برکت اور باعثِ مغفرت ہے۔

---

۹ مشکوٰۃ ص ۱۴۳، نسائی جلد ۱ ص ۲۶۶، ابن ماجہ ص ۱۰۶، ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۲، مسند احمد جلد ۵ ص ۸۴، تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۰۷، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۲۱، نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۲۵۸، مسلم جلد ۱ ص ۳۰۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۹، جلد ۴ ص ۸، بخاری جلد ۱ ص ۱۶۷۔ ۱۰ ابن ماجہ ص ۱۰۶۔

عورت اپنے شوہر کو غُسل دے سکتی ہے:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: لَوْ کُنْتُ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَاغَسَّلَ النَّبِیَّ ﷺ غَیْرَ نِسَائِہٖ [۱۱] ''اگر مجھے پہلے خیال آتا جو بعد میں آیا تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو آپ ﷺ کی بیویاں ہی غُسل دیتیں''۔ کیونکہ بیوی محرم راز ہوتی ہے اور اُس سے پردہ بھی نہیں ہوتا۔ لہٰذا وہ اپنے شوہر کی میّت کو غُسل دے سکتی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اُن کی بیوی (حضرت) اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غُسل دیا اور کسی صحابی نے اس کا اِنکار بھی نہیں کیا۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خصوصیت:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ جنت البقیع (قبرستان) سے واپس آئے۔ تو مجھے اس حالت میں پایا کہ میرے سر میں درد ہو رہا تھا اور میں کہہ رہی تھی ہائے سر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بَلْ اَنَا یَا عَائِشَۃُ وَرَاْسَاہُ ''بلکہ اے (حضرت) عائشہ (رضی اللہ عنہا) میں کہتا ہوں، ہائے سر (یعنی میرے سر میں درد ہوتا ہے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مَاضَرَّکِ لَوْ مُتِّ قَبْلِیْ فَقُمْتُ عَلَیْکِ فَغَسَّلْتُکِ وَ کَفَّنْتُکِ وَصَلَّیْتُ عَلَیْکِ وَدَفَنْتُکِ [۱۲] ''تیرا کیا نقصان ہے اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہوگئی تو میں تیرا کام کروں گا تجھ کو غُسل دوں گا اور کفن پہناؤں گا اور نماز پڑھوں گا اور دفن کروں گا''۔ اپنی زوجہ مطہرہ کو غُسل دینا یہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خصائص میں شامل ہے۔

مُحرِم کا غُسل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ ایک شخص رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ حالتِ احرام میں تھا (وہ اُونٹنی سے

---

[۱۱] ابن ماجہ ص ۱۰۷، طبری جلد ۲ ص ۶۱۴۔ [۱۲] ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۶۵، دار قطنی جلد ۲ ص ۷۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۹۶، تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۰۷، نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۲۵۱۔

گرا) اور اُس کی اُونٹنی نے اُس کو کچل دیا' وہ (اِحرام کی حالت میں فوت ہوگیا)۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِغْسِلُوا الْمَيِّتَ فِيْ ثَوْبَيْهِ الَّذِيْنَ اَحْرَمَ فِيْهِمَا وَاغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا (مُحَرِّمًا) [۱۳]

''ایسی میّت جس نے اِحرام باندھا ہو' اُسے اُس کے دو کپڑوں میں ہی غُسل دو اور اُسے پانی اور ''بیری'' کے پتوں سے غُسل دو اور اُس کے دو کپڑوں ہی میں اُسے کفن دو، نہ اُسے خوشبو لگاؤ اور نہ ہی اُس کا سر ڈھانپو۔ قیامت کے دن یہ ''تلبیہ'' کہتا ہوا اُٹھے گا''۔ (اور اِحرام کی حالت میں اُٹھے گا)۔

مسئلہ: حالتِ اِحرام میں فوت ہونے والے کو نہ تو کافور کی خوشبو لگائی جائے اور نہ ہی کوئی اور، اور نہ ہی اُس کے سر کو ڈھانپا جائے۔

کیا شان ہے سرکارِ کائنات ﷺ کی کہ قیامت کے دن کی خبریں بتائی ہیں۔ مُحرِم کی قیامت کے دن کی کیفیت بتلا رہے ہیں۔ کہ وہ شخص جو اِحرام کی حالت میں فوت ہوا قیامت کے دن ''تلبیہ'' پڑھتا ہوا اُٹھے گا۔ سبحان اللہ!

غُسل دینے والے کی بخشش:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مجھے فرمایا: مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا وَّ كَفَّنَهٗ وَحَنَّطَهٗ وَحَمَلَهٗ وَصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَمْ يُفْشِ عَلَيْهِ مَارَاٰى خَرَجَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ مِثْلَ مَاوَلَدَتْهُ اُمُّهٗ [۱۴]

''جو شخص میّت کو غُسل دے' اُس کو کفن پہنائے' خوشبو لگائے اور اُس پر نماز پڑھے اور اُس کا جو حال دیکھے (اگر وہ بُرا ہو تو) اُس کو ظاہر نہ کرے تو وہ گناہ سے اِس طرح نکل جائے گا جیسے اُسی دن تھا جس دن اُس کی ماں نے اُس کو جنا تھا''۔

---

[۱۳] مشکوٰۃ ص ۱۴۳' نسائی جلد ۱ ص ۲۶۹' بخاری جلد ۱ ص ۱۶۹' مسند احمد جلد ۱ ص ۳۳۳' ۳۲۸' ۲۱۵' ترمذی حدیث نمبر ۹۵۱' نسائی حدیث نمبر ۱۹۰۴' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۰۸۴' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۷۹۔ [۱۴] ابن ماجہ ص ۱۰۶' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۳۹' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۲۲۷۔

شہید کو غُسل نہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے شہدائے اُحد کے متعلق حکم فرمایا: اَنْ یُّنْزَعَ عَنْھُمُ الْحَدِیْدُ وَالْجُلُوْدُ وَاَنْ یُّدْفَنُوْا بِدَمَائِھِمْ وَثِیَابِھِمْ [۱۵] ''اُن کے لوہے کے ہتھیار (خود، زرہ اور پوستین) وغیرہ اُتار لئے جائیں اور یہ اِنہی خون آلود کپڑوں میں دفن کر دیئے جائیں''۔ آج کل فوجی جوانوں کو اُن کی وردی میں دفن کیا جائے۔

مسئلہ: شہید کا یہی حکم ہے کہ اِس سے ہتھیار، خود، زرہ اور پوستین وغیرہ اُتار لی جائیں اور اِسے یونہی پہنے ہوئے کپڑوں میں بغیر غُسل مع خاک وخون دفن کیا جائے۔ ہاں کفن کی کمی پوری کی جاتی ہے۔ مثلاً شہید اگر صرف کرتہ یا پائجامہ پہنے ہوئے ہے تو اُسے چادر اَوڑھا دی جائے گی۔ شہید کی میّت کو غُسل نہ دینے کی بہت سی اَحادیثِ مبارکہ ہیں۔

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، اَنَّ شُھَدَآءَ اُحُدٍ لَمْ یُغَسَّلُوْا وَدُفِنُوْا بِدَمَائِھِمْ وَلَمْ یُصَلَّ عَلَیْھِمْ [۱۶] ''کہ شہدائے اُحد کو غُسل نہ دیا گیا اور اُنہیں اُن کے خون (آلود کپڑوں) سمیت دفنایا گیا اور اُن کی نمازِ جنازہ بھی نہ پڑھی گئی''۔

(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رُمِیَ رَجُلٌ بِسَھْمٍ فِیْ صَدْرِہٖ اَوْفِیْ حَلْقِہٖ فَمَاتَ فَاُدْرِجَ فِیْ ثِیَابِہٖ کَمَاھُوَقَالَ وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ ﷺ [۱۷] ''ایک شخص کے سینے میں یا حلق میں تیر لگ گیا وہ مر گیا تو اُسی طرح اپنے کپڑوں میں لپیٹا گیا جیسا وہ تھا اُس وقت ہم نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ تھے''۔

(۳) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَجْمَعُ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ وَالثَّلَاثَۃَ مِنْ قَتْلٰی اُحُدٍ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ یَقُوْلُ اَیُّھُمْ اَکْثَرُ اَخْذًا لِّلْقُرْآنِ ؟ فَاِذَا

---

[۱۵] مشکوٰۃ ص ۱۴۴، ابن ماجہ ص ۱۱۰، ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۱۔ [۱۶] ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۱۔ [۱۷] ایضاً۔

اُشِیرَ لَہٗ اِلٰی اَحَدِھِمْ قَدَّمَہٗ فِی اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَھِیْدٌ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاَمَرَ بِدَفْنِھِمْ فِیْ دِمَآئِھِمْ وَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْھِمْ وَلَمْ یُغَسَّلُوْا ۱۸ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ دواور تین آدمیوں کو اُحد کے شہیدوں میں سے ایک کپڑے میں لپیٹتے' پھر فرماتے، اِن میں سے قرآنِ مجید کس کو زیادہ یاد ہے؟ جب لوگ عرض کر دیتے تو آپ ﷺ اُس کو قبر میں آگے کرتے (قبلہ رو پھر اُس کے بائیں طرف دوسرے یا تیسرے شہید کو لٹاتے) اور فرماتے، میں گواہ ہوں اِن لوگوں پر' اور اِن کو خون لگے کپڑوں سمیت دفن کرنے کا حکم فرمایا' نہ اُن پر نماز پڑھی اور نہ ہی وہ غُسل دیئے گئے۔ دوسری روایت میں آتا ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھی۔ ۱۹

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے غُسلِ مبارک کی شان:

(۱) اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو غُسل دینا چاہا تو اُنہوں نے کہا' اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے' کیا ہم دوسرے وصال شدہ لوگوں کے کپڑوں کی طرح آپ ﷺ کے کپڑے شریف بھی اُتاریں یا رہنے دیں اور کپڑوں سمیت ہی غُسل دیں؟ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بارے میں اِختلاف رائے ہوا تو اللہ عزوجل نے اُن پر نیند بھیجی (اور کیفیت یہ ہوگئی) کہ تمام آدمیوں کی ٹھوڑیاں اُن کے سینوں پر تھیں۔ (یعنی ہر آدمی اُونگھ رہا تھا یا سو رہا تھا) ثُمَّ کَلَّمَھُمْ مُکَلِّمٌ مِّنْ نَاحِیَۃِ الْبَیْتِ لَا یَدْرُوْنَ مَنْ ھُوَ اَنِ اغْسِلُوا النَّبِیَّ ﷺ وَعَلَیْہِ ثِیَابُہٗ فَقَامُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَغَسَلُوْہُ وَعَلَیْہِ قَمِیْصُہٗ یُصَبُّوْنَ الْمَآءَ فَوْقَ الْقَمِیْصِ وَیَدْلُکُوْنَہٗ بِالْقَمِیْصِ دُوْنَ اَیْدِیْھِمْ وَکَانَتْ عَائِشَۃُ تَقُوْلُ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَہٗ اِلَّا نِسَآءُہٗ ۲۰

''پھر اُس وقت ایک بات کرنے والے کی آواز آئی کسی کو معلوم نہ ہوا یہ کس کی

---

۱۸ ابوداؤد جلد۲ ص۹۲۔ ۱۹ ابوداؤد جلد۲ ص۹۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۱۰' ابن ماجہ ص ۱۱۰' مجمع الزوائد جلد۶ ص۱۱۹' دار قطنی جلد۴ ص۱۱۷۔ ۲۰ ابوداؤد جلد۲ ص۹۲۔

آواز تھی۔ آواز یہ آئی کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو کپڑے پہنے پہنے غُسل دو۔ یہ سن کر لوگ اُٹھے اور رسول اللہ ﷺ کو کپڑے پہنے پہنے ہی غُسل دیا۔ لوگ پانی ڈالتے تھے اور جسم مبارک کو اپنے ہاتھوں کی بجائے کپڑوں سے ہی ملتے تھے۔ (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں، اگر پہلے سے مجھے بات یاد آتی تو آپ ﷺ کی اَزواجِ پاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہی آپ ﷺ کو غُسل دیتیں"۔

(۲) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' لَمَّا اَخَذُوْا فِیْ غُسْلِ النَّبِیِّ ﷺ نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِّنَ الدَّاخِلِ لَا تَنْزِعُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَمِیْصَهٗ [۲۱] "جب لوگ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو غُسل دینے لگے (تو متردد ہوئے کہ آپ ﷺ کے کپڑے اُتار کر غُسل دیں یا کپڑوں سمیت) تو کسی آواز دینے والے نے اندر سے آواز دی (بعض کہتے ہیں وہ حضرت سیّدنا خضر علیہ السلام تھے) رسول اللہ ﷺ کے بدنِ مبارک سے آپ ﷺ کا کرتہ شریف نہ اُتارو"۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو غُسل دیا گیا تو غُسل دینے والے ڈھونڈنے لگے وہ جو میّت میں ڈھونڈتے ہیں۔ لیکن کچھ نہ پایا تو فرمانے لگے: بِاَبِیْ الطَّیِّبُ 'طِبْتَ حَیًّا طِبْتَ مَیِّتًا [۲۲] "آپ ﷺ پر میرا باپ قربان ہو' آپ ﷺ پاک اور صاف ہیں' (ظاہری) زندگی میں بھی پاک اور وصال مبارک کے بعد بھی پاک ہیں"۔

آپ ﷺ کے مزاجِ مبارک میں ربّ ذوالجلال نے نہایت نفاست' لطافت اور طہارت رکھی تھی۔ آپ ﷺ خوشبو استعمال فرماتے تھے تاہم آپ ﷺ کے جسم مبارک سے بغیر خوشبو لگائے بھی خوشبو آتی تھی۔ آپ ﷺ جس گلی کوچہ سے تشریف لے جاتے تھے تو وہ گلی کوچہ خوشبو سے معطر ہو جاتا تھا اور لوگ پہچان جاتے تھے کہ آپ ﷺ اِدھر سے تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ تو آپ ﷺ' آپ ﷺ سے جس چیز کا تعلق ہو جاتا وہ بھی خوشبو سے مہک اُٹھتی۔

---

[۲۱] ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۶۶' ابن ماجہ مترجم وحید الزماں (غیر مقلد) جلد ا ص ۳۱۷ چھاپہ اسلامی اکادمی اردو بازار۔ [۲۲] ابن ماجہ ص ۱۰۷۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ عبداللہ بن اُبی بن سلول رئیس المنافقین سے ملنے گئے وہ مردود بڑا دُنیا دار، مغرور اور ناپاک ذہنیت رکھتا تھا۔ اُس نے آپ ﷺ کو زبان درازی کرتے ہوئے کہا، آپ ﷺ اپنے دراز گوش کو مجھ سے دُور رکھئے اِس کی بدبو سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے دراز گوش کی خوشبو تیرے بدن کی بو سے اعلیٰ ترین ہے۔

آپ ﷺ سرِ انور سے لے کر نورانی پاؤں مبارک تک لطافت، طہارت اور خوشبو ہی خوشبو ہیں۔ رَبّ ذوالجلال نے آپ ﷺ کو وصال کے بعد بھی پاک اور صاف رکھا۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا [۲۳]

متفرق مسائل

مسئلہ: ستر کو چھپانے کے متعلق صفحہ نمبر ۳۷ پر بیان کی گئی، حدیثِ پاک میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ میّت کو غُسل دینے میں نہ تو اُس کی ران کھولیں اور نہ ہی ستر بلکہ مرد کو ناف سے لے کر گھٹنے تک اور عورت کو کندھوں سے لے کر پاؤں تک کپڑا ڈال کر ڈھانپ دینا چاہیے کیونکہ زندہ اور میّت کا ستر یکساں ہے۔

مسئلہ: عورتوں کے بارے میں سُنّت یہ ہے کہ بالوں کے دو حصّے کئے جائیں پھر ایک حصّہ دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف سینہ پر رکھ دیا جائے۔ سارے بالوں کا پیچھے رہنا مسنون نہیں۔

مسئلہ: غُسل کتنی بار کے عنوان سے صفحہ نمبر ۷۵ پر بیان کی گئی حدیثِ مبارک میں حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جو عمل ہے وہ اُن کی اپنی رائے سے ہوگا کہ عموماً عورتیں بالوں کے تین حصّے کر کے چوٹی بناتی ہیں۔

مسئلہ: ایک مرتبہ سارے جسم پر پانی بہانا فرض ہے اور تین بار سُنّت ہے۔ سات بار تک جائز ہے اور بلاوجہ اِس سے زیادہ مکروہ۔

مسئلہ: جہاں غُسل کروائیں وہاں پردہ کرنا مستحب ہے۔ تاکہ نہلانے والوں اور مددگاروں کے سوا کوئی نہ دیکھے۔

مسئلہ: غُسل کروانے والا باطہارت ہونا چاہیے۔ جنبی مرد یا حائضہ عورت کا غُسل

---

[۲۳] ابن ماجہ مترجم وحید الزماں غیر مقلد، جلد ا ص ۳۱۷، ۳۲۷۔

دینا مکروہ ہے۔ اگرچہ غُسل ہو جائے گا۔ بے وضو نے نہلایا تو کراہت بھی نہیں۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میّت کا سب سے قریبی رشتہ دار ہو۔ اگر وہ نہ ہو تو کسی اَمانت دار اور پرہیز گار کے ذریعے میّت کو غُسل دلوانا چاہئے۔

مسئلہ: سردیوں، گرمیوں دونوں موسموں میں میّت کو نیم گرم پانی سے غُسل دینا چاہئے۔

مسئلہ: نہلانے والے کے قریب، خوشبو سلگانا مستحب ہے۔

مسئلہ: جنبی آدمی یا حیض ونفاس والی عورت کا اِنتقال ہو تو ایک ہی غُسل کافی ہے، خواہ غُسلِ واجب کے کتنے ہی اَسباب کیوں نہ ہوں۔

مسئلہ: مرد کو مرد اور عورت کو عورت ہی غُسل دے۔ چھوٹے بچوں کو مرد یا عورت جو چاہے غُسل دے سکتے ہیں۔

مسئلہ: میّت کو غُسل دینے کے لیے ''بیری'' کے پتوں کو پانی میں جوش دے لینا چاہیے کیونکہ ''بیری'' کے پتوں سے میل خوب کٹتا ہے، جوئیں وغیرہ صاف ہو جاتی ہیں اور اِس سے میّت کا بدن جلد بگڑتا نہیں۔

مسئلہ: ''بیری'' کا اِستعمال پہلی بار میں سُنّت ہے باقی میں مستحب۔

مسئلہ: میّت کو غُسل دیتے وقت منہ اور ناک میں پانی ڈالنے کی بجائے کپڑا یا روئی وغیرہ کو بھگو کر پہلے منہ میں پھیرنا چاہیے اور پھر ناک میں دائیں اور بائیں نتھنوں میں (بالترتیب)، ہر بار نئے پانی سے کپڑے کو بھگو لینا چاہیے۔ (مرآۃ)

مسئلہ: آخری بار میّت پر جو پانی بہایا جائے اُس میں ''کافور'' ملا لینا چاہیے کیونکہ یہ بہترین خوشبو ہے۔ اِس سے کیڑے مکوڑے جسم کے قریب نہیں آتے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''کافور'' آخری پانی میں ملایا جائے۔ بعض نے یہ بھی فرمایا کہ ''کافور'' خوشبوؤں میں شامل کیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ دونوں جگہ اِستعمال کیا جائے۔

مسائل ماخوذ از بہارِ شریعت

مسئلہ: میّت کو پہلے وضو کرانا چاہیے پھر اِس طرح غُسل دینا چاہیے کہ اولاً دایاں

حصّہ دھونا چاہیے پھر بایاں حصّہ۔

مسئلہ: جس مرد کا عضوِ تناسل یا انثیین کاٹ لئے گئے ہوں وہ مرد ہی ہے اُسے مرد ہی غُسل دیں نا کہ اُس کی عورت۔

مسئلہ: عورت مرجائے تو اُس کا شوہر نہ تو اُسے غُسل دے سکتا ہے اور نہ ہی چھو سکتا ہے۔ مگر دیکھنے، کندھا دینے، قبر میں اُتارنے اور نماز جنازہ پڑھنے، پڑھانے کی ممانعت نہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ شوہر اپنی فوت شدہ بیوی کا نہ تو منہ دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی جنازہ کو کندھا دے سکتا اور نہ ہی قبر میں اُتار سکتا ہے یہ سب غلط اور من گھڑت باتیں ہیں۔

مسئلہ: مسلمان آدمی کا اِنتقال ہوا اور اگر اُس کا باپ کافر یا مرزائی ہے تو اُس کو مسلمان ہی غُسل دیں، اُس کے باپ کے قابو میں نہ دیں۔

مسئلہ: میّت کا بدن ایسا ہو گیا کہ ہاتھ لگائیں تو کھال اُکھڑنے کا خطرہ ہے تو اُس کو ہاتھ نہ لگائیں، صرف پانی بہا دیں۔

مسئلہ: کسی عذر کی بنا پر نہلانے کے بعد ناک، کان، منہ اور دیگر سوراخوں میں روئی رکھ دیں تو کوئی حرج نہیں مگر عام حالت میں بہتر یہ ہے کہ نہ رکھیں۔

مسئلہ: میّت کے دونوں ہاتھوں کو کروٹ میں رکھیں، سینہ پر نہ رکھیں کیونکہ یہ کفّار کا طریقہ ہے۔ بعض جگہ ناف کے نیچے اِس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی نہ کریں۔

مسئلہ: مرنے والے مرد یا عورت نے زندگی میں جو کپڑے وغیرہ اِستعمال کئے ہوتے ہیں ہمارے معاشرے کے لوگ اُن کپڑوں سے بھی خوف زدہ ہوتے ہیں۔ اُن کو اپنے اِستعمال میں لانا مناسب نہیں سمجھتے جبکہ زیور اور دیگر چیزوں کے بارے میں ایسا نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ فوت ہونے پر اُس کے بچے، بھائی اور باپ وغیرہ اُن کپڑوں کو اِستعمال کر سکتے ہیں اور فوت شدہ عورت کے کپڑے اُس کی گھریلو خواتین اپنے اِستعمال میں لا سکتی ہیں۔ مرنے والے کے کپڑوں میں کوئی جن، بھوت داخل نہیں ہو جاتا۔

مسئلہ: ایصالِ ثواب کی نیت سے فوت شدہ مرد یا عورت کے کپڑے مساکین کو بھی دیئے جا سکتے ہیں، لیکن ناپاک اور حرام سمجھ کر نہیں۔

کی نماز پڑھیں گے اور نماز کے بعد جسم کا باقی ٹکڑا بھی ملا تو اُس پَر دوبارہ نماز نہیں پڑھیں گے اور آدھا دھڑ ملا تو اگر اِس میں سر بھی ہے پھر بھی یہی حکم ہے اگر سر نہ ہو یا طول سے سر سے پاؤں تک دایاں یا بایاں ایک جانب کا حصّہ ملا تو اِن دونوں صورتوں میں غُسل ہے نہ کفن نہ نماز بلکہ ایک کفن میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہ)

مسئلہ: مُردہ ملا اور نہیں معلوم کہ مسلمان ہے یا کافر اگر تو اُس کی وضع قطع مسلمانوں کی ہو یا کوئی علامت ایسی ہو جس سے مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہو یا مسلمانوں کے محلّہ میں ملا تو غُسل دیں اور نماز پڑھیں، ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: کافر مُردے کے لئے غُسل و کفن و دفن نہیں بلکہ ایک چیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں دبا دیں۔ یہ بھی تب کریں کہ اُس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا اُسے لے نہ جائے ورنہ مسلمان نہ ہاتھ لگائے، نہ اُس کے جنازے میں شرکت کرے اور اگر بوجہ قرابت شریک ہو تو دُور دُور رہے اور اگر مسلمان ہی اُس کا رشتہ دار ہے اور اُس کا ہم مذہب کوئی نہ ہو یا لے نہیں اور بلحاظ قرابت غُسل و کفن و دفن تو جائز ہے مگر کسی اَمر میں سُنّت کا طریقہ نہ برتے بلکہ نجاست دھونے کی طرح اُس پر پانی بہائے اور چیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں دبا دے یہ حکم کافر اصلی کا ہے اور مرتد کا حکم یہ ہے کہ مطلقاً نہ اُسے غُسل دے نہ کفن بلکہ اُسے کتّے کی طرح گھسیٹ کر کسی تنگ گڑھے میں پھینک کر مٹی میں دبا دے۔ (درمختار والمختار)

مسئلہ: غُسل دینا اور نمازِ جنازہ پڑھنا ناقضِ غُسل اور ناقضِ وضو نہیں۔ اِس لئے غُسل دینے والے اور نمازِ جنازہ پڑھنے والے کے لئے غُسل اور وضو کی حاجت نہیں ہاں! البتہ غُسلِ میّت اور جنازہ اُٹھانے اور قبرستان جانے تک طبیعت بوجھل ہو جائے تو اِس بوجھل پن کو دور کرنے اور لطافت حاصل کرنے کے لئے غُسل و وضو کرنے میں کوئی حرج اور گناہ نہیں، بہر حال یہ مسئلہ یاد رہے کہ غُسلِ میّت کروانے سے یا نمازِ جنازہ پڑھنے سے غُسل یا وضو واجب نہیں ہوتا جب تک غُسل یا وضو توڑنے والی کوئی چیز واقع نہیں ہوتی تو غُسل اور وضو برقرار ہے۔

مسئلہ: میّت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈھنا یا کترنا یا اُکھاڑنا، ناجائز و مکروہ تحریمی ہے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ میّت جس حالت

مسئلہ: عورت کا اِنتقال ہوا اور وہاں کوئی عورت نہیں کہ نہلا دے تو تیمّم کرایا جائے پھر تیمّم کروانے والا محرم ہو تو ہاتھ سے تیمّم کرائے اور اجنبی ہو اگرچہ شوہر تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر جنس زمین پر ہاتھ مارے اور تیمّم کرائے اور شوہر کے سوا کوئی اور اجنبی ہو تو کلائیوں کی طرف نظر نہ کرے اور شوہر کو اِس کی حاجت نہیں اور اِس مسئلہ میں جوان اور بڑھیا دونوں کا ایک حکم ہے۔ (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ: مرد کا اِنتقال ہوا اور وہاں نہ کوئی مرد ہے نہ اُس کی بی بی تو جو عورت وہاں ہے اُسے تیمّم کرائے پھر اگر عورت محرم ہے یا اُس کی باندی تو تیمّم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کی حاجت نہیں اور اجنبی ہو تو کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: مرد کا سفر میں اِنتقال ہوا اور اُس کے ساتھ عورتیں ہیں اور کافر مرد، مگر مسلمان مرد کوئی نہیں تو عورتیں اُس کافر کو نہلانے کا طریقہ بتا دیں کہ وہ نہلا دے اور اگر مرد کوئی نہیں اور چھوٹی لڑکی ہمراہ ہے کہ نہلانے کی طاقت رکھتی ہے تو یہ عورتیں اُسے سکھا دیں کہ وہ نہلائے۔ یونہی اگر عورت کا اِنتقال ہوا اور کوئی مسلمان عورت نہیں اور کافرہ عورت موجود ہے تو مرد اُس کافرہ کو غُسل کی تعلیم کرے اور اُس سے نہلوائے یا چھوٹا لڑکا اِس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اُسے بتائے اور وہ نہلائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: ایسی جگہ انتقال ہوا کہ وہاں پانی نہیں ملتا تو تیمّم کرائیں اور نماز پڑھیں اور نماز کے بعد اگر قبل دفن پانی مل جائے تو نہلا کر نماز کا اِعادہ کریں۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ: خنثٰی مشکل کا اِنتقال ہوا تو (اُسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت) بلکہ تیمّم کرایا جائے اور تیمّم کرانے والا اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور کلائیوں پر نظر نہ کرے یونہی خنثٰی کسی مرد یا عورت کو غُسل نہیں دے سکتا ہے۔ (عالمگیری) خنثٰی مشکل چھوٹا بچہ بھی ہو تو اُسے مرد بھی نہلا سکتا ہے اور عورت بھی۔

مسئلہ: مردہ پانی میں ملا تو بہ نیت غُسل اُسے تین بار پانی میں حرکت دے دیں کہ غُسل مسنون اَدا ہو جائے اور ایک بار حرکت دیں تو واجب اَدا ہو گیا مگر سُنّت کا مطالبہ رہا اور بلا نیّت نہلانے سے بری الذّمہ تو ہو جائیں گے مگر ثواب نہیں ملے گا۔

مسئلہ: کسی مسلمان کا آدھے سے زیادہ دھڑ ہو تو غُسل و کفن دیں گے اور جنازے

میں ہے اُسی حالت میں دفن کردیں۔ ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہوتو اُس کو کاٹ سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لئے تو کفن میں رکھ دیں۔ فقہائے اَحناف نے لکھا ہے کہ زیرِ ناف بال جب مونڈھ دیئے جائیں تو اُن بالوں کو دفن کردینا چاہیے کیونکہ زیرناف بال جسم سے الگ ہوجانے کے بعد بھی ستر ہیں۔ (سنن ابن ماجہ جلد ا ص ۲۸۷ حاشیہ)

غیر ضروری کام:

بعض جگہ کورے گھڑے اور لوٹے غُسل دینے کے لئے لائے جاتے ہیں' اِس کی کچھ ضرورت نہیں۔ گھر میں اِستعمال ہونے والے لوٹے، گھڑے' ڈول، بالٹی، ڈونگے اور گلاس وغیرہ سے بھی غُسل دے سکتے ہیں۔ بعض جگہ یہ جہالت دیکھی گئی ہے کہ لوگ غُسل دینے کے بعد لوٹے یا گھڑے وغیرہ توڑ دیتے ہیں۔ یہ ناجائز' حرام اور مال کو ضائع کردینا ہے۔ اگر یہ خیال ہو کہ نجس ہوگئے ہیں تو یہ بات بھی فضول ہے۔

کئی جگہ لوگ لوٹے یا گھڑے مسجد میں رکھ دیتے ہیں اگر یہ نیّت ہو کہ نمازیوں کا فائدہ ہوگا' گھڑے سے پانی پئیں گے اور لوٹے سے اِستنجا یا وضو کریں گے اور اُس کا ثواب میّت کو ہوگا تو یہ اچھی نیّت ہے۔ لہٰذا اِس نیّت سے رکھنا بہتر ہے اگر یہ خیال ہو کہ گھر میں رکھنا نحوست ہے تو یہ حماقت ہے اور بعض لوگ اُس گھڑے کا پانی پینا حرام سمجھتے ہیں۔ یہ سوچ بھی حرام ہے۔

نوٹ: آج کل زیادہ تر پلاسٹک کے برتن اِستعمال ہورہے ہیں۔ لہٰذا غسل وغیرہ میں بھی اُن کا اِستعمال جائز ہے۔

فتاویٰ رضویہ شریف سے چند مسائل

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ حالتِ زندگی میں خاوند اپنی بیوی کا ولی ہوتا ہے' مانند ماں باپ کے یا نہیں۔ جو ہوتا ہے تو بعد موت کے ولایت قائم رہتی ہے یا نہیں اگر رہتی ہے تو ہاتھ لگانا' منہ دیکھنا' نماز کی اِجازت دینا جائز ہے یا نہیں اور نکاح رہتا ہے یا نہیں اور ایک صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت بی بی سیّدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وفات کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے

اپنے ہاتھ سے غُسل دیا اگر یہ بات حق ہے تو ہم لوگ بھی اپنی عورتوں کو غُسل دیں تو جائز ہے یا نہیں؟ بَیِّنُوْا تُؤْجَرُوْا.

جواب: شوہر ولی نہیں۔ نہ حیات میں نہ بعد موت۔ نہ موتِ زوجہ سے نکاح قائم رہے اور یہ کسی حدیثِ صحیح سے ثابت نہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے ہاتھ سے غُسل دیا اور بالفرض ہو بھی تو رسول اللہ ﷺ کے علاقے موت سے قطع نہیں ہوتے اور سب کے علاقے قطع ہو جاتے ہیں۔ یہ مضمون خود حدیث میں وارد ہے تو اوروں کو اُن پر قیاس جائز نہیں۔ مرد اپنی مردہ عورت کو غُسل نہیں دے سکتا۔

(۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان نے نومسلم عورت سے عقد کیا تھا۔ دو برس کے بعد ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ کو دنیائے فانی سے ملکِ عدم کو رخصت ہوئی۔ اُس مسلمان کا یہاں کوئی اور نہ تھا اُس نے مسلمانوں کو اطلاع دی۔ اُنہوں نے جواب دیا ہم تمہاری عورت کا جنازہ نہیں اُٹھائیں گے نہ قبرستان میں جگہ دیں گے کیونکہ تم نماز نہیں پڑھتے ہو اور مسجد کمیٹی وخلافت کمیٹی وغیرہ میں چندہ بھی نہیں دیتے۔ کبھی ہماری کمیٹیوں میں شرکت نہیں کرتے۔ لہٰذا تم کوئی اور اِنتظام کرو۔ اُس شخص نے جواب دیا اگر میرا عذر قابل اعتماد ہو تو مجھ کو معافی دیجئے جو سزا میرے لئے آپ لوگ قرار دیں میں قبول کرتا ہوں۔ اگر میرا قصور رہے تو مجھ کو سزا دیں اور معافی دے کر میّت کو اُٹھائیں۔ اُن لوگوں نے مطلق اِنکار کر دیا۔ جو خلافت کمیٹی کے ممبران و سیکرٹری وصدر ہیں۔ تب اُس نے ہندوؤں سے التجا کی۔ اُس کی بے کسی، بے بسی دیکھ کر ہندو اُس محلّہ میں آئے۔ اور مسلمانوں کو سمجھایا۔ بمشکل تمام راضی ہوئے۔ مگر غُسل دینے والی عورت کو روک دیا۔ مجبوراً اُس نے اپنے ہاتھ سے غُسل دیا اور کفن پہنایا۔ بعد اِس کے چار پانچ مسلمان آئے۔ اُنہوں نے کہا ہم تم پر آٹھ روپیہ جرمانہ کرتے ہیں۔ اگر منظور ہو تو ہم میّت اُٹھائیں۔ ورنہ ہم اپنے اپنے گھر جاتے ہیں۔ وہ چونکہ مصیبت زدہ تھا، راضی ہوا۔ غرض صبح آٹھ بجے کی میّت رات ۱۲ بجے اُٹھائی گئی۔ اَب عرض ہے کہ آیا حدیث شریف میں یہی فرمان ہے اور خدا (جل جلالہ) اور اُس کے

رسولِ کریم (رؤف ورحیم ﷺ) کا یہی حکم ہے تو مجھے مطلع فرمائیں اور اگر یہ حرکت مطابق شرع نہ ہو تو اُن کی کیا سزا ہے؟۔ شرعاً و قانوناً۔ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا

جواب: اُن لوگوں نے سخت ظلم کیا اور شدید جرم کیا اگر سلطنتِ اسلام ہوتی، حاکم اِسلام اُن میں ایک ایک کو کوڑے لگاتا۔ قید کرتا اور وہ آخرت میں عذابِ جہنم کے مستحق ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ''ہر مسلمان کے جنازے کی نماز تم پر فرض ہے نیک ہو یا بد اگرچہ اُس نے گناہ کبیرہ کئے ہوں''۔ خصوصاً جس مسلمان نے ماہِ رمضان المبارک میں اِنتقال کیا ہو تو وہ بحکم حدیث شہید ہے۔ خلافت کمیٹی میں چندہ نہ دینا یا اُس میں شریک نہ ہونا کوئی جرم نہیں۔ بلکہ مسجد میں بھی چندہ نہ دینا گناہ نہیں۔ نہ کہ جہاں امر بالعکس ہو، نماز نہ پڑھنا ضرور کبیرہ شدیدہ ہے مگر اُس کا گناہ اُس کی بی بی کے سر باندھنا کونسی شریعت ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ آٹھ روپے جو اُنہوں نے لئے سخت حرام اور اُن کے حق میں مثل سؤر کے ہیں، اُن پر فرض ہے کہ وہ اُسے واپس دیں اور اُس شخص نے عورت کو غسل دیا، اُسے جائز نہ تھا۔ شوہر عورت کے بدن کو بعد اِنتقال ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اُسے چاہئے تھا کہ کسی سمجھ والی لڑکی یا لڑکے کو نہلانے کا طریقہ بتاتا جاتا اور اپنے سامنے اُس سے نہلواتا یا کوئی اور عورت اگرچہ اُجرت پر ملتی اُس سے غسل دلاتا اور اگر کچھ ممکن نہ ہوتا تو اپنے ہاتھوں پر کپڑے کی تھیلیاں چڑھا کر اُس کے چہرے اور کہنیوں تک ہاتھوں کا تیمم کرا دیتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ میّت کو نہلانے کے لئے جو تختے پر لٹائیں تو شرقاً غرباً لٹائیں کہ پاؤں قبلے کو ہوں یا جنوباً شمالاً کہ دائیں کروٹ قبلہ کو ہو۔ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا

جواب: سب درست ہے۔ مذہب اصح میں اِس باب میں کوئی تعین وقید نہیں جو صورت میسر ہو اُس پر عمل کریں۔ اسی طرح بحرالرائق و درمختار وغیرہما میں ہے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

(۴) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ ایک صاحب نے روبرو یہ مسئلہ بیان کیا کہ اگر کسی شخص کی عورت یا عورت کے شوہر کا اِنتقال ہو جائے تو شوہر

عورت کو اور عورت شوہر کو غُسل نہیں دے سکتی۔ غُسل کیا معنی بلکہ چھو نہیں سکتے ہیں خواہ غُسل دینے والے موجود ہوں یا نہ ہوں۔ کیونکہ نکاح دنیا تک ہے جب دو میں سے کسی کا اِنتقال ہوگیا نکاح فسخ ہوگیا۔ جب نکاح فسخ ہوگیا تو عورت مرد کو اور مرد عورت کو نہیں چھو سکتا ہے۔ اُس پر چھونا حرام ہوگیا۔ آیا ایسا ہوسکتا ہے؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا

جواب: یہ مسئلہ مرد کے بارہ میں صحیح ہے کہ وہ عورت (بیوی) کی وفات کے بعد اُسے غُسل نہیں دے سکتا اور نہ اُس کے بدن کو ہاتھ لگا سکتا ہے کہ موت سے عورت اصلاً محل نکاح نہ رہی۔ چھونے کا جواز صرف بر بنائے نکاح تھا ورنہ زن و شوہر اصل میں اجنبی محض ہوتے ہیں۔ اب کہ نکاح زائل ہوگیا چھونے کا جواز بھی جاتا رہا اور عورت کے بارے میں بھی صحیح ہے اُس حالت میں کہ وقتِ غُسل، عورت زوجیت زوج میں نہ ہو۔ مثلاً مرد نے طلاق بائن دیدی تھی یا بعد وفاتِ شوہر عدّت گزر گئی مثلاً عورت حاملہ تھی شوہر کے اِنتقال ہوتے ہی بچہ پیدا ہوگیا کہ اب عدّت نہ رہی اور زوجیت سے یکسر نکل گئی۔ اِس طرح اگر عورت معاذ اللہ وفاتِ شوہر پر مرتد ہوگئی۔ پھر اِسلام لے آئی یا شوہر کے بیٹے کو شہوت کے ساتھ چھولیا کہ اِن سب صورتوں میں نکاح زائل ہو گیا۔ بخلاف اِس کے شوہر مرگیا۔ اور عورت عدّتِ وفات میں ہے یا شوہر نے طلاق رجعی دی تھی اور ہنوز عدّت باقی تھی کہ اُس کا اِنتقال ہوا۔ اِن صورتوں میں عورت اپنے شوہر کو غُسل دے سکتی ہے کہ ہنوز حکم زوجیت باقی ہے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

(۵) مدرسہ دیوبند سے ایک رسالہ شائع کیا گیا ہے جس میں یہ مسئلہ تحریر ہے کہ اگر مرد حالتِ جنابت میں یا عورت حیض کی حالت میں مرجائے تو اُس کے حلق میں کوئی کپڑا اتر کر کے تین مرتبہ حلق صاف کیا جائے اور اُس کی ناک میں پانی ڈالا جائے آیا یہ مسئلہ درست ہے یا نادرست؟

جواب: یہ مسئلہ غلط و خلاف متون و شروح و فتاویٰ و عامہ کتب مذہب ہے۔ ناک میں پانی ڈالنا تو اِس رسالہ والے کی اپنی گڑھت ہے اور تر کپڑے سے بھی صاف کرنا مذہب کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۴ ص ۹ تا ۱۴، چھاپہ سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد)۔

کفنِ میّت

میّت کو کفن دینا فرضِ کفایہ ہے۔

کفن کی اَقسام:

کفن تین قسم کے ہیں۔(۱) کفنِ سُنّت (۲) کفنِ کفایت اور (۳) کفنِ ضرورت۔

۱۔ کفنِ سُنّت:

(۱) مرد کے لئے تین کپڑے، (i) قمیض، (ii) ازار اور (iii) لفافہ

(۲) عورت کے لئے پانچ کپڑے، (i) قمیض، (ii) ازار، (iii) لفافہ، (iv) اَوڑھنی اور (v) سینہ بند۔

۲۔ کفنِ کفایت:

(۱) مرد کے لئے دو کپڑے (i) لفافہ اور (ii) ازار۔

(۲) عورت کے لئے تین کپڑے (i) لفافہ، (ii) ازار یا قمیض اور (iii) اَوڑھنی۔

۳۔ کفنِ ضرورت:

مرد اور عورت دونوں کے لئے ایک ایک کپڑا جو میسر آئے اور جو کم از کم اتنا ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۴ ص ۱۲۶، بحوالہ درمختار، عالمگیری وغیرہ۔ چھاپہ شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور)

کفن کی لمبائی:

(۱) لفافہ: یعنی چادر: اِس کی لمبائی میّت کے قد سے اِس قدر زیادہ ہو کہ دونوں اَطراف (یعنی سر اور پاؤں کی طرف) سے باندھ سکیں۔

(۲) ازار: یعنی تہبند: سر کی چوٹی سے قدموں تک۔

(۳) قمیض: جسے کفنی کہتے ہیں یہ گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک ہو اور آگے پیچھے دونوں جانب سے برابر ہو۔ یہ جو لوگوں میں رواج ہے کہ کفنی کے اوپر والا حصہ لمبا اور نیچے والا حصہ کم رکھتے ہیں' یہ غلط ہے۔

(۴) اوڑھنی: ڈیڑھ گز ہونی چاہئے۔

(۵) سینہ بند: چھاتی سے ناف تک ہو اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔

اچھا کفن:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے خطبہ (شریف) پڑھا:- فَذَكَرَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ مَاتَ فَقُبِرَ لَيْلًا وَكُفِنَ فِيْ كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ فَزَجَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنْ يُّقْبَرَ اِنْسَانٌ لَيْلًا اِلَّا اَنْ يُّضْطَرَّ اِلٰى ذٰلِكَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا وَلِيَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهٗ [۱] ''تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا، جو فوت ہو گیا تھا اور رات ہی کو ایک ناقص کفن پہنا کر دفن کیا گیا۔ آپ ﷺ نے رات کو دفن کرنے سے منع فرمایا' اس لئے کہ کم لوگ آئیں گے مگر جب ضرورت ہو تو حرج نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا وارث ہو تو اُس کو اچھا کفن دے''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهٗ [۲] ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے''۔ یہاں اچھے سے مراد بیش قیمت کفن نہیں بلکہ جیسے کپڑے مرنے والا جمعۃ المبارک کو پہنتا تھا۔ ایسی (قیمت والے) کپڑے میں کفن دیا جائے نہ کہ عید اور شادی جیسے کپڑوں کی مثل، بلکہ درمیانہ۔ (مرآۃ جلد ۲ ص ۴۶۲)

---

[۱] نسائی جلد ۱ ص ۲۶۷' ابن ماجہ ص ۱۰۷' مسلم جلد ۱ ص ۳۰۶' ابو داؤد جلد ۲ ص ۹۳ (مختصراً)' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۴۰۳۔ [۲] مسلم جلد ۱ ص ۳۰۶' مسند احمد جلد ۳ ص ۳۴۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۴۰۳' جلد ۴ ص ۳۲' مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۳۶۹' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۲۷' نصب الرایہ جلد ۲ ص ۳۰۵' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۰۹' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۵' مشکوٰۃ ص ۱۴۳۔ مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۰۵' ترمذی حدیث نمبر ۹۹۵' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۸۴' نسائی حدیث نمبر ۱۸۹۵۔

سفید کپڑے کا کفن:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّھَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَ کَفِّنُوْا فِیْھَا مَوْتَاکُمْ [۳] ''سفید کپڑے پہنا کرو یہ تمہارے کپڑوں میں سے بہتر ہیں اور اسی میں اپنے مُردوں کو کفن دو''۔

حِبرہ (عمدہ قسم کے کپڑے کا کفن):

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: اِذَا تُوُفِّیَ اَحَدُکُمْ فَوَجَدَ شَیْئًا فَلْیُکَفَّنْ فِیْ ثَوْبِ حِبَرَۃٍ [۴] ''جب تم میں سے کوئی مرجائے اور اُس کے وارث مال دار ہوں تو حبرہ کپڑے کا کفن دیں''۔ (حبرہ یمن کا عمدہ قسم کا کپڑا تھا)۔

بہت مہنگے کفن سے گریز:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:- لَا تُغَالُوْا فِی الْکَفَنِ فَاِنَّہٗ یُسْلَبُہٗ سَلْباً سَرِیْعاً [۵] ''بہت قیمتی کفن نہ دو کیونکہ یہ بہت جلد گل جائے گا''۔

بہترین کفن:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ

---

[۳] شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۲۶، مسند احمد جلد۱ ص ۲۴۷۔۳۶۳، ابوداؤد جلد۲ ص ۲۰۷، درمنثور جلد۳ ص ۷۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۲ ص ۶۶۔۶۵، نسائی جلد۱ ص ۲۶۸ (عن سمرہ رضی اللہ عنہ) مشکوٰۃ ص ۱۴۴، ابن ماجہ ص ۱۰۷، مرقاۃ جلد۴ ص ۱۰۸۔ [۴] ابوداؤد جلد۲ ص ۹۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص ۴۰۳، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۲۴۰۔ [۵] مشکوٰۃ ص ۱۴۴، ابوداؤد جلد۲ ص ۹۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۴۰۳، شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۲۷۔ مرقاۃ جلد۴ ص ۱۰۸، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۲۴۸۔

ﷺ نے فرمایا: خَیْرُ الْکَفَنِ الْحُلَّةُ [۶] ''بہتر کفن جوڑا ہے''۔ (یعنی تہبند اور چادر۔ معلوم ہوا کہ دو کپڑے بھی کفن کے لئے کافی ہیں اگر لفافہ بھی ہو تو بہتر وگرنہ تین کپڑوں سے زیادہ کفن نہیں ہونا چاہئے)

عورت کا کفن:

(حضرت) لیلیٰ بنت حائف (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے، فرماتی ہیں: کُنْتُ فِیْمَنْ غَسَّلَ اُمَّ کُلْثُوْمِ ابْنَةَ النَّبِیِّ ﷺ عِنْدَ وَفَاتِهَا فَکَانَ اَوَّلُ فَاَوَّلَ مَا اَعْطَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحِقَآءُ، ثُمَّ الدِّرْعُ ثُمَّ الْخِمَارُ، ثُمَّ الْمِلْحَفَةُ، ثُمَّ اُدْرِجَتْ فِی الثَّوْبِ الْاٰخِرِ [۷] ''میں بھی اُن عورتوں میں تھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (حضرت) اُمّ کلثوم (رضی اللہ عنہا) کے اِنتقال کے بعد اُن کو غسل دیا۔ (جب حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کو کفن پہنایا جانے لگا) تو رسول اللہ ﷺ نے کفن کے کپڑوں میں سے پہلے ہم کو ''ازار'' دی پھر ''کرتہ'' دیا پھر ''اوڑھنی'' پھر ''چادر'' پھر ایک اور ''کپڑا'' دیا جو اُوپر سے لپیٹ دیا گیا۔ (حضرت) لیلیٰ بنت حائف (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر دروازے پر تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے پاس کفن کے کپڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ایک ایک کپڑا اُن میں سے ہم کو دیتے جاتے تھے''۔

میّت کی تجہیز و تکفین:

(حضرت) حصین بن وحوح (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اِنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ ﷺ یَعُوْدُهٗ فَقَالَ اِنِّیْ لَاَرٰی طَلْحَةَ اِلَّا قَدْ حَدَثَ فِیْهِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِیْ بِهٖ وَعَجِّلُوْا فَاِنَّهٗ لَا

---

[۶] ابن ماجہ ص ۱۰۷، ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۴۰۳، جلد ۹ ص ۲۷۳، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۵۵، مشکوٰۃ ص ۱۴۴، مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۱۰، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۷۳، ترمذی جلد نمبر ۱۵۱۸ (عن ابوامامہ رضی اللہ عنہ)۔ [۷] ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۴، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۲۶، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۸۰۔

یَنْبَغِیْ لِجِیْفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَهْرَانِیْ اَهْلِهٖ ۸ ''(حضرت) طلحہ بن البراء (رضی اللہ عنہ) بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ اُن کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں خیال کرتا ہوں کہ (حضرت) طلحہ (رضی اللہ عنہ) فوت ہوگئے ہوں گے تو مجھے اُن کے وصال کی اطلاع دو اور اُن کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرو۔ کیونکہ میّت گھر والوں کے درمیان زیادہ دیر نہیں رہنی چاہئے''۔ (البتہ اگر عذر کی وجہ سے دیر ہو جائے تو لاچاری اور مجبوری ہے)۔

ایک چادر سے کفن:

(حضرت) خباب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنَّ مُصْعَبَ بْنَ عُمَیْرٍ قُتِلَ یَوْمَ اُحُدٍ وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ اِلَّا نَمِرَةٌ کُنَّا اِذَا غَطَّیْنَا بِهَا رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّیْنَا رِجْلَیْهِ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَطُّوْا بِهَا رَاْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰی رِجْلَیْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ ۹ ''(حضرت) مصعب بن عمیر (رضی اللہ عنہ غزوۂ) اُحد کے دن شہید ہوئے تو سوائے ایک چادر کے اور کچھ میسر نہ آیا اور وہ چادر ایسی چھوٹی تھی کہ جب ہم اُن کے سر پر ڈالتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں پر ڈالتے تھے تو سر کھل جاتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُن کے سر کو چادر سے ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھاس رکھو''۔

شہید کا کفن:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا: یُدْفَنُوْا بِدِمَآئِهِمْ وَثِیَابِهِمْ ۱۰ ''شہیدوں کو اُنہی خون آلود کپڑوں میں کفن دو''۔ (جن میں وہ شہید ہوئے ہیں اور اُنہی کپڑوں

---

۸ ابوداؤد جلد۲ ص ۹۴۔ ۹ ابوداؤد جلد۲ ص ۹۳، بخاری جلد۱ ص ۱۷۰، مسند احمد جلد۵ ص ۱۱۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۴ ص ۷۹، تلخیص الحبیر جلد۲ ص ۱۰۸، البدایہ والنہایہ جلد۴ ص ۳۳، نسائی جلد۱ ص ۲۶۹، مسلم جلد۱ ص ۳۰۵، شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۲۹۔ ۱۰ مشکوٰۃ ص ۱۴۴، ابن ماجہ ص ۱۱۰، ابوداؤد جلد۲ ص ۹۱۔

سمیت دفنادو)۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: رَمِیَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فِیْ صَدْرِهٖ اَوْ فِیْ حَلْقِهٖ فَمَاتَ فَاُدْرِجَ فِیْ ثِیَابِهٖ كَمَا هُوَ قَالَ وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ [۱۱] ''ایک شخص کے سینے پر یا حلق میں تیر لگا اور وہ فوت ہو گیا۔ (یعنی شہید ہو گیا) تو اُسی طرح اپنے کپڑوں میں لپیٹا گیا جیسا وہ تھا۔ راوی کہتے ہیں اُس وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے''۔

مُحرِم کا کفن:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اِحرام کی حالت میں فوت ہو جائے' كَفِّنُوْهُ فِیْ ثَوْبَیْهِ وَلَا تُمَسُّوْهُ بِطِیْبٍ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهٗ، فَاِنَّهٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مُلَبِّیًا [۱۲] ''اُس کو اُنہی دو کپڑوں میں کفن دو جو اُس نے اِحرام کے لئے باندھ رکھے ہیں، اُس کو نہ تو خوشبو لگاؤ اور نہ ہی سر ڈھانپو۔ وہ قیامت کے دن اِحرام کی حالت میں تلبیہ پڑھتا ہوا اُٹھے گا''۔

کفن کی تیاری قرض کی ادائیگی سے پہلے:

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے ''کتاب الجنائز'' میں ایک باب باندھا ہے ''میّت کے سارے مال سے کفن دینا''۔ قَالَ عَطَاءٌ وَّالزُّهْرِیُّ وَعَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ وَقَتَادَةُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِیْنَارٍ اَلْحَنُوْطُ مِنْ جَمِیْعِ الْمَالِ، وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ یُبْدَأُ بِالْكَفَنِ ثُمَّ بِالدَّیْنِ ثُمَّ بِالْوَصِیَّةِ وَقَالَ سُفْیَانُ اَجْرُ الْقَبْرِ وَالْغُسْلِ هُوَ مِنَ الْكَفَنِ [۱۳] ''حضرت عطاء' زہری، عمرو بن دینار اور قتادہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا خوشبو کا خرچ

---

[۱۱] ابوداؤد جلد۲ ص۹۱۔ [۱۲] نسائی جلد۲ ص۲۶۹' حلیۃ الاولیاء جلد۴ ص۲۹۹' کنز العمال حدیث نمبر ۱۱۹۶۵' بخاری جلد۱ ص۱۴۹' شرح السنۃ جلد۳ ص۲۳۰' مسلم کتاب الحج باب مایفعل بالمحرم اذا مات. حدیث نمبر ۱۲۰۶' جلد۱ ص۳۸۶۔ [۱۳] بخاری جلد۱ ص۱۷۰۔

بھی سارے مال میں سے کیا جائے اور حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ نے کہا میّت کے مال میں سے پہلے کفن کی تیاری کریں پھر قرض اَدا کریں پھر وصیّت پوری کریں اور حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے کہا قبر اور غسل کی اُجرت بھی کفن میں داخل ہے''۔

گور وکفن وغیرہ کا سامان قرض پر مقدم ہے۔ میّت نے جو مال چھوڑا اُس میں سے قبر (کی جگہ) اور کفن خریدا جائے اگر کوئی دوست، بھائی، عزیز وغیرہ اُن چیزوں کا اہتمام کریں تو کوئی حرج نہیں۔ بہرحال یہ کسی عزیز پر لازمی نہیں۔ اِس خرچ کے بعد قرض ادا کیا جائے پھر ایک تہائی میں سے وصیّت پوری کی جائے۔ باقی جو بچے وہ وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

مسئلہ: میّت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اُس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں (اُس کا) نان ونفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا ہے جس پر نفقہ واجب تھا مگر وہ نادار ہے تو وہاں کے مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے لئے تین سفید کپڑے:

۱۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: **كُفِّنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِّنْ كُرْسُفٍ لَّيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ اَمَّا الْحُلَّةُ فَاِنَّمَا شُبِّهَ عَلَى النَّاسِ فِيْهَا اِنَّهَا اشْتُرِيَتْ لَهٗ لِيُكَفَّنَ فِيْهَا فَتُرِكَتِ الْحُلَّةُ وَكُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ فَاَخَذَهَا عَبْدُاللهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ لَاُحْبِسَنَّهَا حَتّٰى اُكَفِّنَ فِيْهَا نَفْسِيْ ثُمَّ قَالَ لَوْ رَضِيَهَا اللهُ لِنَبِيِّهٖ لَكَفَنِهٖ فِيْهَا فَبَاعَهَا وَتَصَدَّقَ بِثَمَنِهَا** [۱۴] ''رسول اللہ ﷺ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ وہ روئی کے تھے اور ''سحول'' (یمن کے ایک مقام) کے بنے ہوئے تھے۔ اُن میں کُرتا تھا نہ عمامہ۔ اور لوگوں کو حلہ یعنی جبہ کا شبہ ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حلہ آپ ﷺ کے لئے خریدا گیا تھا کہ آپ ﷺ کو اُس میں کفن مبارک دیں مگر نہ دیا گیا اور ''سحول'' کی بنی ہوئی تین چادروں میں کفن مبارک دیا گیا اور حُلّہ کو حضرت

[۱۴] مسلم جلد ۱ ص ۳۰۵۔

عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے لے لیا اور کہا میں اِسے رکھ چھوڑوں گا اور میں اپنا کفن اِسی سے بناؤں گا۔ پھر کہا اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو پسند ہوتا تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے کام آتا تو اُس کو بیچ دیا اور اُس کی قیمت خیرات کردی''۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: **كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ نَجْرَانِيَّةٍ الْحُلَّةِ ثَوْبَانِ وَقَمِيْصُهُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ** ۱۵ رسول اللہ ﷺ نجران کے بنے ہوئے تین کپڑوں میں کفن دیئے گئے۔ اُن میں ایک چادر، ایک تہبند اور ایک وہ قمیض تھی جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی۔

۳۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: **كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيْضٍ سُحُوْلِيَّةٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ** ۱۶ ''رسول اللہ ﷺ کو تین سوتی یمنی سحولی سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیض اور عمامہ نہ تھا''۔

''سحول'' یمن میں ایک گاؤں ہے جس میں سوتی کپڑے بُنے جاتے ہیں اُس کی طرف منسوب کپڑوں کو سحولیہ کہا جاتا ہے۔ کرسف روئی کو کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کو تین یمنی چادروں میں کفن دیا گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا قمیض' ازار اور لفافہ۔

دو کپڑوں میں کفن دینا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص عَرفہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ اپنی سواری سے اچانک گر گیا۔ سواری نے اُس کی گردن توڑ دی۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اِغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ**

---

۱۵ ابوداؤد جلد۲ص ۹۳۔ ۱۶ شرح السنۃ جلد۳ص ۲۲۵۔ مؤطا امام مالک ص ۲۰۴' بخاری حدیث نمبر ۱۲۶۴' جلد۱ص ۱۶۹' مسلم جلد۱ص ۳۰۵' حدیث نمبر ۹۴۱' مرقاۃ جلد۴ص ۱۰۴' ترمذی حدیث نمبر ۹۹۶' نسائی حدیث نمبر ۱۸۹۸' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۷۲' مسند احمد جلد۶ ص ۹۳۔

فِیْ ثَوْبَیْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْہُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَہٗ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مُلَبِّیًا ۱۷ ’’اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفن دو اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپو کیونکہ یہ شخص قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اُٹھے گا‘‘۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ موت سے اِحرام ختم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ نماز، روزہ کی طرح عبادت ہے۔ جو موت سے باطل ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے ’’جب اِنسان مر جاتا ہے تو اُس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اَعمال کے (۱) صدقہ جاریہ (۲) نفع دینے والا علم اور (۳) نیک، صالح اولاد جو دُعا کرتی ہے۔ ۱۸ لہٰذا اِحرام بھی باطل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ بھی عمل ہے۔ اگر یہ حکم ہر محرم کا ہوتا تو حضور سرورِ انبیاء ﷺ فرماتے کہ ہر محرم قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اُٹھے گا۔

اگر میّت کے پاس ایک کپڑا نکلے:

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دن کھانا لایا گیا، وہ روزہ سے تھے۔ اُنہوں نے فرمایا، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ اُن کو ایک چادر کا کفن ملا۔ اُن کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے، پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا اور میں سمجھتا ہوں، یہ بھی فرمایا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے۔ پھر اُن کے بعد ہمارے لئے دُنیا فراخ کر دی گئی یا فرمایا ہمیں دُنیا

---

۱۷ بخاری جلد۱ ص۱۶۹، تیسیر الباری جلد۲ ص۲۵۰، تفہیم البخاری جلد۲ ص۳۳۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر۱۶۳۷، مسند احمد جلد۱ ص۳۳۳۔۳۲۸۔۲۱۹، دارمی جلد۲ ص۵۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص۳۹۲۔۳۹۱۔۳۹۰۔۴۰۴، دار قطنی جلد۴ ص۲۹۶، الترغیب والترہیب جلد۲ ص۱۷۹، ابن ماجہ حدیث نمبر۳۰۸۴، مرقاۃ جلد۴ ص۱۰۶، مسلم حدیث نمبر۱۲۰۶، ترمذی حدیث نمبر۹۵۱، نسائی حدیث نمبر۱۹۰۴۔ ۱۸ مسند احمد جلد۲ ص۳۷۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ ص۲۷۸، شرح السنۃ جلد۱ ص۲۳۷، مشکل الآثار جلد۱ ص۹۵، کنز العمال جلد۱۵ ص۹۵۲، حدیث نمبر۴۳۶۵۵، ابو داؤد جلد۲ ص۴۲، المغنی لابن قدامہ جلد۳ ص۵۲۱، مشکوٰۃ ص۳۲، مرآۃ جلد۱ ص۱۸۸۔

دی گئی اور ہمیں ڈر ہوا' ہماری نیکیاں جلادی گئی ہیں۔ پھر حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے (اِفطار کے وقت) کھانا چھوڑ دیا۔ ۱۹

کفن پہنانے کے بعد آخری دیدار:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادے حضرت سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غُسل دینے والوں کو) فرمایا: لَا تَـدُرِ جُـوْهُ فِـیْ اَکْـفَانِـهٖ حَتّٰی اَنْـظُـرَ اِلَیْـهِ فَـاَتَـاهُ فَانْکَبَّ عَلَیْهِ وَبَکٰی ۲۰ ''اِس کو کفن میں مت لپیٹنا یہاں تک کہ میں اِس کو دیکھ لوں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اُن پر جھکے اور روئے''۔ (معلوم ہوا یہ فعل سُنّتِ مبارک ہے۔ میّت پر رونا جائز ہے نوحہ کرنا اور بُری باتیں کرنا درست نہیں)۔

کفن اور متبرک کپڑا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' میرے پاس (میرے والدِ گرامی) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا تم نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ مَیں نے اُن سے کہا تین سحولی کپڑوں میں۔ جن میں نہ تو قمیض تھی اور نہ ہی عمامہ (شریف)۔ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے اُن سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس روز وفات پائی تھی؟ (اُمّ المؤمنین حضرت) سیّدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا پیر کے دن۔ حضرت امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا' آج کون سا دن ہے؟ اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا آج پیر کا دن ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں اِس وقت سے لے کر رات تک اُمید کرتا ہوں کہ وفات پا جاؤں گا۔ پھر اُنہوں نے اپنے کپڑے کی طرف دیکھا جس میں وہ بیمار ہوئے تھے اُس

۱۹ بخاری جلد ا ص ۱۷۰۔ ۲۰ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۷۵۔

میں زعفران کا ایک نشان تھا۔ فرمایا: میرا یہ کپڑا دھوڈالو اور اِس میں دو کپڑوں کا اضافہ کردو اور اِن میں مجھے کفن دینا۔ (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے کہا یہ پرانا کپڑا ہے تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زندہ، وصال شدہ کے مقابلہ میں نئے کپڑوں کا زیادہ مستحق ہے اور (انتہائی عاجزی اور انکساری سے فرمانے لگے) کفن تو صرف پیپ کے لئے ہے، پھر اُس روز وفات نہ پائی۔ حتیٰ کہ منگل کی رات آگئی تو آپ نے وصال فرمایا اور صبح سے پہلے دفن کردیئے گئے۔ [۲۱]

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقصد سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں موافقت کی آرزو تھی اور وہ زندگی میں مکمل اتباع کے ساتھ ساتھ یہ بھی چاہتے تھے کہ موت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کروں۔ اُن کا اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھنے کا یہی مقصد تھا۔ حالانکہ وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کو زیادہ جانتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کے وقت امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز ''سقیفہ بنی ساعدہ'' میں مشورہ اور گفتگو کے بعد بدھ کے روز عام بیعت کا معاملہ مکمل ہوگیا تھا اور تجہیز و تکفین بدھ کی رات ہوئی۔ اُس وقت امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ الحاصل مذکورہ سوال و جواب صرف امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرضِ موت میں تھے اور اُن کا مقصد حیات و ممات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت اور اتباع تھا۔

نوٹ: اگر یہ کہا جائے کہ امام مسلم علیہ الرحمہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔ حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے بھی اِس کی روایت کی ہے حالانکہ یہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی روایت سے متعارض ہے تو اِس کا جواب یہ ہے کہ جس کپڑے کو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فوقیت دی

---

[۲۱] بخاری جلد ۱ ص ۱۸۶، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۲۷ (مختصراً)۔

وہ اُن کو حضور سیّد عالم ﷺ نے عطا فرمایا تھا۔ اِس لئے بطور تبرک اُس کپڑے کو پسند کیا اور حق بھی یہی تھا۔ اِسی لئے فرمایا کہ اِس کے ساتھ دو کپڑوں کا اضافہ کرلو۔ (تفہیم البخاری جلد۲ص ۴۴۴)

اپنا کفن تیار کرنا جائز ہے:

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اِنَّ امْرَءَةً جَآءَتِ النَّبِیَّ ﷺ بِبُرْدَةٍ مَّنْسُوْجَةٍ فِیْهَا حَاشِیَتُهَا اَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ قَالُوْا الشَّمْلَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ نَسَجْتُهَا بِیَدِیْ فَجِئْتُ لِاَکْسُوَکَهَا فَاَخَذَهَا النَّبِیُّ ﷺ مُحْتَاجًا اِلَیْهَا فَخَرَجَ اِلَیْنَا وَاِنَّهَا اِزَارُهٗ فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ اکْسُنِیْهَا مَا اَحْسَنَهَا فَقَالَ الْقَوْمُ مَا اَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِیُّ ﷺ مُحْتَاجًا اِلَیْهَا ثُمَّ سَاَلْتَهٗ وَعَلِمْتَ اَنَّهٗ لَا یَرُدُّ قَالَ اِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا سَاَلْتُهٗ لِاَلْبَسَهَا وَاِنَّمَا سَاَلْتُهٗ لِتَکُوْنَ کَفَنِیْ قَالَ سَهْلٌ فَکَانَتْ کَفَنَهٗ ۲۲ ”کہ ایک عورت آپ ﷺ کے لئے (ہاتھ سے) بُنی ہوئی حاشیہ دار چادر تحفہ لائی۔ آپ نے فرمایا تم جانتے ہو بردہ کیا ہوتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا، شملہ (چادر)۔ آپ نے فرمایا: دُرست ہے۔ اُس عورت نے عرض کیا میں نے اِسے اپنے ہاتھ سے بُنا ہے۔ میں یہ آپ ﷺ کو پہنانے کے لئے لائی ہوں۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اُس کی ضرورت تھی۔ آپ ﷺ نے اُسے لے لیا اور اُسے تہبند کے طور پر باندھ لیا۔ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ایک صاحب (حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا، کیا ہی عمدہ چادر ہے؟ یہ مجھے عنایت فرمادیجئے۔ لوگوں نے اُنہیں کہا تم نے اچھا نہیں کیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اِس کا استعمال کیا اور تم نے آپ ﷺ سے چادر کا سوال کردیا۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ آپ ﷺ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ اُس نے کہا، اللہ کی قسم میں نے یہ چادر پہننے کے لئے نہیں مانگی بلکہ میں نے یہ صرف اِس لئے مانگی تاکہ (فوت ہونے کے بعد) یہ میرا کفن ہوجائے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

---

۲۲ بخاری جلد۱ص ۱۷۰۔

پھر وہ چادر اُن (حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) کا کفن بنی"۔

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اپنے فوت ہونے سے پہلے کفن کا انتظام کرنا جائز ہے۔ بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی عفی عنہ نے بھی اپنا کفن تیار کر رکھا ہے۔ ناچیز کے پیر بھائی پیر طریقت حاجی محمد رحمت اللہ یوسفی مرحوم، ۱۹۷۴ء میں حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے بیت اللہ شریف گئے تو ناچیز نے اُن کے ذریعے وہاں سے کفن کے لئے کپڑا منگوایا اور اُن سے گزارش کی تھی کہ آپ اُسے آبِ زم زم سے دھو کر لائیں۔ اُنہوں نے کمال مہربانی فرمائی کہ تین مرتبہ آبِ زم زم میں اُسے دھویا اور ایک دن مکہ مکرمہ میں خوب بارش ہوئی اور بیت اللہ شریف کی چھت سے (میزابِ رحمت) کے ذریعے پانی برسا اور وہ کفن اُس پانی سے بھی دھویا گیا۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کو منظور ہوا تو مقدس پانیوں سے دھویا ہوا وہ کپڑا بندۂ ناچیز کا کفن بنے گا۔ (انشاء اللہ العزیز)

برکت کے لئے تہبند عطا فرمایا:

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قریب تشریف لائے جبکہ ہم (پردہ میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (حضرت) اُمّ کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو غُسل دے رہیں تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حِقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ [۲۳]

"اِنہیں تین، پانچ اور اگر مناسب سمجھو تو اِس سے بھی زیادہ پانی اور بیری (کے پتوں) سے غُسل دو۔ آخر میں کچھ کافور ڈال دو۔ جب فارغ ہو جاؤ مجھے اِطلاع دینا۔ (فرماتی ہیں) جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اِطلاع دی۔

---

[۲۳] مشکوٰۃ ص ۱۴۳، نسائی جلد ۱ ص ۲۶۶، ابن ماجہ ص ۱۰۶، ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۲، مسند احمد جلد ۵ ص ۸۴، تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۰۷، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۲۱، نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۲۵۸، مسلم جلد ۱ ص ۳۰۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۹، جلد ۴ ص ۸، بخاری جلد ۱ ص ۱۶۷، مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۰۲۔

آپ ﷺ نے ہماری طرف اپنا تہبند شریف پھینکا [i] اور فرمایا اِسے اُن کے کفن کے نیچے رکھ دو۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِغْسِلْنَهَا وِتْرًا وَ كَانَ فِيْهِ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا وَّكَانَ فِيْهِ ابْدَءُوْا بِمَيَامِنِهَا وَ مَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا وَكَانَ فِيْهِ اِنَّ اُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ وَمَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ [۲۴] ''انہیں طاق تین، پانچ، سات بار غُسل دو اور دائیں طرف سے اَعضائے وضو سے ابتداء کرو۔ اِس روایت میں یہ بھی ہے کہ (حضرت) اُم عطیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں، ہم نے اُن کے بالوں کے تین حصّے کئے جنہیں اُن کے پیچھے ڈالا''۔

[i] تہبند شریف برکت کے لئے رکھا گیا، یہ کفن میں شامل نہ تھا۔ اَحادیثِ مبارکہ میں یہ ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ، عمرو بن العاص، سعد بن ابی وقاص اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ناخن مبارک، بال مبارک اور تہبند شریف کو اپنی قبر میں لے جانے کے لئے محفوظ رکھا۔ قرآنِ مجید اور حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صالحین کے لباس سے برکت لینا جائز ہے اور اپنے کفن میں صالحین کے کپڑے شامل کرنا باعثِ برکت اور باعثِ مغفرت ہے۔

میّت کو کفن کے ساتھ قمیض پہنانا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ بَعْدَ مَااُدْخِلَ حُفْرَتُهٗ فَاَمَرَبِهٖ فَاُخْرِجَ فَوَضَعَهٗ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَنَفَثَ فِيْهِ مِنْ رِّيْقِهٖ وَاَلْبَسَهٗ قَمِيْصَهٗ قَالَ وَكَانَ كَسَاعَبَّاسًا قَمِيْصًا [۲۵]

---

[۲۴] ابن ماجہ ص ۱۰۶۔ [۲۵] بخاری حدیث نمبر ۵۷۹۵، کتاب اللباس (باب لبس القمیص)، مسلم حدیث نمبر ۲۷۷۳، سنن نسائی حدیث نمبر ۱۹۰۱، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۸۱، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۴۵، مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۱۳، مظہری جلد ۴ ص ۲۷۷، فتح القدیر جلد ۲ ص ۴۸۴ (مختصراً)، قرطبی جلد ۴ جز ۸ ص ۱۴۰۔۱۳۹، طبری جلد ۶ ص ۴۴۰۔

''(رئیس المنافقین) عبداللہ بن ابی کو گڑھے (قبر) میں داخل کرنے کے بعد نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس کے پاس تشریف لائے اور اُس کو باہر نکالنے کا حکم فرمایا۔ اُسے نکالا گیا اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے دونوں (نورانی) گھٹنوں (مبارک) پر رکھا گیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُس کے منہ میں اپنا لعاب شریف ڈالا اور اُس کو اپنی قمیض (مبارک) پہنائی۔ راوی کہتے ہیں عبداللہ بن ابی نے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو قمیض پہنائی تھی''۔

حضرت سفیان اور ابو ہارون نے کہا اُس وقت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُوپر تلے دو کرتے (مبارک) پہنے ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سلول کا بیٹا تھا۔ اُس نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے باپ کو اپنی وہ قمیض (مبارک) پہنایئے جو آپ ﷺ کے (نورانی) جسم (اطہر) کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ حضرت سفیان نے فرمایا: لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو قمیض اُس کا بدلہ چکانے کے لئے پہنائی تھی جو اُس نے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو پہنائی تھی۔ ۲۶

عبداللہ بن ابی نے حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو بدر کے دن اپنی قمیض پہنائی تھی جبکہ وہ مدینہ منورہ میں آئے تھے اور اُن کے جسم پر کپڑا نہ تھا۔ چونکہ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ طویل القامت تھے اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی قمیض اُن کو پوری نہ آتی تھی۔ عبداللہ بن ابی بھی لمبا تھا۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں اُس کے جنازہ میں موجود تھا اُس کا قد لمبا ہونے کے باعث اُس کے دونوں پاؤں چارپائی سے باہر نکلے ہوئے تھے) ۲۷

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کِتَابُ الْجَنَائِزُ بَابُ غُسْلِ الْمَیِّتِ وَتَکْفِیْنِہٖ میں حدیث نمبر ۵۴۱۱ کی شرح میں حاشیہ میں لکھا ہے۔

''جب رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بیمار ہوا تو اُس نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو بلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَھْلَکَ حُبُّ الْیَھُوْدِ اَیْ حُبُّ

---

۲۶ بخاری حدیث نمبر ۱۳۵۰' فتح الباری جلد ۲ ص ۲۷۵' درمنثور جلد ۴ ص ۲۵۸۔ ۲۷ تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۴۰۴' فتح القدیر جلد ۳ ص ۲۷۶' مظہری جلد ۴ ص ۲۷۷۔

اَلْجَآءِ عِنْدَهُمْ ''تجھے یہود کی محبت اور اُن کے ہاں عہدہ وقرب نے ہلاک کر دیا ہے''۔ (تو رئیس المنافقین) بولا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے آپ ﷺ کو اِن باتوں کی طرف توجہ دلانے کے لئے نہیں بلایا بلکہ میں نے تو آپ ﷺ کو دُعا کے لئے بلایا ہے۔ پھر اُس نے آپ ﷺ سے گذارش کی اَنْ یُّکَفِنَهٗ فِیْ قَمِیْصِهٖ وَاَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیْهِ ''یہ کہ آپ ﷺ مجھے اپنی قمیض عنایت فرمائیں اور میری نمازِ جنازہ پڑھائیں''۔ ۲۸

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' جب (رئیس المنافقین) عبداللہ بن ابی مر گیا تو اُس کا بیٹا' سچا عاشق رسول ﷺ' آپ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) اپنی قمیض' عنایت فرمائیے اور اُس پر (یعنی عبداللہ بن ابی) نماز پڑھئے' اُس کے لئے دُعا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے اپنی نورانی قمیض اُس کو عطا فرما دی۔ نیز فرمایا: جنازہ تیار ہو تو مجھے خبر کرنا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' کیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو منافقین کی نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَنَا بَیْنَ خِیَرَتَیْنِ ''(اللہ تبارک وتعالیٰ نے) مجھے دو باتوں کا اختیار دیا ہے''۔ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ط .... (التوبۃ:۸۰) ''اِن کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں اگر اِن کے لئے ستر بار بھی مغفرت کی دُعا فرمائیں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اِن کو ہرگز نہ بخشے گا۔ اِس لئے کہ یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کے منکر ہیں''۔ پھر آپ ﷺ نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ بعدازیں وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ط ... (التوبۃ:۸۴) ۲۹ کا حکم نازل ہوا ''اور (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) اِن (منافقین) میں سے جو مر جائے اُس کی نمازِ جنازہ ہرگز نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا''۔

---

۲۸ مرقاۃ جلد۴ص ۱۱۴' طبری جلد۶ص ۴۴۰' ابن کثیر جلد۲ص ۳۲۸' درمنثور جلد۴ص ۲۵۹۔
۲۹ بخاری جلد۲ص ۶۷۳' تیسیر الباری جلد۶ص ۱۵۸۔

غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات یہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دُعا قبول نہیں ہوئی تو عام آدمی کا کیا مقام ہے؟ اہلحدیث کے عالم وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے۔ ''جب سرورِ عالم اشرف انبیاء کی دُعا وہ بھی ستر دفعہ اور کافروں اور منافقوں کے لئے مؤثر نہ ہو تو کسی ولی یا درویش کی بساط ہے کہ اُس کی سفارش سے کسی کافر یا مشرک یا منافق کی مغفرت ہو جائے۔ اللہ جل شانہ مسلمانوں کو عقل اور فہم عطا فرمائے''۔ ۳۰

اِس آیتِ مبارکہ کے نفسِ مضمون کو پڑھنے کی ضرورت ہے کہ دُعا کیوں قبول نہ ہوئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشاد ہے کہ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ''یہ اِس لئے کہ وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے منکر ہوئے''۔ یہاں بات نامقبولیت کی نہیں بلکہ بات منافقین کے کفر کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی آپ ﷺ سے محبت کی ہے۔ آپ ﷺ اپنی رحمت اور اختیار کی وجہ سے اِستغفار کرتے رہے جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: ''اور (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) چونکہ یہ میرے اور آپ ﷺ کے منکر ہیں اِس لئے اِن کی معافی نہیں''۔ جبکہ آپ ﷺ کی رحمت دُنیا کو دکھا دی کہ کلمہ پڑھنے والے منافقوں پر بھی مہربان ہیں۔ پھر آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ط

عبداللہ بن ابی کا واقعہ یوں بھی بیان ہے کہ جب وہ بیس روز بیمار رہنے کے بعد نو ہجری میں مر گیا۔ جس روز وہ مرنے والا تھا' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس کے پاس تشریف لے گئے تو وہ کہنے لگا جب میں مر جاؤں تو مجھے اپنی قمیض عنایت فرمایئے گا اور میری تکفین وتدفین میں شرکت فرمایئے گا اور میری نمازِ جنازہ بھی پڑھئے گا۔ آپ ﷺ نے وعدہ فرما لیا۔ جب کہ اُس وقت تک آپ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے منع نہیں فرمایا تھا۔

مذکورہ بالا حدیثِ مبارک سے معلوم ہوتا ہے۔ (۱) حضور نبی کریم رؤف

۳۰ تیسیر الباری جلد ۶ ص ۱۶۱۔

ورحیم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو قمیض (مبارک) دی۔ (۲) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے بیٹے سے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ ﷺ اُس کو قمیض دیں گے۔ اِن میں اِختلاف نہیں جب وعدہ بھی بیان ہے۔ اور عطاء بھی ہے تو اِختلاف کی گنجائش نہیں۔

جب عبداللہ بن ابی مرا تو اُس کے بیٹے نے آپ ﷺ کو اُس کی موت کی خبر دی، تب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے اِس عمل مبارک میں عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دلجوئی اور دلداری تھی اور تبلیغ تھی چنانچہ اِس واقعہ کو دیکھ کر عبداللہ بن ابی کی قوم کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہوگئے۔ ۳۱

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب اللباس **بَابُ لُبْسِ الْقَمِيْصِ** میں حدیث شریف نمبر ۵۷۹۶ میں اِس طرح لکھا ہے۔ ''کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو اُس کا بیٹا (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جو سچا مومن تھا) رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے اپنی قمیض عنایت فرمایئے اُس میں، میں اپنے باپ کو کفن دوں گا''۔

حضرت علامہ بغوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے مرنے کے بعد اُس سے جو سلوک کیا (یعنی اُس کو قمیض پہنائی اور اُس کی نمازِ جنازہ پڑھی اُس کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مؤدبانہ گذارش کی کہ یہ شخص آپ ﷺ کا گستاخ اور بے ادب تھا اور دریدہ دہن (منہ پھٹ) تھا جبکہ آپ ﷺ نے اِس کو کرتا بھی پہنایا اور نماز بھی پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: **وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ قَمِيْصِيْ وَصَلَاتِيْ مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يُّسْلِمَ بِهٖ اَلْفٌ مِنْ قَوْمِهٖ** ۳۲ ''میرا کرتہ (مبارک) اور میری نماز اِس کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے عذاب سے نہیں بچائے گی۔ اللہ کی قسم میری خواہش تو یہ تھی کہ اِس کی وجہ سے اِس کی قوم کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں گے''۔

---

۳۱ مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۱۴، تیسیر الباری جلد ۶ ص ۱۵۹۔ ۳۲ مظہری جلد ۴ ص ۲۷۷، قرطبی جلد ۴ جز ۸ ص ۱۴۰

کُرتہ مبارک عطا فرمانے کے اِس واقعہ سے معلوم ہوا کہ میّت کو برکت کے لئے بزرگانِ دین کا لعاب ڈالنا اور کفن میں اُسے بزرگوں کا کپڑا دینا سُنّت ہے اگرچہ کافر ومنافق اِس سے فائدہ حاصل نہ کرسکیں۔ رحمت کا بادل تو ہر جگہ اچھی اور بُری، پاک اور گندی زمین پر برستا ہے۔ آگے زمین کی تقدیر فائدہ اُٹھائے یا نہ اُٹھائے۔

کفن میں رُقعہ رکھنا:

ایک آتش پرست شمعون نامی، حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا ہمسایہ تھا۔ وہ بیمار ہوگیا۔ اُس کی موت کا وقت جب قریب پہنچا تو لوگوں نے آپ کو اطلاع دی اور عرض کیا آپ کا ہمسایہ ہے، اُس کی خبر لیں۔ یہ سن کر آپ اُس کے پاس گئے۔ دیکھا کہ آگ کے دُھوئیں سے اُس کا رنگ سیاہ ہوگیا ہے۔ آپ نے فرمایا، تمام عمر تم نے آگ اور دُھوئیں میں برباد کردی۔ اَب آخر وقت میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرو اور اِسلام قبول کرلو تاکہ اللہ تبارک تعالیٰ کی رحمت تجھ پر نازل ہو۔ اُس نے کہا، تین باتیں مجھے اِسلام قبول کرنے سے روکتی ہیں۔ پہلے یہ کہ تم دن رات دُنیا کی بُرائی کرتے رہتے ہو مگر پھر بھی دن رات دُنیا ہی کی طلب میں لگے رہتے ہو۔ دوسرے یہ کہ موت کو برحق سمجھنے کے باوجود تم اِس کا کوئی سامان نہیں کرتے اور تیسرے یہ کہ باوجود یکہ تم سمجھتے ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار ہوگا پھر اُس کی رضا کے خلاف کام کرتے رہتے ہو۔ آپ نے سنا، فرمایا: یہ آشناؤں کی نشانی ہے۔ اگر مومن لوگ اَیسا کرتے ہیں تو تم کیا کرتے ہو؟ تم نے ساری عمر آگ کی پوجا میں گذار دی۔ پھر فرمایا، سنو! میں آگ کی پوجا نہیں کرتا۔ اگر میں اور تم تھوڑی دیر بھی آگ میں ہاتھ ڈالیں تو وہ تمہاری ستر سالہ عبادت کی قدر اور لحاظ کئے بغیر ہم دونوں کو جلا دے گی لیکن میرا خالق ومالک حقیقی چاہے تو آگ کی کیا مجال کہ میرا بال بھی جلائے۔ آؤ ہم دونوں آگ میں ہاتھ ڈالیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت تم پر ظاہر ہوجائے اتنا کہہ کر آپ نے ہاتھ ڈالا اور کافی دیر تک آگ میں رکھنے کے باوجود آپ پر مطلق اثر نہ ہوا۔ شمعون نے یہ دیکھ کر آہ بھری اور کہنے لگا میری تو تمام عمر آتش پرستی میں بسر ہوئی، اَب کیا کرسکتا ہوں؟ صرف چند سانس باقی ہیں۔ فرمایا: مسلمان ہوجاؤ۔ اُس نے کہا کہ مجھے عہد نامہ لکھ دیں کہ اگر میں مسلمان ہوجاؤں تو مجھ پر اللہ

تبارک وتعالیٰ عذاب نہ کرے گا۔ یہ سن کر آپ نے رقعہ لکھ دیا اور معززین شہر کی گواہی بھی نیچے درج کر دی۔ شمعون نے رقعہ دیکھا اور ایمان لے آیا اور روتے ہوئے وصیّت کی کہ مرنے کے بعد میرے ہاتھ میں یہ رقعہ دے دینا۔ (تاکہ کفن میں محفوظ ہو جائے) اِس کے بعد کلمہ پڑھا اور جان دیدی۔ اُس کی وصیّت پوری کی گئی۔ آپ نے اُسے اپنے ہاتھ سے غسل دے کر (اور نمازِ جنازہ پڑھ کر) قبر میں اُتارا اور وصیّت کے مطابق اُس کے ہاتھ میں رقعہ دے دیا۔ (اور کفن میں محفوظ کر دیا)۔ تمام رات اِسی فکر میں گذر گئی کہ میں نے یہ کیا کیا؟ مجھے تو اپنا بھی انجام معلوم نہیں تو دوسروں کو عہد نامہ کیوں لکھ دیا؟ اِسی فکر اور سوچ بچار میں آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ شمعون سنہری تاج پہنے بہشت میں ٹہل رہا ہے۔ آپ نے اُس سے دریافت کیا' کیا حال ہے؟ اُس نے جواب دیا' مجھے حق تبارک وتعالیٰ نے معاف کر دیا ہے۔ اب اپنا رقعہ لے لیں، مجھے اِس کی ضرورت نہیں رہی۔ جب آپ بیدار ہوئے تو وہ رقعہ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ نے رقعہ دیکھ کر کہا یا الٰہی تیرے کام فضل وکرم سے ہیں کسی علت سے نہیں۔ تو مومن کو کیونکر محروم رکھے گا جبکہ ستر سالہ آتش پرست کو ایک کلمے کے عوض بخش دیا۔ ۳۳

کفن پہنانے کا طریقہ:

میّت کو غسل دینے کے بعد بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ لیں تاکہ پانی لگنے سے کفن تر نہ ہو۔ کفن کو ایک' تین' پانچ' یا سات بار دھونی دے لیں۔ اِس سے زیادہ نہیں پھر کفن یوں بچھائیں، پہلے بڑی چادر جسے ''لفافہ'' کہتے ہیں پھر ''ازار'' جسے ''تہبند'' کہتے ہیں پھر ''قمیض'' جسے ''کفنی'' کہتے ہیں، کفنی کا نیچے والا حصّہ پہلے بچھائیں پھر میّت کو لٹائیں اور کفنی پہنائیں۔ باشرع مرد ہو تو داڑھی اور عورت اور بچہ ہونے کی صورت میں تمام بدن پر خوشبو ملیں اور ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے اور پاؤں پر کافور لگائیں پھر ''ازار'' یعنی تہبند لپیٹیں، پہلے بائیں جانب سے تہہ کریں پھر دائیں جانب سے لپیٹیں بعد ازیں ''لفافہ'' یعنی بڑی چادر لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے تاکہ دایاں پلو اُوپر آئے اور سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دیں۔

---

۳۳ تذکرۃ الاولیاء ص ۳۳ فارسی۔

عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بالوں کے دو حصّے کر کے کفنی کے اوپر سینے پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں تا کہ سینہ پر رہے۔ اِس کا طول نصف پشت سے سینہ تک رہے اور عرض ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک رہے۔ پھر حسبِ دستور ''ازار'' اور ''لفافہ'' لپیٹیں پھر سب سے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔ (بہارِ شریعت جز۴ص ۱۲۸)

متفرق مسائل:

مسئلہ: کفنی میں چاک اور آستین نہیں ہوتی۔

مسئلہ: مرد اور عورت کی کفنی میں تھوڑا سا فرق ہے وہ یہ کہ مرد کی کفنی کندھے پر سے چیری جاتی ہے اور عورت کے لئے سینہ کی طرف سے۔

مسئلہ: چھوٹے بچے اور بچیوں کو بھی پورا کفن دینا چاہئے۔

مسئلہ: پرانے کپڑے سے بھی کفن دے سکتے ہیں مگر دُھلا ہوا ہونا چاہئے کہ کفن ستھرا ہونا پسندیدہ ہے۔

مسئلہ: کسی کی بیوی نے اگرچہ مال چھوڑا مگر اُس کا کفن اُس کے شوہر کے ذمہ ہے۔

مسئلہ: شوہر مرا اور اُس کی عورت مالدار ہے مگر عورت پر شوہر کا کفن واجب نہیں۔

مسئلہ: کفن کا کپڑا فی سبیل اللہ مانگ کر لائے' اُس میں سے کچھ بچ گیا تو باقی کپڑا اُسے ہی واپس کیا جائے گا جس سے لائے ہوں۔ اگر وہ واپس نہ لے تو وہ جیسا کہے ویسے استعمال کریں یا صدقہ کریں یا کسی اور محتاج کے کفن میں استعمال کریں۔

مسئلہ: جو بچہ مردہ پیدا ہو یا کچا گر گیا ہو تو اُسے ایک ہی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہئے کفن نہ دیں۔ [۳۴]

مسئلہ: پھولوں کی چادر بالائے کفن ڈالنے میں شرعاً اصلاً حرج نہیں بلکہ نیّتِ حسن سے حسن ہے۔ جیسے قبور پر پھول ڈالنا کہ وہ جب تک تر رہتے ہیں' تسبیح کرتے ہیں۔ اِس سے میّت کا دِل بہلتا ہے اور رَحمت اُترتی ہے۔ یوں ہی تبرک کے لئے غلافِ کعبہ معظّمہ کا قلیل ٹکڑا چہرے پر رکھنا بلاشبہ جائز ہے۔ [۳۵]

---

۳۴ فتاویٰ رضویہ قدیم جلد۴ص ۱۰۔ ۳۵ فتاویٰ رضویہ قدیم جلد۴ص ۱۲۔

حدیث شریف میں ہے: ''مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے ہیں یعنی خوش ہوتے ہیں''۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے اور عورت کے لئے جائز یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے اُس کا کفن دیا جاسکتا ہے اور جو زندگی میں ناجائز اُس کا کفن بھی ناجائز۔ (عالمگیری)

مسئلہ: خنثیٰ مشکل کو عورت کی طرح پانچ کپڑے دیئے جائیں مگر کسم یا زعفران کا رنگا ہوا اور ریشمی کفن اُسے ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جو نابالغ حدِ شہوت کو پہنچ گیا ہو وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو جتنے کپڑے دیئے جائیں گے اُسے بھی دیئے جائیں گے اُس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں اور اگر لڑکے کو بھی دو کپڑے دیئے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگرچہ ایک دن کا بچہ ہو۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: میّت نے اگر مال چھوڑا ہو تو کفن اُسی کے مال سے ہونا چاہئے۔

مسئلہ: میّت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اُس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا۔

مسئلہ: اگر مُردہ کا کفن چوری ہوگیا اور لاش ابھی تازہ ہے تو پھر کفن دیا جائے اگر لاش پھٹ گئی ہو تو کفنِ مسنون کی حاجت نہیں، ایک کپڑا ہی کافی ہے۔ (عالمگیری)

اہم اور ضروری مسئلہ

ہمارے ملک پاکستان میں عام رواج ہے کہ کفن مسنون کے علاوہ اُوپر سے ایک چادر اُڑھاتے ہیں اور ایک جانماز ہوتی ہے۔ جس پر اِمام نماز جنازہ پڑھاتا ہے۔ اُنہیں بعد ازیں صدقہ کر دیتے ہیں۔ یہ جائز ہے عام طور پر کفن کے لئے جو کپڑا لایا جاتا ہے وہ اِسی اَندازے سے لایا جاتا ہے جس میں یہ دونوں چیزیں ہوں۔

مسئلہ: مرد کے بدن پر اَیسی خوشبو لگانا جائز نہیں جس میں زعفران کی آمیزش ہو عورت کے لئے جائز ہے۔ جس نے اِحرام باندھا ہے اُس کے بدن پر بھی خوشبو لگائیں اور اُس کا منہ اور سر کفن سے چھپایا جائے۔ (عالمگیری وغیرہ)

جنازہ لے چلنے کا بیان

(ماخوذ از بہارشریعت)

جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے ہر شخص کو چاہئے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے اور حضور سید المرسلین ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اُٹھایا۔ (جوہرہ)

مسئلہ: سُنّت یہ ہے کہ چار اَشخاص جنازہ اُٹھائیں ایک ایک شخص ایک ایک پایہ لے اور اگر صرف دو شخصوں نے جنازہ اُٹھایا ایک سرہانے اور ایک پائنتی تو بلاضرورت مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو مثلاً جگہ تنگ ہے تو حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: سُنّت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سُنّت یہ کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے پھر داہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے کہ حدیث شریف میں ہے جو چالیس قدم جنازہ لے کر چلے یا اُٹھا کر چلے (تو اُس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ نیز حدیث شریف میں ہے جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ عزوجل اُس کی حتمی مغفرت فرما دے گا۔ (جوہرہ عالمگیری درمختار)

مسئلہ: جنازہ لے کر چلنے میں چارپائی کو ہاتھ سے پکڑ کر کندھے پر رکھے۔ اسباب کی طرح گردن یا پیٹھ پر لادنا مکروہ ہے۔ چوپایہ پر جنازہ لادنا بھی مکروہ ہے۔ (عالمگیری، غنیۃ، درمختار) ٹھیلے پر لادنے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: بڑے بڑے شہروں میں قبرستان میّت کے گھر سے بہت دُور پڑتا ہے اور نمازیوں کا پیدل چلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ جس کے باعث میّت کے لئے گاڑیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں میّت اور مقتدی بآسانی قبرستان یا مقام جنازہ تک پہنچ

جاتے ہیں۔ یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ: چھوٹا بچہ شیر خوار یا اَبھی دُودھ چھوڑا ہو یا اُس سے کچھ بڑا' اُس کو اگر ایک شخص ہاتھوں پر اُٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازہ کو ہاتھ پر لئے ہو جب بھی حرج نہیں اور اِس سے بڑا مُردہ ہو تو اُس کو چار پائی پر لے جائیں۔ (غنیۃ' عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ: جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں مگر نہ اِس طرح کہ میّت کو جھٹکا لگے اور ساتھ جانے والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلیں دائیں بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اُسے چاہیے کہ اُتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ: جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہوں تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازہ سے دُور ہو۔ (عالمگیری' صغیری)

مسئلہ: عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز و ممنوع ہے اور نوحہ کرنے والی کا ساتھ ہونا سخت منع ہے۔ اگر نہ مانے تو اُس کی وجہ سے جنازہ کے ساتھ جانا نہ چھوڑا جائے کہ اُس کے ناجائز فعل سے یہ سُنّت کیوں ترک کرے بلکہ دِل سے اُسے بُرا جانے اور شریک ہو۔ (درمختار' صغیری)

مسئلہ: اگر عورتیں جنازہ کے پیچھے ہوں اور مرد کو یہ اندیشہ ہو کہ پیچھے چلنے سے عورتوں کو یہ اِختلاط ہوگا یا اُن میں کوئی نوحہ کرنے والی ہو تو اِن صورتوں میں مرد کو آگے چلنا بہتر ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: جنازہ لے کر چلنے میں سر ہانہ آگے ہونا چاہئے اور جنازہ کے ساتھ آگ لے جانے کی ممانعت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہیے۔ موت اور احوال و اہوالِ قبر کو پیشِ نظر رکھیں۔ دُنیا کی باتیں نہ کریں' نہ ہنسیں۔ حضرت عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جنازہ کے ساتھ ہنستے دیکھا' فرمایا: تو جنازہ میں ہنستا ہے تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا اور ذکر کرنا چاہیں تو دِل میں کریں۔ بلحاظ حال زمانہ اب علماء نے ذِکر جہر کی بھی اجازت دی ہے۔ (صغیری' درمختار وغیرہما)

مسئلہ: جنازہ جب تک رکھا نہ جائے بیٹھنا مکروہ ہے اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے اور اگر لوگ بیٹھیں ہوں اور نماز کے لیے وہاں جنازہ لایا گیا تو جب تک رکھا نہ جائے کھڑے نہ ہوں۔ یوں ہی اگر کسی جگہ بیٹھے ہوں اور وہاں سے جنازہ گزرا تو کھڑا ہونا ضروری نہیں ہاں جو شخص ساتھ جانا چاہتا ہے وہ اُٹھے اور جائے جب جنازہ رکھا جائے تو یوں نہ رکھیں کہ قبلہ کو پاؤں ہوں یا سر بلکہ مثلاً جنوباً رکھیں کہ دائیں کروٹ قبلہ شریف کو ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ: میّت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا کسی نیک شخص کی ہو تو اُس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جو شخص جنازہ کے ساتھ ہوا اُسے بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہئے اور نماز کے بعد اَولیائے میّت سے اِجازت لے کر واپس ہوسکتا ہے یا بغیر اِجازت کے بھی کیونکہ دفن کے بعد اولیائے میّت سے اِجازت کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جنازہ تیار ہے جانتا ہے کہ وضو یا غسل کرے گا تو نماز ہو جائے گی تیمّم کر کے پڑھے۔

مسئلہ: اِمام طاہر نہ تھا تو نماز پھر پڑھیں اگرچہ مقتدی طاہر ہوں کہ جب اِمام کی نماز نہ ہوئی تو کسی کی نہ ہوئی اور اگر امام طاہر تھا اور مقتدی بلا طہارت تو اِعادہ نہ کیا جائے کہ اگرچہ مقتدیوں کی نہ ہوئی مگر امام کی تو ہوگئی۔ یونہی اگر عورت نے نماز پڑھائی اور مردوں نے اُس کی اِقتداء کی تو لوٹائی نہ جائے کہ اگرچہ مردوں کی اِقتداء صحیح نہ ہوئی مگر عورت کی نماز تو ہوگئی وہ کافی ہے اور نمازِ جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: نمازِ جنازہ سواری پر پڑھی تو نہ ہوئی۔ اِمام کا بالغ ہونا شرط ہے۔ خواہ اِمام مرد ہو یا عورت' نابالغ نے نماز پڑھائی تو نہ ہوئی۔ (درمختار۔ عالمگیری)

نمازِ جنازہ کا بیان

نمازِ جنازہ بھی ایک نماز ہے مگر یہ فرضِ عین نہیں' بلکہ فرضِ کفایہ کہلاتی ہے۔ اگر محلّہ میں سے ایک آدمی بھی ادا کر لے تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے وگرنہ جس جس کو خبر پہنچی اور اُس نے نمازِ جنازہ نہ پڑھی وہ سب گنہگار رہوں گے۔ نمازِ جنازہ کے فرضِ کفایہ ہونے کا اِنکار کرنا، قرآنِ مجید کے حکم مقدّس کا اِنکار ہے۔ اِس کی فرضیّت کا منکر مسلمان نہیں ہوسکتا۔ قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نمازِ جنازہ کا ذکر فرمایا ہے۔ اِس ضمن میں پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے منافقوں کے بارے میں اِرشادِ خداوندی ہے:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ط .... (التوبۃ: ۸۴) ''اور اُن میں کسی کی میّت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا''۔ (کنزالایمان)

اِس آیتِ مبارکہ میں روزِ روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ نمازِ جنازہ باقاعدہ ایک نماز ہے مگر اِس آیتِ مبارکہ سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوتی ہے کہ اہلِ ایمان مسلمانوں کی نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے گی اور اُن کی قبروں پر بھی جانا جائز ہے۔ البتہ منافق اور کافر کی نہ تو نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی اُس کی قبر پر کھڑا ہوا جائے گا۔

نمازِ جنازہ پڑھنے کا ثواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهَا فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَّمَنْ شَهِدَ حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهٗ قِيْرَاطَانِ قِيْلَ وَمَا الْقِيْرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيْمَيْنِ [1] ''جو شخص (ایمان کے ساتھ

---

[1] بخاری جلد ۱ ص ۱۷۷' مسلم جلد ۱ ص ۳۰۷' مشکوٰۃ ص ۱۴۴' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۴۱' مسند احمد جلد ۲ ص ۲' ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۱' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۶۸' نسائی حدیث نمبر ۱۹۴۰۔

ثواب کی نیّت سے مسلمان کے) جنازے کے ساتھ جائے (اور اُس کے ساتھ ہی رہے یہاں تک کہ) اُس پر نمازِ جنازہ پڑھے' اُس کے لئے ایک قیراط ثواب ہے اور وہ جو میّت کی تدفین تک ساتھ رہے' اُس کے دفن کے بعد فارغ ہو تو وہ اَجر و ثواب کے دو قیراط لے کر واپس لوٹے گا۔ (عرض کیا گیا دو قیراط کیا ہیں فرمایا وہ دو عظیم پہاڑوں کی مثل ہیں یعنی دو اُحد پہاڑ کی مثل سونا تقسیم کرنے جتنا ثواب لے کر لوٹا)۔

چالیس آدمیوں کی شرکت باعثِ نجات:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت کریب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اُن کا بیٹا' قدید یا عسفان میں وفات پا گیا۔ آپ نے حضرت کریب رضی اللہ عنہ سے فرمایا، دیکھو کتنے لوگ جمع ہو گئے۔ فرماتے ہیں، میں نکلا تو دیکھا کچھ لوگ جمع ہو چکے تھے۔ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اِطلاع دی۔ آپ نے فرمایا! کیا تم کہہ سکتے ہو، چالیس ہوں گے؟ عرض کیا ہاں! فرمایا، میّت کو لاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مَا مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَّايُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ [۲] ''جس مسلمان کی نمازِ جنازہ میں چالیس آدمی (صحیح العقیدہ توحید و رسالت کی شمع کے پروانے) ایسے ہوں، جنہوں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کے (یعنی میّت کے) حق میں ضرور اُن کی شفاعت قبول فرمائے گا''۔

سو آدمیوں کا نمازِ جنازہ پڑھنا:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں: مَا مِنْ مَّيِّتٍ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ

---

[۲] مسلم جلد ۱ ص ۳۰۸' نسائی جلد ۱ ص ۲۸۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۱' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۶۱' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۴۳' مشکوٰۃ ص ۱۴۵' کنز العمال جلد ۵ ص ۵۸۲' ابن ماجہ ص ۱۰۸۔

مَنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ [۳]

''جب کسی (صاحبِ ایمان) میّت پر ایک سو (ایمان والے) آدمی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں (اور اُس کی بخشش کے لئے وہ تمام لوگ دُعا کرتے ہیں) تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہ میں ضرور اُس کی شفاعت ہوگی''۔ یعنی مرنے کے بعد دُعا واستغفار تو ایک طرف، جو بہت بڑا انعام ہے جو مرنے کے بعد کسی مسلمان کو ملے گا۔ جنازے میں ایک سو (۱۰۰) صحیح العقیدہ مسلمانوں کا شامل ہونا بھی بخشش کا وسیلہ بنتا ہے۔

غیر مقلد حضرات کے استاذ وحید الزماں صاحب نے صحیح مسلم معہ مختصر شرح نووی مترجم جلد۲ ص ۳۸۶ میں لکھا ہے، ''میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے جنازے پر پاک عقیدہ رکھنے والے مومنوں کو جمع فرمائے اور اُن کی شفاعت میرے حق میں قبول فرمائے۔'' غیر مقلدین حضرات اپنے امام صاحب کی بات کا بغور مطالعہ کریں جو اپنے لئے شفاعت کی اُمید رکھتے ہیں اور شفاعت کے قائل ہیں۔ لہٰذا اِنکارِ شفاعت کے غلط نظریہ کی تقلید کی بجائے صحیح معنوں میں دینِ اسلام کی عنایات کو قبول کرنا چاہئے اور اُن پر عمل پیرا ہونا چاہئے تاکہ دنیا اور آخرت سنور جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِائَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ غُفِرَ لَهٗ [۴] ''جس (صحیح العقیدہ مسلمان) پر سو اہل ایمان نمازِ جنازہ پڑھیں تو اُس کی مغفرت ہو جائے گی''۔

نمازِ جنازہ میں صفوں کی تعداد:

نمازِ جنازہ پڑھنے سے قبل صفوں کو طاق اَعداد میں ترتیب دے لینا چاہئے، صفوں کی تعداد تین سے کم نہیں ہونی چاہئے۔ اگر چند آدمی ہی ہوں تب بھی تین صفیں بنانی چاہئیں۔

---

[۳] بخاری حدیث نمبر ۱۳۶۷، مسند احمد جلد۳ ص ۲۸۱، مسلم جلد۱ ص ۳۰۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۳۰، نسائی جلد۱ ص ۲۸۲، مسند احمد جلد ۶ ص ۴۰، مشکوٰۃ ص ۱۴۵، ترمذی جلد۱ ص ۲۰۰۔

[۴] ابن ماجہ ص ۱۰۸، کنز العمال جلد۱۵ ص ۵۸۲۔

حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا اَوْجَبَ فَكَانَ مَالِكٌ اِذَا اسْتَقَلَّ اَهْلُ الْجَنَازَةِ جَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوْفٍ [۵] ''ایسا مسلمان جس کے مرنے کے بعد مسلمانوں کی تین صفیں نمازِ جنازہ پڑھیں تو اُس کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ جنت واجب فرمادیتا ہے۔ حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کو تھوڑا دیکھتے تو اُنہیں اِسی حدیث شریف کی رو سے تین صفوں میں بانٹ دیتے تھے''۔

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ پہلی صف میں بوڑھے، دوسری صف میں درمیانی عمر کے لوگ اور تیسری صف میں نوجوان اور لڑکے (بچے) کھڑے ہوں۔ بعضوں نے کہا پہلی صف میں عام لوگ۔ [۶]

نمازِ جنازہ سے قبل یا بعد وعظ:

كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ اِذَا صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَتَقَالَّ النَّاسُ عَلَيْهَا جَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ اَجْزَآءٍ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ اَوْجَبَ [۷]

''حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب جنازے پر نماز پڑھتے اگر اُس میں لوگوں کی تعداد کم دیکھتے تو اُن کے تین حصے کردیتے پھر اُس پر نماز (جنازہ) پڑھتے۔ پھر فرماتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس پر تین صفیں نمازِ جنازہ پڑھیں، اُس کے لئے (جنت) واجب ہوگئی''۔ (اِس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ نمازِ جنازہ سے پہلے یا بعد، جنازے کے متعلق تھوڑا سا وعظ کردینا جائز ہے)۔

مردوں کے ساتھ بچوں کا صف باندھنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اِنَّ

---

[۵] ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰، ابن ماجہ ص ۱۰۸ حدیث نمبر ۱۶۸، مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۴۹، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۶۶، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۲۸، مشکوٰۃ ص ۱۴۷۔ [۶] ابن ماجہ حاشیہ جلد ۱ ص ۴۱، ۴۰۷۔
[۷] مشکوٰۃ ص ۱۴۷، مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۴۹، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۲۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۹۰۔

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَرَّ بِقَبْرٍ دُفِنَ لَیْلًا فَقَالَ مَتٰی دُفِنَ ھٰذَا فَقَالُوا الْبَارِحَةَ قَالَ اَفَلَا اٰذِنْتُمُوْنِیْ قَالُوا دَفَنَّاہُ فِیْ ظُلْمَةِ اللَّیْلِ فَکَرِھْنَا اَنْ نُوْقِظَکَ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَہٗ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاَنَا فِیْھِمْ فَصَلّٰی عَلَیْہِ ۸

''رسول اللہ ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے جس میں رات کے وقت میّت کو دفن کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' یہ میّت کب دفن کی گئی؟ لوگوں نے عرض کیا' گزشتہ رات۔ آپ ﷺ نے فرمایا' تم نے مجھے اِطلاع کیوں نہیں دی؟ لوگوں نے عرض کیا ہم نے اِسے اَندھیری رات میں دفن کر دیا اور آپ ﷺ کو بیدار کرنا مناسب نہ جانا۔ پس آپ ﷺ (اُس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنے کے لئے) کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں بھی اُن لوگوں میں تھا، اور آپ ﷺ نے اُس پر نمازِ جنازہ پڑھی''۔

ف: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حجۃ الوداع تک بالغ نہ ہوئے تھے' اُنہوں نے اُس زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھی۔

مسئلہ: اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نمازِ جنازہ میں بچے مردوں کے ساتھ صفوں میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔

جنازے پر نماز کا مشروع ہونا:

بَابُ سُنَّةِ الصَّلَاةِ عَلَی الْجَنَازَةِ ۹

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں مذکورہ بالا ایک باب باندھا ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی شخص جنازے پر نماز پڑھے'' (حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ کی غرض اِس باب سے یہ ہے کہ جنازے کی نماز ایک نماز ہے صرف دُعا کی طرح نہیں۔ اِسے ''صلاۃ'' کہا گیا ہے حالانکہ اِس میں نہ رکوع' نہ سجدہ اور اِس میں بات چیت کی بھی اجازت نہیں۔ اِس میں (ثنا' دُرود شریف اور دُعا' تکبیر اور سلام ہے)

---

۸ بخاری جلد ا ص ۱۷۶۔ ۹ بخاری جلد ا ص ۱۷۶۔

کس وقت نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے؟

اِنَّ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ لَا یُصَلِّی الرَّجُلُ عَلَی الْجَنَازَۃِ اِلَّا وَھُوَ طَاھِرٌ ۱۰ وَلَا تُصَلِّیْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَاغُرُوْبِھَا ۱۱

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ وہ بغیر وضو کے نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ اور نہ ہی طلوعِ شمس اور غروبِ شمس کے وقت نماز پڑھتے تھے''۔

نمازِ جنازہ کون پڑھائے؟

وَقَالَ الْحَسَنُ اَدْرَکْتُ النَّاسَ وَ اَحَقُّھُمْ عَلٰی جَنَائِزِھِمْ مَنْ رَضُوْہُ لِفَرَائِضِھِمْ وَاِذَا اَحْدَثَ یَوْمَ الْعِیْدِ اَوْ عِنْدَ الْجَنَازَۃِ یَطْلُبُ الْمَآءَ وَلَا یَتَیَمَّمُ وَاِذَا انْتَھٰی اِلَی الْجَنَازَۃِ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ یَدْخُلُ مَعَھُمْ بِتَکْبِیْرَۃٍ ۱۲ ''حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے کہا میں نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ نمازِ جنازہ میں اُس کو امامت کا زیادہ حق دار سمجھتے تھے' جس کو فرض نماز میں امامت کا حقدار جانتے' اور جب کوئی عید کی نماز یا جنازہ کی نماز میں بے وضو ہو جائے، وہ پانی تلاش کرے اور تیمّم نہ کرے اور جب جنازہ کے پاس جائے، جبکہ (وہ لوگ) نمازِ جنازہ پڑھ رہے ہوں تو تکبیر کہہ کر اُن کے ساتھ شامل ہو جائے''۔ (اگر کچھ نماز رہ گئی ہو تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اُس کو مکمل کر لے)۔

تین اَوقات میں نمازِ جنازہ کی ممانعت:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ثَلَاثٌ سَاعَاتٍ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَنْھَانَا اَنْ نُّصَلِّیَ فِیْھَا وَاَنْ نَّقْبُرَ فِیْھَا مَوْتَانَا ۱۳ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ حَتّٰی تَرْتَفِعَ بَازِغَۃً وَّحِیْنَ یَقُوْمُ قَائِمَ

۱۰ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۶' موطا امام مالک ص ۲۱۲' فتح الباری جلد ۳ ص ۲۴۵' عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۱۲۳۔ ۱۱ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۶۔ ۱۲ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۶' عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۱۲۴' فتح الباری جلد ۳ ص ۲۴۴' عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۱۲۵۔ ۱۳ شرح السنۃ جلد ۲ ص ۳۵۸۔

الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ وَاِذَا تَضَيَّفَتِ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ [۱۴]

''تین اوقات میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نمازِ جنازہ پڑھنے اور میّتوں کو دفنانے سے منع فرماتے تھے۔ حضرت ابنِ مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' اِس اِرشاد سے کہ ''مردوں کو دفن سے منع فرماتے'' (اَنْ نَّقْبِرَ فِيْهَا مَوْتَانَا) کے معنی یہ ہیں کہ جنازہ کی نماز سے منع فرماتے تھے۔ ایک تو جب سورج طلوع ہو رہا ہو۔ یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔ دوسرے جس وقت کہ ٹھیک دوپہر ہو۔ جب تک زوال ختم نہ ہو جائے۔ تیسرے جس وقت سورج ڈوبنے لگے۔ جب تک کہ پورا ڈوب نہ جائے''۔

مرد اور عورت کا اکٹھا جنازہ، نماز کے لئے کیسے رکھا جائے؟

حضرت حارث بن نوفل علیہ الرحمہ کے غلام حضرت عمار علیہ الرحمہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ: اَنَّهٗ شَهِدَ جَنَازَةَ اُمِّ كُلْثُوْمٍ وَّابْنِهَا فَجُعِلَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الْاِمَامَ فَاَنْكَرْتُ ذٰلِكَ وَفِي الْقَوْمِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّ اَبُوْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ وَاَبُوْ قَتَادَةَ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَالُوْا هٰذِهِ السُّنَّةُ [۱۵]

''میں (حضرت) اُمّ کلثوم (رضی اللہ عنہا) اور اُن کے بیٹے کے جنازے میں حاضر ہوا تو لڑکے کا جنازہ اِمام کے پاس (محاذی یعنی روبرو) رکھا گیا اور عورت کا جنازہ اِمام سے دُور رکھا گیا' میں نے اِس سے اِنکار کیا تو اُس وقت وہاں لوگوں میں حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت ابوسعید خدری' حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ اُن سب نے کہا یہ سُنّت ہے''۔ (یعنی دو اکٹھے جنازے ہوں تو نماز میں مرد کا جنازہ اِمام کے قریب اور عورت کا جنازہ مرد کے جنازے سے پرے (آگے) ہونا چاہئے۔

مسئلہ: کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتے ہیں یعنی ایک ہی نماز میں سب کی نیت کر لیں اور افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں اور اِس صورت میں جو افضل ہے اُس کی پہلے پڑھیں۔ (بہارِ شریعت)

---

[۱۴] شرح السنۃ جلد۲ص ۳۵۸' مسلم جلد۱ص ۲۷۶' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۷ص ۲۸۹' مسند احمد جلد۴ص ۱۵۲' مسند ابوعوانہ جلد۱ص ۳۸۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ص ۳۲' ابن ماجہ ص ۱۱۰' ابوداؤد جلد۲ص ۹۸' ترمذی جلد۱ص ۲۰۰۔ [۱۵] ابوداؤد جلد۲ص ۹۹۔

عورت کی نمازِ جنازہ میں اِمام کہاں کھڑا ہو؟

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: صَلَّیْتُ وَرَآءَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی اِمْرَءَۃٍ مَاتَتْ فِیْ نِفَاسِھَا فَقَامَ عَلَیْھَا لِلصَّلٰوۃِ وَسْطَھَا [۱۶] ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اِقتداء میں ایک عورت پر نمازِ جنازہ پڑھی، جو نفاس میں مری تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی چارپائی کے درمیان کھڑے ہوئے''۔

اِمام نماز پڑھاتے وقت کہاں کھڑا ہو؟

حضرت ابو غالب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں سکۃ المربد (ایک موضع کا نام ہے) میں تھا، ایک جنازہ نکلا۔ اُس کے ساتھ بہت لوگ تھے۔ لوگوں نے کہا حضرت عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہما کا جنازہ ہے۔ یہ سن کر میں بھی اُن کے پیچھے ہو چلا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا باریک کمبل اَوڑھے ہوئے ایک چھوٹی راس کے گھوڑے پر سوار ہے اور اپنے سر پر دھوپ سے بچاؤ کے لئے ایک کپڑا ڈالے ہوئے ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون زمیندار ہے؟ لوگوں نے کہا یہ (حضرت) انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ (گھوڑے سے اُترے اور نماز جنازہ پڑھانے کے لئے) کھڑے ہوئے۔

صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃِ رَجُلٍ فَقَامَ حِیَالَ رَأْسِہٖ فَجِیْءَ بِجَنَازَۃٍ اُخْرٰی بِامْرَأَۃٍ فَقَالُوْا یَا اَبَا حَمْزَۃَ صَلِّ عَلَیْھَا فَقَامَ حِیَالَ وَسْطِ السَّرِیْرِ فَقَالَ لَہُ الْعَلَاءُ بْنُ زِیَادٍ یَا اَبَا حَمْزَۃَ ھٰکَذَا رَاَیْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَامَ مِنَ الْجَنَازَۃِ مُقَامَکَ مِنَ الرَّجُلِ وَقَامَ مِنَ الْمَرْأَۃِ مُقَامَکَ مِنَ الْمَرْأَۃِ قَالَ نَعَمْ فَاَقْبَلَ عَلَیْنَا فَقَالَ احْفَظُوْا [۱۷]

''ایک مرد کی نمازِ جنازہ پڑھی تو اُس کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے۔ پھر دوسرا جنازہ لایا گیا جو عورت کا تھا۔ حضرت ابو غالب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا، اے ابو حمزہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھو۔ اِس پر وہ تابوت کے بیچ میں کھڑے ہوئے۔ حضرت علاء بن زیاد

---

[۱۶] ابوداؤد جلد۲ ص ۱۰۰، مشکوٰۃ ص ۱۴۵۔ بخاری حدیث نمبر ۱۳۳۱، مسلم حدیث نمبر ۹۶۴، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۳۵، نسائی حدیث نمبر ۱۹۷۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۹۴۔ [۱۷] ابوداؤد جلد۲ ص ۹۹، ابن ماجہ ص ۱۰۸، ابن ماجہ مترجم جلد۱ ص ۱۴۲، ترمذی جلد۱ ص ۲۰۰۔

رضی اللہ عنہ نے کہا' اے ابوحمزہ رضی اللہ عنہ! کیا آپ نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح دیکھا' مرد اور عورت کے جنازے میں کھڑے ہوئے تھے' جہاں تم کھڑے ہو۔ اُنہوں نے کہا ہاں! پھر ہماری طرف منہ کیا اور کہا (اِس مسئلہ کو) یاد رکھو''۔

نمازِ جنازہ پڑھنے میں دیر نہ کی جائے:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے' فرماتے ہیں: لَا تُؤَخِّرُوا الْجَنَازَةَ اِذَا حَضَرَتْ ۱۸ ''جب میّت تیار ہو جائے تو جنازے کی نماز میں دیر مت کرو''۔ (مگر جب فرض نماز کے قضاء ہونے کا ڈر ہو تو پہلے فرض نماز ادا کی جائے، بعد ازیں نمازِ جنازہ اور تدفین میّت)۔

بچے پر نمازِ جنازہ پڑھنا:

۱۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: اَلطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ ۱۹ ''بچے پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے''۔

۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَ وُرِّثَ ۲۰ ''جب بچہ (پیدا ہوتے وقت) روئے تو اُس پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور وہ وارث بھی ہوگا''۔ (جو بچہ مُردہ پیدا ہو اُس پر نمازِ جنازہ نہیں)۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بچوں پر نمازِ جنازہ پڑھو، وہ تمہارے پیش خیمہ ہیں''۔ (آخرت میں تمہارے لئے جنت میں مقام تیار کریں گے)۔

۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلطِّفْلُ لَا يُصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَا يَرِثُ وَلَا يُوْرِثُ حَتّٰى

۱۸ ابن ماجہ ص ۱۰۸' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۳۳۳۔ ۱۹ ابن ماجہ ص ۱۰۹' ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰۔
۲۰ ابن ماجہ ص ۱۰۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۸' نصب الرایہ جلد ۲ ص ۲۷۸۔۲۷۷' مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۳۸۸۔

یَسْتَهِلَّ ۲۱ ''لڑکے (بچہ) کی نمازِ جنازہ نہ پڑھیں اور نہ وہ کسی کا وارث ہوتا ہے اور نہ اُس کا کوئی وارث ہوتا ہے جب تک وہ پیدا ہونے کے بعد روئے اور چلائے نہیں''۔ بچے کا نام بھی رکھا جائے فوت شدہ پیدا ہو یا بعد ولادت مر جائے۔

غائبانہ نمازِ جنازہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَعٰی لِلنَّاسِ النَّجَاشِیَّ الْیَوْمَ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ وَخَرَجَ بِهِمْ اِلَی الْمُصَلّٰی فَصَفَّ بِهِمْ وَکَبَّرَ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ ۲۲ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے لوگوں کو شاہ نجاشی (رضی اللہ عنہ) کی موت کی خبر دی' جس دن اُنہوں نے وفات پائی تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید گاہ تشریف لے گئے اُن کی صفیں بنائیں اور چار تکبیریں کہیں''۔

شاہ نجاشی (رضی اللہ عنہ) کی نمازِ جنازہ سے بعض لوگوں نے غائبانہ نمازِ جنازہ کا مسئلہ اخذ کیا ہے۔ مگر اُن کی یہ دلیل کمزور ہے اِس لئے کہ نمازِ غائبانہ صرف حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے پڑھائی، جبکہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے کبھی نہیں پڑھائی۔ بارہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادتوں اور اَموات کی خبریں آتی تھیں مگر آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی کی نمازِ جنازہ غائبانہ نہ پڑھاتے تھے، نہ پڑھنے کا حکم دیتے تھے اور نہ ہی کسی حدیث شریف میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا حکم مبارک ہے کہ لوگو! اپنے مرنے والوں کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھا کرو۔

جن روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت معاویہ بن معاویہ مزنی (جو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے' اُس وقت آپ ﷺ تبوک میں تھے) حضرت زید بن حارثہ' حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر' جو جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے، کی نمازِ جنازہ غائبانہ پڑھی۔ اِن نمازوں کی وجہ یہ ہے کہ حضرت جبریل امین (علیہ السلام) نے اُن کی میتوں کو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سامنے لا کر حاضر کر دیا۔

---

۲۱ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۸۔۲۲ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۷' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۰۴' نسائی جلد ۱ ص ۲۸۰' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۳۹۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ ہیں: ''کُشِفَ لِلنَّبِیِّ ﷺ عَنِ النَّجَاشِیُ حَتّٰی رَاٰہُ وَصَلّٰی عَلَیْہِ''۲۳ لہٰذا یہ نماز حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خصوصی اختیار واعجاز میں سے ہے، کیونکہ میّت کا امام کے آگے ہونا کافی ہے، مقتدی دیکھیں یا نہ دیکھیں، ورنہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہر صحابی رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھاتے۔ جب کہ جو رات میں دفن کر دیئے جاتے اُن کی قبر پر جا کر نمازِ جنازہ پڑھاتے۔ فقہ حنفی میں یہ دلیل نہایت قوی ہے کہ جنازے کی نماز حاضر میّت پر ہو سکتی ہے نہ کہ غائب پر۔

بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی الْجَنَائِزِ بِالْمُصَلّٰی وَالْمَسْجِدِ ۲۴

''باب عیدگاہ اور مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنَّ الْیَھُوْدَ جَاءُ وْا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ بِرَجُلٍ مِّنْھُمْ وَامْرَاَۃٍ زَنَیَا فَاَمَرَ بِھِمَا فَرُجِمَا قَرِیْبًا مِّنْ مَّوْضِعِ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ ۲۵ ''یہ کہ یہودی، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے، جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے اُن کو رجم کرنے کا حکم فرمایا اور مسجد کے پاس جنائز کی جگہ کے قریب اُن کو سنگسار کیا''۔

(ف ۱) ابنِ بطال علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث شریف سے مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مسجد کے قریب جنازوں کی نماز پڑھنے کے لئے جگہ معین کر رکھی تھی۔ اگر مسجد میں نمازِ جنازہ ہوتی تو مسجد کے باہر اُس کے لئے جگہ متعین نہ فرماتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فِی الْمَسْجِدِ فَلَیْسَ لَہٗ شَیْءٌ ۲۶ ''یعنی

---

۲۳ مرآۃ جلد۲ص ۴۶۸ حاشیہ نمبر۳۔۲۴ بخاری جلد۱ص ۱۷۷، فتح الباری جلد۳ص ۲۵۵، عمدۃ القاری جلد۴ص ۱۳۱۔ ۲۵ بخاری جلد۱ص ۱۷۷، عمدۃ القاری جلد۴ جز۸ص ۱۲۲، فتح الباری جلد۳ ص ۲۵۶۔۲۶ ابن ماجہ ص ۱۱۰، مسند احمد جلد۲ص ۴۴۵۔۴۴۴، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۳ص ۲۴۳، مصنف عبدالرزاق جلد۳ص ۲۷۵۔

جو شخص مسجد میں جنازے پر نماز پڑھے اُس کے لئے اِس میں کچھ نہیں ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت اس طرح ہے: مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَلَا شَیْءَ عَلَیْهِ [۲۷] ''جو شخص مسجد میں جنازہ پڑھے اُس پر کوئی چیز نہیں''۔

اُمُّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' اُنہوں نے فرمایا' اللہ کی قسم حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھی۔ [۲۸]

دوسری سند سے اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) بیضا رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹوں سہیل اور اُس کے بھائی کی نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھائی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں صالح مولی التومہ ہے:

جرح: حضرت ابنِ حیان علیہ الرحمہ نے (کتاب الضعفا) میں ذکر کیا ہے کہ آخر عمر میں مولی التومہ کو اختلاط ہو گیا تھا اور وہ نئی حدیث کا قدیم حدیث سے امتیاز نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت ابن عدی علیہ الرحمہ نے کہا یہ حدیث صالح کی منکر احادیث میں سے ہے۔ اِسی لئے آئمہ کرام نے اِس حدیث میں طعن کی اور کہا صالح ضعیف ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ اِس حدیث شریف کے تمام راوی ثقہ ہیں' اِن کی حدیث قابلِ حجت ہے' اِس میں کسی کا نزاع (یعنی جھگڑا نہیں)۔ عجلی نے صالح کو ثقہ لکھا ہے اور کہا ہے کہ اِس کی حدیث قابلِ حجت ہے اور حضرت اِمام مالک علیہ الرحمہ نے اِن سے سماعِ حدیث اُس وقت ترک کر دیا جب وہ بوڑھے ہو گئے اور اُن کو اِختلاط ہو گیا تھا اور اِختلاط (آمیزش) سے پہلے جس نے اِس سے حدیث بیان کی وہ قابلِ حجت ہیں اور ابن ابی ذئب نے کہا اِختلاط سے پہلے اِن سے مسموع (یعنی سنی گئی) احادیث حجت ہیں اور ابن ابی ذئب نے یہ حدیث اِختلاط سے پہلے صالح سے سنی تھی۔ لہٰذا یہ

---

[۲۷] ابوداؤد جلد۲ ص ۹۸۔ [۲۸] ابوداؤد جلد۲ ص ۹۸' ابن ماجہ ص ۱۱۰۔

حدیث قابلِ حجت ہے اور ''مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے سے کچھ ثواب نہیں ملتا''۔ اور اِس حدیث سے اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث منسوخ ہے۔ کیونکہ اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فعل کی خبر ہے جو آپ ﷺ نے ''حالِ اباحت'' (یعنی جب اجازت تھی) میں کیا تھا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پاک جناب رسول اللہ ﷺ کی ''نہی'' ہے جس سے پہلے اباحت (اِجازت) تھی۔ لہٰذا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی ناسخ ہے۔ ۲۹ اور جب اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ مسجد میں پڑھنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اِس کا اِنکار کیا۔ ۳۰ اِس سے مذکورہ نسخ کی تائید ہوتی ہے۔ اِس کے علاوہ سرکارِ کائنات ﷺ نے شاہ نجاشی (رضی اللہ عنہ) کی نمازِ جنازہ مسجد میں نہیں پڑھائی بلکہ عیدگاہ میں پڑھائی تھی۔ اگر نمازِ جنازہ مسجد میں جائز ہوتی تو آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عیدگاہ میں نہ لے جاتے۔ معلوم ہوا مسجد میں نمازِ جنازہ ممنوع ہے۔ احناف اور مالکیہ کا یہی فتویٰ حجت ہے۔ ۳۱

قبر پر نمازِ جنازہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَتٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَبْرًا فَقَالُوْا ھٰذَا دُفِنَ اَوْ دُفِنَتِ الْبَارِحَۃَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَصَفَّفْنَا خَلْفَہٗ ثُمَّ صَلّٰی عَلَیْھَا ۳۲ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس شخص کی قبر کے پاس سے گزرے جسے رات کے وقت دفن کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) پوچھا۔ الف اِس قبر والے کو کب دفن کیا تھا؟ لوگوں نے عرض کیا گذشتہ رات۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے اِطلاع کیوں نہ دی؟ ب لوگوں نے عرض کیا ہم نے اِسے رات کی تاریکی میں دفن کیا اور آپ ﷺ کو

۲۹ عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۱۱۸، تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۳۸۵۔ ۳۰ عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۱۱۹۔ ۳۱ ایضاً۔ ۳۲ مشکوٰۃ ص ۱۴۵، بخاری جلد ۱ ص ۱۷۷، مسلم جلد ۱ ص ۳۰۹۔

بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں باندھیں۔ ج پھر آپ ﷺ نے اُس پر نماز پڑھی۔

الف اِس لئے پوچھا کہ پوچھنا سُنّت ہوجائے۔ ب یہ اِس لئے فرمایا تاکہ لوگوں کو علم ہوجائے کہ کسی کے مرنے پر لوگوں کو اِطلاع کرنی چاہئے۔ اگر حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ خود ہی تشریف لے آتے تو ہر ایک کے لئے خود ہی آنا سُنّت ہوجاتا جبکہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ تو اپنے علم کی وجہ سے آجاتے تو عام لوگوں کے لئے مشکل ہوجاتا۔ پوچھنے میں بھی حکمت تھی۔ ج معلوم ہوا قبر پر بھی باجماعت نمازِ جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔ قبر پر نماز پڑھنا ولی کا حق ہے اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ساری اُمّت کے ولی ہیں۔

''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ'' اگر ولی کے علاوہ اور لوگ دوبارہ نماز پڑھ لیں تو ولی کو بھی دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھنے کا حق حاصل ہے۔ دیکھو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نمازِ جنازہ پڑھ لی تھی، مگر جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُس کی قبر پر نماز پڑھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوبارہ نماز پڑھی۔ اِس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کو میّت دفن کرنے میں حرج نہیں۔ چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم رات ہی کو دفن ہوئے، جناب سرکارِ کائنات ﷺ صبح صادق ہونے سے پہلے دفن کئے گئے۔ جن روایات میں رات کو دفن کی ممانعت ہے وہ اوائلِ اِسلام کی بات ہے اور وہ منسوخ ہے۔ ۳۳

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ ھٰذِہِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَۃٌ ظُلْمَۃً عَلٰی اَھْلِھَا، وَاِنَّ اللّٰہَ یُنَوِّرُھَا لَھُمْ بِصَلَاتِیْ عَلَیْھِمْ ۳۴ ''بے شک یہ قبریں اپنی میّتوں پر تاریکی سے بھری ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ میرے نمازِ جنازہ پڑھنے (کی برکت) سے اُنہیں نورانی کردیتا ہے''۔

---

۳۳ تیسیر الباری جلد۲ص ۲۸۵، تفہیم البخاری جلد۲ص ۳۷۹، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد۴ جز۸ ص ۱۲۰۔ ۳۴ مشکوٰۃ ص ۱۴۵، شرح السنۃ جلد۳ص ۲۵۱، بخاری جلد۱ص ۱۷۸، مسلم جلد۱ص ۳۱۰۔

وہ لوگ جن کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جاتی:

مسئلہ: ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار و مرتکب کبائر ہو مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ اُن کی نماز نہیں یعنی (۱) باغی جو اِمام برحق پر خروج کرے اور اِسی بغاوت میں مارا جائے (۲) ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ اِس کو غسل دیا جائے نہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے مگر جب کہ بادشاہِ اِسلام نے اُس پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے یا وہ نہ پکڑا گیا نہ مارا گیا ویسے ہی مر گیا تو بھی غسل و نماز ہے (۳) جو لوگ نہ حقِ پاسداری سے لڑیں بلکہ جو اُن کا تماشا دیکھ رہے تھے اور پتھر آ کر لگا اور مر گئے تو اُن کی بھی نماز نہیں ہاں اُن کے متفرق ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے (۴) جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے (۵) شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں اِس حالت میں مارے جائیں تو اُن کی بھی نماز نہ پڑھی جائے (۶) جس نے اپنے ماں یا باپ کو مار ڈالا اُس کی بھی نماز نہیں (۷) جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اُس حالت میں مارا گیا اُس کی بھی نماز نہیں۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

نوٹ: آج کل دہشت گرد مسلمانوں کو خود کار اسلحہ سے نشانہ بنا رہے ہیں وہ خود مارے جائیں تو اُن کی بھی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ: جس نے خودکشی کر لی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اُس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی اگرچہ قصداً خودکشی کی ہو جو شخص رجم کیا گیا یا قصاص میں مارا گیا اُسے غسل دیں گے اور نماز پڑھیں گے۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

نمازِ جنازہ کی چار تکبیریں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو شاہ نجاشی (رضی اللہ عنہ) کی موت کی خبر دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے اور لوگوں نے صفیں بنائیں اور چار تکبیریں کہیں۔ [۳۵]

---

۳۵ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۳۹، بخاری جلد ۱ ص ۱۶۶، مسلم جلد ۱ ص ۳۰۹، موطا امام مالک ص ۲۰۸، مشکوٰۃ ص ۱۴۴، ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۸۔

ف: آئمہ اَربعہ کا چار تکبیر نمازِ جنازہ پر اِتفاق ہے۔ علماء سے منقول ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سب سے آخر جو مروی ومنقول ہے وہ چار تکبیریں ہیں اور اِسی پر اتفاق ہے۔ ۳۶

نمازِ جنازہ کس پر واجب ہے؟

نمازِ جنازہ واجب ہونے کے لئے وہی شرائط ہیں جو اور نمازوں کے لئے ہیں یعنی (۱) قادر ہونا' (۲) بالغ ہونا (۳) عاقل ہونا اور (۴) مسلمان ہونا۔ نمازِ جنازہ میں ایک بات زیادہ ہے یعنی موت کی خبر ہونا۔ ۳۷

شرائط: نمازی کے لئے شرائط (۱) جسم، جگہ اور کپڑوں کا پاک ہونا (۲) ستر عورت (۳) قبلہ رو ہونا (۴) نیّت (۵) اِمام کا بالغ ہونا بھی شرط ہے۔ ۳۸

رکن: تکبیر تحریمہ رکن ہے۔ ۳۹

مسئلہ: جوتا پہن کر یا جوتے کے اوپر کھڑے ہو کر نماز پڑھی، اگر جوتا ناپاک تھا تو نماز نہ ہوگی۔ اِس لئے نمازِ جنازہ پڑھتے وقت جوتا اتار کر آگے یا پیچھے کر لیا جائے اور جوتے کے اُوپر بھی نہیں کھڑے ہونا چاہیئے۔

نمازِ جنازہ میں میّت سے تعلق رکھنے والی چند شرائط

(۱) میّت کا مسلمان ہونا۔

مسئلہ: میّت سے مراد وہ ہے جو زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا تو اگر مردہ پیدا ہوا بلکہ اگر نصف سے کم باہر نکلا اُس وقت زندہ تھا اور اکثر باہر نکلنے سے پیشتر مر گیا تو اُس کی نماز نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ: چھوٹے بچے کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا ایک تو وہ مسلمان ہے۔ اُس کی نماز پڑھی جائے اور دونوں کافر ہیں تو نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ: مسلمان کو دار الحرب میں چھوٹا بچہ تنہا ملا اور اُس نے اُٹھا لیا پھر مسلمان کے یہاں مرا تو اُس کی نماز پڑھی جائے۔ (عالمگیری)

---

۳۶ اشعۃ اللمعات مترجم جلد۲ ص ۸۴۳' ابوداؤد جلد۲ ص ۱۰۰' ترمذی جلد۱ ص ۱۹۸۔ ۳۷ بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۳۲۔ ۳۸ ایضاً۔ ۳۹ ایضاً۔

(۲) میّت کے بدن وکفن کا پاک ہونا۔

مسئلہ: بدن پاک ہونے سے یہ مراد ہے، اُسے غسل دیا گیا ہو یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمّم کرایا گیا ہو اور کفن پہنانے سے پیشتر اُس کے بدن سے نجاست نکلی تو دھوڈالی جائے اور بعد میں خارج ہوئی تو دھونے کی حاجت نہیں اور کفن پاک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ پاک کفن پہنایا جائے اور بعد میں اگر نجاست خارج ہوئی تو کفن آلودہ ہوا تو حرج نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: بغیر غسل نماز پڑھی گئی نہ ہوئی، میّت کو غسل دے کر پھر پڑھیں اور اگر قبر میں رکھ چکے مگر مٹی اَبھی نہیں ڈالی گئی تو قبر سے نکالیں اور غسل دے کر نماز پڑھیں اور مٹی دے چکے تو اَب نہیں نکال سکتے لہٰذا اَب اُس کی قبر پر نماز پڑھیں کہ پہلی نماز نہ ہوئی تھی کہ بغیر غسل ہوئی تھی اور اَب چونکہ غسل کروانا ناممکن ہے لہٰذا اَب ہو جائے گی (ردالمحتار وغیرہ)

(۳) جنازہ کا وہاں موجود ہونا یعنی کل یا اکثر یا نصف مع سر کے موجود ہونا لہٰذا غائب کی نماز نہیں ہوسکتی۔

(۴) جنازہ زمین پر رکھا ہونا یا ہاتھ پر مگر قریب ہو اگر جانور وغیرہ پر لدا ہو تو نماز نہیں ہوگی۔

(۵) جنازہ مصلّی کے آگے قبلہ کو ہونا اگر مصلی کے پیچھے ہوگا نماز صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر قبلہ کے جاننے میں غلطی ہوئی یعنی میّت کو اپنے خیال سے قبلہ ہی کو رکھا تھا مگر حقیقۃً قبلہ کو نہیں تو موضع تحری کی، نماز ہوگئی ورنہ نہیں (درمختار)

(۶) میّت کے جسم کا وہ حصّہ جس کا چھپانا فرض ہے، چھپا ہونا۔

(۷) میّت اِمام کے محاذی ہو یعنی اگر ایک میّت ہے تو اُس کا کوئی حصّہ بدن اِمام کے محاذی ہو اور چند ہوں تو کسی ایک کا حصّہ بدن امام کے محاذی ہونا کافی ہے (ردالمحتار)

نمازِ جنازہ کے اَرکان:

مسئلہ: نمازِ جنازہ میں دو رکن ہیں چار بار اللہ اکبر کہنا اور قیام۔ بغیر عذر بیٹھ کر یا

سواری پر نمازِ جنازہ پڑھی نہ ہوئی اور اگر ولی یا امام بیمار تھا اُس نے بیٹھ کر پڑھائی اور مقتدیوں نے کھڑے ہو کر پڑھی ہوگئی۔ (درمختار ردالمحتار)

نمازِ جنازہ میں کتنی چیزیں سُنّتِ مؤکّدہ ہیں؟

مسئلہ: نمازِ جنازہ میں تین چیزیں سُنّتِ مؤکّدہ ہیں (۱) اللہ عزوجل کی حمد وثناء (۲) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ پر دُرود شریف (۳) میّت کے لئے دُعا۔

نمازِ جنازہ کا طریقہ:

نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ دونوں کانوں کی لَو تک اُٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسبِ دستور باندھ لے اور ثناء پڑھے۔ پھر ہاتھ اُٹھائے بغیر اللہ اکبر کہے اور دُرود شریف پڑھے افضل ہے کہ وہ دُرود شریف پڑھے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور کوئی دوسرا پڑھے جب بھی حرج نہیں پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میّت اور تمام مومنین ومومنات کے لیے دُعا کرے اور بہتر یہ ہے کہ وہ دُعائیں پڑھے جو احادیثِ مبارکہ میں وارد ہیں اور ماثورہ دُعائیں اگر اچھی طرح نہ پڑھ سکے تو جو دُعا چاہے پڑھے مگر وہ دُعا ایسی ہو کہ اُمورِ آخرت سے متعلق ہو۔ (جوہرہ نیرہ، عالمگیری، درمختار وغیرہا)۔

نمازِ جنازہ

نمازِ جنازہ، جنازگاہ یا کھلی جگہ پر پڑھی جاتی ہے۔ میّت کو سامنے رکھ کر اُس کے وسط میں امام کھڑا ہو جاتا ہے اور پیچھے مقتدیوں کی تین، پانچ، سات طاق صفیں بنائی جاتی ہیں۔

نیّت:۔ چار تکبیر نمازِ جنازہ، فرض کفایہ، ثناء اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے لئے، دُرود شریف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر، دُعا حاضر میّت کے لئے، پیچھے اِس امام صاحب کے، منہ طرف قبلہ شریف کے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

ثناء سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَآؤُکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ ط

ثناء کے بعد امام صاحب اونچی آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں گے لیکن دونوں ہاتھ کانوں کی لَو تک نہیں اُٹھائیں گے۔ اِسی طرح تمام مقتدی بھی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں گے مگر تکبیر آہستہ آواز سے کہیں گے بعدازیں امام اور مقتدی سبھی دُرود شریف پڑھیں گے۔

دُرود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَکْتَ وَرَحِمْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

دُرود شریف کے بعد تیسری تکبیر کہی جاتی ہے اور دُعا کی جاتی ہے۔

نمازِ جنازہ میں دُعا

مرد و عورت کے لئے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ ط وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ ط

''اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) تو ہمارے زندوں کو بخش دے اور ہمارے مُردوں کو اور ہمارے حاضرین کو اور ہمارے غیر حاضر لوگوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مَردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔ اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہم میں سے تو جسے زندہ رکھے تو اُسے اِسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے تو جسے موت دے تو اُسے ایمان پر موت دے''۔

دُعا کے بعد چوتھی تکبیر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر دونوں ہاتھ گرا دیئے جائیں گے اور کھڑے کھڑے سلام پھیر لیا جائے گا۔ عام طور پر جس طرف سلام پھیرا جاتا ہے

اُسی طرف کا ہاتھ چھوڑا جاتا ہے یہ غلط ہے، چوتھی تکبیر کے بعد دونوں ہاتھ دونوں طرف سلام پھیرنے سے پہلے گرانے چاہئیں۔

نمازِ جنازہ میں ہر مقتدی کو ثناء، دُرود شریف اور دُعا پڑھنا ہوتی ہے۔

نابالغ لڑکے کے لئے دُعا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا

''اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اِس بچہ کو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا بنا اور اِس کو ہمارے لئے اَجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والا اور سفارش منظور کیا ہوا بنا دے''۔

نابالغہ لڑکی کیلئے دُعا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً

''اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اِس بچی کو ہمارے لئے پہلے سے جا کر اِنتظام کرنے والی بنا اِس کو ہمارے لئے اَجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والی اور سفارش منظور کی ہوئی بنا''۔

والدین اور اولاد کے حقوق

ترتیب نو واضافہ

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ہدیہ: ۱۸۰ روپے

ملنے کا پتا:

جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک B-III، گجر پورہ (چائنہ) سکیم لاہور۔ 0300-4274936

دفنِ مَیّت

''دفن'' کے معنی ہیں ''چھپانا'' مگر یہاں میّت کو قبرستان یا زمین میں گاڑھنے (گاڑھنے سے مراد سیدھا کھڑا کرنا نہیں بلکہ لٹا دینا ہے جیسے اِنسان سوتا ہے) یا دبا دینے کا نام دفن ہے۔ اِسی لئے گڑھے ہوئے مال کو دفینہ کہتے ہیں۔ سب سے پہلے ہابیل کو دفن کیا گیا۔

سب سے پہلا قتل اور دفنِ میّت:

اِس دُنیا میں سب سے پہلا قتل قابیل نے کیا کہ اُس نے اپنے بھائی حضرت ہابیل رضی اللہ عنہ کو (قتل) شہید کر دیا۔ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ۝ ۱ ''تو اُس (قابیل) کے نفس نے اُسے اپنے بھائی (حضرت ہابیل رضی اللہ عنہ) کے قتل پر اُبھارا تو اُسے قتل (شہید) کر دیا اور خسارا پانے والوں میں ہوا''۔ (یہ قتل پتھر کے ذریعے ہوا اور یہ قتل مکہ مکرمہ میں واقعہ ہوا۔ اُس وقت حضرت ہابیل رضی اللہ عنہ کی عمر بیس سال تھی۔ قتل کرنے کے بعد قابیل پچھتانے لگا کہ اَب اپنے مقتول بھائی کی نعش کا کیا کروں؟ تو: فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ط ''تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ایک کوّا بھیجا زمین کریدتا کہ اُسے دکھائے کیونکر اپنے بھائی کی نعش کو چھپائے''۔ قابیل کے سامنے دو کوّے لڑے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا پھر زندہ کوّے نے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کریدی اور ایک گڑھا بنا کر مرے ہوئے کوّے کو اُس میں رکھا اور اُوپر سے مٹی ڈال دی۔ جب قابیل نے دیکھا کہ ایک کوّے نے دوسرے کوّے کو کس طرح دفن کیا ہے تو کہنے لگا: يٰوَيْلَتٰى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ج فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝ ۲ ''ہائے خرابی

---

۱ المائدۃ: ۳۰۔ ۲ المائدۃ: ۳۱۔

میں اِس کوّے جیسا بھی نہ ہوسکا کہ میں اپنے بھائی کی نعش کو چھپاتا تو پچھتاتا رہ گیا''۔

میّت کو دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میّت کو زمین پر رکھ دیں اور چاروں طرف دیواریں قائم کر کے بند کر دیں۔ (عالمگیری) ۳

قبر کی قسمیں:

قبر دو طرح کی ہوتی ہے ایک لحد یعنی بغلی دوسری شق ۴ یعنی صندوق۔ دونوں قسم کی قبریں جائز ہیں لیکن زمین مضبوط ہو تو لحد افضل ہے۔ ''اِس وجہ سے کہ مردے پر مٹی گرانا اِس میں نہیں ہوتا جو اِکرام اور اَدب کے خلاف ہے''۔ ۵ یعنی میّت کے کفن پر مٹی گرانا درست نہیں۔

۱۔ حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْاٰخَرُ لَا يَلْحَدُ، فَقَالُوْا اَيُّهُمَا جَآءَ اَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَهٗ فَجَآءَ الَّذِیْ يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ۶

''مدینہ منورہ میں دو شخص تھے، ایک بغلی (قبر) کھودتا تھا، دوسرا بغلی نہیں (بلکہ صندوقی)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا اِن میں جو پہلے آئے، وہ اپنا کام کر لے تو بغلی کھودنے والا ہی (پہلے) آیا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بغلی قبر کھودی''۔

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ صندوقی قبر منع نہیں، ورنہ حضرت سیّدنا

---

۳ قبر و دفن کا بیان، بہارِ شریعت حصہ سوم۔ ۴ شق کے معنی یہ ہیں کہ اوّل مستطیل زیادہ چوڑائی اور لمبائی کھودیں پھر اُس کے درمیان میں دوسرا مستطیل لمبائی میں میّت کے قد سے کچھ زیادہ اور چوڑائی میں میّت کی جسمانی چوڑائی سے کچھ زیادہ کھودیں۔ گہرائی میں میّت کے نصف قد یا پورے قد کے مطابق کھودیں دوسرے مستطیل میں میّت کو قبلہ رو رکھیں۔ پھر قبر کو تختوں وغیرہ سے بند کر کے مٹی ڈالیں اور سطحِ زمین سے تقریباً ایک فٹ بلند رکھیں۔ یہی طریقہ شق ہے اور یہی پاکستان اور برصغیر کا معمول ہے۔ (مفہوم از فتاویٰ رضویہ شریف، باب دفن میّت)۔ ۵ حاشیہ ابن ماجہ از وحید الزماں غیر مقلد جلد ۱ ص ۷۶۹۔ ۶ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۶۴، ابن ماجہ ص ۱۱۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۴۰۷، ۴۰۸۔

ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی ایسی قبر نہ کھودا کرتے اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اِن دونوں کو پیغام نہ بھیجتے اگر چہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبر کھودنا جانتے تھے مگر وہ دونوں حضرات قبریں کھودنے میں بہت مشاق تھے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَیْرِنَا [۷] ''بغلی قبر ہمارے لئے ہے، ہمارے سوا کے لئے صندوقی''۔ (مطلب یہ کہ ہماری قبر انور اِنشاء اللہ لحد ہوگی یعنی بغلی۔ ہمارے علاوہ بعض اُمتیوں کی قبریں صندوقی بھی ہوں گی۔ اگر چہ بغلی قبر بہتر ہے لیکن صندوقی قبر نا جائز نہیں)۔

۳۔ حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مرضِ وفات میں فرمایا: اُلْحَدُوْا لِیْ لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا کَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ [۸] ''میرے لئے بغلی قبر کھودنا اور مجھ پر کچی اِینٹیں کھڑی کرنا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کی گئیں''۔

بغلی قبر یہ ہے کہ پہلے زمین کو سیدھا کھودا جائے پھر قبلہ کی جانب میّت کے جسم کے مطابق کھودائی کی جائے اور جو دروازہ سا بن جائے، اُسے کچی اینٹوں یا پتھر سے بند کیا جائے کیونکہ یہاں بلا وجہ پکی اِینٹ لگانا یا لکڑی لگانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: جس جگہ اِنتقال ہوا اُسی جگہ دفن نہ کریں کہ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے خاص ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: تابوت کہ میّت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں یہ مکروہ ہے مگر جب ضرورت ہو مثلاً زمین بہت تر ہے تو حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت بحوالہ عالمگیری دُرِّ مختار)

مسئلہ: اگر تابوت میں رکھ کر دفن کریں تو سُنّت یہ ہے کہ اُس میں مٹی بچھا دیں اور دائیں بائیں کچی اینٹیں لگا دیں، لوہے کا تابوت مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت)

---

[۷] ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۲، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳، ابن ماجہ ص ۱۱۲، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۶۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۴۰۸، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲، ابن ماجہ ص ۱۱۲۔ [۸] شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۶۵، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳، مسلم جلد ۱ ص ۳۱۱۔

مسئلہ: قبر کے اُس حصّہ میں کہ میّت کے جسم سے قریب ہو پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔ آمین! (بہارِ شریعت بحوالہ عالمگیری وغیرہ)

دفن کرنے سے پہلے قبر کے پاس بیٹھنا:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ جَنَازَۃِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَانْتَھَیْنَا اِلَی الْقَبْرِ وَلَمْ یُلْحَدْ بَعْدُ فَجَلَسَ النَّبِیُّ ﷺ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ وَجَلَسْنَا مَعَہٗ ۹ ''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے جنازے پر گئے، جب ہم قبر پر پہنچے تو قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے''۔ ابنِ ماجہ میں وَزَادَ فِیْ اٰخِرِہٖ کَاَنَّ عَلٰی رُؤُوْسِنَا الطَّیْرَ ۱۰ ''اِس حدیث شریف کے آخر میں یہ زیادہ ہے (ہم ایسے بیٹھے کہ) گویا ہمارے سروں پر پرندے تھے''۔

مسئلہ: میّت کے دفن سے قبل بیٹھنا جائز ہے۔ ہاں اُس وقت ہر قسم کی دنیاوی گفتگو یا کھیل کود میں مشغول ہونا بُرا ہے۔ یادِ الٰہی میں مشغول ہونا یا خوفِ قبر اور عذابِ قبر کے خیال سے غور وفکر کے لئے خاموش رہنا بہتر ہے۔

میّت کو قبلہ شریف کی طرف سے قبر میں داخل کرنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ قَبْرًا لَیْلًا فَاُسْرِجَ لَہٗ بِسِرَاجٍ فَاَخَذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَۃِ وَقَالَ رَحِمَکَ اللّٰہُ اِنْ کُنْتَ لَاَوَّاھًا تَلَّاءً لِلْقُرْاٰنِ ۱۱ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ رات کے وقت قبرستان میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے لئے چراغ جلایا گیا۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے میّت کو قبلہ کی طرف

---

۹ ابوداؤد جلد۲ ص۱۰۲، ابنِ ماجہ ص۱۱۲، مشکوٰۃ ص۱۴۹، نسائی حدیث نمبر۲۰۰۱، مسند احمد جلد۴ ص۲۸۷، مرقاۃ جلد۴ ص۱۶۹۔ ۱۰ مشکوٰۃ ص۱۴۹۔ ۱۱ مرقاۃ جلد۴ ص۱۶۳، ترمذی حدیث نمبر۱۰۵۷، مشکوٰۃ ص۱۴۸۔

سے لیا اور فرمایا، اللہ (تبارک وتعالیٰ) تم پر رحم فرمائے تم بہت زاری کرنے اور تلاوت کرنے والے تھے"۔ (امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو حسن فرمایا ہے)۔

مسئلہ: دُرِ مختار میں ہے: مستحب یہ ہے کہ میّت کو قبلہ کی طرف سے داخل کریں اس طرح کہ اُسی سمت سے اُتاریں۔ ۱۲

مسئلہ: عورت کا جنازہ اُتارنے والے محارم ہوں یہ نہ ہوں تو دیگر رشتے والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اُتارنے میں مضائقہ نہیں (بہارِ شریعت بحوالہ عالمگیری)

مسئلہ: عورت کو کسی وارث نے زیور سمیت دفن کر دیا اور بعض ورثاء موجود نہ تھے اُن ورثا کو کھودنے کی اجازت ہے۔ کسی کا کچھ مال قبر میں گر گیا، مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو قبر کھود کر نکال سکتے ہیں اگرچہ وہ ایک ہی درہم ہو۔ (بہارِ شریعت)

قبر میں کمبل ڈالنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **جُعِلَ تَحْتَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حِيْنَ دُفِنَ قَطِيْفَةٌ حَمْرَاءُ** ۱۳ "جب رسول اللہ ﷺ کو قبرِ انور میں دفن کیا گیا تو آپ ﷺ کی قبرِ انور میں سُرخ کمبل ڈالا گیا"۔

یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ہوا۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے غلام (شقران) بے تابی میں قبرِ انور میں داخل ہوئے اور سُرخ دھاری دار کمبل بستر کی طرح زمین پر بچھا دیا۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اعتراض یا انکار نہیں کیا۔ لہٰذا یہ فعل شریف بالکل جائز ہوا۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ شہداء اور اولیاءِ اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے قبر میں کچھ بچھانا درست نہیں، کیونکہ زمین نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا نہ تو جسم کھا سکتی ہے اور نہ ہی کفن وبستر، لہٰذا اس میں مال کا ضیاع نہیں۔

مسئلہ: قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندشیں کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ

---

۱۲ دُرِ مختار باب صلوٰۃ الجنائز جلد ا ص ۱۲۴، مطبع مجتبائی دہلوی (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ شریف)۔
۱۳ نسائی جلد ا ص ۲۸۳ حدیث نمبر ۲۰۱۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۹۴، مسلم حدیث نمبر ۹۶۷، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۴۸، مسند احمد جلد ا ص ۳۵۵۔

کھولیں تو حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت بحوالہ جوہرہ)

مسئلہ: عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اُتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے سے چھپائے رکھیں نیز عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے۔ مرد کی قبر کو دفن کرتے وقت نہ چھپائیں۔ (بہارِ شریعت)

میّت کو قبر میں اُتارنے کے لئے کتنے آدمی داخل ہوں اور وہ کون ہوں؟

حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب، حضرت فضل بن عباس اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے غسل دیا اور اُنہوں نے ہی (حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو) قبرِ انور میں رکھا۔ راوی کہتے ہیں: **مُرَحَّبٌ اَوِ ابْنُ مُرَحَّبٍ اَنَّهُمْ اَدْخَلُوْا مَعَهُمْ عَبْدَالرَّحْمَانِ بْنَ عَوْفٍ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عَلِیٌّ اِنَّمَا یَلِی الرَّجُلَ اَهْلُهٗ** [۱۴]

"مرحب یا ابنِ مرحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اِن لوگوں نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ شامل کرلیا۔ جب فارغ ہوئے تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ہر آدمی کے کام اُس کے گھر والے کیا کرتے ہیں"۔ دوسری روایت میں: **عَنْ اَبِیْ مُرَحَّبٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَانِ بْنَ عَوْفٍ نَزَلَ فِیْ قَبْرِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِمْ اَرْبَعَةً** [۱۵]

"حضرت ابو مرحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور میں اُترے تھے۔ گویا میں اُن چاروں کو دیکھ رہا ہوں"۔ (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب، حضرت فضل بن عباس، حضرت اُسامہ بن زید اور حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم)۔

---

[۱۴] ابوداؤد جلد۲ ص ۱۰۲۔ [۱۵] ابوداؤد جلد۲ ص ۱۰۲۔

سرکارِ کائنات ﷺ کی قبر شریف پر سُرخ بجری:

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: فَقُلْتُ : یَااَمَّاهُ اِکْشِفِیْ لِیْ عَنْ قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ وَصَاحِبَیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَکَشَفَتْ لِیْ عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُوْرٍ، لَا مُشْرِفَةٍ وَّلَا لَاطِئَةٍ مَّبْطُوْحَةٍ بِبَطْحَآءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَآءِ [۱۶] ''میں نے (اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مومنہ مفسرہ رضی اللہ عنہا) سے عرض کیا' اماں جی! مجھے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی قبرِ انور اور اُن کے ساتھیوں کی قبریں (کمرہ کا دروازہ) کھول کر دکھائیں۔ آپ نے میرے سامنے تین (نورانی) قبروں کا دروازہ کھولا (تو میں نے دیکھا کہ مقدس) قبور نہ بہت اونچی تھیں اور نہ ہی زمین کے برابر تھیں۔ اُن پر میدان کی طرح سرخ بجری بچھی ہوئی تھی''۔

اِس سے معلوم ہوا قبرِ انور کی اُوپر والی بیرونی سطح اوّل ہی سے محض کچی نہ تھی بلکہ اُس پر سرخ بجری بچھی ہوئی تھی۔

قَالَ اَبُوْ عَلِیٍّ یُقَالُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُقَدَّمٌ وَ اَبُوْبَکْرٍ عِنْدَ رَأْسِهٖ وَعُمَرُ عِنْدَ رِجْلَیْهِ رَأْسُهٗ عِنْدَ رِجْلَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ [۱۷]

''حضرت ابوعلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آگے ہیں اور آپ ﷺ کے سر (مبارک) کے پاس (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں اور آپ ﷺ کے دونوں پاؤں (مبارک) کے پاس (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) ہیں تو (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) کا سر رسول اللہ ﷺ کے نورانی قدموں کے برابر ہے''۔

قبر میں اُتارتے وقت کیا پڑھیں؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں' نبی کریم

---

[۱۶] شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۷۱، مستدرک حاکم جلد۱ ص ۳۶۹، ابوداؤد جلد۲ ص ۱۰۳، فتح الباری جلد ۳ ص ۲۲۸۔ [۱۷] ابوداؤد جلد۲ ص ۱۰۳۔

رؤف ورحیم ﷺ جب میت کو قبر میں داخل فرماتے تو یہ کلمات پڑھتے:- بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۱۸ دوسری روایت میں وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ کے الفاظ ہیں۔ ۱۹ ابوداؤد میں اس طرح بھی ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۲۰ میت کو قبر میں اُتارتے وقت آپ ﷺ یہ کلمات پڑھتے جاتے تھے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہ نفسِ نفیس قبر میں اُتارا ہے اور یہ کلمات ہمیشہ پڑھتے تھے۔

قبر میں اُتارتے وقت کا عمل:

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اُن کی بیٹی کے جنازے میں شریک ہوا تو اُنہوں نے اُس کو قبر میں اُتارتے وقت کہا "بِسْمِ اللّٰهِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ" اور جب قبر کے اوپر اینٹیں برابر کرنے لگے تو کہا "اَللّٰهُمَّ اَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا وَصَعِّدْ رُوْحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا" اے میرے اللہ (جل جلالک) اس کو شیطان سے اور عذابِ قبر سے بچا۔ اے میرے اللہ (جل جلالک) اس کی پسلیوں سے زمین کو جُدا رکھ (یعنی زمین مل کر اس کی پسلیاں نہ توڑے) اور اس کی روح کو (اعلیٰ علیین میں) چڑھالے اور اپنی رضامندی اس کو نصیب فرما"۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے کہا، اے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) یہ دُعا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی یا اپنی رائے سے پڑھی۔ فرمایا: میں اپنی مرضی سے دُعا کرنے پر اختیار رکھتا ہوں کہ جو چاہوں کہوں حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ میں نے اِس دُعا کو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ ۲۱

---

۱۸ مسند احمد جلد۲ ص ۵۹' ترمذی جلد۲ ص ۲۰۲' ابن ماجہ ص ۱۱۲' شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۷۰' مشکوٰۃ ص ۱۴۸' شرح الصدور ص ۱۰۷۔ ۱۹ ابوداؤد جلد۲ ص ۱۰۲۔ ۲۰ الفوائد المجموعۃ للشوکانی حدیث نمبر ۲۶۷۔ ۲۱ المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۲ ص ۲۱۲' شرح الصدور ص ۱۰۸' ابن ماجہ ص ۱۱۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۵۵۔

میّت کو قبر میں کیسے رکھیں؟

میّت کو قبر میں رکھنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ میّت کو دائیں کروٹ لٹائیں اور اُس کے پیچھے نرم مٹی یا ریت کا تکیہ سا بنا دیں اور ہاتھ کروٹ سے الگ رکھیں۔ بدن کا بوجھ ہاتھ پر نہ ہو اِس سے میّت کو ایذا ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے: اَنَّ الْمَیِّتَ یَتَاذّٰی مِمَّا یَتَاذّٰی بِہِ الْحَیُّ ''بے شک میّت کو اُس سے ایذا ہوتی ہے جس سے زندہ کو ایذا ہوتی ہے''۔ اور اینٹ یا پتھر کا تکیہ نہ چاہیے کہ بدن میں چبھیں گے۔ جہاں ایسا کرنے میں دقت ہو تو میّت کو چت لٹا کر منہ قبلہ شریف کی طرف کر دیں۔ اب اکثر یہی معمول ہے۔ اگر معاذ اللہ کسی کے مرنے والے کا منہ غیر قبلہ کی طرف رہا اور جسم سخت ہو گیا کہ پھر نہیں سکتا تو چھوڑ دیں اور زیادہ تکلیف نہ دیں۔ قبر کا فرش سیدھا ہونا چاہیے' اونچا نیچا نہیں ہونا چاہیے۔ یعنی ڈھلوان کی صورت نہیں ہونی چاہیے دُرِّ مختار میں ہے: وَیُوَجَّہُ اِلَیْھَا وُجُوْبًا وَیَنْبَغِیْ کَوْنُہٗ عَلٰی شِقِّۃِ الْاَیْمَنِ ۲۲ ''واجب ہے کہ اُسے قبلہ رو کیا جائے اور اُسے دائیں کروٹ پر ہونا چاہیے۔''

سوال: قبر میں سے جس قدر مٹی نکلے وہ سب اُس پر ڈال دینا چاہیے یا قبر کو صرف بالشت یا سوا بالشت اُونچا کرنا چاہیے؟

جواب: صرف بالشت بھر یعنی ایک فٹ یا کچھ زیادہ۔

کوہان نما قبر:

حضرت سفیان تمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اَنَّہٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مُسَنَّمًا ۲۳ ''میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ (انور) دیکھی' جو کوہان نما تھی''۔ (ڈھلوان نما جیسے اُونٹ کی کوہان)۔ اِس حدیث شریف کی بناء پر اِمام اعظم حضرت اِمام ابوحنیفہ، حضرت اِمام مالک اور حضرت اِمام احمد بن حنبل

۲۲ ماخوذ از فتاویٰ رضویہ ''باب دفن میّت''۔ ۲۳ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲، مشکوٰۃ ص ۱۴۹' مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۵۴' بخاری حدیث نمبر ۱۳۹۰۔

رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قبر ڈھلوان نما بنانا بہتر ہے۔ غالب اِمکان ہے، حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے شروع زمانہ میں ہی قبرِ انور کی زیارت کی ہوگی۔ کیونکہ عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حجرۂ مبارک کھلتا تھا اور قبرِ انور کی زیارت عموماً ہوتی تھی۔ ۲۴

قبر پر مٹی ڈالنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ ثُمَّ اَتَی الْقَبْرَ فَحَثٰی عَلَیْہِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِہٖ ثَلَاثًا ۲۵ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازے پر نماز پڑھی، پھر قبر پر آئے تو اُس پر سر کی طرف سے تین لپ مٹی ڈالی''۔

مسئلہ: سُنّت یہ ہے کہ دفن کے وقت قبر پر ہر مسلمان تین لپ مٹی ڈالے۔

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے مرسلاً راوی ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم حَثَا عَلَی الْمَیِّتِ ثَلَاثَ حَثَیَاتٍ بِیَدَیْہِ جَمِیْعًا ۲۶ ''نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے میّت پر اپنے دونوں ہاتھ (مبارک) سے تین لپ مٹی ڈالی''۔

قبر پر مٹی ڈالتے وقت کیا پڑھیں؟

مسند امام احمد میں ہے جب قبر پر مٹی ڈالی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے لپ پر (مِنْھَا خَلَقْنَاکُمْ) دوسرے پر (وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ) اور تیسرے پر (وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی) پڑھتے۔ میّت پر تین لپ مٹی ڈالنا اور ان کلمات کو پڑھنا سُنّت ہے۔ ۲۷ باقی مٹی ہاتھ یا کھرپی یا پھاوڑے وغیرہ جس چیز سے ممکن ہو قبر پر ڈالیں البتہ جتنی مٹی قبر سے نکلی ہو وہ ساری مٹی ڈالنا مکروہ ہے۔

(بہارِ شریعت بحوالہ جوہرۂ عالمگیری)

مسئلہ: ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے اُسے جھاڑ دیں یا ہاتھ دھو ڈالیں، اِختیار ہے۔

---

۲۴ مرآۃ جلد۲ ص ۴۸۷۔ ۲۵ ابن ماجہ ص ۱۱۳، مشکوٰۃ ص ۱۴۹۔ ۲۶ شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۷۱۔ ۲۷ مرآۃ جلد۲ ص ۴۹۴۔

مسئلہ: بحری جہاز پر اِنتقال ہوا اور کنارہ قریب نہ ہو تو غسل و کفن دے کر اور نماز پڑھ کر سمندر میں ڈبو دیں۔ (بہارِ شریعت)

قبر بنانے کے بعد پانی چھڑکنا:

۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:
رُشَّ قَبْرُ النَّبِیِّ ﷺ وَکَانَ الَّذِیْ رَشَّ الْمَآءَ فِیْ قَبْرِہٖ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَۃٍ بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِہٖ حَتّٰی انْتَھٰی اِلٰی رِجْلَیْہِ ثُمَّ ضَرَبَ بِالْمَاءِ اِلَی الْجِدَارِ لَمْ یَقْدِرْ عَلٰی اَنْ یَّدُوْرَ مِنَ الْجِدَارِ [۲۸]
''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی قبرِ انور پر پانی چھڑکا گیا۔ پانی چھڑکنے والے حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے پانی چھڑکتے ہوئے سرہانے کی طرف سے شروع کیا اور پائنتی تک پہنچ گئے۔ پھر پانی دیوار پر ڈالا اور وہ پانی اتنا نہیں تھا کہ دیوار سے کسی اور طرف بہہ جاتا''۔

۲۔ حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے مرسلاً راوی ہیں:
اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَشَّ عَلٰی قَبْرِ ابْنِہٖ اِبْرَاھِیْمَ [۲۹] ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اپنے بیٹے (حضرت سیّدنا) ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کی قبر پر (پانی سے) چھڑکاؤ کیا''۔

سوال: کیا عاشورہ کے دن پانی چھڑکنا بہتر ہے؟

جواب: عاشورہ کے دن پانی چھڑکنے کی تخصیص محض بے اصل و بے معنی ہے۔ اِس کام کے لئے کوئی دن معین نہیں ہوسکتا۔ لیکن دفن کے بعد پانی چھڑکنا مسنون ہے۔ اگر وقت گزرنے کے ساتھ قبر کی مٹی بکھر چکی ہو اور نئی مٹی ڈالی گئی اور بکھرنے کا اندیشہ ہو تو اِس غرض کے لئے قبر پر پانی ڈالا جائے کہ نشانی باقی رہے اور قبر کی توہین نہ ہونے پائے۔ دُرِّ مختار وغیرہ میں یہی عِلّت بیان فرمائی گئی ہے تاکہ نشانی مٹ جانے کے سبب بے حرمتی نہ ہو۔ (مفہوم از فتاویٰ رضویہ شریف)

سوال: اگر میّت کو قبر میں رکھنے اور مٹی ڈالنے کے بعد بارانِ رحمت برسے تو کیا پھر

---

[۲۸] مشکوٰۃ ص ۱۴۹، بیہقی فی دلائل النبوۃ جلد ۷ ص ۲۶۴، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۱۔ [۲۹] مشکوٰۃ ص ۱۴۸، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۱۔

اور پانی ڈالنا چاہیے؟ کیا بارانِ رحمت سے فالِ حسن سمجھ سکتے ہیں کہ میّت جنتی ہے؟

جواب: بارانِ رحمت فالِ حسن ہے۔ خصوصاً اگر خلافِ عادت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ شریف)

سوال: اِنسان کے مرنے کے بعد سے دفن ہونے تک کون سے چالیس سوالات میّت سے ہوتے ہیں؟

جواب: میّت سے تین سوالات دفن کے بعد ہوتے ہیں۔ اُس سے پہلے کوئی سوال حدیث شریف میں نہیں آیا۔ (مفہوم فتاویٰ رضویہ شریف)

قبر پر تلاوتِ قرآنِ مجید:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: **اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَ اَسْرِعُوْا بِهٖ اِلَی الْقَبْرِ وَلْیُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَاتِحَةَ الْبَقَرَةِ وَ عِنْدَ رِجْلَیْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ** ۳۰ ''جب کوئی فوت ہو جائے تو اُسے روکے نہ رکھو۔ اُس کو قبر تک جلدی پہنچاؤ اور اُس کے سر کے پاس کھڑے ہو کر سورۃ البقرہ شریف کا شروع حصّہ پڑھو (اور بیہقی کے لفظ ہیں اور قبر میں دفنانے کے بعد) قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر سورۃ البقرۃ کا شروع اور پاؤں کے پاس سورۃ البقرۃ کا آخری رکوع پڑھو''۔

(یعنی سر کی جانب کھڑے ہو کر **الم** سے **مُفْلِحُوْنَ** تک اور پاؤں کی جانب کھڑے ہو کر **اٰمَنَ الرَّسُوْلُ** سے آخر تک)۔

حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے رجوع کا واقعہ:

اِن (حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ قبر کے پاس قرآن پاک پڑھنا بدعت ہے۔ یہ بات ہشیم نے نقل کی ہے۔ حضرت ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ بات حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے ایک جماعت نے نقل کی ہے لیکن اِس کے بعد اُنہوں نے رجوع کر لیا تھا۔

---

۳۰ درمنثور جلد۱ص ۷۰، مجمع الزوائد جلد۳ص ۴۴، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۳۹۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۲ص ۳۴۰ حدیث نمبر ۳۱۶۱۳، مشکوٰۃ ص ۱۴۹، شرح الصدور ص ۱۰۷، مرقاۃ جلد۴ص ۱۷۲۔

چنانچہ جماعت سے منقول ہے کہ حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ایک نابینا شخص کو قبر کے پاس قرآنِ مجید پڑھنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ قبر کے پاس قرآنِ مجید پڑھنا بدعت ہے (یہ بات سن کر) حضرت محمد بن قدامہ جوہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اے ابوعبداللہ (یہ حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) مبشر حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا وہ ثقہ (بااعتماد) ہیں۔ حضرت محمد بن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجھے حضرت مبشر حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد حضرت عبدالرحمٰن بن علاء رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بتایا کہ اُنہوں نے وصیت کی تھی کہ جب اُن کا اِنتقال ہوجائے تو اُن کی قبر کے پاس سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیاتِ مبارکہ (الم سے هم المفلحون تک) اور آخری حصہ (لله مافی السموات سے سورت کے آخیر تک) پڑھا جائے۔ اُنہوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اِس بات کی وصیت کی تھی۔ یہ سن کر حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ اُس شخص سے کہو کہ قبر کے پاس قرآنِ مجید پڑھے۔ حضرت خلال رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوعلی حسن بن ہشیم بزاز نے بیان کیا اور وہ ثقہ (معتمد علیہ) اور مامون ہیں۔ وہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اُس نابینا شخص کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو قبرستان میں قرآنِ مجید پڑھا کرتا تھا۔[۳۱]

قبر کے اِردگرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا:

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: قَالَ لِابْنِهٖ وَهُوَ فِیْ سِیَاقِ الْمَوْتِ اِذَا اَنَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِیْ نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِیْ فَشُنُّوْا عَلَیَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِیْمُوْا حَوْلَ قَبْرِیْ قَدْرَ مَا یُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَّ یُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰی اَسْتَاْنِسَ بِکُمْ وَاَعْلَمَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّیْ [۳۲] ''اُنہوں نے بحالتِ موت یعنی فوت ہوتے ہوئے اپنے بیٹے سے فرمایا جب میں فوت ہوجاؤں تو میرے (جنازے کے) ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے اور نہ ہی آگ۔ اور جب تم مجھے دفناؤ تو مجھ پر آہستہ سے

---

[۳۱] ''المغنی'' لابن قدامہ جلد۳ص ۵۱۷۔۵۱۸۔ [۳۲] مشکوٰۃ ص ۱۴۹، مرقاۃ جلد۴ص ۱۷۲، مسلم جلد۱ص ۷۶۔

مٹی ڈالنا، پھر میری قبر کے اِردگرد اِس قدر (یعنی اُتنی دیر) کھڑے رہنا جتنی دیر اُونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت بانٹ دیا جائے تا کہ تم سے مجھے اُنس ہو اور میں جان لوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں''؟

اِس سے معلوم ہوا میّت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے اِردگرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر میں میّت کو حاضرین کی جان پہچان ہوتی ہے۔ اِن کی موجودگی قبر کی وحشت کو دُور کرتی ہے۔ قبر پر کھڑے ہو کر تکبیر پڑھنا، تسبیحات پڑھنا، میّت کو تلقین کرنا کہ اِس سے نکیرین کے سوالات کے جوابات دینے میں آسانی ہوتی ہے اور یہ سُنّت ہے۔ [۳۳]

''بعد دفن اُتنی دیر بیٹھنا کہ ایک اُونٹ ذبح کیا جائے'' مسنون ہے۔ جیسا کہ محولہ بالا حدیث شریف میں ہے۔ اور زیادہ دیر یا زیادہ دنوں تک بیٹھنا ممنوع نہیں بلکہ وہاں لغو و بے ہودہ باتیں کرنے، ہنسنے، غفلت اور دِل کو سخت کرنے والی باتیں اور حرکات سے بچیں اور تلاوت، دُرود خوانی اور اَعمالِ حسنہ میں مشغول رہیں کہ یہ اُمور موجبِ نزولِ رحمت ہوتے ہیں اور زندہ لوگوں کے پاس ہونے سے مُردے کا دِل بہلتا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ** [۳۴] ''تم میں جو کوئی اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے تو پہنچائے''۔

قبر کے پاس کھڑے ہو کر تکبیر و تسبیح پڑھنا:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ہم رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُن کی طرف گئے۔ جب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر نمازِ جنازہ پڑھ لی اور وہ اپنی قبر میں رکھے گئے اور قبر بنا دی گئی تو: **سَبَّحَ رَسُوْلُ اللهِ** صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۳۳] مرآۃ جلد۲ ص ۴۹۷۔ [۳۴] صحیح مسلم جلد۲ ص ۲۲۴، مسند احمد جلد۳ ص ۳۱۵، ۳۳۴، ۳۸۲، ۳۹۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص ۳۴۹، ۳۴۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۷ ص ۳۹۳ (طبع قدیم)، کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۳۷۸، ۲۸۳۷۹، ۲۸۳۷۰۔

فَسَبَّحْنَا طَوِيْلًا ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ ۳۵ ''تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے (بہت دفعہ) تسبیح پڑھی، ہم نے بھی طویل تسبیح پڑھی۔ پھر تکبیر کہی تو ہم نے بھی تکبیر کہی۔ عرض کیا گیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اولاً تسبیح پھر تکبیر کس لئے پڑھی گئی؟ فرمایا: اس نیک بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبر کشادہ فرمادی''۔

یہ تنگیٔ قبر عذاب نہ تھا بلکہ قبر کا قانون اور پیار تھا۔ قبر مومن کو ایسے دباتی ہے جیسے ماں بچے کو گود میں لے کر دباتی ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی برکت اور تسبیح وتکبیر کے وسیلہ سے یہ تنگی دُور ہوگئی۔

مسئلہ: قبر پر تکبیر وتسبیح پڑھنا میّت کو مفید ہے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی سُنّت ہے۔

مسئلہ: نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ قبر کے اندر کا حال بھی دیکھ لیتے ہیں۔ آپ ﷺ کے لئے کوئی شے آڑ نہیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے تو نورانی قدموں کی برکت سے قبر کی مصیبتیں دُور ہوتی ہیں۔ یہ تکبیر وتسبیح ہماری تعلیم کے لئے تھی۔

ایک قبر میں دو' دو تین' تین دفن کرنا:

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ اُحُدٍ اِحْفِرُوْا وَاَوْسِعُوْا وَاَعْمِقُوْا وَاَحْسِنُوْا وَ ادْفِنُوا الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلٰثَةَ فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ وَ قَدِّمُوْا اَكْثَرَهُمْ قُرْاٰنًا ۳۶ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُحد کے دن فرمایا کہ چوڑی، گہری اور اچھی قبر کھودو، ایک قبر میں دو دو تین تین دفن کرو''۔ آج کل اجتماعی قبروں کا انکشاف کیا جاتا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ضرورت کے وقت اِجتماعی طور پر مُردوں کو دفن کرنا بھی سُنّت قرار پائے گا۔ فھواوتدبروا۔

---

۳۵ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳، مشکوٰۃ ص ۲۶، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲' مسند احمد جلد ۳ ص ۳۶۰' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۶' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۱۳ حدیث نمبر ۵۳۴۶' مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۲۹۔

۳۶ مشکوٰۃ ص ۱۴۸' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۱۵' ترمذی حدیث نمبر ۱۷۱۳۔

مسئلہ: میت کے لئے قبر خوب چوڑی ہونی چاہئے تا کہ اُس میں جسم پھنسے نہیں اور قبر گہری بھی ہو۔ گہرائی مردے کے برابر یا کھڑے ہونے میں اُس کے برابر ہو اور قبر کو اندر سے خوب صاف کر دیا جائے۔ اِس میں کوئی کنکر، کانٹا وغیرہ نہ ہو۔ بعض عُشّاق کہتے ہیں کہ قبر اِتنی گہری ہونی چاہئے کہ قبر والا، قبر میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی کھڑے ہو کر زیارت کر سکے۔

قبر کی پہچان کے لئے نشان رکھنا:

حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ ابْنُ مَظْعُوْن اُخْرِجَ بِجَنَازَتِهٖ فَدُفِنَ اَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا اَنْ یَّاْتِیَهٗ بِحَجَرٍ فَلَمْ یَسْتَطِعْ حَمْلَهَا فَقَامَ اِلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَیْهِ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِیْ یُخْبِرُنِیْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَیَاضِ ذِرَاعَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ حَسَرَ عَنْهَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَاْسِهٖ وَقَالَ اُعْلِمُ بِهَا قَبْرَ اَخِیْ وَاَدْفِنُ اِلَیْهِ مَنْ مَّاتَ مِنْ اَهْلِیْ [۳۷] "جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور اُن کی میت کو دفن کیا گیا تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ایک شخص کو پتھر لانے کا حکم فرمایا۔ وہ پتھر کو (بھاری بھرکم ہونے کی وجہ سے) نہ اُٹھا سکا تو رسول اللہ ﷺ اُدھر تشریف لے گئے، اپنی (نورانی) آستینیں (مبارک) چڑھائیں حضرت مطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے مجھے اِس واقعہ کی خبر دی وہ کہتے تھے گویا اب رسول اللہ ﷺ کی (نورانی) کہنیاں (مبارک) دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے پتھر اُٹھایا اور اُسے قبر کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا کہ میں اِس لئے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگاتا ہوں کہ اِنہی کے پاس اپنے فوت ہونے والے گھر والوں کو دفن کروں گا"۔

مسئلہ: اِس سے معلوم ہوا نشان کے لئے قبور کو پتھر سے پختہ کر سکتے ہیں نیز سرہانے پر پہچان کے لئے پتھر گاڑ سکتے ہیں۔

---

[۳۷] مرقاۃ جلد۴ ص ۱۶۷، مشکوٰۃ ص ۱۴۹، ابوداؤد جلد۲ ص ۱۰۱، شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۷۲ (مختصراً)، ابن ماجہ ص ۱۱۳۔

قبر کو دُرست کرنا:

حضرت ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں' اُنہوں نے فرمایا: جب ولید بن عبدالملک بن مروان کی حکومت کے زمانے میں (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے حجرۂ مبارک کی دیوار گری تو جب اُس کو بنانے لگے تو ایک پاؤں ظاہر ہوا (دکھائی دیا)' فَفَزِعُوْا وَظَنُّوْا اَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ ﷺ فَمَا وَجَدُوْا اَحَدًا يَعْلَمُ ذَالِكَ حَتّٰى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللّٰهِ مَاهِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ ﷺ مَاهِيَ اِلَّا قَدَمُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ۳۸ ''لوگ گھبرا گئے' سمجھے کہ یہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا نورانی قدم مبارک ہے اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو اِس قدم مبارک کو پہچانتا ہو یہاں تک کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا ہرگز نہیں!'' اللہ (عزوجل) کی قسم یہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا قدم مبارک نہیں ہے بلکہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قدم پاک ہے''۔ بعدازیں قبر مبارک کو دُرست کر دیا۔

سوال: قدیم قبر اگر کسی وجہ سے کھل جائے یعنی اُس کی مٹی الگ ہو جائے اور مردہ کی ہڈیاں ظاہر ہونے لگیں تو اُس صورت میں قبر کو مٹی دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اُس صورت میں اُسے مٹی دینا جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے کہ ستر مسلم لازم ہے۔

سوال: قبرستان میں بوجہ بہت ویرانہ کے میّت کے ہڈیاں باہر نکل پڑیں تو ایسی حالت میں پختہ اینٹوں سے قبر از سر نو بنانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اُن ہڈیوں کو دفن کرنا واجب ہے اور میّت کی قبر اُوپر سے پکی کر سکتے ہیں۔

دفن کے لئے وصیّت کرنا:

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ اُمّ المومنین

۳۸ بخاری کتاب الجنائز حدیث نمبر ۱۳۹۱، ۴۲۷، فتح الباری جلد ۳ ص ۳۲۶' عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۲۶۔

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ اَنَّهَا اَوْصَتْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: لَا تَدْفِنِّيْ مَعَهُمْ وَادْفِنِّيْ مَعَ صَوَاحِبِيْ بِالْبَقِيْعِ لَا اُزَكّٰى بِهٖ اَبَدًا ۳۹ ''اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وصیّت فرمائی کہ میرے فوت ہونے کے بعد مجھے اِن کے ساتھ (یعنی حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ) نہ دفنانا بلکہ مجھے میری سوکنوں کے ساتھ (جنت) البقیع میں دفن کرنا، میں نہیں چاہتی کہ آپ ﷺ کے ساتھ میری بھی تعریف ہوا کرے''۔ یہ بات آپ نے تواضع کا اظہار کرتے ہوئے فرمائی۔

عَنْ عَمْرِوبْنِ مَيْمُوْنِ الْأَوْدِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: يَاعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، اِذْهَبْ اِلٰى اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْ: يَقْرَأُ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلَامَ، ثُمَّ سَلْهَا أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ، قَالَتْ: كُنْتُ أُرِيْدُهُ لِنَفْسِي فَلَأُوْثِرَنَّهُ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِيْ، فَلَمَّا اَقْبَلَ قَالَ لَهُ: مَالَدَيْكَ؟ قَالَ أَذِنَتْ لَكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَالَ: مَاكَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ اِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ الْمَضْجَعِ، فَاِذَاقُبِضْتُ فَاحْمِلُوْنِيْ ثُمَّ سَلِّمُوْا، ثُمَّ قُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ، فَاِنْ اَذِنَتْ لِيْ فَادْفِنُوْنِيْ وَ اِلَّا فَرُدُّوْنِيْ اِلٰى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ، اِنِّيْ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَمَنِ اسْتَخْلَفُوْا بَعْدِيْ فَهُوَ الْخَلِيْفَةُ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا، فَسَمّٰى عُثْمَانَ وَعَلِيًّا، وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنَ عَوْفٍ وَسَعْدَبْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ، وَوَلَجَ عَلَيْهِ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَبْشِرْ يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِبُشْرَى اللّٰهِ، كَانَ لَكَ مِنَ الْقَدَمِ فِي الْاِسْلَامِ مَا

۳۹ بخاری حدیث نمبر ۱۳۹۱، فتح الباری جلد ۳ ص ۳۲۷، عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۲۶، عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۲۶۔

قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتَ فَعَدَلْتَ، ثُمَّ الشَّهَادَةُ بَعْدَ هٰذَا كُلِّهِ، فَقَالَ: لَيْتَنِيْ يَا ابْنَ أَخِيْ وَذٰلِكَ كَفَافًا لَا عَلَيَّ وَلَا لِيْ، أُوْصِي الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِيْ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ خَيْرًا، أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ، وَأَنْ يَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوْصِيْهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيُعْفٰى عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَأُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهِ ﷺ أَنْ يُوْفٰى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَأَنْ لَا يُكَلَّفُوْا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ [۴۰]

''حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے (امیر المومنین) حضرت (سیّدنا) عمر رضی اللہ عنہ کو اُس وقت دیکھا (جب وہ زخمی ہوئے) اُنہوں نے فرمایا: اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) تو اُمّ المؤمنین حضرت (سیّدہ) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا اور عرض کر کہ (امیر المومنین حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) آپ کو سلام کہتا ہے' پھر اُن سے عرض کر' کیا مجھے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اِجازت ہے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ گئے اور ایسے ہی پیغام پہنچایا' (اُمّ المؤمنین) حضرت (سیّدہ) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی مگر آج میں اُن کو اپنے اوپر مقدم رکھوں گی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لوٹ کر آئے تو حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ہوا؟ اُنہوں نے عرض کیا: یا امیر المومنین' اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ کو اِس جگہ دفن ہونے کا بڑا خیال تھا، اتنا خیال کسی بات کا نہ تھا۔ جب میں مر جاؤں تو ایسا کرنا کہ میرا جنازہ اُٹھا کر لے جانا اور اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہنا اور عرض کرنا کہ (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) آپ کے حجرے میں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔ اگر وہ اِجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفنا دینا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔ دیکھو خلافت کا حقدار میں اُن چند لوگوں سے بڑھ کر کسی کو نہیں پاتا جن

---

[۴۰] بخاری جلد ۱ ص ۱۸۶ کتاب الجنائز۔

سے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ وفات تک راضی رہے ہیں۔ پھر یہ لوگ جس کو خلیفہ بنائیں، میرے بعد وہی خلیفہ ہے۔ اُس کی بات سننا اور اُس کا کہا ماننا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کا نام لیا اور ایک انصاری جو اُن کے پاس آیا وہ کہنے لگا اے امیر المؤمنین! آپ کو اللہ عزوجل کی طرف سے خوشی ہی خوشی ہے، خوش ہو جائیں ایک تو اِسلام میں آپ کا جیسا درجہ ہے وہ آپ جانتے ہیں پھر اس کے بعد خلیفہ ہوئے تو انصاف کرتے رہے۔ پھر اِن سب کے بعد شہادت ملی۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے بھتیجے! میری تو یہ آرزو ہے کاش یہ خلافت برابر سرابر اُتر جائے، نہ کچھ مجھے ثواب ملے اور نہ میرے اوپر کچھ وبال ہو۔ میرے بعد جو خلیفہ ہو میں اُس کو وصیّت کرتا ہوں کہ اگلے مہاجرین سے بھلائی کرتا رہے، اُن کا حق پہچانے اور اُن کی عزّت کا خیال رکھے اور انصار کے ساتھ بھی بھلائی کرے جنہوں نے مدینہ منورہ میں جگہ لی اور اِیمان پر ثابت قدم رہے یعنی اُن میں جو نیک ہے اُس کی نیکی کی قدر کرے اور جو اُن میں قصور کرے اُس کے قصور سے درگزر کرے میں خلیفہ کو یہ وصیّت کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ذمہ کا خیال رکھے اور (کافر) ذمّیوں کا عہد پورا کرے، اُن سے نہ لڑے، اُن کے سوا دوسرے کافروں سے لڑے اور طاقت سے زیادہ اُن کو تکلیف نہ دے۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواہش:

اُمُّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا: اِنِّیْ لَاَرَانِیْ اِلَّا سَاَکُوْنُ بَعْدَکَ فَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اُدْفَنَ اِلٰی جَانِبِکَ قَالَ وَاِنِّیْ لَکَ ذٰلِکَ الْمَوْضِعَ مَافِیْهِ اِلَّا قَبْرِیْ وَقَبْرُ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَفِیْهِ

عِیسَی بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ [۴۱] ''میں آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے پاس رہنا چاہتی ہوں' آپ ﷺ مجھے اجازت فرمائیں کہ میں آپ ﷺ کے قریب مدفون ہوں' آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ وہاں صرف میری قبر اور (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی قبر کی جگہ ہے؟ اسی لئے اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے' جب اُن سے لَمَّا طَلَبَ مِنْهَا اَنْ یُّدْفَنَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ مَعَهَا اَرَدْتُّ لِنَفْسِیْ [۴۲] اس جگہ کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کی اجازت چاہی گئی تو فرمایا: میرا اپنے لئے ارادہ تھا مگر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وہاں دفن کرنے کی اجازت دیتی ہوں اور اُن کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' اِنَّ الْمَلَکَ الْمُوَکَّلَ بِالرَّحْمِ یَاْخُذُ النُّطْفَةَ فَیَجْعَلُ هَا بِالتُّرَابِ الَّذِیْ یُدْفَنُ فِیْ بَقْعَتِهٖ کَذٰلِکَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی مِنْهَا خَلَقْنَا کُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً اُخْرٰی [۴۳] ''جس جگہ کسی نے دفن ہونا ہو' فرشتہ وہاں سے مٹی لے کر عورت کے رحم میں نطفہ پر ڈالتا ہے پھر مٹی اور نطفہ سے بچہ بنتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اسی مٹی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ نکالیں گے''۔

قبر پر سبز ٹہنی رکھنا:

قبر پر سبز ٹہنی رکھنا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا نورانی عملِ مبارک ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے جن کو عذاب ہو رہا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: اَنَّهُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ ''ان کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی

---

[۴۱] عمدۃ القاری جلد۴ جز۸ ص۲۲۔۲۴ [۴۲] عمدۃ القاری جلد۴ جز۸ ص۲۲۸' فتح الباری جلد۳ ص ۳۳۰۔۳۴۳ [۴۳] عمدۃ القاری جلد۴ جز۸ ص۲۲۶

بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں'' (یعنی جن کو تم بڑا گناہ سمجھتے ہو یہ باتیں تمہاری نظر میں بڑا گناہ نہیں' حقیر ہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بڑے سخت گناہ ہیں' جب ہی تو ان کو عذاب ہو رہا تھا)۔ اَمَّا اَحَدُ هُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ''ایک اُن میں سے پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا' دوسرا چغل خور تھا''۔ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً۔ ''پھر آپ ﷺ نے کھجور کی سبز ٹہنی لی' اُس کو درمیان سے چیر کر دو کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک گاڑ دی''۔ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَا صَنَعْتَ هٰذَا؟ فَقَالَ لَعَلَّهُ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا [۴۴] ''لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک یہ خشک نہ ہوں گی اِن کو عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی''۔

فائدہ: اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ قبروں پر سبزہ لگانا جائز ہے۔ لہٰذا تر پھول بھی رکھ سکتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی تدفین:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا تو آپ ﷺ کے دفن میں لوگوں نے اِختلاف کیا (یعنی کہاں دفنانا چاہئے)؟ تو امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی ہے کہ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ اَنْ يُّدْفَنَ فِيْهِ اِدْفِنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ [۴۵] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے کسی نبی

---

[۴۴] بخاری حدیث نمبر ۲۱۸۔۲۱۶۔۱۳۶۱۔۱۳۷۸۔۶۰۵۵' ترمذی حدیث نمبر ۷' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۴۷۔۳۴۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۴۱۲' شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۸۰' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۳۸' مسند ابوعوانۃ جلد ۱ ص ۱۹۶' کنز العمال حدیث نمبر ۳۷۲۸۹' مسلم حدیث نمبر ۲۹۲۔

[۴۵] ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۹۶۳' کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۳۶/۱۸۷۶۱' تاریخ الخلفاء ص ۶۷' مرقاۃ جلد ۱ ص ۱۰۹۔

(علیہ السلام) کو وفات نہیں دی مگر اُس جگہ جہاں اُن کا دفن کیا جانا پسند تھا (لہٰذا) حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو بستر (مبارک) کی جگہ ہی میں دفن کرو"۔

دفن کے بعد میّت والوں کے گھر آنا:

سوال: لوگوں میں رسم ہے کہ دفن کر کے میّت کے مکان میں آتے ہیں اور کہتے ہیں فاتحہ پڑھ لو پھر کچھ پڑھتے ہیں اور ہاتھ اُٹھاتے ہیں یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: اصلاً اِس فعل میں کوئی حرج نہیں کہ ایصالِ ثواب سے اَموات کی اِعانت (یعنی مدد) اور اُن کے لئے دُعائے مغفرت ہے اور پسماندگان کو تسکین وتعزیت یہ سب باتیں شرعاً محمود اور روا (یعنی جائز) ہیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ شریف)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشادِ مبارک ہے **مَنْ عَزّٰی مُصَابًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ** [۴۶] "جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے تو اُسے بھی اُس کی طرح اَجر ملے گا"۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں **مَنْ عَزّٰی ثَكْلٰی كُسِیَ بُرْدًا فِی الْجَنَّةِ** [۴۷] "جو کسی مصیبت زدہ عورت کے بیٹے کی مرگ پر تعزیت کرے اُسے جنت میں عمدہ چادر پہنائی جائے گی"۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں: **مَامِنْ مُّؤْمِنٍ يُّعَزِّیْ اَخَاهُ بِمُصِيْبَةٍ اِلَّا كَسَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ** [۴۸] "جو مومن بھی کسی مصیبت پر اپنے بھائی کی تعزیت کرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے قیامت کے دن عزّت وکرامت کا لباس پہنائے گا"۔

---

[۴۶] ترمذی جلد۱ص ۱۲۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۰۲، تلخیص الحبیر جلد۲ص ۱۳۸، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۶۰۸، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۳۷، مرقاۃ جلد۴ص ۱۹۲، شرح السنۃ جلد۳ص ۲۹۹۔ [۴۷] ترمذی جلد۱ص ۱۲۷، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۳۸، مرقاۃ جلد۴ص ۱۹۳، تلخیص الحبیر جلد۲ص ۱۳۸، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۶۰۹۔ ۴۲۶۲۷۔ [۴۸] ابن ماجہ ص ۱۱۶، الترغیب والترہیب جلد۴ص ۳۴۴، تلخیص الحبیر جلد۲ص ۱۳۸، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۶۱۵۔

سوال: کسی اِیمان والے کے مرنے کے بعد کب تعزیت کرنی چاہیے؟

جواب: فِی الْجَوْهَرَةِ ثُمَّ رَدِّالْمُحْتَارِ هِیَ بَعْدَ الدَّفْنِ اَفْضَلُ مِنْهَا قَبْلَهٗ الخ [۴۹] ''جوہرہ پھر ردالمحتار میں ہے۔ ''دفن سے پہلے تعزیت کی بجائے دفن کے بعد تعزیت بہتر ہے''۔

سوال: کیا دفن سے پہلے جبکہ گھر میں میّت موجود ہو اہلِ میّت کے لوگوں کے لئے کھانا کھانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: کھانا حرام نہیں، غفلت حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف)

سوال: کیا مالک کی اِجازت کے بغیر اُس کی زمین میں دفن کرنا جائز ہے؟

جواب: مالک کی اِجازت کے بغیر اُس کی زمین میں دفن کرنا حرام ہے۔ ایسا کرنے والے گنہگار ہیں۔ میّت (یعنی مرنے والا) اگر اِس کی وصیت یوں کر گیا کہ چاہے مالک اجازت دے یا نہ دے مجھے وہیں دفن کرنا، وہ بھی سخت گنہگار ہے۔ اِس میں استحقاقِ عذاب ہے۔ مالک کو اختیار ہے، میّت کی نعش نکال دے اور اپنی زمین خالی کرے یا نعش رہنے دے اور قبر برابر کر کے اِس پر جو چاہے بنائے چلے پھرے، تصرف کرے کہ قبر کی جو اَحادیثِ مبارکہ ہیں ایسی ناجائز قبر کے لئے نہیں ہیں۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں لَیْسَ لِعِرْقِ ظَالِمٍ حَقٌّ [۵۰] ''کسی ظالم کی رگ کا کوئی حق نہیں''۔ دُرِّمختار میں ہے لَا یُخْرَجُ مِنْهُ بَعْدَ اِهَالَةِ التُّرَابِ اِلَّالِحَقِّ اٰدَمِیٍّ کَاَنْ تَکُوْنُ الْاَرْضُ مَغْصُوْبَةً وَیُخَیَّرُ الْمَالِکُ بَیْنَ اِخْرَاجِهٖ وَمُسَاوَاتِهٖ بِالْاَرْضِ [۵۱] ''مٹی ڈالنے کے بعد میّت کو قبر سے نہ نکالا جائے گا مگر کسی آدمی کے حق کے باعث مثلاً یہ کہ زمین غصب کی ہوئی ہو اور مالک کو اِختیار ہوگا کہ مردہ کو باہر نکالے یا قبر زمین کے برابر کر دے''۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ

---

[۴۹] ردالمحتار باب الصلوٰۃ الجنائز جلد۱ص۶۰۴۔ [۵۰] ابو داؤد جلد۲ص۸۱، ترمذی حدیث نمبر ۱۳۲۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ص۱۴۲، ۹۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۷ص۱۴، جلد ۱۹ص۱۴، مجمع الزوائد جلد۴ص۱۷۴ دار قطنی جلد۳ص۳۶، جلد۴ص۲۱۷ تلخیص الحبیر جلد۳ص ۵۴۔۵۱ درمختار جلد۱ص۱۲۶۔

شریف) یہ اصل حکم فقہی ہے، مگر ایک تو مسلمان نرم دِل ہوتا ہے اور دوسرے، مسلمان، خصوصاً میّت پر رحم دل ہوتا ہے: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ ۵۲ اللہ ﷻ فرماتا ہے: ''وہ آپس میں رحم دل ہیں''۔ اگر وہ درگزر کرے گا، اللہ عزوجل اُس کی خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔ رَبِّ ذوالجلال والاکرام کا فرمانِ عظیم ہے: اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ ۵۳ ''کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہیں بخشے؟''

اگر وہ اپنے مردہ بھائی پر اِحسان کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر احسان فرمائے گا۔ اگر وہ اپنے مردہ بھائی کا پردہ فاش نہ کرے گا تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ مَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَہٗ ۵۴ ''جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا (اللہ تبارک وتعالیٰ) اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا''۔ اگر وہ اپنے مردہ بھائی کی قبر کا احترام کرے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی زندگی اور موت میں اُسے احترام بخشے گا۔ اَللّٰہُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْہِ ۵۵ اللہ (تبارک وتعالیٰ) بندے کی مدد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔''

جن ساعتوں میں مردوں کو دفن کرنا منع ہے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَنْھَانَا اَنْ نُّصَلِّیَ فِیْھِنَّ اَوْ نَقْبِرَ فِیْھِنَّ مَوْتَانَا حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَۃً حَتّٰی تَرْتَفِعَ وَحِیْنَ یَقُوْمُ قَائِمُ الظَّھِیْرَۃِ حَتّٰی تَزُوْلَ الشَّمْسُ وَحِیْنَ تَضِیْفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ ۵۶

''تین ساعتیں ایسی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ اور میّت کو دفنانے سے منع فرمایا ہے۔

۱۔ جب کہ سورج نکل رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔

۲۔ ٹھیک دوپہر کو (زوال کے وقت) یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔

---

۵۲ الفتح: ۲۹۔ ۵۳ النور: ۲۲۔ ۵۴ مشکوٰۃ ۴۲۲۔ ۵۵ مسلم جلد ۲ ص ۳۴۵۔ ۵۶ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۳۰، مسلم حدیث نمبر ۲۹۳۔

۳۔ جب سورج ڈوبنے لگے''۔

اِنسان اُسی زمین میں دفن ہوتا ہے جس سے وہ پیدا ہوتا ہے:

۱۔ بزاز علیہ الرحمہ، اور حاکم علیہ الرحمہ نے اپنی اپنی کتابوں اور بیہقی علیہ الرحمہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مدینہ منورہ سے گزرے تو دیکھا کہ چند لوگ قبر کھود رہے ہیں تو آپ ﷺ نے اُس کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے عرض کیا۔ ایک شخص حبشہ سے آیا تھا تو وہ یہیں فوت ہوگیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ سِيْقَ مِنْ اَرْضِهٖ وَسَمَائِهٖ حَتّٰى دُفِنَ فِى التُّرْبَةِ الَّتِىْ خُلِقَ مِنْهَا ۵۷ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں اس کو اس کی اپنی زمین سے نکال کر اس مٹی (یعنی زمین) کی طرف بھیجا گیا ہے جس سے یہ پیدا ہوا تھا''۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اِنَّ حَبْشِيًّا دُفِنَ فِى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دُفِنَ بِالطِّيْنَةِ الَّتِىْ خُلِقَ مِنْهَا ۵۸ ''ایک حبشی مدینہ (منورہ) میں دفن ہوا تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ جس زمین سے یہ پیدا ہوا اُسی میں دفن ہوا''۔

۳۔ حضرت مطر بن عکامس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ اَنْ يَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهٗ اِلَيْهَا حَاجَةً ۵۹ ''جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) کسی بندے کی موت کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو اُس کی کوئی نہ کوئی ضرورت اُس زمین کی طرف پیدا فرما دیتا ہے''۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کی موت، جس زمین میں لکھی ہوتی ہے، تو اُس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کام کے بہانے وہاں بھیجتا ہے اور اُس کی

---

۵۷ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۲، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۲۱، شرح الصدور ص ۱۰۳، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۷۶۸۔ ۵۸ شرح الصدور ص ۱۰۳، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۲، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۷۲۸۔ ۵۹ شرح الصدور ص ۱۰۴، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۴۷۔ ۲۱۴۶، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۱۰۲، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۷۲۴۔

روح وہاں نکلتی ہے، تو قیامت کے روز زمین کہے گی (اے اللہ جل جلالک) یہ تیری اَمانت ہے''۔ ۶۰

سوال: کیا قبرستان، باشندگانِ قرب وجوار کے لئے مضر ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: شریعتِ مطہرہ نے قبر کا گہرا ہونا اِسی واسطے رکھا ہے کہ زندوں کی صحت کو ضرر نہ پہنچے۔ دُرِّ مختار میں ہے: حُفِرَ قَبْرُهٗ مِقْدَارَ نَصْبِ قَامَةٍ فَاِنْ زَادَ فَحَسُنَ ۶۱ ''میّت کی قبر قد کے برابر کھودی جائے اگر زیادہ ہو تو اچھا ہے۔'' ردالمحتار میں ہے: وَ اِنْ زَادَ اِلٰی مِقْدَارِ قَامَةٍ فَهُوَ اَحْسَنُ كَمَا فِی الذَّخِيْرَةِ وَ هٰذَا حَدُّ الْعُمْقِ وَالْمَقْصُوْدُ مَنْعُ الرَّائِحَةِ فِیْ مِنْهُ وَنَبْشِ السَّبَاعِ ۶۲ ''اگر قد کی مقدار سے زیادہ کیا تو زیادہ اچھا ہے جیسا کہ ''ذخیرہ'' میں ہے اور یہ گہرائی کی حد ہے۔ اِس کا مقصد بُو روکنے اور درندوں کے اُکھاڑنے سے بچانے میں مبالغہ ہے''۔ ہزاروں لاکھوں آدمی مقابر کے قریب بستے ہیں بلکہ ہزاروں وہ ہیں جن کا پیشہ ہی تکیہ داری یا قبور کی مجاورت ہے۔ اُن کی صحت میں تو کوئی فرق نہیں آتا جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

میّت کو دفنانے کے بعد وصیّت:

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ مِّنْ اِخْوَانِكُمْ فَسَوَّيْتُمْ عَلَيْهِ التُّرَابَ فَلْيَقُمْ اَحَدُكُمْ عَلٰی رَاْسِ الْقَبْرِ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةَ، فَاِنَّهٗ يَسْمَعُ وَلَا يُجِيْبُ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةَ يَسْتَوِیْ قَاعِدًا ثُمَّ يَقُوْلُ يَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةَ فَاِنَّهٗ يَقُوْلُ اَرْشِدْنَا رَحِمَكَ اللّٰهُ، وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ، فَلْيَقُلْ اُذْكُرْ مَاخَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا، شَهَادَةَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا،

۶۰ شرح الصدور ص ۱۰۴، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۷۳۴، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۲۲، ۱۰۱۔
۶۱ درمختار باب صلوٰۃ الجنائز جلد ۱ ص ۱۲۴ (از فتاویٰ رضویہ شریف)۔ ۶۲ ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز جلد ۱ ص ۱۲۴۔ (از فتاویٰ رضویہ شریف)۔

وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَّ بِالْقُرْآنِ اِمَامًا' فَاِنَّ مُنْکَرًا وَّ نَکِیْرًا یَّاْخُذُ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا بِیَدِ صَاحِبِہٖ' وَیَقُوْلُ: اِنْطَلِقْ بِنَا مَا نَقْعُدُ عِنْدَ مَنْ لُّقِّنَ حُجَّتَہٗ فَیَکُوْنُ اللّٰہُ حَجِیْجَہٗ دُوْنَھُمَا: قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! فَاِنْ لَّمْ یَعْرِفْ اُمَّہٗ؟ قَالَ یَنْسِبُہٗ اِلٰی حَوَّاءَ یَا فُلَانُ بْنُ حَوَّاءَ ۶۳

''جب تم میں سے کوئی مرجائے اور تم اُس پر مٹی ڈال چکو تو کوئی ایک آدمی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر پکارے' اے فلاں ابن فلانہ (اِس موقعہ پر خصوصی طور پر ماں کی طرف نسبت کی جائے گی جبکہ قیامت کے دن والد کے نام پر پکارا جائے گا) مردہ یہ بات سنے گا لیکن جواب نہیں دے گا پھر دوبارہ ایسے ہی پکارے تو وہ اُٹھ کر بیٹھ جائے گا پھر ایسے ہی پکارے تو میّت کہے گی کہ اللہ (عزوجل) تجھ پر رحم فرمائے مجھے ہدایت کی بات بتا لیکن تم اُس کی آواز نہ سن سکو گے تو باہر والے کو وہی کلمہ کہنا چاہئے کہ وہی کلمہ یاد کرو جو پڑھتے ہوئے تم دنیا سے آئے ہو یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اور یہ بات کہو کہ میں نے راضی خوشی اللہ (عزوجل) کو اپنا رب مانا' اور اِسلام کو دین اور حضرت محمد ﷺ کو نبی ﷺ اور قرآنِ مجید کو اِمام مان لیا ہے۔ پس ایسا کہنے پر منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ چلو ایسے آدمی کے پاس بیٹھ کر ہم کیا کریں گے کہ جس کو اِس کی حجت بتا دی گئی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی اُس سے پوچھ گچھ کرے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اگر کسی کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو اُسے جناب حواء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی طرف منسوب کر دے'' اور کہے'' اے فلاں بن حواء''۔

قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر وصیّت کرنا:

ابنِ مندہ علیہ الرحمہ نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' اُنہوں نے بیان فرمایا ہے: اِذَا مِتُّ فَدَفَنْتُمُوْنِیْ فَلْیَقُمْ اِنْسَانٌ عِنْدَ رَأْسِیْ

---

۶۳ شرح الصدور ص ۱۰۸' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۹۸' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۳۵' مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۲۴' جلد ۳ ص ۴۵' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۴۰۶' ۴۲۹۳۴۔

فَلْيَقُلْ يَاصَدِی ابْنُ عَجْلَانَ اُذْكُرْ مَا كُنْتَ عَلَيْهِ فِی الدُّنْيَا شَهَادَةَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۶۴ ''جب میں مر جاؤں اور تم مجھے دفن کر چکو تو ایک شخص میری قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کہے ''اے صدی بن عجلان اُس کلمہ کو یاد کرو جو تم دنیا میں پڑھتے تھے'' یعنی اَشْهَدُاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (ﷺ)۔

قبر بنانے کے بعد کیا کہنا چاہئے؟

حضرت سعید بن منصور نے راشد بن سعد سے اور ضمرہ بن حبیب سے اور حکیم بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ: اِذَا سَوّٰی عَلَی الْمَيِّتِ قَبْرَهٗ وَانْصَرَفَ النَّاسُ عَنْهُ كَانَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُّقَالَ لِلْمَيِّتِ عِنْدَ قَبْرِهٖ يَا فُلَانُ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَا فُلَانُ قُلْ رَّبِّیَ اللّٰهُ وَ دِيْنِیَ الْاِسْلَامُ وَ نَبِيِّیْ مُحَمَّدٌ ﷺ ثُمَّ يَنْصَرِفُ ۶۵ ''جب میّت کی قبر بن چکے اور لوگ وہاں سے جانے لگیں تو یہ کہنا مستحب ہے کہ اُس وقت میّت سے کہا جائے ''اے فلاں تین مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو اور (یہ کہ) اے فلاں کہہ میرا رب اللہ (جل جلالہ) ہے اور میرا دین اِسلام ہے اور حضرت محمد ﷺ میرے نبی ﷺ ہیں، پھر آ جائیں''۔

مستحب اَعمال:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ''شرح الصدور'' میں ''آجری'' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرے رہنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ میّت کی طرف متوجہ ہو کر اُس کے لئے دُعا کی جائے''۔ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا وَلَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْرًا وَّقَدْ اَجْلَسْتَهٗ لِتَسْاَلَهٗ اَللّٰهُمَّ فَثَبِّتْهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْاٰخِرَةِ كَمَا ثَبَّتَهٗ فِی الدُّنْيَا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَاَلْحِقْهُ بِنَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ ﷺ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ ۶۷ ''یا الٰہی یہ تیرا بندہ ہے تُو اِس کو ہم سے زیادہ جانتا ہے اور ہم اِس

۶۴ درمنثور جلد۵ ص۳۹، شرح الصدور ص۱۰۹۔ ۶۵ ایضاً۔ ۶۶ شرح الصدور ص ۱۰۹۔
۶۷ شرح الصدور ص۱۰۹۔

کو اچھا ہی سمجھتے تھے۔ یا الٰہی تُو نے اِس کو سوال کے لئے بٹھایا ہے، یا الٰہی اِس کو قولِ ثابت سے ثابت قدمی عطا فرما جیسے کہ دنیا میں تُو نے اِس کو ثابت قدمی عطا فرمائی۔ یا الٰہی اِس پر رحم فرما اور اپنے نبی حضرت سیّدنا محمد ﷺ کی ملاقات (وزیارت) اِسے نصیب فرما اور ہم کو اِس کے بعد گمراہ نہ کر اور اِس کے اَجر سے محروم نہ فرما"۔

حضرت امام حکیم ترمذی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ دفن کے بعد میّت کی قبر پر ٹھہرنا اور ثابت قدمی کی دُعا کرنا میّت کی مدد ہے، بالخصوص جماعت کی نماز کے بعد، کیونکہ مسلمانوں کی جماعت لشکر کی طرح ہے جو بادشاہ کے دروازے پر شفاعت کے لئے آیا ہو اور میّت کے لئے ہولنا کی، یہ وقتِ ہولنا کی ہے کیونکہ یہ سوال کا وقت ہے۔ ۶۸

خطابِ قبر:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ اپنے مصلےٰ پر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے کئی بندوں کو دیکھا وہ ہنس رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اَکْثِرُوْا ذِکْرَھَا ذَمِّ اللَّذَّاتِ فَاِنَّهٗ لَمْ یَاْتِ عَلَی الْقَبْرِ یَوْمٌ اِلَّا تَکَلَّمَ فِیْهِ فَیَقُوْلُ اَنَا بَیْتُ الْغُرْبَةِ وَاَنَا بَیْتُ الْوَحْدَةِ وَاَنَا بَیْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَیْتُ الدُّوْدِ فَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ: مَرْحَباً وَّاَھْلاً اَمَّا اِنْ کُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی ظَھْرِیْ اِلَیَّ فَاِذَا وَلِیْتُکَ الْیَوْمَ فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ بِکَ فَیَسْتَعُ لَهٗ مَدَّ بَصَرِهٖ وَیُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ اِلَی الْجَنَّةِ، وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْکَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ: لَا مَرْحَباً وَلَا اَھْلاً اَمَّا اِنْ کُنْتَ لَاَبْغَضَ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی ظَھْرِیْ اِلَیَّ فَاِذَا وَلِیْتُکَ الْیَوْمَ وَصِرْتَ اِلَیَّ، فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ بِکَ قَالَ: فَیَلْتَئِمُ عَلَیْهِ حَتّٰی یَلْتَقِیَ عَلَیْهِ وَتَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهٗ قَالَ: فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاَصَابِعِهٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَھَا فِیْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَیُقَیِّضُ اللّٰهُ لَهٗ سَبْعُوْنَ تِنِّیْناً لَوْ اَنَّ وَاحِداً مِّنْھَا نَفَخَ فِی الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَیْئاً مَّا

۶۸ شرح الصدور ص ۱۰۹۔

بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَتَنَهَّشُهُ وَتَخُدُّ شُهُ حَتّٰى يَفْضِيَ بِهٖ اِلَى الْحِسَابِ قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ ۶۹ ''اگر تم لذّتوں کو توڑنے والی (موت کو) بہت یاد کرو تو تمہیں اِس سے باز رکھے جس میں میں تمہیں دیکھتا ہوں۔ سو بہت یاد کرو موت کو، یہ لذّتوں کو توڑنے والی چیز ہے۔ اِس واسطے کہ قبر ہر روز کہتی ہے (تم اپنا وطن چھوڑ کر میرے اندر آؤ گے) میں تنہائی اور مسافری کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ جب بندۂ مومن کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اُسے خوش آمدید کہتی ہے (مرحباً واھلاً) اور کہتی ہے میری پشت پر چلنے والوں میں سے تو بہت پیارا تھا، اَب تو میرے اندر آیا ہے، اَب تو میرا برتاؤ اپنے ساتھ دیکھے گا۔ پھر وہ قبر اُس کے لئے تاحدِ نگاہ کشادہ ہو جاتی ہے اور اُس کے لئے جنت تک ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب فاجر و کافر آدمی دفن ہوتا ہے تو قبر ناراضگی کا اِظہار کرتی ہے اور کہتی ہے تجھے یہاں آنا مبارک نہ ہو میری پشت پر جو لوگ چلتے تھے تو اُن میں سب سے بُرا شخص تھا۔ اَب تو میرے اندر آ گیا ہے، اَب میں تجھے اپنا کام دکھاتی ہوں۔ اُس وقت قبر (کی دیواریں اُس پر) مل جائیں گی اور اُس کی پسلیاں ایک طرف سے دوسری طرف دھنس کر نکل جائیں گی۔ راوی کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے بعض اُنگلیوں کو بعض میں ڈال کر عملی طور پر وہ منظر دکھایا اور فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر ستر اژدھے مقرر فرما دیتا ہے اُن میں سے اگر کوئی ایک اژدھا بھی زمین پر پھونک مار دے تو زمین پر کبھی سبزہ نہ اُگے۔ اَیسے اژدھے اُسے قیامت تک کاٹتے رہیں گے۔ راوی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ ''بے شک قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے''۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: هٰذَا الَّذِيْ تَحْرُكُ لَهُ الْعَرْشُ، وَفُتِحَتْ لَهُ

۶۹ شرح الصدور ص ۱۱۵، ترمذی جلد ۲ ص ۷۲، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۳۷، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۳۵۲، کنز العمال للہندی حدیث نمبر ۴۲۰۹۔۴۲۷۹۶۔

اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَشَهِدَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِکَةِ لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ ۷۰ ''یہ (حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ) وہ شخص ہے جس کے لئے عرش حرکت میں آیا اور آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور ستر ہزار فرشتے آپ رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شریک ہوئے۔ بے شک آپ رضی اللہ عنہ کو بھی (قبر نے) قانونِ فطرت کے مطابق دبایا''۔ (اس سے معلوم ہوا قبر ہر میّت کو دباتی ہے اگرچہ انتہائی درجے کی صالح کیوں نہ ہو۔ مومن اور صالح بندے کو اس کے دبانے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا جبکہ کافر اور منافق کی پسلیاں ایک دوسری میں دھنس جاتی ہیں)۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے وصال پر عرشِ عظیم کے ہلنے کی کثیر تعداد میں اَحادیث وارد ہیں۔ ۷۱ جن کے راوی حضرت ابوسعید، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت معیقیب اور حضرت انس رضی اللہ عنہم ہیں۔

قانونِ قدرت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: تَوَفَّيْتُ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ فَرَاَيْنَاهُ مُهْتَمًّا شَدِيْدَ الْحُزْنِ فَقَعَدَ عَلَى الْقَبْرِ هَنِيْهَةً وَّجَعَلَ يَنْظُرُ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ نَزَلَ فِيْهِ فَرَاَيْتُهٗ يَزْدَادُ حُزْنًا ثُمَّ خَرَجَ فَرَاَيْتُهٗ سَرِيٌّ عَنْهُ وَتَبَسَّمَ فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ: كُنْتُ اذْكُرُ ضِيْقَ الْقَبْرِ وَغَمَّهٗ وَضَعْفَ زَيْنَبَ فَكَانَ ذٰلِكَ يَشُقُّ عَلَيَّ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْهَا فَفَعَلَ وَلٰكِنْ ضَغْطَهَا ضَغْطَةً سَمِعَهَا مِنْ بَيْنِ الْخَافِقَيْنِ اِلَّا الْاِنْسُ وَالْجِنُّ ۷۲

''جب حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئیں

---

۷۰ شرح الصدور ص ۱۱۰، مشکوٰۃ ص ۲۶، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۱۰۔ ۷۱ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۱۶۔۲۴۔۲۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ ص ۱۴۲، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۲۰۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۵۸۶، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۲۴۷، بخاری حدیث نمبر ۳۸۰۳، مسلم حدیث نمبر ۲۴۶۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۸، ترمذی حدیث نمبر ۳۹۳۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۱۰ باب اھتز العرش لموت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ۔ ۷۲ شرح الصدور ص ۱۱۱، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۲۵۷، جلد ۲۲ ص ۴۳۳، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۷، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۵۳۶۔۴۲۹۴۰۔

تو ہم رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ نمازِ جنازہ کے لئے نکلے آپ ﷺ کو (شفقتِ پدری کی بنا پر) پریشانی ہوئی اور بہت غمگین ہوئے۔ آپ ﷺ کچھ دیر (حضرت سیّدہ بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی) قبر کے پاس بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر آپ ﷺ قبر سے ہٹے تو غم زیادہ ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد غم ختم ہوگیا اور آپ ﷺ خوشی سے مسکرائے۔ (راوی فرماتے ہیں) ہم لوگوں نے اِس کی وجہ آپ ﷺ سے پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں قبر کے دبانے کو یاد کر رہا تھا اور اپنی بیٹی کی کمزوری کا خیال ہوا۔ یہ بات میرے لئے باعثِ غم ہوئی، میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا کی کہ اِس پر تخفیف اور آسانی ہو تو دُعا قبول ہوئی لیکن پھر بھی قبر نے (حضرت) سیّدہ بی بی زینب (رضی اللہ عنہا) کو اِتنا دبایا کہ اُس کے دبانے کی آواز کو انس وجن کے علاوہ مشرق سے مغرب تک ہر ایک نے سنا''۔

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اَنَّ لِلْقَبْرِ ضَغْطَةٌ لَوْ كَانَ اَحَدٌ مِّنْهَا نَاجِيًا لَّنَجَا مِنْهَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ ۳؎ ''قبر (ہر ایک کو) دباتی ہے اور اگر اُس سے کسی کو نجات مل سکتی تھی تو (حضرت) سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) تھے''۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک بچہ دفن کیا گیا تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَوْ اَفْلَتَ اَحَدٌ مِّنْ ضَمَّةِ الْقَبْرِ لَا فَلَتَ هٰذَا الصَّبِيُّ ۴؎ ''اگر قبر کے دبانے سے کوئی بچ سکتا تو یہ بچہ بچ جاتا''۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اِنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَا يُضْغَطُوْنَ ۵؎ ''انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور اُن کو نہیں دباتیں''۔

ابوالقاسم علیہ الرحمہ نے ''کتاب الروح'' میں کہا ہے: لَا يُنْجُوْ مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ الصَّالِحُ وَلَا طَالِعٌ غَيْرُ اَنَّ الْفَرْقَ بَيْنَ الْمُسْلِمِ

۳؎ مجمع الزوائد جلد۳ ص ۴۶، شرح الصدور ص ۱۱۰، مسند احمد جلد ۸ ص ۹۸۔۵۵، مشکل الآثار جلد ۱ ص ۱۰۷، البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۱۲۸۔ ۴؎ شرح الصدور ص ۱۱۱، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۴ ص ۱۲۱۔ ۵؎ شرح الصدور ص ۱۱۳۔

وَالْكَافِرِ دَوَامُ الضَّغْطَةِ لِلْكَافِرِ وَ حُصُوْلُ هٰذِهِ الْحَالَةِ لِلْمُؤْمِنِ فِيْ اَوَّلِ نُزُوْلِهٖ اِلٰى قَبْرِهٖ ثُمَّ يَعُوْدُ اِلَى الْاِ نْفِسَاحِ لَهٗ فِيْهِ قَالَ: وَالْمُرَادُ بِضَغْطَةِ الْقَبْرِ الْتِقَاءُ جَانِبَيْهِ عَلٰى جَسَدِ الْمَيِّتِ ۶؎ ''قبر کے دبانے سے نہ اچھے محفوظ رہیں گے نہ بُرے، لیکن فرق یہ ہے کہ کافر پر یہ حالت ہمیشہ رہے گی اور مسلمان کو اِبتداء میں قبر دبائے گی اور پھر فراخ ہوجائے گی اور قبر کے دبانے سے مراد یہ ہے کہ اِس کے دونوں کنارے آپس میں مل جائیں گے''۔ حضرت اِمام حکیم ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سَبَبُ هٰذِهِ الضَّغْطَةِ اِنَّهٗ مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ اَلَمَّ بِخَطِيْئَةٍ مَّا، وَاِنْ كَانَ صَالِحاً، فَجَعَلَتْ هٰذِهِ الضَّغْطَةُ جَزَآءً لَهٗ، ثُمَّ تُدْرِكُهُ الرَّحْمَةُ قَالَ اَوْ اَمَّا الْاَنْبِيَآءُ فَلَا نَعْلَمُ اَنَّ لَهُمْ فِي الْقُبُوْرِ ضَمَّةً وَلَا سُؤَالاً لِعِصْمَتِهِمْ ۷؎ ''قبر کا دبانا اِس لئے ہوتا ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو اُس سے کوئی نہ کوئی خطا سرزد ہوجاتی ہے لیکن انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہیں نہ تو اُن کو قبر دباتی ہے اور نہ ہی اُن سے سوال ہوتے ہیں''۔

ابن ابی الدنیا، محمد تیمی سے بیان کرتے ہیں: كَانَ يُقَالُ اِنَّ ضَمَّةَ الْقَبْرِ اِنَّمَا اَصْلُهَا اِنَّهَا اُمَّهُمْ ، وَمِنْهَا خَلَقُوْا ، فَغَابُوْا عَنْهَا الْغَيْبَةَ الطَّوِيْلَةَ فَلَمَّا رُدَّ اِلَيْهَا اَوْلَادُهَا ضَمَّتْهُمْ ضَمَّ الْوَالِدَةِ الَّتِيْ غَابَ عَنْهَا وَلَدُهَا ثُمَّ قُدِمَ عَلَيْهَا ، فَمَنْ كَانَ لِلّٰهِ مُطِيْعاً ضَمَّتْهُ بِرَأْفَةٍ وَّرَفْقٍ وَمَنْ كَانَ عَاصِياً ضَمَّتْهُ بِعَنْفٍ سَخْطاً مِّنْهَا عَلَيْهِ لِرَبِّهَا ۸؎ ''قبر کے دبانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ لوگ اِس سے پیدا ہوئے اور اَب ایک عرصہ تک اِس سے غائب ہونے کے بعد پھر ملے ہیں تو وہ اِن کو بالکل اِسی طرح دباتی ہے جیسے ماں اپنے مدت سے بچھڑے ہوئے بچے کو دباتی ہے تو جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمانبردار ہوتا ہے اُس کو بطور محبت اور جو نافرمان ہوتا ہے اُسے بطور ناراضگی دباتی ہے''۔

قبر کا دبانا ماں کے دبانے کی طرح ہے:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے حضرت علامہ بیہقی، حضرت

۶؎ شرح الصدور ص ۱۱۳۔ ۷؎ شرح الصدور ص ۱۱۳۔ ۸؎ شرح الصدور ص ۱۱۳۔

ابن مندہ، حضرت دیلمی اور حضرت ابن نجار رحمہم اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے راوی حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ ہیں کہ (اُمّ المؤمنین) حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّکَ مُنْذُ یَوْمٍ حَدَّثْتَنِیْ بِصَوْتِ مُنْکَرٍ وَّ نَکِیْرٍ وَّضَغْطَةِ الْقَبْرِ لَیْسَ یَنْفَعُنِیْ شَیْءٌ قَالَ: "یَاعَائِشَةُ! اِنَّ اَصْوَاتَ مُنْکَرٍ وَّ نَکِیْرٍ فِیْ اَسْمَاعِ الْمُؤْمِنِیْنَ کَالْاَثْمَدِ فِی الْعَیْنِ، وَاِنَّ ضَغْطَةَ الْقَبْرِ عَلَی الْمُؤْمِنِ، کَالْاُمِّ الشَّفِیْقَةِ یَشْکُوْا اِلَیْهَا ابْنَهَا الصَّدَاعَ، فَتَغْمِزُ رَاْسَهٗ غَمْزًا رَفِیْقًا، وَلٰکِنْ یَا عَائِشَةُ! وَیْلٌ لِّلشَّاکِّیْنَ فِی اللّٰہِ کَیْفَ یَضْغِطُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ کَضَغْطَةِ الصَّخْرَةِ عَلَی الْبَیْضَةِ ۷۹ "یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) جب سے آپ ﷺ نے منکر ونکیر کی آواز اور قبر کے دبانے کا ذکر فرمایا ہے مجھے کسی چیز میں لذت نہیں آتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) منکر ونکیر کی آواز مومنین کے کانوں میں ایسی ہے جیسے اثمد کا سرمہ آنکھوں میں اور قبر کا دبانا اُن کے لئے ایسا ہی ہے جیسا ماں اپنے بچے کا سر دباتی ہے جس کے سر میں درد ہو۔ لیکن وہ لوگ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں شک کرتے ہیں اُن کے لئے ہلاکت ہو۔ قبر اُن کو ایسے کچلے گی جیسے پتھر انڈے کو کچلتا ہے"۔

قُلْ هُوَ اللّٰہُ شریف کی برکتیں:

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَرَأَ، قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فِیْ مَرْضِهِ الَّذِیْ یَمُوْتُ فِیْهِ لَمْ یُفْتَنْ فِیْ قَبْرِهٖ وَ اٰمِنَ مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ، وَحَمَلَتْهُ الْمَلَائِکَةُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِاَکُفِّهَا حَتّٰی تُجِیْزَهٗ مِنَ الصِّرَاطِ اِلٰی بَابِ الْجَنَّةِ ۸۰ "جو اپنی بیماری میں قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے گا اور اُسی بیماری میں فوت ہو جائے تو وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا اور قبر بھی نہیں دبائے گی اور قیامت

۷۹ شرح الصدور ص ۱۱۳۔ ۸۰ مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۴۵، شرح الصدور ص ۱۱۴، قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۲۴۹۔

کے دن ملائکہ اُسے اپنے پَروں پر اُٹھا کر پل صراط سے پار کرادیں گے"۔

قبر پر تلقین:

ابن قیم الجوزی لکھتے ہیں: مَا جَرٰی عَلَیْہِ عَمَلُ النَّاسِ قَدِیْمًا وَالِی الْآنَ مِنْ تَلْقِیْنِ الْمَیِّتِ فِیْ قَبْرِہٖ وَلَوْ لَا اَنَّہٗ یَسْمَعُ ذٰلِکَ وَیَنْتَفِعُ لَہٗ وَلَمْ یَکُنْ فِیْہِ فَائِدَۃٌ وَکَانَ عَبَثًا [۸۱] "لوگوں کا قدیم سے عمل جاری ہے کہ قبر میں میّت کو تلقین کی جاتی ہے اور اگر وہ (صاحبِ قبر) نہ سنتا ہوتا اور تلقین سے اُسے فائدہ نہ ہوتا تو تلقین کرنی بے فائدہ اور بے کار ہوتی"۔ وَقَدْ سُئِلَ مِنْہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاسْتَحْسَنَہٗ وَاحْتَجَّ عَلَیْہِ بِالْعَمَلِ [۸۲] "اِس سلسلہ میں حضرت امام احمد علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا تو آپ نے تلقین کو اچھا عمل کہا۔ لوگوں کے عمل سے دلیل پکڑی"۔

طریقۂ تلقین:

حضرت اِمام طبرانی علیہ الرحمہ نے "المعجم" میں حدیث شریف نقل کی ہے کہ میّت کو اِس طرح تلقین کرنی چاہئے۔

ابن قیم الجوزی لکھتے ہیں فَھٰذَا الْحَدِیْثُ وَاِنْ لَّمْ یَثْبُتْ فَاتِّصَالُ الْعَمَلِ بِہٖ فِیْ سَائِرِ الْاَمْصَارِ وَالْاَعْصَارِ مِنْ غَیْرِ اِنْکَارِ کَافٍ فِی الْعَمَلِ بِہٖ، وَمَا جَرٰی اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ الْعَادَۃُ قَطُّ بِاَنَّ اُمَّۃً طَبَقَتْ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَہَا وَّھِیَ اَکْمَلُ الْاُمَمِ عُقُوْلًا وَّاَوْفَرُھَا مَعَارِفَ، تَطْبِقُ عَلٰی مُخَاطَبَۃِ مَنْ لَّا یَسْمَعُ وَلَا یَعْقِلُ وَتَسْتَحْسِنُ ذٰلِکَ لَا یُنْکِرُہٗ مِنْھَا مُنْکِرٌ بِہٖ سَنَّۃُ الْاَوَّلِ لِلْاٰخِرِ وَیَقْتَدِیْ فِیْہِ الْاٰخِرُ بِالْاَوَّلِ فَلَوْلَا اَنَّ الْمُخَاطَبَ یَسْمَعُ وَاِلَّا کَانَ ذٰلِکَ بِمَنْزِلَۃِ

---

[۸۱] کتاب الروح ص ۱۵ (کتاب الروح غیر مقلدین کے اِمام ابن تیمیہ صاحب کے شاگرد ابن قیم الجوزی کی کتاب ہے۔ ابن تیمیہ اور ابن قیم الجوزی صاحبان غیر مقلدین میں معتبر شخصیات ہیں۔ غیر مقلدین کو اِن کی باتیں ماننے میں پس وپیش نہیں کرنا چاہئے۔ لہٰذا موجودہ دور کی من گھڑت باتوں کو چھوڑ کر حقائق کو تسلیم کرنا چاہئے۔ (ادارہ)۔ [۸۲] کتاب الروح ص ۱۶۔

الْخِطَابِ لِلتُّرَابِ وَالْخَشَبِ وَالْحَجَرِ وَالْمَعْدُوْمِ وَهٰذَا وَاِنِ اسْتَحْسَنَهٗ وَاحِدٌ فَالْعُلَمَآءُ قَاطِبَةً عَلَى اسْتِقْبَاحِهٖ وَاسْتِهْجَانِهٖ ۸۳

''تمام شہروں میں اور ہر زمانے میں بلا انکار اِس پر عمل جاری ہے اور یہی بات اِس پر عمل کرنے کے لئے کافی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ روئے زمین کی اُمت جو اپنی عقل و وسیع معلومات میں کامل ترین ہے۔ ایسوں سے خطاب کرنے پر اتفاق کرے جو نہ سن سکتے ہوں اور نہ سمجھ سکتے ہوں اور اِسے اچھا سمجھے اور اِس کا کوئی اِنکار نہ کرے۔ بلکہ پہلے بعد میں آنے والوں کے لئے سُنّت جاری کر جائیں اور اِس بات میں پچھلے پہلوں کے قدم بہ قدم چلیں۔ اگر مخاطب میں سننے اور سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو تو یہ خطاب ایسا ہے جیسے کوئی مٹی، لکڑی، پتھر اور معدوم سے خطاب کرتا ہے۔ ایسے خطاب کو کوئی بیوقوف اچھا جانے مگر تمام علماء تو اچھا نہیں جان سکتے''۔

واقعہ ایک میّت کا:

حضرت اِمام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے مناسب سند کے ساتھ لکھا ہے۔ ''ایک مرتبہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ایک جنازے میں شریک ہوئے جب میت کو دفن کر دیا گیا (حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس خوش نصیب رضی اللہ عنہ کی تدفین کے وقت بھی جلوہ افروز رہے) تو فرمایا: ''سَلُوْا لِاَخِیْکُمُ التَّثْبِیْتَ فَاِنَّهُ الْاٰنَ یُسْاَلُ ۸۴ ''اپنے بھائی کی ثابت قدمی کے بارے میں سوال (دُعا) کیا کرو کہ اَب اُس سے سوال ہو رہا ہے''۔ معلوم ہوا کہ جب اُس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ تلقین بھی سنتا ہے۔ اور یہ بھی صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اَنَّ الْمَیِّتَ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اِذَا وَلَّوْا مُنْصَرِفِیْنَ ۸۵ ''صاحبِ قبر، واپس ہونے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے''۔

مُردوں کو نیک لوگوں کے پاس دفنانا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے

---

۸۳ کتاب الروح ص ۱۶۔ ۸۴ کتاب الروح ص ۱۶۔ ۸۵ کتاب الروح ص ۱۶، باختلاف الفاظ مسند احمد جلد ۲ ص ۴۴۵، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۷، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵۴۔

فرمایا: اِدْفِنُوْا مَوْتَاکُمْ فِیْ وَسْطِ قَوْمٍ صَالِحِیْنَ فَاِنَّ الْمَیِّتَ یَتَاَذّٰی بِجَارِہِ السُّوْءِ کَمَا یَتَاَذَّی الْحَیُّ بِجَارِہِ السُّوْءِ ۸۶ ''تم اپنے مُردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ میّت کو بھی بُرے ہمسائے سے اُسی طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو بُرے ہمسائے سے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی فوت ہوجائے تو اُس کو اچھا کفن پہناؤ، اُس کی وصیّت جلد پوری کرو، اُس کی قبر گہری کھودو اور بُرے پڑوسی سے بچاؤ۔ عرض کیا گیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا آخرت میں صالح ہمسایہ نفع دیتا ہے؟ فرمایا کیا دنیا میں نیک ہمسایہ نفع دیتا ہے؟ عرض کیا، جی ہاں! فرمایا اِسی طرح آخرت میں بھی نفع دیتا ہے''۔ ۸۷

مسئلہ: صالحین کے قریب دفن کرنا چاہئے کہ اُن کے قرب کی برکت اُسے شامل ہوتی ہے اگر معاذ اللہ' مستحق عذاب بھی ہوتا ہے تو وہ شفاعت کرتے ہیں۔ وہ رحمت کہ جواُن پر نازل ہوتی ہے اُسے بھی گھیر لیتی ہے''۔ ۸۸

تیسیر الباری میں ہے:

غیر مقلدین کے اِمام وحیدالزماں لکھتے ہیں'' جب واجد علی شاہ بادشاہ اودھ فوت ہوگیا تو مولانا فضل الرحمان نے فرمایا واجد علی شاہ بخشا گیا۔ ایک اور دہلی کا بادشاہ جو سخت گنہگار تھا' مرتے وقت یہ وصیّت کر گیا کہ مجھے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار کے پاس دفن کردینا، وہیں دفن کیا گیا۔ اُس کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت نظام الدین اولیاء گڑگڑا کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کررہے ہیں۔ یا اللہ (جل جلالک) وہ میرے پاس اِس اُمید سے آیا ہے کہ تو اِس کو بخش دے گا، اللہ (جل جلالہ) نے اُسے بخش دیا''۔ ۸۹

---

۸۶ کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۳۷۱' شرح الصدور ص ۱۰۵' حلیۃ الاولیاء جلد ۶ ص ۳۵۴' کشف الخفا للعجلونی جلد ۱ ص ۷۲۔ ۸۷ شرح الصدور ص ۱۰۵۔ ۸۸ ایضاً۔ ۸۹ تیسیر الباری جلد ۷ ص ۵۵۹ من وعن۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ابن ابی الدنیا نے ''قبور'' میں حضرت عبداللہ بن نافع مزنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے: مَاتَ رَجُلٌ بِالْمَدِیْنَةِ فَدُفِنَ بِهَا فَرَاٰهُ رَجُلٌ كَاَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاغْتَمَّ لِذٰلِكَ ثُمَّ اُرِیْهُ بَعْدَ سَابِعَةٍ اَوْ ثَامِنَةٍ كَاَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَسَاَلَهٗ قَالَ: دُفِنَ مَعَنَا رَجُلٌ مِّنَ الصَّالِحِیْنَ فَشَفِیْعٌ فِیْ اَرْبَعِیْنَ مِنْ جِیْرَانِهٖ فَكُنْتُ فِیْهِمْ ۹۰ ''ایک شخص ایک شہر میں فوت ہوگیا تو اُسے ایک شخص نے دیکھا وہ جہنمی ہے تو اُسے غم ہوا پھر سات یا آٹھ روز بعد وہ خواب میں نظر آیا تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ اہلِ جنت سے ہے۔ اُس سے معاملہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اُس کے ساتھ ایک آدمی دفن ہوا ہے جس نے چالیس آدمیوں کے لئے شفاعت کی اُن میں سے ایک یہ بھی ہے''۔

سوال: جس قبرستان کی بوجہ کمی زمین اور مردوں کی کثرت تدفین سے یہ حالت ہوگئی کہ نئی قبریں کھودنے پر کثرت سے مُردوں کی ہڈیاں نکلتی ہوں تو ایسے قبرستان میں مُردوں کی ہڈیاں اُکھاڑ کر مُردوں کو دفن کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ اُس قبرستان کے متصل ایک قبرستان ہے جو اِن شکایتوں سے پاک وصاف ہے تو اِس کو چھوڑ کر خواہ مخواہ صرف اِس خیال سے کہ وہ اپنے آباء واجداد کے مدفن ہیں دفن کرنا کیسا ہے؟

جواب: صورت مذکورہ محض ناجائز وحرام ہے''۔

سوال: اگر کسی کے ہاں مرا ہوا بچہ پیدا ہوا تو اُس کو کہاں دفنانا چاہئے؟

جواب: اُسے مسلمانوں کے قبرستان ہی میں دفن کیا جائے گا۔

سوال: میّت کو دفن کرنے کے بعد لوگوں کو منتشر ہوجانا چاہیے یا گھر پر آکر فاتحہ خوانی کر کے منتشر ہونا چاہیے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ منتشر ہو جائیں اور میّت کے گھر جانے کو لازم نہ سمجھیں (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ شریف)۔

گھر والوں یعنی بہن، بھائیوں اور قرابت داروں کے علاوہ عوام النّاس منتشر ہوجائیں۔

---

۹۰ فتاویٰ رضویہ شریف (باب دفن میت)

حالاتِ قبر

قبر میں فرشتوں کے سوالات:

جب بندے کو دفنایا جاتا ہے اور (قبر بنانے والے) اُس کے اَحباب واپس لوٹتے ہیں تو اِس دُنیا سے عالم برزخ کی طرف منتقل ہونے والا، ایسے ایسے مسائل کا حل پالیتا ہے۔ جن کا دُنیا میں وہ اقرار یا انکار کرتا تھا۔ بعض ایسی باتیں ہیں جن کا اِنسان اقرار تو کرتا ہے مگر اِقرار محض علم الیقین کی حد تک ہوتا ہے۔ وہ کم لوگ ہیں جن کا اقرار عین الیقین یا حق الیقین کی حد تک ہوتا ہے۔ رہی اِنکار کی بات تو جب اِنکار ہو گیا تو پھر ہر قسم کے یقین کا تذکرہ باقی نہ رہا۔

بہر حال عالم برزخ میں جانے والے خود اُن حقائق کو ملاحظہ کر لیتے ہیں جن کے بارے میں شاید اُن کے علم اور یقین میں پختگی نہ ہو۔ یا گومگو کی کیفیت میں ہوں۔

لیکن عالم برزخ میں جانے کے بعد مسائل اور معاملات کے سمجھ میں آنے سے نوعیتِ یقین وہ نہیں رہتی جو زندگی میں یقین کی نوعیت ہوتی ہے۔ ہمارے لئے سب سے اہم یقین کا ذریعہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی ذاتِ مبارک ہے جنہوں نے ہمیں عالم برزخ کے حالات کی تفصیل بتائی ہے۔ جس کے لئے احادیثِ مبارکہ کا عظیم خزانہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ جس میں ہمیں من گھڑت تاویلوں کی ضرورت نہیں۔ پھر جب احادیثِ صحیحہ میں ہر چیز موجود ہے تو ماننے ہی میں دین و دنیا کی بہتری ہے۔ عقل کے گھوڑے دوڑانے سے کیا حاصل ہوگا جب تک رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بات پر ہی یقین نہ ہو، معاملات درست نہیں ہوتے۔ ہمارے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے عالم برزخ کی جو کیفیات بیان فرمائی ہیں، وہ علم نبوت اور علم خداوندی کے غیب کے خزانوں میں سے ہیں۔ جس کا کوئی صاحبِ اِیمان اِنکار نہیں کر سکتا۔ علم نبوت کو فرقہ وارانہ ذہنیت سے نہیں پرکھنا چاہئے۔ بلکہ مومنانہ فراست اور رَبِّ حقیقی کا بندہ بن کر ماننا چاہئے۔ ملاحظہ فرمائیں رسولِ کریم

رؤف ورحیم ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟

قبر والے کا جوتوں کی آہٹ سننا اور فرشتوں کا آنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ اَنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ [1]

''جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی لَوٹتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔'' اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اُسے بٹھاتے ہیں، پھر کہتے ہیں، تم اِن صاحب (حضرت سیّدنا) محمد (ﷺ) کے متعلق کیا کہتے تھے؟ تو جو بندۂ مومن ہوتا ہے، کہہ دیتا ہے ''اَشْھَدُ اَنَّہٗ عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ'' تب اُس سے کہا جاتا ہے کہ اپنا دوزخ کا ٹھکانہ دیکھ جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے جنت کے ٹھکانے میں بدل دیا ہے تو وہ اُن دونوں کو دیکھتا ہے اور جب قبر والا منافق یا کافر ہو اور اُس سے پوچھا جائے کہ اِن صاحب (یعنی حضرت سیّدنا محمد ﷺ) کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے لَا اَدْرِیْ کُنْتُ اَقُوْلُ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ فَیُقَالُ لَہٗ لَا دَرَیْتَ وَلَا تَلَیْتَ وَیُضْرَبُ بِمَطَارِقِ حَدِیْدٍ ضَرْبَۃً فَیَصِیْحُ صَیْحَۃً یَسْمَعُھَا مَنْ یَّلِیْہِ غَیْرُ الثَّقَلَیْنِ [2] ''میں نہیں جانتا جو لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا۔ اُس سے کہا جاتا ہے تو نے نہ پہچانا اور نہ قرآن مجید پڑھا۔ اُس کو لوہے کے ہتھوڑوں سے مارا جاتا ہے۔ وہ ایسی چیخیں مارتا ہے جنہیں سوائے جنات اور اِنسانوں کے تمام قریبی چیزیں سنتی ہیں''۔

فرشتوں کے سوالات اور میّت کے جوابات:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ رسولِ کریم

---

[1] کتاب الروح لابن قیم الجوزی ص ۵' المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۱۴' ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۴' نسائی جلد ۱ ص ۲۸۸' بخاری جلد ۱ ص ۱۷۸۔ [2] بخاری جلد ۱ ص ۱۷۸۔۱۸۴' مسلم جلد ۲ ص ۳۸۶' نسائی جلد ۱ ص ۲۸۸' مسند احمد جلد ۳ ص ۲۳۳۔۱۲۶' شرح الصدور ص ۱۱۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۸۰' مشکوٰۃ ص ۲۴' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۸' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۶۳' ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۴۔

رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: تَاْتِیْهِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ ''میّت کے پاس (منکر ونکیر) آتے ہیں، اُسے بٹھاتے ہیں۔ پھر اُس سے کہتے ہیں''۔

۱۔ مَنْ رَّبُّکَ ؟ (تیرا رب کون ہے؟) وہ کہتا ہے رَبِّیَ اللّٰهُ (میرا رب اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں۔

۲۔ مَا دِیْنُکَ ؟ ''تیرا دین کیا ہے؟'' وہ کہتا ہے دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ ''میرا دین اسلام ہے'' پھر وہ کہتے ہیں۔

۳۔ مَا بِهٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ فَیَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ یہ کون صاحب ہیں جن کو تمہارے درمیان مبعوث فرمایا گیا؟ وہ کہتا ہے یہ رسول اللہ ﷺ ہیں. فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَا یُدْرِیْکَ فَیَقُوْلُ قَرَأْتُ کِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ [۳] ''فرشتے کہتے ہیں تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے، میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب (قرآنِ عظیم) کی تلاوت کی، اُس پر ایمان لایا، اُسے سچا جانا''۔

جنت کی چادریں اور تاحدِ نگاہ قبر کشادہ:

محولہ بالا حدیث شریف میں مزید یہ بھی ہے کہ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَی الْجَنَّةِ فَیُفْتَحُ قَالَ فَیَاْتِیْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِیْبِهَا وَیُفْسَحُ لَهٗ فِیْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ [۴] ''آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے میرا بندہ سچا ہے۔ لہٰذا اِس کے لئے جنت کے بستر بچھاؤ اور اِسے جنت کا لباس پہناؤ اور اِس کے لئے جنت کے دروازے کھول دو۔ پھر اِس تک جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے اور تاحدِ نگاہ اُس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔

---

[۳] مشکوٰۃ ص ۲۵ حدیث نمبر ۱۳۱، مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۲۲، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۵۳، مسند احمد جلد ۴ ص ۲۸۷۔ [۴] مشکوٰۃ ص ۲۵ حدیث نمبر ۱۳۱، مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۲۲، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۵۳، مسند احمد جلد ۴ ص ۲۸۷۔

عذابِ قبر کی آواز مشرق و مغرب کی مخلوقات سنتی ہیں:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يُعَادُ رُوْحُهُ فِيْ جَسَدِهٖ وَيَأْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَآ اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ؟ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَآ اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ؟ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَآ اَدْرِيْ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ كَذَبَ فَافْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ قَالَ فَيَأْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ عَلَيْهِ اَضْلَاعُهٗ ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهٗ اَعْمٰى وَاَصَمُّ مَعَهٗ مِرْزَبَّةٌ مِنْ حَدِيْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً يَّسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيْرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادُ فِيْهِ الرُّوْحُ [۵]

''(کافر) کی روح بھی جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اُس کو بٹھاتے ہیں اور اُس سے کہتے ہیں' تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہا! ہا! میں نہیں جانتا۔ پھر اُس سے پوچھا جاتا ہے تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ تب آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے۔ لہٰذا اِس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور اِس کے لئے جہنم کی طرف دروازہ کھول دو۔ پھر اُس تک وہاں کی گرمی اور لُو آتی ہے۔ پھر فرمایا: اُس پر قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک اُس کی پسلیاں ایک دوسرے میں دھنس جاتی ہیں۔ پھر اُس پر اندھے فرشتے مسلط ہوتے ہیں' جن کے پاس لوہے کے ہتھوڑے ہوتے ہیں اگر اُن سے پہاڑ کو مارا جائے تو وہ بھی مٹی ہو جائے۔ وہ فرشتے اُن ہتھوڑوں سے اُسے مارتے ہیں۔ اُس کی (چیخ و پکار) آواز جن و انس کے سوا مشرق و مغرب کی تمام مخلوق سنتی ہے۔ جس سے وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اُس میں روح لوٹائی جاتی ہے''۔

---

[۵] مشکوٰۃ ص ۲۵۔

قبر کا ۴۹۰۰ مربع گز کشادہ ہونا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا اُقْبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاہُ مَلَکَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِھِمَا الْمُنْکَرُ وَلِاٰخَرِ النَّکِیْرُ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ ''جب میّت کی قبر بنادی جاتی ہے تو اُس کے پاس نیلی آنکھوں اور سیاہ رنگ والے دو فرشتے آتے ہیں اُن میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ وہ دونوں (قبر والے سے) کہتے ہیں تو اِن صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ (میّت یعنی قبر والا) کہتا ہے (ھُوَ عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ)'' یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے (پیارے) بندے اور (محبوب) رسول ﷺ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود برحق نہیں مگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور یقیناً (حضرت) محمد (ﷺ) اُس کے (پیارے) بندے اور (محبوب) رسول (ﷺ) ہیں''۔ تب وہ فرشتے کہتے ہیں۔ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْلُ ھٰذَا ''ہم تو (پہلے ہی) جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا'' ثُمَّ یُفْسَحُ فِیْ قَبْرِہٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ ثُمَّ یُنَوَّرُ لَہٗ فِیْہِ ثُمَّ یُقَالُ لَہٗ ثُمَّ فَیَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰی اَھْلِیْ فَاُخْبِرُھُمْ فَیَقُوْلَانِ نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعُرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُہٗ اِلَّا اَحَبُّ اَھْلِہٖ اِلَیْہِ حَتّٰی یَبْعَثَہُ اللّٰہُ مِنْ مَضْجَعِہٖ ذٰلِکَ [۶] پھر اُس کی قبر ستر ستر گز کشادہ کر دی جاتی ہے۔ (یعنی چار ہزار نو سو مربع گز) پھر اُس کے لئے وہاں روشنی کر دی جاتی ہے، پھر اُس سے کہا جاتا ہے سو جا۔ وہ کہتا ہے میں (واپس) اپنے گھر جاؤں اور اپنے گھر والوں کو یہ خبر دے دوں کہ کامیاب ہو گیا ہوں۔ فرشتے کہتے ہیں، دُلہن کی طرح سو جا، جسے اُس کے پیارے خاوند کے سوا گھر کا کوئی فرد نہیں جگاتا۔ تا آنکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے اُس کی خواب گاہ سے اُٹھائے گا''۔ (منافق اور کافر کا حال پیچھے درج ہو چکا)۔

---

[۶] مشکوٰۃ ص ۲۵' ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۵' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۹ (مختصراً)۔

قبر میں سورج کا قریبِ غروب نظر آنا:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی (کریم رؤف ورحیم) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا اُدْخِلَ الْمَیِّتُ قَبْرَ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوْبِهَا ، فَیَجْلِسُ یَمْسَحُ عَیْنَیْهِ وَ یَقُوْلُ دَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ [1] ''جب میّت قبر میں داخل کی جاتی ہے، تو اُسے سورج ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ وہ میّت آنکھیں ملتی ہوئی اُٹھ بیٹھتی ہے اور کہتی ہے مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھ لوں۔ (یعنی اے فرشتو! سوالات بعد میں کر لینا عصر کی نماز کا وقت جا رہا ہے پہلے مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ یہ تو وہی کہہ سکے گا جو دنیا میں نمازوں کا پابند ہوگا اور ''حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی'' کی عملی تفسیر پیش کرتا ہوگا۔ ہوسکتا ہے اِس عرض پر سوال وجواب نہ ہوں یا ہوں تو معاملہ نہایت آسان ہو جائے)''۔

قبر کے پاس کھڑے ہو کر مغفرت کی دُعا کرنا:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَیِّتِ وَقَفَ عَلَیْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ ثُمَّ سَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِیْتِ فَاِنَّهُ الْاٰنَ یُسْاَلُ [2] ''جب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم میّت کے دفنانے کے بعد فارغ ہوتے تو وہاں کچھ دیر ٹھہرتے اور فرماتے! اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دُعا کرو، پھر اُس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دُعا کرو۔ اِس سے اَب سوالات ہو رہے ہیں''۔ (ہمارے ہاں یہی طریقہ ہے کہ دفن کے بعد حلقہ بنا کر قبر کے اِردگرد کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قرآنِ مجید کی سورتیں پڑھتے اور میّت کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ اِن سب کا ماخذ یہ حدیث شریف ہے یہ تمام کام سُنّت ہیں)۔

---

[1] مشکوٰۃ ص ۲۶، شرح الصدور ص ۱۲۱۔ [2] مشکوٰۃ ص ۲۶، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۳، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۰، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۲۶ مختصراً۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رونے کا واقعہ:

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اِتنا روتے کہ آپ کی داڑھی (شریف) تر ہو جاتی۔ عرض کیا جاتا کہ آپ جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں تو نہیں روتے (مگر جب قبر کے پاس آتے ہیں) تو اِس کے پاس کھڑے ہو کر روتے ہیں۔ تو فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک ہے اِنَّ الْقَبْرَ اَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَّنَازِلِ الْاٰخِرَةِ فَاِنْ نَجَامِنْهُ فَمَابَعْدَهٗ اَيْسَرُ وَاِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ "قبر آخرت کی منزلوں میں پہلی منزل ہے۔ جو اِس سے نجات پا گیا تو بعد والی منزلیں اِس سے آسان تر ہیں اور اگر اِس میں ہی نجات نہ پائی تو بعد والی منزلیں اِس سے بھی سخت تر ہیں"۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے: مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ کہ "میں نے قبر سے زیادہ وحشت ناک کوئی منظر نہیں دیکھا"۔ [۹]

قبر میں جنتی کو جنت دکھائی جاتی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو صبح و شام اُس پر اُس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا رہتا ہے۔ اگر جنتی ہے تو جنت کا ٹھکانہ اور اگر دوزخیوں میں سے ہے تو دوزخ کا ٹھکانہ۔ پھر اُس سے کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تجھے اِدھر بھیجے گا"۔ [۱۰]

کافر کی قبر میں ۹۹ اژدھے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف

---

[۹] مشکوٰۃ ص ۲۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۵۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۶۷، ترمذی جلد ۲ ص ۵۷، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۲۶، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۰۔ [۱۰] مشکوٰۃ ص ۲۵، بخاری جلد ۱ ص ۱۸۴، مسلم جلد ۲ ص ۳۸۵، نسائی جلد ۱ ص ۲۹۱، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۱۳، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۱، مؤطا امام مالک ص ۲۲۱، ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۵۔

ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَیُسَلَّطُ عَلَی الْکَافِرِ فِیْ قَبْرِہٖ تِسْعَۃٌ وَ تِسْعُوْنَ تَنِّیْنًا تَنْھَسُہٗ وَتَلْذَغُہٗ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ لَوْ اَنَّ تَنِّیْنًا مِنْھَا نَفَخَ فِی الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ خَضِرًا [۱] ''کافر پر اُس کی قبر میں ۹۹ اژدھے مسلط کئے جاتے ہیں جو اُسے قیامت تک ڈستے اور نوچتے رہیں گے۔ اگر اُن میں سے ایک سانپ زمین پر پھونک مار دے تو کبھی سبزہ نہ اُگے''۔ حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے بھی اِس کی مثل حدیث بیان فرمائی ہے۔ لیکن اُنہوں نے ۹۹ کی بجائے ۷۰ اژدھے لکھے ہیں۔

عذابِ قبر سے پناہ:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مفسرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: اِنَّ یَھُوْدِیَّۃً دَخَلَتْ عَلَیْھَا فَذَکَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَھَا اَعَاذَکِ اللّٰہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَاَلَتْ عَائِشَۃُ رَسُوْلَ اللّٰہِ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَۃُ فَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَعْدَ صَلّٰی صَلٰوۃً اِلَّا تَعَوَّذَ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ [۲] ''ایک یہودی (عورت) میرے پاس آئی اور اُس نے عذابِ قبر کا ذکر کیا اور آپ (یعنی اُمُّ المؤمنین رضی اللہ عنہا) سے عرض کیا، اللہ (تبارک وتعالیٰ) آپ کو عذاب قبر سے بچائے۔ (اُس عورت کے جانے کے بعد حضرت) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عذاب قبر کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں عذابِ قبر حق ہے۔ (اُمُّ المؤمنین حضرت) سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اِس کے بعد میں نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہو اور عذابِ قبر سے پناہ نہ مانگی ہو''۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے عذابِ قبر سن کر فرمایا:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ حَائِطٍ لِّبَنِی النَّجَّارِ عَلٰی بَغْلَۃٍ لَّہٗ وَنَحْنُ مَعَہٗ

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۲۶، دارمی جلد ۲ ص ۳۳۱، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۸۔ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۵، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۲، بخاری جلد ۱ ص ۱۸۳، مسلم جلد ۱ ص ۲۷۱، مسند احمد جلد ۶ ص ۴۷، نسائی جلد ۱ ص ۲۹۱۔

اِذْحَادَتْ بِهٖ فَكَادَتْ تُلْقِيْهِ وَاِذَا اَقْبُرٌسِتَّةٌ اَوْ خَمْسَةٌ فَقَالَ مَنْ يَّعْرِفُ اَصْحَابَ هٰذِهِ الْاَقْبُرِ قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ فَمَتٰى مَاتُوْا قَالَ فِى الشِّرْكِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ تُبْتَلٰى فِىْ قُبُوْرِهَا فَلَوْ لَااَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِىْ اَسْمَعُ مِنْهُ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالُوْا نَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوْا نَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ ۱۳ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار جارہے تھے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ ﷺ کا خچر بدکا، قریب تھا کہ آپ ﷺ کا خچر آپ ﷺ کو گرا دیتا۔ دیکھا تو وہاں پانچ چھ قبریں تھیں۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ان قبروں کو کوئی پہچانتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا' میں پہچانتا ہوں۔ فرمایا یہ کب مرے؟ عرض کیا زمانۂ شرک میں مرے، تب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ گروہ ہے جو اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں۔ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا کرتا کہ اِس عذاب سے کچھ تمہیں بھی سنا دے جو میں سن رہا ہوں پھر ہماری طرف رُخِ اَنور فرما کر چار باتیں فرمائیں۔

(۱) دوزخ کے عذاب سے اللہ جل جلالہ کی پناہ مانگو۔ (۲) عذابِ قبر سے اللہ جل سلطانہ کی پناہ مانگو۔ (۳) کھلے چھپے فتنوں سے اللہ جل شانہ کی پناہ مانگو۔ (۴) دجّال کے فتنہ سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پناہ مانگو۔ (راوی فرماتے ہیں) ہم نے اِن سب سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ مانگی''۔

---

۱۳ مشکوٰۃ ص ۲۵' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۲ (مختصراً عن انس بن مالک)' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۵۴۔۱۴۴۔۳' مسلم جلد ۲ ص ۳۸۶' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۸۔

قبر میں ملک الموت علیہ السلام روح واپس کر دیتے ہیں:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اِنَّ ابْنَ آدَمَ لَفِیْ غَفْلَةٍ عَمَّا خُلِقَ لَهٗ. اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ خَلْقَهٗ قَالَ لِلْمَلَکِ: اُکْتُبْ رِزْقَهٗ، اُکْتُبْ اَثَرَهٗ، اُکْتُبْ اَجَلَهٗ اُکْتُبْ شَقِیًّا اَمْ سَعِیْدًا، ثُمَّ یَرْتَفِعُ ذٰلِکَ الْمَلَکَ وَیَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَکًا فَیَحْفَظُهٗ حَتّٰی یُدْرِکَ، ثُمَّ یَرْتَفِعُ ذٰلِکَ الْمَلَکَ، ثُمَّ یُوَکِّلُ اللّٰهُ بِهٖ مَلَکَیْنِ یَکْتُبَانِ حَسَنَاتِهٖ وَسَیِّئَاتِهٖ، فَاِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ ارْتَفَعَ ذٰلِکَ الْمَلَکَانِ، وَجَآءَ مَلَکُ الْمَوْتِ لِیَقْبِضَ رُوْحَهٗ، فَاِذَا دَخَلَ قَبْرَهٗ رَدَّ الرُّوْحَ اِلٰی جَسَدِهٖ، وَجَآءَهٗ مَلَکَا الْقَبْرِ فَامْتَحَنَاهُ، ثُمَّ یَرْتَفِعَانِ، فَاِذَا قَامَتِ السَّاعَةُ انْحَطَّ عَلَیْهِ مَلَکُ الْحَسَنَاتِ وَمَلَکُ السَّیِّئَاتِ، فَانْتَشَطَا کِتَابًا مَّعْقُوْدًا فِیْ عُنُقِهٖ، ثُمَّ حَضَرَا مَعَهٗ وَاحِدٌ سَآئِقٌ وَّآخَرُ شَهِیْدٌ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (اِنَّ قُدَّامَکُمْ لَاَمْرٌ عَظِیْمٌ مَّا تَقْدِرُوْنَهٗ، فَاسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ [۱۴] ''ابنِ آدم اِس بات سے غفلت میں ہے کہ اُس کے لئے کون سی چیز پیدا کی گئی۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ اِنسان کو پیدا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو فرشتے سے فرماتا ہے (اِس کے لئے چار چیزیں لکھو) ۱۔ رزق، ۲۔ نشانات قدم، ۳۔ موت کا وقت اور ۴۔ نیک بخت یا بدبخت۔ پھر اللہ کریم ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اِن چیزوں کو محفوظ کر لیتا ہے اور واپس لوٹ جاتا ہے۔ پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ اُس کے پیدا ہونے کے بعد) دو فرشتے (کراماً کاتبین) مقرر فرماتا ہے جو اُس کی نیکیاں اور برائیاں لکھتے ہیں۔ جب اُس کی موت کا وقت آجاتا ہے تو یہ دونوں فرشتے چلے جاتے ہیں اور (حضرت) ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں، جو اُس کی روح قبض کرتے ہیں۔ پھر جب اُس شخص کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو (حضرت) ملک الموت (علیہ السلام) اُس کی روح واپس کر دیتے ہیں۔ اَب قبر والے فرشتے آکر سوالات کرتے اور امتحان لیتے ہیں۔ پھر

---

[۱۴] در منثور جلد ۷ ص ۲۰۰، قرطبی جلد ۹ جز ۱۷ ص ۱۴، جلد ۱۰ جز ۱۹ ص ۲۷۸، شرح الصدور ص ۱۲۱۔

جب قیامت ہوگی تو نیکیوں اور برائیوں کے فرشتے اُتریں گے پھر وہ اُس کی گردن سے بندھی ہوئی کتاب کھولیں گے۔ ایک کا نام ہے ''سائق'' اور دوسری کا نام ''شہید''۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے سامنے بہت بڑا معاملہ پیش آنے والا ہے کہ جس کی تم میں طاقت نہیں۔ بس اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے مدد چاہو''۔

تلاوتِ قرآنِ پاک کرنے والے کی منکر نکیر کے سوالات سے نجات:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ مِّنَ الَّیْلِ فَلْیَجْھَرْ بِقِرَآءَتِہٖ، فَاِنَّہٗ یَطْرُدُ بِجَھْرِہِ الشَّیَاطِیْنَ، وَفُسَّاقُ الْجِنِّ، وَاِنَّ الْمَلَائِکَۃَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِی الْھَوَآءِ وَسُکَّانَ الدَّارِ یَسْتَمِعُوْنَ لِقِرَآءَتِہٖ، وَیُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِہٖ، فَاِذَا مَضَتْ ھٰذِہِ الَّیْلَۃُ اَوْصَتْ تِلْکَ الَّیْلَۃُ الْمُسْتَاْنِفَۃَ بِہٖ، فَتَقُوْلُ: نَبِّھْہُ لِسَاعَتِہٖ وَکُوْنِیْ عَلَیْہِ خَفِیْفَۃً، فَاِذَا حَضَرَتْہُ الْوَفَاۃُ جَآءَ الْقُرْآنُ، فَوَقَفَ عِنْدَ رَاْسِہٖ وَھُمْ یُغْلِسُوْنَہٗ، فَاِذَا فَرَغَ مِنْہُ دَخَلَ الْقُرْآنُ، حَتّٰی صَارَ بَیْنَ صَدْرِہٖ وَکَفَنِہٖ، فَاِذَا وَضَعَ فِیْ حُفْرَتِہٖ وَجَآءَہُ مُنْکَرٌ وَّنَکِیْرٌ خَرَجَ الْقُرْآنُ، فَصَارَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَھُمَا، فَیَقُوْلَانِ لَہٗ: اِلَیْکَ عَنَّا فَاِنَّا نُرِیْدُ اَنْ نَّسْاَلَہٗ، فَیَقُوْلُ: وَاللّٰہِ مَا اَنَا بِفَارِقِہٖ حَتّٰی اَدْخُلَہُ الْجَنَّۃَ، فَاِنْ کُنْتُمَا اُمِرْتُمَا فِیْہِ بِشَیْءٍ فَشَاْنَکُمَا، ثُمَّ یَنْظُرُ اِلَیْہِ فَیَقُوْلُ: ھَلْ تَعْرِفُنِیْ؟ فَیَقُوْلُ: لَا. فَیَقُوْلُ: اَنَا الْقُرْآنُ، اَنَا الَّذِیْ کُنْتُ اُسْھِرُکَ لَیْلَکَ وَاُظْمِئُکَ نَھَارَکَ، وَاُمْنِعُکَ شَھْوَتَکَ، وَسَمْعَکَ وَبَصَرَکَ، فَسَتَجِدُنِیْ مِنْ بَیْنِ الْاَخِلَّاءِ خَلِیْلٌ صِدْقًا، وَمِنَ الْاَخَوَانِ اَخًا صِدْقًا، فَاَبْشِرْ فَمَا عَلَیْکَ بَعْدَ مَسْاَلَتِہٖ مُنْکَرٌ وَّنَکِیْرٌ مِنْ ھَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ، ثُمَّ یَخْرُجَانِ عَنْہُ، فَیَصْعَدُ الْقُرْآنُ اِلٰی رَبِّہٖ تَعَالٰی، فَیَسْاَلُ لَہٗ فِرَاشًا وَّ دِثَارًا، فَیُؤْمَرُ لَہٗ بِفِرَاشٍ وَّدِثَارٍ وَّقَنْدِیْلٍ مِّنْ نُّوْرِ الْجَنَّۃِ، وَیَاسِمِیْنَ مِنْ یَّاسِمِیْنِ الْجَنَّۃِ، فَیَحْمِلُہٗ اَلْفُ مَلَکٍ

مَنْ مَّقْرَبِی السَّمَآءِ الدُّنْیَا، فَیَسْبِقُهُمُ الْقُرْآنُ اِلَیْهِ، فَیَقُوْلُ: هَلِ اسْتَوْحَشْتَ بَعْدِیْ؟ مَارَدَدْتُّ مُنْذُ فَارَقْتُکَ عَلٰی اَنَّ کَلِمٰتِ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ فِرَاشٍ وَّدِثَارٍ وَّمِصْبَاحٍ، فَهٰذَا قَدْ جِئْتُکَ بِهٖ، فَتَدْخُلُ عَلَیْهِ الْمَلَائِکَةُ فَیَحْمِلُوْنَهٗ وَیَفْرِشُوْنَهٗ ذٰلِکَ، وَیَضَعُوْنَ الدِّثَارَ تَحْتَ رِجْلَیْهِ، وَالْیَاسِمِیْنَ عِنْدَ صَدْرِهٖ، ثُمَّ یَحْمِلُوْنَهٗ حَتّٰی یَضَعُوْنَهٗ عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْمَنِ، ثُمَّ یَصْعَدُوْنَ عَنْهُ فَیَسْتَلِقُ عَلَیْهِ، فَلَا یَزَالُ یَنْظُرُ اِلَی الْمَلَائِکَةِ حَتّٰی یَلْجُوْا فِی السَّمَآءِ، ثُمَّ یَدْفَعُ الْقُرْآنَ فِیْ قِبْلَةِ الْقَبْرِ، فَیُوْسَعُ عَلَیْهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِکَ، وَکَانَ فِیْ کِتَابِ اَبِیْ مُعَاوِیَةَ فَیُوْسَعُ لَهٗ مَسِیْرَةُ اَرْبَعُمِائَةِ عَامٍ، ثُمَّ یَحْمِلُ الْیَاسِمِیْنَ مِنْ عِنْدِ صَدْرِهٖ، فَیَجْعَلُهٗ عِنْدَ اَنْفِهٖ، فَیَشُمُّهٗ غَضًا اِلٰی یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ، ثُمَّ یَاْتِیْ اَهْلَهٗ کُلَّ یَوْمٍ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ فَیَاْتِیْهِمْ یَجْبُرُهُمْ وَیَدْعُوْلَهُمْ بِالْخَیْرِ وَالْاِقْبَالِ، فَاِنْ تَعَلَّمَ اَحَدٌ مِّنْ وَّلَدِهِ الْقُرْآنَ بَشَّرَهٗ بِذٰلِکَ، وَاِنْ کَانَ عَقَبُهٗ عَقَبَ سُوْءٍ اَتَی الدَّارَ بُکْرَةً وَّعَشِیًّا، فَبَکٰی عَلَیْهِ اِلٰی یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ. قَالَ الْحَافِظُ اَبُوْ مُوْسَی الْمَدِیْنِیُّ: هٰذَا خَبَرٌ حَسَنٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ [۱۵] ''جب تم میں سے کوئی رات کو تلاوتِ قرآنِ مجید کرے، تو بلند آواز سے تلاوت کرے کہ اِس سے شیطان اور سرکش جن بھاگ جاتے ہیں، جبکہ ہوا میں رہنے والے اور گھر میں رہنے والے فرشتے سنتے ہیں۔ نیز جب کوئی قرآنِ مجید نماز میں پڑھتا ہے تو اُسے سنتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جب یہ رات گزر جاتی ہے تو یہ رات اگلی رات کو وصیّت کر دیتی ہے کہ اِس عبادت گزار بندے کو رات کو اِسی طرح جگا دینا اور اِس کے لئے تو آسان ہو جانا۔ جب اُس کی وفات کا وقت آجاتا ہے تو قرآن پاک (روحانی شکل میں) اُس کے پاس آجاتا ہے اور اُس کے سر کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے۔

جب لوگ اُس کو غسل دے کر فارغ ہوتے ہیں تو قرآنِ مجید اُس کے سینہ اور کفن میں داخل ہو جاتا ہے اور جب قبر میں منکر و نکیر اُس کے پاس آتے ہیں تو قرآنِ

[۱۵] شرح الصدور ص ۱۲۲۔

مجید بندے اور اُن کے درمیان حائل ہوجاتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں تو درمیان سے ہٹ جا۔ ہم اِس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں۔ تو قرآنِ مجید کہتا ہے بخدا میں اِس شخص کا ساتھ اُس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ یہ جنت میں داخل نہیں ہوجاتا۔ تو اگر تمہیں اِس کے متعلق کوئی حکم دیا گیا ہے تو تم اُسے پورا کرو۔ پھر قرآنِ مجید اُس قبر والے کی طرف دیکھ کر کہتا ہے کہ تو نے مجھے دیکھ کر پہچانا یا نہیں پہچانا۔ وہ کہے گا نہیں، تو قرآنِ مجید کہے گا میں قرآنِ مجید ہوں جو تجھے رات کو بیدار رکھتا تھا اور دن میں پیاسا رکھتا تھا۔ نفسانی خواہشات سے منع کرتا، خواہ وہ آنکھ کی ہوں یا کان کی، تو اَب تو مجھے سب سے بہتر دوست اور سچا بھائی پائے گا۔ اَب تو بشارت سن کہ تجھ سے منکر ونکیر کے سوالات نہیں ہوں گے۔ پھر منکر ونکیر اُس کے پاس سے اُٹھ کر چلے جاتے ہیں اور قرآنِ مجید اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اور اُس قبر والے کے لئے (جنتی) بچھونا اور (جنتی) چادر طلب کر کے لاتا ہے۔ ایک ہزار فرشتے جنت کی قندیلیں اور یاسمین کے پھول اُٹھا کر لاتے ہیں۔ لیکن قرآنِ مجید اُن سے پہلے قبر میں پہنچتا ہے اور کہتا ہے تو میرے بعد وحشت زدہ تو نہیں ہوا۔ پھر اُسے بتاتا ہے کہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے تیرے لئے بستر، چادر اور چراغ کی سفارش کرنے کے لئے گیا تھا۔ اَب یہ تمام چیزیں لے کر حاضر ہوں۔ پھر فرشتے آ کر اُس کا بستر لگاتے ہیں، چادر قدموں کے نیچے رکھتے ہیں اور یاسمین کے پھول سینے کے پاس رکھتے ہیں۔ وہ شخص اُن کو قیامت تک سونگھتا رہے گا۔ پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس ہر روز ایک دو مرتبہ آتا ہے اور اُن کے لئے سربلندی اور بھلائی کی دُعا کرتا ہے اور اگر اُس کی اَولاد میں سے کوئی قرآنِ مجید حفظ کرتا ہے تو وہ اُس سے خوش ہوتا ہے اور اگر کوئی بُرا ہوجاتا ہے تو وہ اُس پر افسوس کرتا ہے اور روتا ہے اور یہ سلسلہ قیامت کے دن کے صور پھونکنے تک جاری رہتا ہے۔ حضرت حافظ ابوموسیٰ مدینی علیہ الرحمہ کہتے ہیں یہ خبر حسن ہے اور حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے بھی اِس کو روایت کیا ہے۔

قبر میں تاحدِ نگاہ نور:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جَھَّزَ عُمَرُ

بُنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جَیْشًا وَّاسْتَعْمَلَ عَلَیْھِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِیِّ، وَکُنْتُ فِیْ غَزَاتِہٖ، فَلَمَّا رَجَعْنَا مَاتَ فِی الطَّرِیْقِ فَدَفَنَّاہُ، فَاَتٰی رَجُلٌ بَعْدَ فَرَاغِنَا مِنْ دَفْنِہٖ، فَقَالَ: مَنْ ھٰذَا؟ فَقُلْنَا: ھٰذَا مِنْ خَیْرِ الْبَشَرِ؟ ھٰذَا ابْنُ الْحَضْرَمِیِّ، فَقَالَ: اِنَّ ھٰذِہِ الْاَرْضَ تَلْفَظُ الْمَوْتٰی، فَلَوْ نَقَلْتُمُوْہُ اِلٰی مِیْلٍ اَوْمِیْلَیْنِ اِلٰی اَرْضٍ تَقْبَلُ الْمَوْتٰی، فَنَبَشْنَاہُ، فَلَمَّا وَصَلْنَا اِلَی اللَّحْدِ اِذَا صَاحِبُنَا لَیْسَ فِیْہِ، وَاِذَا اللَّحْدُ مَدَّ الْبَصَرَ نُوْرٌ یَتَلَأْلَأُ، فَاَعَدْنَا التُّرَابَ اِلَی الْقَبْرِ، ثُمَّ ارْتَحَلْنَا [۱۶] ''(امیر المومنین حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے ایک لشکر تیار کیا اور اُس پر (حضرت) علاء بن حضرمی (رضی اللہ عنہ) کو سپہ سالار مقرر کیا۔ (راوی کہتے ہیں) میں بھی اِس جنگ میں شریک تھا جب ہم واپس ہوئے تو (حضرت) علاء بن حضرمی (رضی اللہ عنہ) کا اِنتقال ہوگیا۔ ہم نے اُنہیں (اُسی مقام پر) دفن کردیا۔ جب ہم دفن سے فارغ ہوئے تو ایک شخص آیا اُس نے کہا یہ کون ہے؟ ہم نے کہا کہ بہترین اِنسان ہے۔ یہ ابن حضرمی (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ اُس نے کہا یہ زمین مردوں کو قبول نہیں کرتی، پھینک دیتی ہے۔ اِنہیں یہاں سے نکال کر ایک دو میل کے فاصلے پر دوسری زمین میں دفنا دو۔ چنانچہ ہم نے اُن کو نکالنے کے لئے (قبر کو) کھودنا شروع کیا جب ہم لحد تک پہنچے تو ہمارے وہ دوست وہاں نہ تھے اور قبر تا حد نگاہ وسیع تھی اور نور سے معمور تھی ہم نے قبر پر اُسی طرح مٹی ڈالی اور وہاں سے کوچ کر گئے''۔

قبر کے عذاب کی آواز:

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں، بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) فِیْ نَخْلٍ لِّاَبِیْ طَلْحَۃَ وَبِلَالٌ یَّمْشِیْ وَرَآءَہٗ، فَمَرَّ بِقَبْرٍ، فَقَالَ ''یَابِلَالُ ھَلْ تَسْمَعُ مَا اَسْمَعُ صَاحِبُ ھٰذَا الْقَبْرِ یُعَذَّبُ'' فَسَالَہٗ عَنْہُ فَوَجَدَہٗ یَھُوْدِیًّا [۱۷] ''رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) (حضرت) ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ)

---

[۱۶] شرح الصدور ص ۱۹۲۔ [۱۷] شرح الصدور ص ۱۶۰، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۵۱۔ ۲۵۹، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۹۸۔

کے کھجوروں کے باغ میں سے جارہے تھے اور (حضرت) بلال (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے جارہے تھے۔ آپ (ﷺ) ایک قبر کے پاس سے گزرے اور فرمایا۔ اے بلال رضی اللہ عنہ کیا تم وہ سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ اِس قبر والے کو عذاب دیا جارہا ہے۔ پھر اُس کے بارے میں معلوم کرنے پر پتا چلا کہ وہ ایک یہودی تھا''۔

خائن کو عذاب:

(حضرت) ابورافع (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مَرَرْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالْبَقِيْعِ، فَقَالَ: ''أُفْ أُفْ'' فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيْدُنِيْ، فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ !اَحَدَّثْتُ شَيْئًا؟ قَالَ: ''وَمَاذَاكَ''؟ قُلْتُ: أَفَعْتَ مِنِّيْ؟ قَالَ لَا، وَلٰكِنْ صَاحِبُ هٰذَا الْقَبْرِ فُلَانٌ بَعَثْتُهُ سَاعِيًا عَلٰى بَنِيْ فُلَانٍ، فَغَلَّ دِرْعًا فَدِرْعُ الْآنَ مِثْلُهَا مِنَ النَّارِ ۱۸

''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جنت البقیع) سے گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اُف، اُف''۔ میں نے گمان کیا شاید آپ ﷺ میرا ارادہ فرماتے ہیں' (میری کسی بات پر متنبہ کرنا چاہتے ہیں) تو میں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کیا بات ہے؟ عرض کیا آپ ﷺ نے مجھے ''اُف، اُف'' فرمایا۔ فرمایا نہیں، بلکہ اِس قبر والے شخص کو میں نے بنوفلاں کے پاس زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا تو اِس نے ایک زرہ بطور خیانت چھپالی۔ اب وہ زرہ آگ کی ہوگئی ہے اور اِسے سزا و عذاب کے لئے پہنادی گئی ہے''۔

ابوجہل کو عذاب:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ''(ایک دفعہ) میں میدانِ بدر کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص گڑھے سے نکلا جس

---

۱۸ شرح الصدور ص ۱۶۲' صحیح ابن خزیمہ جلد ۴ ص ۵۲' مسند احمد جلد ۶ ص ۳۹۲۔ ۷' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۳۲۲۔

کی گردن میں زنجیر تھی' اُس نے مجھے پکار کر کہا، اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) مجھے پانی پلاؤ اب مجھے معلوم نہیں کہ اُس نے میرا نام لے کر پکارا یا عرب کے طریقہ پر پکارا۔ اُس کے پیچھے ایک آدمی تھا جس کے ہاتھ میں کوڑا تھا اُس نے مجھ سے کہا' اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) اِس کو پانی نہ پلانا۔ کیونکہ یہ کافر ہے پھر اُسے کوڑے سے مارا اور وہ اپنے گڑھے کی طرف واپس لوٹ گیا۔ تو میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' وہ واقعہ سنایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اُس کو دیکھا؟ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ اللہ (عزوجل) کا دشمن ابوجہل تھا اور یہ عذاب اُس کو قیامت کے دن تک جاری رہے گا"۔ [19]

لوطی کی قبر:

حضرت عمرو بن اسلم دمشقی علیہ الرحمہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' مَاتَ عِنْدَنَا بِالثَّغْرِ رَجُلٌ، فَدُفِنَ فَحُفِرَ عَلَيْهِ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ، فَإِذَا اللَّبِنُ بِحَالِهِ مَنْصُوبٌ وَلَيْسَ فِي اللَّحْدِ شَيْءٌ، فَسَأَلَ وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: سَمِعْنَا فِي حَدِيثٍ "مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ سَارَبَهُ قَبْرَهُ حَتّٰى يَسِيرَ مَعَهُمْ وَيَحْشُرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَهُمْ" [20] "ہمارے یہاں سرحد کے پاس ایک شخص مر گیا اور اُس کو وہیں دفن کر دیا گیا۔ تیسرے دن اُس کی قبر کو کھودا تو کیا دیکھا کہ قبر کی اینٹیں ویسی کی ویسی لگی ہیں اور قبر میں کوئی شے نہیں۔ وہ شخص قبر سے غائب ہے۔ چنانچہ (حضرت) وکیع بن جراح (رضی اللہ عنہ) سے اِس سلسلہ میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے کہا ہم نے سنا ہے حدیث شریف میں ہے کہ "ایسا شخص جو قوم لوط جیسا عمل بد کرتا ہے تو اُس کو اُس کی قبر سے منتقل کر کے لوطیوں کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے اور قیامت کے دن اُس کا حشر اُنہیں کے ساتھ ہوگا"۔

---

[19] شرح الصدور ص ۱۶۰ (عربی)۔ [20] شرح الصدور ص ۱۶۸' کنز العمال حدیث نمبر ۴۱۳۱۳۔

صاحبِ قبر کا زائرین سے اُنس پانا:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ: ''آپ مرض الموت میں دیوار کی طرف منہ پھیر کر کافی دیر تک روتے رہے۔ آپ کے صاحبزادے نے عرض کیا' ابا جان آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا اللہ (جل جلالہ) کے رسول ﷺ نے آپ کو فلاں فلاں بشارت نہیں دی۔ آپ نے اُن کی طرف منہ کر کے فرمایا! ہم سب سے افضل توحید و رسالت کے اقرار کو سمجھتے تھے یعنی (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ) میری زندگی تین مختلف حالات سے گزری ہے۔(۱)۔ ایک وہ دَور تھا جب رسول اللہ ﷺ سے انتہائی بغض تھا اور آپ ﷺ کو شہید کرنے سے زیادہ کوئی چیز مجھے محبوب نہ تھی۔ اگر خدانخواستہ میں اُس حالت میں فوت ہو جاتا تو یقیناً جہنمی ہوتا۔(۲)۔ پھر جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے میرے دِل میں اِسلام کی محبت پیدا فرما دی تو میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم)، ہاتھ پھیلایئے تا کہ میں بیعت کرلوں۔ آپ ﷺ نے سیدھا (دایاں) ہاتھ پھیلا دیا لیکن میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کرلیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا، اے عمرو! تجھے کیا بات ہے؟ عرض کیا: میں نے چاہا ایک شرط لگالوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا شرط ہے؟ عرض کیا یہ کہ میری بخشش ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو جانتا نہیں کہ اِسلام پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، جیسے ہجرت اور حج سارے گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ اَب رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی محبوب نہ تھا اور نہ ہی آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی جلیل القدر تھا۔ آپ ﷺ کی شانِ جلالت کی وجہ سے میں آپ ﷺ کو آنکھ بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اگر کوئی مجھ سے آپ ﷺ کے اَوصاف اور حلیہ مبارک پوچھتا تو میں بتا نہیں سکتا تھا کیونکہ آپ ﷺ کی شانِ جلالت کی وجہ سے آپ ﷺ کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ ہی نہیں سکتا تھا اور اگر میں اِس حالت میں مر جاتا تو مجھے توقع تھی کہ میں جنتی ہوتا۔(۳)۔ پھر مجھے ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑا کہ نہ

معلوم اُن کی وجہ سے میرا کیا انجام ہو، (تو فرمانے لگے) تو جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نوحہ کرنے والی اور آگ نہیں ہونی چاہئے۔ پھر جب تم مجھے دفن کر چکو اور میری قبر پر مٹی ڈال چکو تو میری قبر کے گرد، اتنی دیر تک کھڑے رہنا، جتنی دیر اُونٹنی ذبح کرنے اور اُس کا گوشت تقسیم کرنے میں لگتی ہے تا کہ میں تم سے مانوس رہوں اور مجھے معلوم ہو جائے کہ رَبّ کے فرشتے کیا لے کر لوٹتے ہیں؟ (معلوم ہوا کہ مردہ حاضرینِ قبر سے مانوس اور خوش ہوتا ہے)۔ [۲۱]

صاحبِ قبر کو زیارت والے کا علم:

حضرت فضل بن مرفق علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: كُنْتُ آتِیْ قَبْرَ اَبِی الْمَرَّةَ بَعْدَ الْمَرَّةِ فَاَكْثُرُ مِنْ ذٰلِكَ فَشَهِدْتُّ يَوْمًا جَنَازَةً فِی الْمَقْبَرَةِ الَّتِیْ دُفِنَ فِيْهَا فَتَعَجَّلْتُ لِحَاجَتِیْ وَلَمْ آتِهٖ فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ رَاَيْتُهٗ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ: لِیْ يَابُنَیَّ لِمَ تَاْتِيْنِیْ؟ قُلْتُ لَهٗ: يَا اَبَتِ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ بِیْ اِذَا اَتَيْتُكَ؟ قَالَ: اَیْ وَاللّٰهِ يَا بُنَیَّ مَا اَزَالُ اَطَّلِعُ عَلَيْكَ حِيْنَ تَطَّلِعُ مِنَ الْقِنْطَرَةِ حَتّٰى تَصِلَ اِلَیَّ وَتَقْعُدَ عِنْدِیْ ثُمَّ تَقُوْمُ فَلَا: اَزَالُ اَنْظُرُ اِلَيْكَ حَتّٰى تَجُوْزَ الْقِنْطَرَةَ [۲۲] ''میں اپنے والد (گرامی) کی قبر پر بار بار جاتا تھا اور میرا یہ عمل کثرت سے تھا۔ ایک دِن میں ایک جنازہ میں شریک ہوا اور اُس کی تدفین میں مصروف رہا۔ اپنے والد (گرامی) کی قبر پر نہ جا سکا تو رات کو میں نے اپنے والد (گرامی) کو خواب میں دیکھا۔ اُنہوں نے مجھے فرمایا! اے میرے بیٹے تم میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ میں نے عرض کیا، اے میرے والد صاحب! کیا آپ کو علم ہوتا ہے جب میں آپ کے پاس آتا ہوں؟ فرمایا ہاں! ہاں! اللہ (جل جلالہ) کی قسم میں برابر آگاہ رہتا ہوں، یہاں تک کہ جب تم پل سے اُتر کر میرے پاس آ کر بیٹھتے ہو۔ پھر اُٹھ کر واپس جاتے ہو تو میں برابر تمہیں دیکھتا رہتا ہوں، یہاں تک کہ تم پل سے اُتر جاتے ہو''۔

---

[۲۱] کتاب الروح ص ۱۱۔ [۲۲] کتاب الروح ص ۱۵۔

دفن کے بعد قبر پر سورۂ یٰسین پڑھنے کا واقعہ:

ابن قیم الجوزی کہتے ہیں، مجھے حسن بن ہیثم نے خبر دی اُنہوں نے کہا میں نے حضرت ابوبکر بن الاطروش ابن بنت ابی نصر بن التمار سے سنا ہے فرماتے ہیں:

كَانَ رَجُلٌ يَّجِيْءُ اِلٰى قَبْرِ اُمِّهٖ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَقْرَءُ سُوْرَةَ يٰسِيْنَ فَجَآءَ فِيْ بَعْضِ اَيَّامِهٖ فَقَرَاَ سُوْرَةَ يٰسِيْنَ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ قَسَّمْتَ لِهٰذِهِ السُّوْرَةِ ثَوَابًا فَاجْعَلْهُ فِيْ اَهْلِ هٰذِهِ الْمَقَابِرِ فَلَمَّا كَانَ فِي الْجُمُعَةِ الَّتِيْ تَلِيْهَا جَاءَتِ امْرَاَةُ فَقَالَتْ: اَنْتَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَتْ: اِنَّ بِنْتًا لِّيْ مَاتَتْ فَرَاَيْتُهَا فِي النَّوْمِ جَالِسَةً عَلٰى شَفِيْرِ قَبْرِهَا فَقُلْتُ مَا اَجْلَسَكِ هَاهُنَا؟ فَقَالَتْ: اِنَّ فُلَانُ ابْنَ فُلَانَةٍ جَاءَ اِلٰى قَبْرِ اُمِّهٖ فَقَرَءَ سُوْرَةَ يٰس وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ فَاَصَابَنَا مِنْ رُوْحِ ذٰلِكَ اَوْ غُفِرَلَنَا اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ ۲۳ ''ایک شخص جمعۃ المبارک کو اپنی والدہ کی قبر پر آتا تھا اور سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کرتا تھا۔ ایک دن وہ قبر پر آیا۔ اُس نے سورۂ یٰسین کی تلاوت کی، پھر اُس نے دُعا کی (اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ قَسَّمْتَ لِهٰذِهِ السُّوْرَةِ ثَوَابًا فَاجْعَلْهُ فِيْ اَهْلِ هٰذِهِ الْمَقَابِرِ) ''اے میرے اللہ (جل جلالک) اگر تو اِس سورت کو تقسیم فرماتا ہے تو اِس قبرستان کے تمام قبروں والوں کو اِس کا ثواب عطا فرما''۔ اگلے جمعۃ المبارک میں ایک عورت اُس کے پاس آئی اور اُس سے پوچھا کیا تو فلاں ابن فلاں ہے؟ میں نے کہا ہاں! تو اُس نے کہا میری ایک بیٹی فوت ہوگئی ہے۔ میں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی قبر کے کنارے پر بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے اُس سے پوچھا یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ اُس نے آپ کا نام بتایا اور کہا کہ وہ اپنی والدہ کی قبر پر آئے اور سورۂ یٰسین (شریف) تلاوت کی اور سب قبروں والوں کو (اُس کا ثواب) بخش دیا۔ اِس میں سے کچھ ثواب ہمیں بھی ملا یا ہمیں بخش دیا گیا یا اِس جیسا جملہ بولا''

۲۳ کتاب الروح ص ۱۳۔

حضرت حسن بن صباح زعفرانی علیہ الرحمہ کہتے ہیں: سَئَلْتُ الشَّافِعِیَّ عَنِ الْقِرَاءَۃِ عِنْدَ الْقَبْرِ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِھَا [۲۴] ''میں نے (حضرت امام) شافعی علیہ الرحمہ سے قبر کے پاس تلاوتِ قرآنِ مجید کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا: کوئی حرج نہیں''۔

حضرت خلال علیہ الرحمہ نے حضرت شعبی علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں: کَانَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا مَاتَ لَھُمُ الْمَیِّتُ اخْتَلَفُوْا اِلٰی قَبْرِہٖ یَقْرَءُوْنَ عِنْدَہُ الْقُرْآنَ [۲۵] ''جب انصار کا کوئی عزیز فوت ہوجاتا تھا تو وہ اُس کی قبر کے پاس آکر قرآن مجید پڑھا کرتے تھے''۔

حضرت حسن بن جروی علیہ الرحمہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: مَرَرْتُ عَلٰی قَبْرِ اُخْتٍ لِیْ فَقَرَأْتُ عِنْدَھَا تَبَارَکَ لَمَّا یَذْکُرُ فِیْھَا فَجَآءَنِیْ رَجُلٌ فَقَالَ: اِنِّیْ رَاَیْتُ اُخْتَکَ فِی الْمَنَامِ تَقُوْلُ: جَزَی اللّٰہُ اَخِیْ خَیْرًا فَقَدِ انْتَفَعْتُ بِمَا قَرَأَ [۲۶] ''میں اپنی ہمشیرہ کی قبر سے گزرا تو وہاں پر قرآن پاک کی سورۂ ملک کی تلاوت کی (تو اگلے دن) ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا (رات) میں نے خواب میں تمہاری ہمشیرہ کو دیکھا ہے، فرماتی تھی اللہ (جل جلالہ) میرے بھائی کو جزائے خیر عطا فرمائے اُس کی قرأت سے میں نے فائدہ اُٹھایا''۔

دفن کے بعد قبر پر قرآنِ پاک کی تلاوت:

حضرت علاء بن حلاج اپنے والد سے بیان کرتے ہیں: ''میرے والد نے مجھے (وصیت) فرمائی بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَسَنِّ عَلَیَّ التُّرَابَ سَنًّا وَّاقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِیْ بِفَاتِحَۃِ الْبَقَرَۃِ وَخَاتِمَتِھَا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ ذٰلِکَ [۲۷] ''جب میں مرجاؤں اور جب مجھے لحد میں رکھنا تو ''بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ'' پڑھنا اور میری

---

[۲۴] کتاب الروح ص ۱۳۔ [۲۵] کتاب الروح ص ۱۳۔ [۲۶] کتاب الروح ص ۱۳۔ [۲۷] کتاب الروح ص ۱۲' شرح الصدور ص ۱۰۷' مشکوٰۃ ص ۱۴۹۔

قبر پر مٹی ڈالنا۔ مٹی ڈالنے (اور قبر بنانے) کے بعد میری قبر کے سرہانے سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیاتِ مبارکہ اور آخری آیاتِ مبارکہ پڑھنا۔ ایک روایت مبارک میں سر کی طرف ابتدائی آیاتِ مبارکہ اور پاؤں کی طرف آخری آیاتِ مبارکہ کے پڑھنے کا ذکر ہے۔ کیونکہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے"۔

قبرستان والوں کے لئے ہدیہ:

حضرت بشیر بن منصور علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں:

لَمَّا كَانَ زَمَنُ الطَّاعُوْنِ كَانَ رَجُلٌ يَّخْتَلِفُ اِلَى الْجَبَّانِ فَيَشْهَدُ الصَّلَاةَ عَلَى الْجَنَائِزِ فَاِذَا اَمْسٰى وَقَفَ عَلٰى بَابِ الْمَقَابِرِ فَقَالَ: اٰنَسَ اللّٰهُ وَحْشَتَكُمْ وَرَحِمَ غُرْبَتَكُمْ وَتَجَاوَزَ عَنْ مَسِيْئِكُمْ وَقَبِلَ حَسَنَاتِكُمْ لَا يَزِيْدُ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ قَالَ: فَاَمْسَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَّانْصَرَفْتُ اِلٰى اَهْلِيْ وَلَمْ آتِ الْمَقَابِرَ فَادْعُوْا كَمَا كُنْتُ اَدْعُوْا' قَالَ: فَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ: اِذَا بِخَلْقٍ كَثِيْرٍ قَدْ جَآءُ وْنِيْ قُلْتُ: مَا اَنْتُمْ وَمَا حَاجَتُكُمْ؟ قَالُوْا: نَحْنُ اَهْلُ الْمَقَابِرِ' فَقُلْتُ: مَا حَاجَتُكُمْ قَالُوْا اِنَّكَ عَوَّدْتَنَا مِنْكَ هَدِيَّةً عِنْدَ انْصِرَافِكَ لِيْ اَهْلِكَ فَقُلْتُ: وَمَا هِيَ؟ قَالُوْا: اَلدَّعَوَاتُ الَّتِيْ كُنْتَ تَدْعُوْا بِهَا قَالَ قُلْتُ: فَاِنِّيْ اَعُوْذُ لِذٰلِكَ قَالَ: فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدَ [۲۸] "طاعون کے زمانے میں ایک شخص قبرستان آتا جاتا تھا اور میتوں کی نماز جنازہ میں حاضر رہتا تھا۔ جب شام ہوتی تو قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو جاتا اور کہتا اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری وحشت دُور فرمائے۔ تمہاری غربت پر رحم فرمائے اور تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے اور تمہاری نیکیاں قبول فرمائے، اِن کلمات سے زیادہ کوئی بات نہ کرتا۔ اُس کا بیان ہے کہ ایک شام میں قبرستان نہ گیا اور اپنے گھر آ گیا اور اُن کے لئے دُعا نہ کی جیسا کہ میں دُعا کیا کرتا تھا۔ کہتا ہے، رات میں سو رہا تھا

[۲۸] کتاب الروح ص ۷۔

تو کیا دیکھا کہ اِنسانوں کا اَنبوہِ کثیر ہے، تاحدِ نگاہ اِنسان ہی اِنسان ہیں، وہ میرے پاس آئے۔ میں نے پوچھا تم کون ہو اور تمہیں کیا حاجت ہے؟ کہنے لگے ہم قبروں والے ہیں۔ میں نے پوچھا تمہیں کیا حاجت ہے؟ بولے تم نے اپنے گھر جانے سے پہلے ہمیں اپنے ہدیہ وتحفہ کا عادی بنا دیا ہے۔ میں نے پوچھا کیسا ہدیہ؟ بولے وہ دُعائیں جو تم ہمارے لئے کرتے ہو۔ میں نے اُن سے کہا اچھا میں تمہارے لئے دُعائیں کرتا رہوں گا۔ کہتے ہیں پھر میں نے یہ عمل کبھی ترک نہ کیا''۔

قبر سے آواز کا آنا:

حضرت یزید بن ہارون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' مجھے حضرت سلمان تیمی علیہ الرحمہ نے خبر دی کہ حضرت ابوعثمان عبدالرحمٰن بن نہدی علیہ الرحمہ نے کہا کہ: اِنَّ ابْنَ سَاسٍ خَرَجَ فِیْ جَنَازَةٍ فِیْ یَوْمٍ وَّعَلَیْهِ ثِیَابٌ خِفَافٌ فَانْتَهٰی اِلٰی قَبْرٍ قَالَ: فَصَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ اتَّکَاْتُ عَلَیْهِ فَوَاللّٰهِ اِنَّ قَلْبِیْ لَیَقْظَانُ اِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ الْقَبْرِ: اِلَیْکَ عَنِّیْ لَا تُؤْذِنِیْ فَاِنَّکُمْ قَوْمٌ تَعْمَلُوْنَ وَلَا تَعْلَمُوْنَ' وَنَحْنُ قَوْمٌ نَّعْلَمُ وَلَا نَعْمَلُ وَلَاَنْ یَّکُوْنَ لِیْ مِثْلُ رَکْعَتَیْکَ اُحِبُّ اِلَیَّ مِنْ کَذَا وَکَذَا فَهٰذَا قَدْ عَلِمَ بِاتِّکَاءِ الرَّجُلِ عَلَی الْقَبْرِ وَبِصَلَاتِهٖ [۲۹] ''حضرت ابن ساس علیہ الرحمہ ایک روز ایک جنازے کے ساتھ تھے اور معمولی قسم کے کپڑے پہن رکھے تھے۔ فرماتے ہیں، میں نے ایک قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر میں اُس قبر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ فرماتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم میرا دِل بیدار تھا، میں نے قبر سے ایک آواز سنی، یہاں سے ہٹ جاؤ، مجھے اذیت نہ پہنچاؤ۔ تم لوگوں کو عمل کا موقع حاصل ہے مگر تم نہیں جانتے (ہمارے حالات کیا ہیں؟) اور ہم (حالات کو) جانتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔ مجھے تمہاری دو رکعتیں فلاں فلاں چیز سے زیادہ پیاری ہیں۔ ابن قیم الجوزی لکھتے ہیں: ''دیکھو اِس قبر والے کو معلوم ہو گیا کہ ایک شخص میری قبر کے ساتھ تکیہ لگائے ہوئے ہے اور اِس کی نماز کا بھی علم ہو گیا''۔

---

[۲۹] کتاب الروح ص ۹۔

فضل کے والد کا واقعہ:

ابن قیم الجوزی کہتے ہیں، مجھ سے محمد بن حسین نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھ سے یحییٰ بن ابوبکیر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں مجھے سفیان بن عیینہ کے ماموں کے بیٹے فضل بن موفق نے بیان کیا: لَمَّا مَاتَ اَبِیْ جَزِعْتُ عَلَیْهِ جَزْعًا شَدِیْدًا فَکُنْتُ آتِیْ قَبْرَهٗ کُلَّ یَوْمٍ ثُمَّ قَصَرْتُ عَنْ ذٰلِکَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اِنِّیْ اَتَیْتُهٗ یَوْمًا فَبَیْنَا اَنَا جَالِسٌ عِنْدَ الْقَبْرِ غَلَبَتْنِیْ عَیْنَایَ فَنُمْتُ فَرَاَیْتُ کَاَنَّ قَبْرَ اَبِیْ قَدِ انْفَرَجَ وَکَاَنَّهٗ قَاعِدٌ فِیْ قَبْرِهٖ مُتَوَشِّحًا اَکْفَانَهٗ عَلَیْهِ سُحْنَةُ الْمَوْتٰی قَالَ: فَکَاَنِّیْ بَکَیْتُ لَمَّا رَاَیْتُهٗ قَالَ: یَابُنَیَّ مَا اَبْطَاکَ عَنِّیْ؟ قُلْتُ: وَاِنَّکَ لَتَعْلَمُ بِمَجِیْئِیْ؟ قَالَ: مَاجِئْتَ مَرَّةً اِلَّا عَلِمْتُهَا وَقَدْ کُنْتُ تَاْتِیْنِیْ فَاَنَسُ بِکَ فَاُسَرُّ بِکَ وَیُسَرُّ مَنْ حَوْلِیْ بِدُعَآئِکَ قَالَ: فَکُنْتُ آتِیْهِ بَعْدَ ذٰلِکَ کَثِیْرًا [۳۰]

''جب میرے والد فوت ہوگئے تو مجھے اِنتہائی ملال ہوا، میں روزانہ اُن کی قبر پر حاضری دیتا، پھر میں کچھ دن اُن کی قبر پر آنے سے رک گیا۔ جیسا اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا پھر ایک دن میں اُن کی قبر پر حاضر ہوا اور قبر کے پاس بیٹھ گیا اور بیٹھے بیٹھے مجھے نیند آ گئی، میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے والد محترم کی قبر پھٹ گئی اور قبر میں کفن میں لپٹے خوف زدہ مُردوں کی سی ہیئت میں بیٹھے ہیں۔ کہتے ہیں، یہ منظر دیکھ کر میں رونے لگا۔ میرے والد گرامی نے مجھے فرمایا۔ اے میرے بیٹے کس وجہ سے تو اِتنے دنوں کے بعد آیا؟ میں نے عرض کیا! کیا میری حاضری کا آپ کو علم ہوتا ہے؟ فرمایا جتنی مرتبہ بھی تم آئے تمہارے آنے کی مجھے خبر ہوگئی اور تمہارے آنے سے اور تمہاری دُعاؤں سے نہ صرف مجھے بلکہ میرے آس پاس کے لوگوں کو بھی اُنسیت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ کہتے ہیں اِس کے بعد میں اکثر اُن کی قبر پر آتا رہتا''۔

---

[۳۰] کتاب الروح ص ۷۔

قبر والے کو تکلیف:

حضرت ابوقلابہ علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَقْبَلْتُ مِنَ الشَّامِ اِلَی الْبَصْرَةِ فَنَزَلْتُ مَنْزِلًا فَتَطَهَّرْتُ وَصَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ بِلَیْلٍ ثُمَّ وَضَعْتُ رَأْسِیْ عَلٰی قَبْرٍ فَنِمْتُ ثُمَّ انْتَبَهْتُ فَاِذَا صَاحِبُ الْقَبْرِ یَشْتَکِیْنِیْ یَقُوْلُ: قَدْ آذَیْتَنِیْ مُنْذُ اللَّیْلَةِ ثُمَّ قَالَ: اِنَّکُمْ تَعْمَلُوْنَ وَلَا تَعْلَمُوْنَ وَنَحْنُ نَعْلَمُ وَلَا نَقْدِرُ عَلَی الْعَمَلِ، ثُمَّ قَالَ: الرَّکْعَتَانِ اللَّتَانِ رَکَعْتَهُمَا خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا ثُمَّ قَالَ: جَزَی اللّٰهُ اَهْلَ الدُّنْیَا خَیْرًا اِقْرَأْهُمْ مِّنَّا السَّلَامَ فَاِنَّهٗ یَدْخُلُ عَلَیْنَا مِنْ دُعَائِهِمْ نُوْرًا مِّثَالُ الْجِبَالِ [۳۱] ''میں شام سے بصرہ آیا اور ایک جگہ ٹھہر گیا، نہایا۔ رات میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ مجھے متنبہ کیا گیا کہ صاحبِ قبر مجھ سے شکوہ کر رہا ہے کہ آج رات تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ پھر کہا تم لوگ عمل تو کرتے ہو مگر تمہیں حالات کی خبر نہیں اور ہم حالات سے آگاہ ہیں مگر عمل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ پھر کہا تم نے جو دو رکعت نماز پڑھی وہ دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے، پھر کہا اللہ عزوجل دُنیا والوں کو اچھا بدلہ عطا فرمائے، ہماری طرف سے اُنہیں سلام کہنا۔ اُن کی دُعاؤں سے ہمیں پہاڑوں جیسا نور حاصل ہوتا ہے۔ (پہاڑوں کی مثل ثواب ملتا ہے)''۔

''کتاب الروح'' میں ابن قیم الجوزی نے محولہ بالا واقعات کو ثابت کرنے کے لئے حدیثِ پاک لکھی ہے۔

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''میری رائے میں تمہارے خواب اِس بات پر متفق ہیں کہ شب قدر (رمضان المبارک کے) آخری عشرہ میں ہے''۔ معلوم ہوا کہ کسی مسئلہ پر مومنوں کے خوابوں کی موافقت اُن کی روایت اور رائے کے قائم مقام ہے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نزدیک بھی وہ چیز اچھی یا بُری ہے، جو اُن کے نزدیک اچھی یا بُری ہے۔ علاوہ ازیں یہ مسئلہ دلائل سے بھی ثابت ہے۔ خوابوں کے واقعات تو بطورِ شہادت کے ہیں۔

---

[۳۱] کتاب الروح ص ۱۰۔

حضرت شبیب بن شیبہ علیہ الرحمہ کا واقعہ:

حضرت شبیب بن شیبہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اَوْ صَتْنِیْ اُمِّیْ عِنْدَ مَوْتِھَا فَقَالَتْ: یَا بُنَیَّ اِذَا دَفَنْتَنِیْ فَقُمْ عِنْدَ قَبْرِیْ وَقُلْ: یَا اُمَّ شَبِیْبٍ قُوْلِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَلَمَّا کَانَ مِنَ الَّیْلِ رَاَیْتُھَا فِی النَّوْمِ فَقَالَتْ: یَابُنَیَّ کِدْتَّ اَنْ اَھْلَکَ لَوْلَا اِنْ تَدَارَکَنِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَقَدْ حَفِظْتَ وَصِیَّتِیْ یَابُنَیَّ [۳۲] ''میری والدہ نے مجھے مرتے وقت وصیّت فرمائی کہ مجھے دفن کرنے کے بعد میری قبر کے پاس بیٹھ کر کہنا! اے ام شبیب پڑھو: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) فرماتے ہیں، میں نے (اُن کو فوت ہونے کے بعد جب دفن کر دیا تو اُن کی قبر پر ٹھہر کر اُن کی وصیّت کی تعمیل کی اور واپس (گھر) لوٹ آیا۔ جب رات میں سو گیا تو میں نے (اپنی والدہ) کو خواب میں دیکھا۔ وہ مجھے فرما رہی ہیں۔ اے میرے بیٹے اگر (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) مجھے نہ سنبھالتا (میری مدد کو نہ پہنچتا) تو میں ہلاکت کو پہنچتی۔ اے میرے بیٹے شاباش تو نے میری وصیّت کو یاد رکھا''۔

دو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ:

حضرت صعب بن جثامہ اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہما دونوں میں بھائی چارہ تھا یعنی نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُن میں اَخوت قائم فرمائی تھی (بھائیوں کی طرح پیار تھا)۔ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بھائی! ہم میں سے جو بھی پہلے فوت ہو گیا وہ اُسے خواب میں ملا کرے گا۔ (مرنے کے بعد بھی یہ باہمی محبت ختم نہ ہوگی) یا کچھ اس طرح کی بات ہے کہ اُنہوں نے جواباً کہا ٹھیک ہے اَیسے ہی ہوگا۔ تو حضرت صعب رضی اللہ عنہ پہلے فوت ہو گئے۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے (کچھ دنوں کے بعد) اُنہیں خواب میں

---

[۳۲] کتاب الروح ص ۱۷۔

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، میں نے دِل میں کہا دو باتیں سچی ہوئیں۔ پھر میں نے پوچھا میری بھتیجی کہاں ہے؟ بولے کھیل رہی ہے۔ میں اُس کے پاس گیا اور اُس کے بدن کو ہاتھ لگایا تو گرم پایا، اُسے بخار چڑھا ہوا تھا۔ میں نے اُن سے کہا، اِس کی خوب خدمت کرو پھر وہ چھ دن کے بعد فوت ہوگئی۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی اور فقیہہ آدمی تھے، اُنہوں نے حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اُنہیں خواب میں دیکھ کر اُن کی بتائی ہوئی باتوں کو صحیح سمجھ کر اُن کی وصیّت کے مطابق عمل کر دیا۔ یہ بھی ایک قسم کی فقہ ہے جو ذہین اور وسیع معلومات والے علماء کا حصّہ ہے۔ ۳۳

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یَا ثَابِتُ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَعِیْشَ حَمِیْدًا وَّ تَقْتُلَ شَهِیْدًا وَّتَدْخُلَ الْجَنَّةَ ۳۴ ''اے ثابت کیا تو اِس بات پر راضی نہیں ہے کہ تیری زندگی قابلِ تعریف ہو، شہادت کی موت ہو اور جنت میں داخل ہو جاؤ''۔ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فَقُتِلَ ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ یَوْمَ الْیَمَامَةِ شَهِیْدًا ۳۵ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بن شماس جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ (رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غیبی خبر عطا فرمائی اُس کے مطابق ہی واقعہ ہوا۔ سبحان اللہ!)

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیٹی فرماتی ہیں میرے والد گرامی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جنگ یمامہ میں شریک ہوئے۔ جب مسلمانوں اور مسیلمہ کذّاب کی فوجوں میں مڈھ بھیڑ ہوئی اور مسلمانوں کو شروع شروع میں سخت پریشانی آئی، مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑنے لگے (بعد ازیں فتح ہوئی) تو (حضرت) ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اور حضرت سالم رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، کہنے

۳۳ کتاب الروح ص ۱۷۔ ۳۴ کتاب الروح ص ۱۸، مصنف عبدالرزاق جلد ۱۱ ص ۲۳۹، دلائل النبوۃ جلد ۶ ص ۳۵۵، المعجم الکبیر للطبرانی، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۲۶۰، جلد ۲ ص ۶۸، ۶۷۔ ۳۵ کتاب الروح ص ۱۸۔

لگے ہم رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ اِس طرح دشمنوں سے نہیں لڑا کرتے تھے۔ پھر دونوں نے گڑھے کھودے اور آخری دم تک لڑتے رہے اور جامِ شہادت نوش کیا۔ اِس جنگ میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے جسم پر ایک بہترین زرہ تھی (لوگوں میں سے) ایک مسلمان اُن کے پاس آیا اور اُن کی زرہ کو اُتار لیا۔ ایک دوسرے مسلمان کی خواب میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ آئے اور فرمانے لگے میں تمہیں وصیّت کرتا ہوں اور خبردار اِس وصیّت کو خواب سمجھ کر ضائع نہ کر دینا۔ کل میری شہادت کے بعد ایک مسلمان نے میری (قیمتی) زرہ اُتار لی ہے، اُس کا گھر آبادی کے آخر میں ہے۔ اُس کی پہچان یہ ہے کہ اُس کے خیمہ کے باہر ایک لمبی سی رسی کے ساتھ گھوڑا بندھا ہوا ہے۔ اُس شخص نے (اپنے گھر میں) زرہ (کو چھپانے کے لئے اُس) کے اوپر ایک ہنڈیا اُوندھی رکھی ہوئی ہے اور ہنڈیا پر کجاوہ رکھا ہوا ہے۔ تم (حضرت) خالد (بن ولید رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ کسی بندے کو بھیج کر وہ زرہ منگوالیں اور جب آپ حضرات مدینہ شریف جائیں تو خلیفۃ الرسول حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہنا کہ مجھ پر اِتنا اِتنا قرضہ ہے اور میرا فلاں فلاں غلام آزاد ہے۔ وہ شخص (حضرت) خالد (بن ولید رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے خواب میں ملاقات اور زرہ کا واقعہ سنایا تو امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی وصیّت جاری فرمائی۔ [۳۶] (یعنی جتنا قرض دینا تھا وہ زرہ بیچ کر ادا کر دیا) ابن قیم الجوزی صاحب لکھتے ہیں اِس خواب کی وصیّت پر عمل کرنے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے پاس والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اِتفاق کیا۔ [۳۷]

وصال شدہ لوگوں کی روحوں کی ملاقات:

مَسْأَلَةٌ شَرِيفَةٌ كَبِيرَةُ الْقَدْرِ وَجَوَابُهَا اَنَّ الْاَرْوَاحَ قِسْمَانِ: اَرْوَاحٌ مُعَذَّبَةٌ وَاَرْوَاحٌ مُنَعَّمَةٌ: فِيْ شُغْلٍ بِمَا هِيَ فِيْهِ

[۳۶] کتاب الروح ص ۱۸۔ [۳۷] کتاب الروح ص ۱۹۔

مِنَ الْعَذَابِ عَنِ التَّزَاوُرِ وَالتَّلَاقِیْ وَالْاَرْوَاحُ الْمُنْعَمَةُ الْمُرْسَلَةُ غَیْرُ الْمَحْبُوْسَةِ: تَتَلَاقٰی وَتَتَزَاوَرُ وَتَتَذَاکَرُ مَاکَانَ مِنْهَا فِی الدُّنْیَا وَمَا یَکُوْنُ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا ۳۸

''یہ ایک اہم اور عظیم مسئلہ ہے۔ روحوں کی دو قسمیں ہیں۔ عذاب والی روحیں (یعنی سجین والی) اور اِنعام یافتہ روحیں (یعنی علیین والی)۔ عذاب والی روحیں تو عذاب میں مبتلا ہیں۔ اُنہیں آپس میں ملنے جلنے اور زیارت کی فرصت نہیں ہے۔ لیکن انعام یافتہ روحیں آزاد ہیں۔ وہ آپس میں ملتی جلتی ہیں۔ وہ اُن واقعات کا ذکر کرتی ہیں جو اُن کے ساتھ پیش آتے ہیں اور اُن واقعات پر بھی گفتگو کرتی ہیں جو دنیا والوں کو پیش آتے ہیں۔ فَتَکُوْنُ کُلُّ رُوْحٍ مَّعَ رَفِیْقِهَا الَّذِیْ هُوَ عَلٰی مِثْلِ عَمَلِهَا وَرُوْحُ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی (وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا) ۳۹

ہر روح اپنی رفیق اور ہم مثل والی روح سے ملتی ہے۔ اِسی لئے ہمارے نبی کریم رؤف ورحیم حضرت محمد ﷺ کی روح اعلیٰ رفیقوں کے ساتھ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشاد ہے: وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۴۰

''اور جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کا حکم مانے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے فضل فرمایا یعنی اَنبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں''۔

وَهٰذِهِ الْمَعِیَّةُ ثَابِتَةٌ فِی الدُّنْیَا وَفِیْ دَارِ الْبَرْزَخِ وَالْمَرْءُ

۳۸ کتاب الروح ص ۲۱۔۳۹ کتاب الروح ص ۲۱، ابن کثیر جلد ۱ ص ۴۴۸، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۱۵۶، بخاری جلد ۲ ص ۲۴۱، مسلم جلد ۲ ص ۲۸۶، مسند احمد جلد ۶ ص ۸۹، قرطبی جلد ۳ جز ۵ ص ۲۷۱۔۴۰ النسآء: ۶۹۔

مَعَ مَنْ اَحَبَّ فِیْ هٰذِهِ الدَّوْرِ الثَّلَاثَةِ [۴۱] ''یہ معیت (ملنا، ساتھ ہونا) دنیا میں پایا جاتا ہے اور عالم برزخ میں بھی اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ''اور انسان اُس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اُس کو محبت ہوگی''۔ اور یہ تینوں جہانوں میں ہے دنیا، برزخ اور آخرت میں۔

حضرت جریر علیہ الرحمہ سے روایت ہے' وہ حضرت منصور علیہ الرحمہ سے وہ حضرت ابوالضحیٰ علیہ الرحمہ سے اور وہ حضرت مسروق علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں' فرماتے ہیں' حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا: مَا یَنْبَغِیْ لَنَا اَنْ نُّفَارِقَکَ فِی الدُّنْیَا فَاِذَا مُتَّ رَفَعْتَ فَوْقَنَا فَلِمَ نَرَکَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ.... الخ [۴۲] ''ہمیں آپ ﷺ سے اِس دنیا میں ایک لمحہ بھی جدا ہونا برداشت نہیں ہوتا۔ دنیا سے جانے کے بعد آپ ﷺ کا مقام ہم سے بلند تر ہوگا تو ہم آپ ﷺ کا دیدار کیسے کر پائیں گے؟ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے یہ سوال کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ النسآء کی آیت ۶۹ نازل فرمائی جو آپ مذکورہ بالا عبارت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ یَبْکِیْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: مَا یُبْکِیْکَ یَا فُلَانُ؟ فَقَالَ: یَانَبِیَّ اللّٰهِ وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَهْلِیْ وَمَالِیْ وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَنَا اَذْکُرُکَ اَنَا وَاَهْلِیْ فَنَاخُذُ فِیْ کَذَا حَتّٰی اَرَاکَ فَذَکَرْتُ مَوْتَکَ وَمَوْتِیْ فَعَرَفْتُ اَنِّیْ لَنْ اُجَامِعَکَ اِلَّا فِی الدُّنْیَا وَاَنَّکَ تُرْفَعُ فِی النَّبِیِّیْنَ وَعَرَفْتُ اَنِّیْ اِنْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ کُنْتُ فِیْ اَدْنٰی مَنْزِلَةٍ

---

[۴۱] بخاری جلد۲ ص ۹۱۱' مسلم جلد۱ ص ۳۳۱' مسند احمد جلد۱ ص ۳۹۲' دار قطنی جلد۱ ص ۱۳۲' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۴۶۳' مجمع الزوائد جلد۱ ص ۲۸۶' الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۲۶۔ [۴۲] کتاب الروح ص ۲۱' درمنثور جلد۲ ص ۵۸۹ (طبع جدید)۔

مِنْکَ فَلَمْ یَرِدِ النَّبِیُّ ﷺ شَیْئًا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی (وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا) ۴۳

''انصار میں سے ایک صاحب روتے ہوئے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا! اے فلاں، تو کس لئے رو رہا ہے؟ تو اُس نے عرض کیا' یا نبی اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ کی قسم وہ ذات جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں آپ ﷺ مجھے میرے اہل وعیال اور مال ومتاع سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ اللہ کی قسم وہ ذات جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں میں ہر وقت آپ ﷺ کا ذکر کرتا ہوں۔ جب آپ ﷺ مجھے گھر میں یاد آتے ہیں تو میں آپ ﷺ کی زیارت کے بغیر چین نہیں پاتا لیکن جب مجھے آپ ﷺ کے اور اپنے اِس دُنیا سے جانے کا خیال آتا ہے تو میں سوچتا ہوں مجھے دُنیا ہی میں آپ ﷺ کی رفاقت نصیب ہے۔ آپ ﷺ کو تو انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ اُٹھا لیا جائے گا اور میں جانتا ہوں کہ اگر میں جنت میں گیا تو میں آپ ﷺ کے مقام اعلیٰ سے کہیں نیچے ہوں گا۔ آپ ﷺ نے اُس انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کو کوئی جواب عطا نہ فرمایا یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ نازل فرمائی (یعنی سورت النساء کی آیت نمبر ۶۹)۔

جب کوئی نیک مسلمان فوت ہوتا ہے تو اُس کی فوتیدگی کے وقت اُسے کہا جاتا ہے:

یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ۝ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝ (الفجر: ۲۷۔۳۰)

''اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ اُس سے تو راضی، وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ''۔

---

۴۳ کتاب الروح ص ۲۱' ابن کثیر جلد ۱ ص ۴۴۹' در منثور جلد ۲ ص ۵۸۸۔

دجّال اور یاجوج وماجوج کا ذِکر:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث معراج شریف کے قصے میں ہے۔ جب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج شریف کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت سیّدنا ابراہیم، حضرت سیّدنا موسیٰ اور حضرت سیّدنا عیسیٰ صلوات اللہ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور اُن کے ساتھ قیامت کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ پہلے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے قیامت کے بارے میں سوال کیا لیکن اُن کے پاس اُس کا علم نہ تھا۔ یہاں تک کہ بات حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے ساتھ ایک وعدہ فرمایا ہے جو ضرور پورا ہوگا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے نکلنے کا ذکر فرمایا، پھر فرمایا: میں آسمانوں سے اُتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا اور وہ لوگ اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹ جائیں گے۔ پھر اُن کا یاجوج وماجوج سے آمنا سامنا ہوگا۔ وہ ہر بلندی سے اُٹھ رہے ہوں گے۔ جب وہ پانی کے قریب سے گزریں گے اُسے پی کر ختم کر دیں گے۔ غرضیکہ وہ جس چیز کے پاس سے گزریں گے اُسے برباد کر دیں گے۔ لوگ میرے پاس شکایت لے کر آئیں گے، میں اُن کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دُعا کروں گا یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن تمام کو مار دے گا۔ اُن کے مرنے سے زمین پر بدبو پھیل جائے گی۔ تو زمین بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اَقدس میں اُن کی بدبو کی شکایت کرے گی اور لوگ مجھ سے شکوہ کریں گے۔ آخر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اَقدس میں دُعا کروں گا۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ بارش نازل فرمائے گا۔ بارش کا پانی اُن کی لاشوں کو اُٹھائے گا اور انہیں سمندر میں ڈال دے گا۔ پھر پہاڑ بکھیر دیئے جائیں گے۔ زمین چمڑے کی طرح لپیٹ دی جائے گی (کھینچ لی جائے گی) اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ جب بات یہاں تک پہنچ جائے تو قیامت پورے دنوں کی حاملہ کی طرح ہوگی کہ نامعلوم کس وقت جنم دے۔[۴۴] یہ حدیث شریف روحوں کے اجتماع اور مذکورہ علم پر

---

[۴۴] کتاب الروح ص ۲۳، مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۴۱۶، تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۷۱، در منثور جلد ۵ ص ۲۱۵۔

کھلی دلیل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے شہیدوں کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ وہ اپنے پیچھے رہ جانے والوں سے خوش ہوتے ہیں اور وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت اور فضل سے بھی خوش ہوتے ہیں اور اِس سے تین صورتوں میں روحوں کی باہمی ملاقات کا ثبوت ملتا ہے۔

(۱) وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں اور زندہ ہیں اور باہم ملاقاتیں کرتے ہیں۔

(۲) وہ اپنے بھائیوں کے آنے سے خوش ہوتے ہیں اور ملاقات سے فرحت محسوس کرتے ہیں۔

(۳) لغت میں اِستِبشَارٌ، تبَاشُر کے معنی میں آیا ہے جس کے معنی ہیں ایک دوسرے کو خوشخبری دینا اور یہ مسئلہ خوابوں کا تواتر سے ثابت ہے۔ [۴۵]

رُوحوں سے ملاقاتیں:

فَمِنْهَا مَا ذَكَرَهُ صَالِحُ بْنُ بَشِيْرٍ قَالَ: رَاَيْتُ عَطَآءَ الْمُسْلِمِيَّ فِي النَّوْمِ بَعْدَ مَوْتِهٖ فَقُلْتُ لَهٗ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ لَقَدْ كُنْتَ طَوِيْلَ الْحُزْنِ فِي الدُّنْيَا فَقَالَ: اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ اَعْقَبَنِيْ ذٰلِكَ فَرَحًا وَّسُرُوْرًا دَائِمًا فَقُلْتُ: فِيْ اَيِّ الدَّرَجَاتِ اَنْتَ؟ قَالَ: مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ [۴۶]

حضرت صالح بن بشیر بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت عطاء المسلمی علیہ الرحمہ کو اُن کے فوت ہونے کے بعد خواب میں دیکھا اور اُن سے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ تم پر رحم فرمائے تم دُنیا میں بڑے غمزدہ رہتے تھے۔ فرمایا: اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی قسم اِس طویل غم کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے طویل مسرت اور دائمی سرور عطا فرما دیا۔ میں نے پوچھا آپ کس درجہ میں ہیں۔ فرمایا میں اَنبیاء، صدیقین،

[۴۵] کتاب الروح ص ۲۳۔ [۴۶] کتاب الروح ص ۲۳۔

شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' رَاَیْتُ سُفْیَانَ الثَّوْرِیَّ فِی النَّوْمِ فَقُلْتُ لَهٗ: مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِکَ؟ قَالَ لَقِیْتُ مُحَمَّدًا وَّحِزْبَهٗ ۴۷

''میں نے حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا اور اُن سے کہا اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا: مجھے (نبی کریم رؤف ورحیم حضرت) محمد ﷺ اور اُن کی جماعت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا''۔

(۳) حضرت صخر بن راشد علیہ الرحمہ سے روایت ہے'

رَاَیْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْمُبَارَکَ فِی النَّوْمِ بَعْدَ مَوْتِهٖ فَقُلْتُ اَلَیْسَ قَدَّمْتَ؟ قَالَ: بَلٰی قُلْتُ: فَمَا صَنَعَ اللّٰهُ بِکَ قَالَ: غَفَرَلِیْ مَغْفِرَةً اَحَاطَتْ بِکُلِّ ذَنْبٍ قُلْتُ: فَسُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ؟ قَالَ: بَخٍ بَخٍ ذَاکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۴۸

''میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ کو اُن کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ فوت نہیں ہوگئے تھے؟ فرمایا: ہاں! میں نے پوچھا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک فرمایا؟ فرمایا اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی قسم ایسی دائمی بخشش اور خوشی عطا فرمائی جس سے کوئی گناہ باقی نہیں رہا۔ میں نے پوچھا تو حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرمانے لگے واہ واہ تو اُن لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اِنعام ہوا یعنی اَنبیائے کرام علیہم السلام، صدیقین رضی اللہ عنہم، شہداء اور صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ''۔

☆☆☆

☆☆

☆

۴۷ کتاب الروح ص ۲۳۔ ۴۸ کتاب الروح ص ۲۳۔

جن سے قبر میں سوالات نہیں ہوں گے

ملکی سرحدوں کی حفاظت کرنے والا:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **رِبَاطُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَّقِيَامِهٖ وَاِنْ مَّاتَ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُهُ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَاَمِنَ الْفُتَّانَ** [1] ''جو (صاحبِ ایمان) ایک دن رات اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں جہاد کے لئے سرحد پر مستعد رہا۔ (دشمن کے مقابلے کے واسطے) اُس کا یہ عمل ایک ماہ کے روزوں اور راتوں کے قیام سے اعلیٰ ہے۔ اگر وہ اِس حال میں مرگیا تو وہ جو نیک عمل کرتا تھا اُس کا ثواب ہمیشہ اُس کے نامۂ اَعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔ اُس کا رزق اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہ سے اُس کو برابر ملتا رہے گا۔ اور (قبر میں) منکر ونکیر کے سوالات سے محفوظ رہے گا''۔ (یعنی اُس سے منکر ونکیر سوالات نہیں کریں گے)

شہید کو عذاب وسوال معاف:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَبَرَ حَتّٰى يُقْتَلَ اَوْ يَغْلِبَ لَمْ يُفْتَنْ فِيْ قَبْرِهٖ** [2] ''جس نے جہاد میں دشمن سے مقابلہ کیا اور مضبوط دل ہوکر لڑا، یہاں تک کہ شہید کردیا گیا یا دشمن پر غالب ہوا، اُسے قبر میں عذاب وسوال نہ کیا جائے گا''۔

حضرت اِمام نسائی علیہ الرحمہ نے اپنی سند سے روایت لکھی ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: **مَا بَالُ الْمُؤْمِنِيْنَ يُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ**

---

[1] مسلم جلد۲ص ۱۴۲' شرح الصدور ص ۱۴۵' مشکوٰۃ ص ۳۲۹' مرقاۃ جلد۷ص ۳۲۷' نسائی حدیث نمبر ۳۱۶۷' مسند احمد جلد۵ص ۴۴۰۔ [2] شرح الصدور ص ۱۴۵' مجمع الزوائد جلد۵ص ۳۲۷' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۴ص ۱۸۷' کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۴۹۶۔۱۰۶۶۲۔

اِلَّا الشَّهِيْدُ ؟ قَالَ : كَفٰى بِبَارِقَةِ السُّيُوْفِ عَلٰى رَأْسِهٖ فِتْنَةً [۳] ''یہ کیا بات ہے کہ شہید کے سوا ہر مومن قبر میں آزمائش میں ڈالا جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تلوار کی کاٹ اُس کے لئے عذاب وسوالِ قبر سے بچانے کے لئے ہوگی''۔

تین قسم کے لوگ جن سے قبر میں سوال نہیں ہوں گے:

حضرت ابو القاسم سعدی علیہ الرحمہ سے ''کتاب الروح'' میں رقم ہے کہ صحیح روایات میں یہ لکھا ہے کہ بعض حضرات سے قبر میں سوال نہیں ہوگا اور اُن کے پاس منکر و نکیر نہیں آئیں گے، یہ حضرات تین قسم کے ہیں: (۱): ایک وہ کہ جنہوں نے ایسے اَعمال کئے ہیں کہ جن کے باعث اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُن سے عذاب اور منکر ونکیر کا سوال موقوف کر دیا ہے۔ (مثلاً وہ جو جہاد میں شہید ہو گئے)۔ (۲): وہ کہ موت کے وقت اُن پر ایسی سختی کی گئی کہ اُس کے عوض عذاب وسوال اُٹھا دیا گیا۔ (۳): وہ کہ جو ایسے دن دنیا سے جائے کہ اُس دن عذاب وسوال نہیں ہے۔ (مثلاً جمعۃ المبارک کا دن یا رات)۔ [۴]

جمعۃ المبارک میں وصال:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ [۵] ''جو مسلمان شخص جمعۃ المبارک کے دن یا جمعۃ المبارک کی رات کو فوت ہو، وہ فتنۂ قبر (عذاب وسوال) سے محفوظ رہے گا''۔

قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، لَاَنْ يَّجْلِسَ

---

[۳] شرح الصدور ص ۱۴۵، قرطبی جلد ۲ جز ۴ ص ۲۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۶۱۰۔ ۱۱۱۳۸، درمنثور جلد ۲ ص ۹۹۔ ۳۲۴، جلد ۴ ص ۸۴ (طبع قدیم)۔ [۴] شرح الصدور ص ۱۴۵۔ [۵] مسند احمد جلد ۲ ص ۱۶۹، ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۵، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۶۷، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۷۳، مشکل الآثار جلد ۱ ص ۱۰۹۔ ۱۰۸، کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۰۴۵، شرح الصدور ص ۱۴۷، کتاب الروح ص ۱۰۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۶۹، مرقاۃ جلد ۳ ص ۴۱۵۔

اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ فَتُحْرِقُ ثِیَابَہٗ فَتَخْلُصُ اِلٰی جِلْدِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ ۶ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی ایک شخص اَنگارے پر بیٹھے جس سے اُس کے کپڑے جل جائیں تو وہ آگ اُس کے جسم پر پہنچ جائے، تو یہ بہتر ہے اِس سے کہ کوئی شخص کسی کی قبر پر بیٹھے''۔ (کیونکہ قبر پر بیٹھنے میں میّت کی تذلیل ہے، قبر کو روندنا نہیں چاہئے اور اِس صورت میں گویا قبر کی عزّت کرنے کا حکم ہے)۔ ۷

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَاَنْ اَمْشِیَ عَلٰی جَمْرَۃٍ اَوْ سَیْفٍ اَوْ اَخْصِفَ نَعْلِیْ بِرِجْلِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَمْشِیَ عَلٰی قَبْرِ مُسْلِمٍ وَمَا اُبَالِیْ اَوْسَطَ الْقُبُوْرِ قَضَیْتُ حَاجَتِیْ اَوْ وَسَطَ السُّوْقِ ۸ اَنگارے پر چلنا یا تلوار پر چلنا یا اپنا جوتا پاؤں سے ٹانکنا (یعنی بہت تکلیف اُٹھاؤں کیونکہ پاؤں سے جوتا ٹانکنا مشکل ہے) یہ مجھے زیادہ پسند ہے، اِس سے کہ ایک مسلمان کی قبر پر چلوں اور پرواہ نہیں رکھتا' (یہ مجھے پسند ہے) اِس بات سے کہ قبر پر یا بازار کے درمیان میں پیشاب یا پاخانہ کروں۔'' (مطلب یہ ہے کہ بازار میں لوگوں کی شرم کی وجہ سے کسی طرح بول و براز نہیں کرتا، پس ایسا ہی مُردوں سے شرم کرنی چاہئے)۔ یہ بات اُمّت کی تعلیم کے لئے فرمائی۔

قبروں پر بیٹھنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت:

حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَا تَجْلِسُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَیْھَا ۹

---

۶ ابن ماجہ ص ۱۱۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۵۶۸۔ ۳۱۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۹' نسائی جلد ۱ ص ۲۸۷' مشکوٰۃ ص ۱۴۸ مسلم حدیث نمبر ۹۷۱' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۲۸ مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۵۷۔

۷ حاشیہ ابن ماجہ جلد ۱ ص ۷۶ (مترجم وحید الزماں غیر مقلد)۔ ۸ الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۷۴' ابن ماجہ ص ۱۱۳۔ ۹ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۴' مسلم جلد ۱ ص ۳۱۲' ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۳' مسند احمد جلد ۴ ص ۱۳۵۔ ۲۸۷' مشکوٰۃ ص ۱۴۸' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۵' نسائی حدیث نمبر ۷۶۰۔

''قبروں پر نہ بیٹھا کرو اور نہ ہی اُن کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو''۔

قبرستان میں جوتا اُتارنا:

حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک مرتبہ میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اے ابنِ خصاصیہ! تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے کس چیز کو ناپسند کرتے ہو۔ حالانکہ تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ چل رہے ہو؟۔ (یعنی اُس نے تمہیں اِتنی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی کسی بات کو ناپسند نہیں کرتا۔ اُس نے مجھے ہر ایک بھلائی عطا فرمائی ہے۔ پھر آپ ﷺ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: اِن لوگوں نے بہت بھلائی کو پایا (کہ زندہ رہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو پایا اور اُن پر اِیمان لائے) اور مشرکوں کی قبروں سے گزرے تو فرمایا یہ لوگ بڑی بھلائی سے پہلے ہی گزر گئے (یعنی اِنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا وقت نہ پایا) فَرَاٰی رَجُلًا یَمْشِیْ بَیْنَ الْمَقَابِرِ فِیْ نَعْلَیْهِ فَقَالَ یَا صَاحِبَ السِّبْتِیَّتَیْنِ اَلْقِهِمَا [۱۰] ''پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص جوتے پہنے قبروں میں چل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جوتوں والے اپنی جوتیاں اُتار دے''۔

جوتیاں اُتار کر پھینک دیں:

حضرت بشیر رضی اللہ عنہ جن کا نام دورِ جاہلیت میں زحم بن معید تھا آپ ﷺ نے اُن سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا' زحم بن معید' تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم بشیر ہو تو اُس وقت سے اُن کا نام ''بشیر'' پڑ گیا۔ فرماتے ہیں' میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو جوتے پہنے ہوئے قبروں کے بیچ جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یَا صَاحِبَ

---

[۱۰] ابن ماجہ ص ۱۱۳' کنز العمال حدیث نمبر ۴۱۶۸۷' نسائی جلد ۱ ص ۲۸۸۔

السِّبْتِيَّتَيْنِ وَيْحَكَ أَلْقِ سِبْتِيَّتَيْكَ فَنَظَرَ الرَّجُلُ فَلَمَّا عَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَلَعَهَا فَرَمٰى بِهِمَا [1] ''اے جوتیوں والے! تجھ پر اَفسوس ہے، اپنی جوتیاں اُتار۔ اُس نے دیکھا اور رسول اللہ ﷺ کو پہچانا، اُسی وقت اپنی جوتیاں اُتاریں اور پھینک دیں''۔ یعنی پاؤں سے جوتے اُتار دیئے اور قبروں کے بیچ ننگے پاؤں چلنے لگا۔

سوال: قبرستان میں جوتی پہن کر جانا اور چارپائی پر سونا اور گھوڑا باندھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قبروں پر چلنے کی ممانعت ہے جبکہ جوتا پہننا، سخت توہینِ اموات مسلمین ہے۔ ہاں جو قدیم راستہ قبرستان میں ہو جس میں قبر نہیں، اِس میں چلنا جائز ہے اگرچہ جوتا پہنے ہو۔ قبروں پر گھوڑے باندھنا، چارپائی بچھانا، سونا، اور بیٹھنا سب حرام ہے۔

عذابِ قبر سے بچانے والی چیزیں:

''حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، کہ ایک دن حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہ ایک شخص کی روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت تشریف لائے مگر اُس (مرنے والے) کا ماں باپ کی اطاعت کرنا سامنے آ گیا اور وہ بچ گیا اور ایک شخص پر عذاب چھا گیا لیکن اُس کے وضو نے اُسے بچالیا۔ ایک شخص کو شیاطین نے گھیر لیا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر نے اُسے بچالیا۔ ایک شخص کو عذاب کے فرشتوں نے گھیر لیا، اُسے نماز نے بچالیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ پیاس کی شدت سے زبان نکالے ہوئے تھا اور ایک حوض پر پانی پینے جاتا تھا مگر لوٹا دیا جاتا تھا کہ اِتنے میں اُس کے روزے آ گئے اور اُس کو سیراب کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا، کہ انبیاء کرام علیہم السلام حلقے بنائے بیٹھے تھے، وہ اُن کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن دھتکار دیا جاتا تھا کہ اِتنے میں اُس کا غسلِ جنابت آیا اور اُس کو میرے پاس بٹھا دیا ایک شخص کو دیکھا کہ اُس کے ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی تو اُس کا حج وعمرہ آ گیا اور اُس کو منور کر دیا۔

[1] ابوداؤد جلد۲ ص۱۰۴، ابن ماجہ ص۱۱۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۸۰۔

ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کرنا چاہتا ہے لیکن کوئی اُس کو منہ نہیں لگاتا، تو صلۂ رحمی آکر مؤمنین سے کہتا ہے کہ تم اِس سے کلام کرو۔ ایک شخص کے جسم اور چہرے کی طرف آگ بڑھ رہی ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے بچا رہا ہے تو اُس کا صدقہ آگیا اور اُس کو بچالیا۔ ایک شخص کو زبانیہ (خاص قسم کا فرشتہ) نے چاروں طرف سے گھیر لیا لیکن اُس کا اَمر بالمعروف ونہی عن المنکر آیا اور اُسے بچالیا اور رحمت کے فرشتوں کے حوالے کردیا۔ ایک شخص کو دیکھا جو گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے، لیکن اُس کے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے درمیان حجاب ہے مگر اُس کا حُسنِ خلق آیا اور بچالیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ملادیا۔ ایک شخص کو اُس کا صحیفہ بائیں طرف سے دیا گیا تو اُس کا اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرنا آگیا اور اُس کا صحیفہ سیدھے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ ایک شخص کی نیکیوں کا وزن ہلکا رہا، مگر اُس کا سخاوت کرنا آگیا اور نیکیوں کا وزن بڑھ گیا۔ ایک شخص جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا، لیکن اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈرنا آگیا اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص جہنم میں گر گیا لیکن اُس کے وہ آنسو آگئے جو اُس نے خشیتِ الٰہی میں بہائے تھے اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص پل صراط پر کھڑا تھا اور ٹہنی کی طرح لرز رہا تھا، لیکن اُس کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ حُسنِ ظن آیا اور اُسے بچالیا اور وہ پل صراط سے گزر گیا۔ ایک شخص جنت کے دروازے تک پہنچ گیا، لیکن جنت کا دروازہ بند ہوگیا تو توحید کی شہادت آئی اور دروازہ کھل گیا اور وہ جنت میں داخل ہوگیا۔ کچھ لوگوں کے ہونٹ کاٹے جارہے تھے۔ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو اُنہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کے درمیان چغل خوری کرنے والے ہیں۔ کچھ لوگوں کو اُن کی زبان سے لٹکا دیا گیا تھا۔ میں نے (حضرت) جبریل (علیہ السلام) سے اُن کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے بتایا کہ یہ لوگ بے گناہ لوگوں پر الزام لگانے والے ہیں۔ حضرت علامہ قرطبی علیہ الرحمہ سے مروی یہ حدیث پاک بہت عظیم ہے۔ اِس میں اَیسے مخصوص اَعمال کا ذکر کیا گیا ہے جو خاص آفات سے محفوظ رکھیں گے"۔ [۱۲]

---

[۱۲] مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۷۹، شرح الصدور ص ۱۷۸، کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۵۹۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲۵ ص ۲۸۱، کتاب الروح ابن قیم ص ۱۱۰۔

زیارتِ قبور:

زیارتِ قبور کے بارے میں اُمّت کا اتفاق ہے کہ قبروں کی زیارت سُنّت ہے کیونکہ اِس سے زائر کو اپنی موت یاد آتی ہے جس سے دِل میں نرمی، دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔ میّت اپنے زائر کو دیکھتی ہے اور اُن کا کلام سنتی ہے۔

اِجازتِ زیارتِ قبور:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَالَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَآءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا [۱۳] ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا، اَب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا، اَب جب تک چاہو رکھو (اور کھاؤ)۔ میں نے تمہیں شراب کے برتنوں (کو اِستعمال کرنے) سے منع فرمایا تھا، اَب (اِن برتنوں کو استعمال کرو اور) اِن میں (پانی) پیا کرو لیکن نشہ کی چیز نہ پینا''۔

قبروں کی زیارت سے موت یاد آتی ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ [۱۴] ''قبروں کی

---

[۱۳] مجمع الزوائد جلد۳ ص ۵۹، مسلم جلد۱ ص ۳۱۴، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، شرح السنۃ جلد۳ ص ۳۰۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۷۶، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۹۸، نسائی حدیث نمبر ۳۰۳۲، مسند احمد جلد۱ ص ۱۴۵۔ [۱۴] مسلم جلد۱ ص ۳۱۲، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مستدرک حاکم جلد۱ ص ۵۳۲۔۵۳۱، الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۳۵۷، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۷۲، نسائی حدیث نمبر ۳۰۳۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۳۴، مسند احمد جلد۲ ص ۴۴۱۔

زیارت کیا کرو یہ موت کی یاد دلاتی ہیں''۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ** [۱۵] ''میں تمھیں زیارتِ قبور سے منع کیا کرتا تھا، اَب اِن کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہیں''۔

جمعۃ المبارک کے دن زیارتِ قبور:

حضرت محمد بن نعمان تابعی علیہ الرحمہ سے روایت ہے، وہ اِس حدیث شریف کو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے مرفوع بیان کرتے ہیں، فرمایا: **مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَلَهٗ وَكُتِبَ بَرًّا** [۱۶] ''جو اپنے ماں باپ یا اُن میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعۃ المبارک کو زیارت کیا کرے گا تو اُس کی بخشش کی جائے گی اور وہ بھلائی کرنے والوں میں لکھا جائے گا''۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روضۂ انور کی زیارت کرنا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، **كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا وَاضِعٌ ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَادَخَلْتُهٗ وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ** [۱۷] ''میں اپنے گھر میں جس میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ مدفون ہیں، چادر اُتکائے چلی جاتی تھی اور کہتی تھی ایک میرے (عظیم الشان شوہر) ہیں اور دوسرے میرے والد (گرامی) ہیں پھر جب (حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) دفن ہوئے تو اللہ کی قسم (امیر المؤمنین حضرت

---

[۱۵] ابن ماجہ ص ۱۱۴، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۳۲۔۵۳۱، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۵۸۔۳۵۷۔ [۱۶] مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵۹۔۱۷، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۷۱، رواہ مسند احمد، مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۲۲، فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۶۲۔

سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) سے شرم کے باعث بغیر کپڑا لپیٹے اُس گھر میں نہ گئی''۔

(۱) اِس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ میّت کا بعد وفات بھی احترام چاہیے۔

(۲) غیر محرم بزرگوں کی قبور کا احترام اور اُن سے شرم وحیاء چاہیے۔

(۳) قبر کے اندر سے مَیّت باہر والوں کو دیکھتی ہے۔

(۴) اُنہیں جانتی پہچانتی ہے۔

(۵) قبر کی مٹی اور تختے وغیرہ میّت کی آنکھوں کے لیے حجاب نہیں بن سکتے لیکن زائر کا لباس اُن کے جسم کے لیے آڑ ہے۔ لہٰذا میت کو زائر ننگا نہیں دکھائی دیتا۔ یہ قانونِ قدرت ہے۔

اگر قبر گھر میں ہو یا عورت حج یا کسی سفرِ جائز کے لیے گئی ہو اور راہ میں کوئی قبر ملی اُس کی زیارت کر لی بشرطیکہ جزع وفزع وتجدید حزن وبکا ونوحہ وافراط وتفریطِ اَدب وغیرہا منکراتِ شرعیہ سے خالی ہو۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۹ ص ۵۶۲)

راستہ میں واقع قبر کی زیارت:

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں' حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما حبشی کے مقام پر فوت ہوئے۔ اُنہیں مکہ مکرمہ لایا گیا' وہاں اُنہیں دفن کیا گیا۔ ایک مرتبہ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی قبر کے پاس سے گذریں تو اپنے بھائی حضرت عبدالرحمان (رضی اللہ عنہ) کی قبر کی زیارت کی اور یہ دو شعر پڑھے:

(۱) وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً
مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ: لَنْ يَّتَصَدَّعَا

(۲) فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّيْ وَمَالِكًا
لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَّعًا

ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَادُفِنْتَ اِلَّا حَيْثُ مُتَّ لَوْ

شَهِدْتُکَ مَازُرْتُکَ [۱۸]

(۱) ہم دونوں ایسے (بہن بھائی) تھے جیسے بادشاہ جزیمہ کے دو ہم نشین کہ ایک ساتھ رہے برسوں زمانے میں یہاں تک کہ لوگ کہتے تھے کبھی جدا نہ ہوں گے۔

(۲) پھر ہم دونوں جدا جدا ہو گئے تو گویا کہ میں اور مالک باوصف مدتوں ساتھ رہنے کے ایسا معلوم ہو کہ گویا ایک رات بھی ساتھ نہ رہے۔

پھر اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم اگر میں (اُس وقت تیرے پاس) ہوتی تو تم کو وہیں دفن کرواتی جہاں تم مرے تھے اور اگر میں تمہیں موت کے وقت دیکھ لیتی تو اَب کبھی قبر پر نہ آتی''۔

(۱) اِس سے مسئلہ معلوم ہوا اگر راستے میں کسی عزیز کی قبر آجائے تو عورت اُس کی زیارت کرسکتی ہے۔

(۲) اِس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے بہن بھائی جن کی مرتے وقت زیارت نہ کی گئی ہو اُن کے مرنے کے بعد عورت اُن کی قبر کی ایک بار زیارت کرسکتی ہے۔

عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے:

بحرالرائق جس میں ہے کہ اَلْاَ صَحُّ اَنَّ الرُّخْصَةَ ثَابِتَةٌ لَّهُمَا ''صحیح یہ ہے کہ رخصت مردوں عورتوں دونوں کے لیے ثابت ہے۔ اُسی میں ہے۔

لَا يَنْبَغِيْ لِلنِّسَآءِ اَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْجَنَازَةِ لِاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَاهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ الْعُرْفُ مَازُوْرَاتٍ غَيْرَ مَاجُوْرَاتٍ [۱۹]

''عورتوں کو جنازے کے ساتھ نہیں جانا چاہیے۔ اِس لیے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُن کے لیے اِس کی ممانعت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ اگر جائیں گی تو ثواب سے خالی جبکہ گناہ سے بھاری ہو کر پلٹیں گی''۔

اِتباعِ جنازہ جو کہ فرضِ کفایہ ہے جب اُس کے لیے عورتوں کا نکلنا ناجائز ہوا

---

[۱۸] جامع ترمذی حدیث نمبر ۱۰۵۵، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۲۔ [۱۹] فتاویٰ رضویہ طبع جدید جلد ۹ ص ۵۶۳، بحوالہ بحرالرائق (کتاب الجنائز) ایچ۔ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی جلد ۲ ص ۱۹۰ (طبع جدید)۔

تو زیارتِ قبور جو کہ صرف مستحب ہے اُس کے لیے نکلنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

ردّالمحتار وفتح الخالق میں ہے:۔

''اگر یہ زیارت غم تازہ کرنے اور رونے چلانے کے لیے ہو جیسا کہ عورتوں کی عادت ہے تو ناجائز ہے اور اسی پر یہ حدیث شریف محمول ہے: لَعَنَ اللّٰہُ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ یا لَعَنَ زَوَّاتِ الْقُبُوْرِ [۲۰] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی لعنت اُن عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔'' اور اگر عبرت حاصل کرنے، روئے بغیر رحم کھانے اور قبورِ صالحین سے برکت لینے کے لیے ہو تو جماعتِ مسجد کی حاضری کی طرح بوڑھیوں کے لیے حرج نہیں اور جوانوں کے لیے مکروہ ہے''۔ [۲۱]

شروع اسلام میں زیارتِ قبور مردوں، عورتوں سب کو ممنوع تھی کیونکہ لوگ اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے۔ اندیشہ تھا کہ بُت پرستی کے عادی ہونے کی وجہ سے اَب قبروں کی پوجا نہ شروع کردیں۔ جب اُن میں اسلام راسخ ہوگیا تو یہ ممانعت منسوخ کردی گئی۔

اَلْاِذْنُ فِیْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ لِلرِّجَالِ عِنْدَ عَامَّۃِ اَھْلِ الْعِلْمِ وَ اَمَّا النِّسَآءِ فَقَدْ رَوٰی اَبُوْھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ [۲۲] قَالَ بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ اِنَّ ھٰذَا کَانَ قَبْلَ اَنْ یُّرَخَّصَ فِیْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَلَمَّا رَخَّصَ عَمَّتِ الرُّخْصَۃُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَمِنْھُمْ مَنْ کَرِہَ لِلنِّسَاءِ لِقِلَّۃِ صَبْرِھِنَّ وَ کَثْرَۃِ جَزْعِھِنَّ [۲۳]

''مَردوں کو خاص طور پر زیارتِ قبور کی اجازت فرمائی گئی ہے اور عام طور پر

---

[۲۰] مشکوٰۃ ص ۱۵۴ حدیث نمبر ۱۷۷۰، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۲، کنز العمال حدیث نمبر ۴۵۰۳۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۷۸، نسائی حدیث نمبر ۲۰۴۳، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۷۵، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۷، ۳۵۶، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۵۶، ابن حبان حدیث نمبر ۷۸۹۔ [۲۱] فتاویٰ رضویہ طبع جدید جلد ۹ ص ۵۶۳، بحوالہ ردّ المحتار (مطلب فی زیارۃ القبور) ادارہ الطباعۃ المصریہ مصر جلد ۱ ص ۶۰۸۱

[۲۲] شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۲، مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۱۴، نسائی حدیث نمبر ۲۰۴۳، جامع ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۴۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۷۵، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۷۰، مرقاۃ جلد ۴ ص ۲۲۲۔

[۲۳] بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۵۲۔

عورتوں کو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں کی زیارت کے لیے جائیں''۔ بعض اہلِ علم نے فرمایا ہے یہ زیارتِ قبور کی رُخصت دینے سے قبل کا حکم ہے جب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے رُخصت عنایت فرمادی تو مَردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی رُخصت ہوگئی بعض علماء نے کہا نہیں بلکہ عورتوں کو زیارتِ قبور مکروہ ہے اِس لیے کہ اِن کو صبر کم ہوتا ہے اور جزع وفزع، رونا چیخنا چلانا بہت ہوتا ہے''۔

حضرت اِمام قاضی علیہ الرحمہ سے استفتاء ہوا کہ عورتوں کا مقابر کو جانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا: ایسی جگہ جواز وعدم جواز نہیں پوچھتے۔ یہ پوچھو کہ اُس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے۔ جب عورت گھر سے قبور کی طرف چلنے کا اِرادہ کرتی ہے تو اللہ (عزوجل) اور اُس کے فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے۔ جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو تمام اَطراف سے شیطان اُسے گھیر لیتا ہے، جب قبر تک پہنچتی ہے تو میّت کی روح اُس پر لعنت کرتی ہے اور جب واپس آتی ہے تو اللہ (سبحانہ وتعالیٰ) کی لعنت میں ہوتی ہے''۔ [۲۴]

عورت کے لیے گھر سے نکلنے کی وجوہات:

دُرِّ مختار میں ہے:۔ عورت اپنے گھر سے نہ نکلے مگر اپنے حق کے لیے یا اپنے اُوپر کسی کے حق کے لیے یا ہر جمعۃ المبارک میں ایک بار والدین کی زیارت کے لیے یا سال میں ایک بار دیگر محارم کی ملاقات کے لیے یا اِس وجہ سے کہ وہ دایہ ہے یا میّت کو نہلانے والی ہے (حج بھی اِسی حکم میں ہے) اِن کے علاوہ صورتوں میں نہ نکلے، اگر شوہر نے اِجازت دی تو دونوں گنہگار ہوں گے''۔ [۲۵]

عورتوں کا زیارتِ قبور کرنا:

اِمام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔ ''میں سوائے حاضری روضۂ اَنور کہ جو واجب یا قریبِ واجب ہے، مزاراتِ اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا باتباع غنیّہ علامہ محقق ابراہیم حلبی علیہ الرحمہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔ خصوصاً

---

[۲۴] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی (فصل فی الجنائز) ص ۵۹۵ سہیل اکیڈمی لاہور۔
[۲۵] فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۶۱، بحوالہ درمختار کتاب النکاح (باب المہر) مطبع مجتبائی دہلی جلد ۱ ص ۲۰۲۔

اِس طوفانِ بدتمیزی، رقص ومزامیر وسرود میں جو آج کل جہّال نے اور اَعراس طیّبہ میں برپا کر رکھا ہے۔ اِس کی شرکت تو میں مردوں عوام النّاس کے لئے بھی پسند نہیں کرتا چہ جائیکہ کہ عورتوں کے لیے جو نازک شیشیاں ہیں''۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۹ص ۵۴۱)۔

قبرِ اَنور پر چہرہ رکھنا:

اَقْبَلَ مِرْوَانُ یَوْمًا فَوَجَدَ رَجُلاً وَاضِعًا وَجْهَهٗ عَلَى الْقَبْرِ فَاَخَذَ مِرْوَانُ بِرَقَبَتِهٖ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرِیْ مَاتَصْنَعُ فَاَقْبَلَ عَلَیْهِ فَقَالَ نَعَمْ اِنِّیْ لَمْ اٰتِ الْحَجَرَ اِنَّمَا جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ اٰتِ الْحَجَرَ a۲۵ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَا تَبْكُوْا عَلَى الدِّیْنِ اِذَا وَلِیَهٗ اَهْلُهٗ وَلٰكِنْ اِبْكُوْا عَلَى الدِّیْنِ اِذَا وَلِیَهٗ غَیْرُ اَهْلِهٖ ۲۶

''مروان نے اپنے زمانۂ تسلط میں ایک صاحب کو دیکھا کہ (حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی) قبر (اَنور) پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہیں۔ مروان نے اُن کی گردن مبارک پکڑ کر کہا، جانتے ہو یہ کیا کر رہے ہو؟ اِس پر اُن صاحب نے اُس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ہاں، میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا، میں تو رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ میں اینٹ پتھر کے پاس نہیں آیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے، دین پر نہ روؤ جب اِس کا اہل اُس پر والی ہو۔ ہاں! اُس وقت دین پر روؤ جبکہ نااہل والی ہو''۔

یہ صحابی حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ تعظیم قبر اور روحِ مطہر میں فرق نہ کرنا مروان کی جہالت ہے۔ وہ لوگ مروان کا ترکہ ہیں جو زیارتِ قبور اور احترام قبور اور تعظیمِ روحِ مطہر کا شعور نہیں رکھتے۔ تعظیمِ قبر سے جُدا ہو کر تعظیمِ روح کریم رؤف ورحیم کی برکت لینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سُنّت ہے اور اہلِ سُنّت و جماعت کو اِن کی میراث ملی ہے۔ وللہ الحمد (فتاویٰ رضویہ جلد۹ص ۳۲۱)۔

---

a۲۵ مجمع الزوائد جلد۵ص ۲۴۵، مستدرک حاکم جلد۴ حدیث نمبر ۵۱۵ص ۵۶۰، مسند احمد جلد۵ص ۴۲۲، فتاویٰ رضویہ جلد۹ص ۵۴۔ ۲۶ مجمع الزوائد جلد۵ص ۲۴۵، کنز العمال جلد۶ص ۸۸، حدیث نمبر ۱۴۹۶۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۴ص ۱۵۸ حدیث نمبر ۳۹۹۹، مسند احمد جلد ۵ ص ۴۲۲، فتاویٰ رضویہ جلد۹ص ۵۲۱ (چھاپہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)۔

زیارتِ قبور کے وقت کیا کہیں؟

قبروں والوں کو سلام:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِقُبُوْرِ الْمَدِیْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَیْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ [۲۷] ''نبی (کریم رؤف ورحیم) ﷺ مدینہ (منورہ) میں کچھ قبروں پر سے گزرے تو اُن کی طرف اپنا چہرہ (مبارک) فرمایا اور پھر فرمایا: ''اے قبروں والو! تم پر سلام ہو، اللہ (عزوجل) ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہم سے اگلے ہو، (پیشرو ہو، پہلے گزر گئے ہو) اور ہم تمہارے پیچھے ہیں۔'' (یعنی تم ہم سے پہلے چلے گئے ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں)۔

مسئلہ: آپ ﷺ قبور کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوتے کہ زیارتِ قبور کے وقت اِس طرح کھڑے ہونا چاہئے۔

۱۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع تشریف لے جاتے اور اِن دُعائیہ کلمات سے اہلِ قبور کو نوازتے: اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَتَاكُمْ مَاتُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ [۲۸]

''اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو، تم سے جس چیز کا وعدہ تھا وہ تمہیں مل گئی۔ کل کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے اور اِنشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ (جل جلالک) بقیع غرقد والوں کو بخش دے''۔

۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم

---

[۲۷] ترمذی جلد۱ص ۲۰۳، دارمی جلد۱ص ۳۳، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۲ص ۱۰۸، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۷۲۰، کتاب الاذکار حدیث نمبر ۱۵۲، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۵۶۱-۳۱۱۲۲، مسند احمد جلد۳ص ۴۸۹، البدایہ والنہایہ جلد۵ص ۲۲-۲۸، [۲۸] مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مسلم جلد۱ص ۳۱۱، شرح السنۃ جلد۳ص ۳۰۶۔

ﷺ اُنہیں یعنی ہمیں سکھاتے تھے کہ جب قبروں پر جائیں تو یوں کہیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ ۲۹

''اے مومنین اور مسلمانوں کے گھر والو! تم پر سلام ہو انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ (عزوجل) سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں''۔

شرح السنۃ میں ''لَاحِقُوْنَ کے بعد اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ'' کے الفاظ بھی ہیں۔ ۳۰ (یعنی تم ہمارے پیش خیمہ ہو)

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا قبرستان جا کر پہلے سلام کرنا پھر قبرستان والوں سے گفتگو کرنا سُنّت ہے۔ اِس کے بعد دُعا و اِستغفار کے ذریعے اہل قبور کو ایصالِ ثواب کیا جائے۔ اِس سے معلوم ہوا مردے باہر والوں کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں اور اُن کا کلام سنتے ہیں، ورنہ اُنہیں سلام جائز نہ ہوتا۔

۳۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے ایک رات آپ ﷺ کو بستر میں نہ پایا، تلاش کے بعد دیکھا کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں ہیں اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَاِنَّا بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَھُمْ ۳۱ ''سلام ہو تم پر اے گھر والو! جو مومنین ہیں تم ہمارے پیشِ خیمہ ہو اور ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہمیں اِن کے ثواب سے محروم نہ کر اور اِن کے بعد ہمیں آزمائش میں مت ڈالنا''۔

۵۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں زیارتِ قبور میں کیا کہا کروں؟ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: (زیارت قبور کے وقت) یوں کہا کرو:-

---

۲۹ مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مسلم جلد ۱ ص ۳۱۴، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۵۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۹، ابن ماجہ ص ۱۱۲۔ ۳۰ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۴۔ ۳۱ ابن ماجہ ص ۱۱۲۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ یَرْحَمُ اللّٰہُ وَالْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ۳۲ ''مومنوں مسلمانوں کے گھر والوں کو سلام ہو اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہمارے اگلے پچھلوں پر رحم فرمائے اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں''۔

ابنِ قیم الجوزی نے ''کتاب الروح'' میں لکھا: ھٰذَا خِطَابٌ لِّمَنْ یَّسْمَعُ وَ یَعْقِلُ وَلَوْلَا ذٰلِکَ لَکَانَ ھٰذَا الْخِطَابُ بِمَنْزِلَۃِ خِطَابِ الْمَعْدُوْمِ وَالْجَمَادِ ۳۳ ''اِس قسم کا خطاب اُس سے کیا جاتا ہے جو سنتا اور سمجھتا ہو ورنہ یہ خطاب ایسا ہوگا جیسا معدوم اور جمادات سے ہوتا ہے''۔ (جو صحیح نہیں ہے)

ابنِ قیم الجوزی نے مزید لکھا ہے:

وَالسَّلَفُ مَجْمَعُوْنَ عَلٰی ھٰذَا وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْاٰثَارُ عَنْھُمْ بِاَنَّ الْمَیِّتَ یَعْرِفُ زِیَارَۃَ الْحَیِّ لَہٗ وَیَسْتَبْشِرُ بِہٖ ۳۴ ''اَسلاف کا اِس پر اتفاق ہے کہ مردے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں اور اُن سے خوش ہوتے ہیں''۔

مذکورہ بالا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ رات کے آخری حصہ میں بقیع تشریف لے جاتے اور زیارتِ قبور فرماتے۔ اِس دُعا: -اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ کی وجہ سے بعض مومن بقیع میں دفن ہونے کی تمنا کرتے ہیں تاکہ اِس خصوصی دُعا میں وہ بھی شامل ہو جائیں۔

میّت پہچانتی ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: اِنَّ الْمَیِّتَ لَیَعْرِفُ مَنْ یَّحْمِلُہٗ وَمَنْ یُّغَسِّلُہٗ وَ مَنْ یُّدْلِیْہِ فِی الْقَبْرِ ۳۵ ''میت اُسے پہچانتی ہے جو اُسے اُٹھاتا ہے اور جو اُسے غسل دیتا ہے اور جو اُسے قبر میں اُتارتا ہے''۔ اور حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں،

---

۳۲ مسلم جلد ا ص ۳۱۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۹، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۶۰، مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۵۷۵۔۵۷۴۔ ۳۳ کتاب الروح ص ۵۔ ۳۴ کتاب الروح ص ۵۔ ۳۵ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۱، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۱۰، تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۴۳۷، مسند احمد جلد ۳ ص ۳، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۳۳۴۔

وَاِذَامَاتَ الْمَیِّتُ فَمَامِنْ شَیْءٍ اِلَّا وَھُوَ یَرَاہُ عِنْدَ غُسْلِہٖ وَعِنْدَ حَمْلِہٖ حَتّٰی یَصِلَ اِلٰی قَبْرِہٖ ۳۶ ''جب آدمی مرجائے تو جو لوگ اُسے غسل دیتے ہیں اور اُس کو اُٹھاتے ہیں، تمام لوگوں کو وہ دیکھتا ہے حتیٰ کہ وہ قبر میں پہنچ جائے''۔

مُردوں کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچاننا:

ابن ابی الدنیا نے ''کتاب القبور'' میں اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے، آپ فرماتی ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ رَجُلٍ یَزُوْرُ قَبْرَ اَخِیْہِ وَ یَجْلِسُ عِنْدَہٗ اِلَّا اِسْتَاْنَسَ وَرَدَّ عَلَیْہِ حَتّٰی یَقُوْمَ ۳۷ ''جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت پر پہنچتا ہے تو وہ اُس سے اُنس حاصل کرتا ہے اور اُس کی باتوں کا جواب دیتا ہے''۔

(۲) ابنِ ابی الدنیا اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے الشعب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے: اِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرٍ یَعْرِفُہٗ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ رَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ وَ عَرَفَہٗ وَ اِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَا یَعْرِفُہٗ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ رَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ ۳۸ ''جب کوئی مسلمان اپنے متعارف شخص کی قبر پر سے گزرتا ہے اور اُس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُس کو جواب دیتا ہے نیز اُسے پہچان کر سلام کرتا ہے اور اگر ایسی قبر پر سے گزرتا ہے جس کو نہیں پہچانتا مگر اُس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُسے بھی جواب دیتا ہے۔ نیز ابنِ ابی الدنیا نے کتاب القبور میں یہ روایت بیان کی ہے، اور ابنِ عبداللہ علیہ الرحمہ نے کتاب الاستذکار میں اور تمہید میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہی روایت بیان کی ہے۔ ابنِ قیم الجوزی نے کتاب الروح میں لکھا ہے۔

ابنِ عبدالبر علیہ الرحمہ سے روایت ہے، یہ بات رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے ثابت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَمُرُّ عَلٰی قَبْرِ اَخِیْہِ کَانَ یَعْرِفُہٗ فِی الدُّنْیَا فَیُسَلِّمُ عَلَیْہِ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ رُوْحَہٗ

---

۳۶ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۱۰، تفہیم البخاری جلد ۷ ص ۴۳۷-۴۳۷ ۳۷ شرح الصدور ص ۱۹۶، کتاب الروح لابن قیم الجوزی ص ۱۴-۱۵ ۳۸ شرح الصدور ص ۱۹۶، کتاب الروح ص ۱۴۔

حَتّٰی یَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ ۳۹ ’’جو مسلمان کسی ایسے مسلمان کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جسے وہ زندگی میں جانتا تھا اور اُس پر سلام کرتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کی روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اُس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے‘‘۔

صاحبِ مشکوٰۃ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ بحوالہ صحیح مسلم ’’کتاب الجنائز‘‘ کے باب ’’دَفْنُ الْمَیِّتِ‘‘ کی تیسری فصل میں نقل فرمایا ہے‘ فرماتے ہیں: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ اُنہوں نے اپنے فرزند سے بحالتِ موت فرمایا: اِذَا اَنَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِیْ نَائِحَۃٌ وَّلَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِیْ فَشُنُّوْا عَلَیَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِیْمُوْا حَوْلَ قَبْرِیْ قَدْرَمَا یُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَ یُقَسَّمُ لَحْمُھَا حَتّٰی اَسْتَأْنِسَ بِکُمْ وَ اَعْلَمَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِہٖ رُسُلَ رَبِّیْ؟ ۴۰ ’’جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے اور نہ آگ‘ جب تم مجھے دفن کر لو تو مجھ پر مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے اردگرد اِس قدر یعنی اُتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر اُونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت تقسیم کیا جائے تاکہ تم سے مجھے اُنس ہو اور جان لوں کہ میں رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں؟‘‘۔

دفن کے متعلق مسائل:

ایک یہ کہ قبر پر مٹی آہستگی سے ڈالی جائے‘ کیونکہ ’’شن‘‘ آہستہ مٹی ڈالنے کو کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ دفن کے بعد قبر کے آس پاس حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا سُنّت ہے۔ تیسرے صاحبِ قبر حاضرین کو جانتا پہچانتا ہے اور اُن کی موجودگی میں اُس کی وحشتِ قبر دُور ہوتی ہے‘ اُنس حاصل ہوتا ہے۔ چوتھے یہ کہ حاضرین کا میّت کو بعد دفن تلقین کرنا یعنی کلمہ‘ تکبیر یا تسبیح سنا کر اُسے سوالاتِ نکیرین کے جوابات بتانا سُنّت ہے۔

---

۳۹ کتاب الروح ص۵‘ ابن کثیر جلد۳ ص۳۷۵۔ ۴۰ مشکوٰۃ ص۱۴۹‘ مرآۃ جلد۲ ص۴۹۷‘ مسلم جلد۱ ص۷۶‘ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ ص۹۸‘ کتاب الروح ص۱۱۔

مرنے کے بعد کلام

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

اِن کا نسب یوں ہے: زید بن ثابت بن ضحاک بن حارثہ بن ثعلبہ اِنہی کو ابنِ خارجہ خزرجی انصاری (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں۔ یہ ابن مندہ نے ''ذکر الصحابہ'' میں بیان کیا ہے لیکن ٹھیک یہ ہے کہ زید بن خارجہ بن ابی زہیر الانصاری الخزرجی (رضی اللہ عنہ) ہیں''۔

شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّيَ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَهُوَ الَّذِيْ تُكُلِّمَ بَعْدَالْمَوْتِ قَالَهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَ اِبْنُ عَبْدِالْبَرِّ وَ قِيْلَ بَلْ هُوَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

''بدر میں شامل ہوئے اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان (ذوالنورین رضی اللہ عنہ) کی خلافت میں وفات پائی۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے وفات کے بعد بھی گفتگو کی ہے جیسا کہ ابونعیم اور ابن عبدالبر (رحمہما اللہ تعالیٰ) نے لکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بعد مرگ کلام کرنے والے خارجہ بن زید (رضی اللہ عنہ) تھے مگر قولِ اوّل صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

محولہ بالا واقعہ ابنِ تیمیہ صاحب کے شاگرد ابنِ قیم الجوزی نے اپنی کتاب ''جلاء الافہام'' میں لکھا ہے۔ جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۱ (چھاپہ دارالکتب العلمیۃ بیروت) جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۴ (چھاپہ مکتبۃ المتنبی القاہرہ) جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۱ (المکتبۃ النوریہ الرضویہ بالجامعہ البغدادی گلبرگ فیصل آباد) کتاب تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۳۵۳ (چھاپہ دارالفکر بیروت)

مذکورہ بالا روایت کا ترجمہ: قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب غیر مقلد کی ترجمہ شدہ کتاب ''الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام'' ص ۱۵ (چھاپہ ادارہ ضیاء الحدیث مدنی روڈ مصطفیٰ آباد لاہور) سے من وعن پیش کیا گیا ہے۔

سوالات وجوابات

ازفتاویٰ رضویہ شریف

سوال: جب بزرگوں کے مزارات شریف پر جائیں تو فاتحہ شریف کس طرح سے پڑھا کریں اور فاتحہ شریف میں کون کون سی چیزیں پڑھا کریں؟ [1]

جواب: مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر موا جہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز کے ساتھ باادب سلام عرض کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ دُرود شریف تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار، پھر درود شریف سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزّ وجل سے دُعا کرے کہ اِلٰہی! اِس قرأت پر مجھے اِتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اُتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اِسے میری طرف سے اِس بندۂ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اُس کے لیے دُعا کرے اور صاحبِ مزار کی روح کو اللہ عزّوجلّ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے، پھر اُسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا قبر پر جانے سے مُردہ کو معلوم ہوتا ہے کہ میرا کوئی عزیز آیا یا کوئی شخص آیا، اور زندہ کو مُردہ کی قبر پر جانے سے مُردہ کو کسی قسم کی تکلیف یا راحت ہوتی ہے یا نہیں، اور وہ کچھ پڑھ کر ثواب بخشے تو مُردہ کو علم ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: قبر پر جو کوئی جائے مُردہ دیکھتا ہے اور جو کچھ کلام کرے وہ سنتا ہے اور جو ثواب پہنچائے مُردہ کو پہنچتا ہے، اگر کوئی عزیز یا دوست جائے تو اُس کے جانے سے مُردہ کو راحت اور فرحت ملتی ہے جیسے دُنیا میں۔ یہ سب مضامین صحاح اَحادیث میں وارد ہیں۔ [2]

---

[1] فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۲۲ (چھاپہ رضا فاؤنڈیشن لاہور) [2] گذشتہ صفحات میں احادیث مبارکہ لکھی جا چکی ہیں۔

سوال: زید کسی عزیز کی قبر پر ہر روز جاتا تھا پھر جانا بند کر دیا، مسئلہ یہ دریافت طلب ہے کہ اُس مردہ کو زید کے آنے اور جانے سے کسی قسم کی تکلیف یا راحت ہوتی تھی یا نہیں؟

جواب: اِس کا جواب سوال سابق میں آ گیا' بے شک اعزّہ واحباب کے جانے سے اَموات کو فرحت ہوتی ہے اور دیر لگانے سے اُن کا اِنتظار رہتا ہے۔

سوال: کیا ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرنا بعد نمازِ فجر افضل ہے یا بعد نمازِ عصر یا مغرب؟ اور بعد نمازِ مغرب زیارت کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: زیارت ہر وقت جائز ہے، مگر شب میں تنہا قبرستان نہ جانا چاہئے اور زیارت کا افضل وقت روزِ جمعہ بعد نمازِ صبح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: زید قبرستان میں جا کر اِس طرح پر فاتحہ شریف پڑھتا ہے کہ اوّل قبرستان کے دروازے پر کھڑے ہو کر تمام اہلِ قبور کی اَرواح کو ثواب بخشتا ہے پھر اپنے کسی عزیزِ خاص یا کسی اہل اللہ کی قبر پر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھ کر ایک ایک کو جُدا جُدا ثواب بخشتا ہے تو کیا جُدا جُدا قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے سے اُس کے عزیز جیسے والدین و بھائی بہن وغیرہ کو کچھ ثواب یا فرحت بہ نسبتِ دیگر اہلِ قبور کے زیادہ ہوگا یا نہیں؟ اور اِس جُدا جُدا قبر پر جانے سے والدین کا حق اور ولی کا مرتبہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: بلاشُبہ اِس صورت میں جس جس کے لئے جُدا فاتحہ شریف پڑھے گا اُسے ثواب زائد پہنچے گا اور فرحت زیادہ ہوگی اور والدین واعزّہ کی قبر پر جُدا جُدا جانے سے اُنس حاصل ہوگا جیسے حیات میں۔ اور ولی کے مزار پر جُدا حاضر ہونے میں اُس کی خاص تعظیم ہے جو ایک عام بات میں شامل کرنے سے نہیں ہو سکتی۔ زید کا یہ فعل بہت اَحسن ہے' مگر اِس کا لحاظ لازم ہے کہ جس قبر کے پاس بالخصوص جانا چاہتا ہے اُس تک قدیم راستہ ہو، اگر قبروں پر سے ہو کر جانا پڑے تو اِجازت نہیں۔ سرِ راہ دُور کھڑے ہو کر ایک قبر کی طرف متوجہ ہو کر اِیصالِ ثواب کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: زیارتِ قبور کے وقت قرآنِ مجید پڑھ کر بخشنے والے کو بھی کچھ ثواب ملے گا یا نہیں کیونکہ زید کہتا ہے کہ بخش چکے تو پھر ہمارے پاس کیا رہ گیا، آیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟

اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ ۳ تو کیا اِحسان کا بدلہ اِحسان بھی جاتا رہا؟

جواب: زید غلط کہتا ہے وہ دُنیا کی حالت پر قیاس کرتا ہے کہ ایک چیز دوسرے کو دے دیں تو اپنے پاس ہی نہ رہے۔ وہاں کی باتیں یہاں کے قیاس پر نہیں، صحیح حدیث میں فرمایا گیا کہ جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے اُن کی رُوحیں شاد ہوں اور یہ اُن کے ساتھ نیکوکار لکھا جائے اور دونوں کو پورے حج کا ثواب ملے اور اُس کے ثواب سے کچھ کم نہ ہو۔ اِس کی نظیر دُنیا میں علم ہے کہ جتنا تقسیم کیجئے اَوروں کو ملتا ہے اور اپنے پاس سے کچھ نہیں گھٹتا بلکہ بڑھ جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا قبرستان میں کلام شریف یا پنج سورہ قبر کے نزدیک بیٹھ کر تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قبر کے پاس تلاوت زبانی یا دیکھ کر ہر طرح جائز ہے جبکہ لوجہ اللہ ہو اور قبر پر نہ بیٹھے، نہ کسی قبر پر پاؤں رکھ کر وہاں پہنچنا ہو اور اگر بغیر اِس کے وہاں تک نہ جا سکے تو قبر کے نزدیک تلاوت کے لیے جانا حرام ہے بلکہ کنارے ہی سے جہاں تک بغیر کسی قبر کو روندے جا سکتا ہے، تلاوت کرے۔

دُرِّ مختار میں ہے:۔

(ترجمہ) ''قبرستان کے اَندر اَیسے راستے پر چلنا ممنوع ہے جس کے بارے میں گمان ہو کہ وہ نیا بنالیا گیا ہے یہاں تک کہ جب اپنی میّت کی قبر تک کسی دوسری قبر کو پامال کئے بغیر نہ پہنچ سکتا ہو تو وہاں تک جانا ترک کرے۔ رات کو دفن کرنا اور قبر کے پاس تلاوت کرنے والوں کو بٹھانا مکروہ نہیں''۔ ۴ یہی مختار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا قبر پر سبزی یا پھول یا اگربتی رکھنا، جلانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قبر پر سبزی پھول ڈالنا اچھا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

قبروں پر گلاب وغیرہ کے پھول رکھنا اچھا ہے۔ ردالمحتار میں ہے:۔ ''پھول جب تک تر رہتا ہے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی تسبیح کر کے میّت کا دِل بہلاتا ہے اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ)

---

۳ الرحمٰن: ۶۰۔ ۴ درمختار باب الصلوٰۃ الجنائز جلد ۱ ص ۱۲۶۔

کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ اِس بات سے اور حدیث پاک کے اِتباع کے لحاظ سے اِس کا مندوب (یعنی نمائندہ) ہونا اخذ ہوتا ہے۔ اِسی پر اِس کا قیاس بھی ہوگا جو ہمارے زمانے میں آس وغیرہ کی شاخیں رکھنے کا دستور ہے۔ ۵

اگر بتی قبر کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائے کہ اِس میں سوءِ اَدب اور بدفالی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: سَقْفُ الْقَبْرِ حَقُّ الْمَیِّتِ ۶ (قبر کی چھت حقِ میّت ہے)۔ ہاں قریب قبر خالی زمین پر رکھ کر سلگائیں کہ خوشبو ہے۔

سوال: بوسۂ قبر کا کیا حکم ہے؟

جواب: بعض علماء اِجازت دیتے ہیں اور بعض روایات بھی نقل کرتے ہیں ''کشف الغطاء'' میں ہے:

(ترجمہ) کفایۃ الشعبی میں قبرِ والدین کو بوسہ دینے کے بارے میں ایک اثر نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اِس صورت میں کوئی حرج نہیں اور شیخ بزرگ نے بھی شرح مشکوٰۃ میں بعض آثار میں اِس کے وارد ہونے کا اِشارہ کیا اور اِس پر کوئی حرج نہیں۔ ۷

مگر جمہور علماء مکروہ جانتے ہیں تو اِس سے احتراز ہی چاہیے۔ ''اشعۃ اللمعات'' میں ہے: مسح نہ کند قبر را بدست و بوسہ نہ دہد آں را۔ ۸ ''قبر کو ہاتھ نہ لگائے، نہ ہی بوسہ دے۔''

مدارج النبوۃ شریف میں ہے۔

(ترجمہ) قبرِ والدین کو بوسہ دینے کے بارے میں ایک روایت حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ ذکر کرتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ ناجائز ہے۔ ۹ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: قبر کا طواف کرنا کیسا ہے؟

جواب: بعض علماء نے اِجازت دی ''مجمع البرکات'' میں ہے: گرد قبر تین بار طواف کرسکتا ہے۔ ۱۰ مگر راجح (یعنی قابل ترجیح) یہ کہ ممنوع ہے۔ حضرت مولانا علی قاری

---

۵ ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ادارۃ الطباعۃ المصریۃ مصر ۱/۶۰۱۔ ۶ فتاویٰ ہندیۃ جلد ۵ ص ۳۵۱ (نورانی کتب خانہ پشاور۔ ۷ کشف الغطاء (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۲۶۔ ۸ اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۷۱۶۔ ۹ مدارج النبوۃ ذکر نماز گزاردن آنحضرت ﷺ خلف ابوبکر الخ مکتبہ نوریہ رضویہ جلد ۲ ص ۴۲۴۔ ۱۰ مجمع البرکات۔

علیہ الرحمہ ''منسک متوسط'' میں تحریر فرماتے ہیں: اَلطَّوَافُ مِنْ مُّخْتَصَّاتِ الْكَعْبَةِ الْمَنِيْفَةِ فَيَحْرُمُ حَوْلَ قُبُوْرِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْاَوْلِيَآءِ [۱۱] طواف' کعبہ کی خصوصیات سے ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام واولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی قبروں کے گرد حرام ہوگا۔ مگر اِسے مطلقاً شرک ٹھہرا دینا۔ محض باطل وغلط اور شریعتِ مطہرہ پر افتراء ہے۔

سوال: قبر کس قدر بلند کرنی جائز ہے؟

جواب: ایک بالشت یا کچھ زائد۔ فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ يُسَنِّمُ قَدْرَ شِبْرٍ [۱۲] فِيْ رَدِّالْمُحْتَارِ اَوْاَكْثَرَ شَيْئًا قَلِيْلًا بَدَائِعُ [۱۳] ایک بالشت کی مقدار کوہان کی طرح بنادی جائے (درمختار) یا کچھ زیادہ کردی جائے، بدائع۔

حلیہ میں ہے:

تَحْمِلُ الْكَرَاهَةَ عَلَى الزِّيَادَةِ الْفَاحِشَةِ وَ عَدَمُهَا عَلَى الْقَلِيْلَةِ الْمُبْلِغَةِ لَهُ مِقْدَارُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اَوْمَا فَوْقَهُ قَلِيْلًا. [۱۴] وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ۔

''کراہت بہت زیادہ اُونچی کرنے پر محمول ہے اور عدمِ کراہت قلیل زیادتی پر جو ایک بالشت کی مقدار ہو یا اِس سے کچھ زائد''۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا پیر و مرشد کے مزار کا طواف کرنا اور مزار شریف اور مزار شریف کی چوکھٹ کو بوسہ دینا اور آنکھوں سے لگانا اور مزار سے اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹ کے' ہاتھ باندھے ہوئے واپس آنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مزار شریف کا طواف کہ محض بہ نیتِ تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطّواف مخصوص بخانہ کعبہ معظّمہ ہے۔ مزار شریف کو بوسہ نہ دینا چاہیے۔ علماء کرام کی آراء اِس میں مختلف ہیں۔ لہٰذا بہتر ہے بچنا اور اِسی میں اَدب زیادہ ہے۔ آستانہ بوسی میں حرج نہیں اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز کہ اِس سے شرع میں ممانعت نہ آئی اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا ہو منع نہیں ہوسکتی قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ [۱۵] ''اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشاد ہے: حکم نہیں مگر اللہ (عزوجل) کا''۔ ہاتھ باندھے

---

[۱۱] منسک متوسط مع ارشاد الساری دار الکتب العربی بیروت ص ۳۴۲۔ [۱۲] درمختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۵۔ [۱۳] رد المحتار باب صلوٰۃ الجنائز ادارۃ الطباعۃ المصریۃ مصر ۱/۶۰۱۔ [۱۴] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی۔ [۱۵] یوسف: ۴۰۔

اُلٹے پاؤں واپس آنا ایک طرزِ اَدب ہے اور جس اَدب سے شرع نے منع نہ فرمایا ہو اُس میں حرج نہیں۔ ہاں اگر اِس میں اپنی یا دوسرے کی ایذا کا اندیشہ ہو تو اُس سے احتراز کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: مزاراتِ اولیائے کرام علیہم رحمۃ المنعام کے چومنے کو کفر یا شرک کہنا کیسا ہے؟

جواب: فی الواقع بوسۂ قبر میں علماء مختلف ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک امر ہے جو دو چیزوں داعی و مانع کے درمیان دائر ہے' داعی محبت ہے اور مانع اَدب تو جسے غلبۂ محبت ہو اُس پر مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور عوام کے لیے منع ہی احوط (بہتر) ہے۔ ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مزارِ اکابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو، پھر تقبیل کی کیا سبیل؟ (یعنی چومنا کیسے ہوسکتا ہے؟) عالمِ مدینہ علامہ سیّد نورالدین سمہودی قدس اللہ سرّہٗ ''خلاصۃ الوفاء شریف'' میں جدارِ مزارِ انور کے چھونے و چومنے وطواف سے ممانعت کے اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں:

(ترجمہ) یعنی ''حضرت اِمام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادہ اِمام عبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والدگرامی سے پوچھا کوئی شخص نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف کو چھوئے اور بوسہ دے اور ثوابِ اِلٰہی کی اُمید پر ایسا ہی قبر شریف کے ساتھ کرے، فرمایا، اِس میں کچھ حرج نہیں''۔ [۱۶]

سیّد قدس سرہٗ فرماتے ہیں: [۱۷] حضرت اِمام احمد علیہ الرحمہ نے یہ حدیث بسندِ حسن روایت فرمائی ہے۔ نیز فرماتے ہیں: ابنِ عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بسندِ صحیح ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ شام کو چلے گئے تھے ایک رات خواب دیکھا کہ حضورِ اَقدس صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے فرماتے ہیں: اے بلال! یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ ہماری زیارت کو حاضر ہو؟ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصدِ زیارتِ اَقدس سوار ہوئے۔ مزار پُر اَنوار پر حاضر ہو کر

---

[۱۶] وفاء الوفا الفصل الرابع فی آداب الزیارۃ والمجاورۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۱۴۰۴۔

[۱۷] وفاء الوفا الفصل الثانی فی بقیۃ ادلۃ الزیارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۱۳۵۹۔

رونا شروع کیا اور منہ قبر شریف پر ملتے تھے۔ ۱۸ حضرت امام حافظ عبدالغنی علیہ الرحمہ وغیرہ اکابر فرماتے ہیں۔ یعنی زیارتِ اقدس کے لیے شدالرحال کرنے میں (یعنی سفر کے لئے کجاوے باندھنے میں) ہم فقط خواب پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ اس پر کہ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے یہ عمل کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بکثرت موجود تھے اور اُنہیں معلوم ہوا اور کسی نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔ ۱۹

عالم مدینہ (سیّد نورالدین سمہودی علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں:۔

(ترجمہ) ''خطیب بن حملہ علیہ الرحمہ نے ذکر کیا کہ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے قبرِ انور پر اپنے دونوں رخسار رکھے اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما اپنا داہنا ہاتھ اُس پر رکھتے۔ پھر کہا شک نہیں کہ محبت میں استغراق اس میں اذن پر باعث ہوتا ہے اور اس سے مقصود تعظیم ہے اور لوگوں کے مرتبے مختلف ہیں جیسے زندگی میں تو کوئی بے اختیارانہ اس کی طرف سبقت کرتا ہے اور کسی میں تحمل ہے وہ پیچھے رہتا ہے۔ اور ابن ابی الصیف علیہ الرحمہ اور امام محبّ طبری علیہ الرحمہ'' سے نقل کیا کہ مزاراتِ اولیاء کو بوسہ دینا جائز ہے اور اسمٰعیل تیمی علیہ الرحمہ سے نقل کیا کہ المنکدر تابعی علیہ الرحمہ کو ایک مرض لاحق ہوتا کہ کلام دشوار ہو جاتا وہ کھڑے ہوتے اور اپنا رخسارہ قبرِ انور سیّدِ اطہر صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھتے، کسی نے اس پر اعتراض کیا، فرمایا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ اقدس سے شفاء حاصل کرتا ہوں''۔ ۲۰

علامہ شیخ عبدالقادر فاکہی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کتابِ مستطاب ''حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل'' میں فرماتے ہیں:

(ترجمہ) ''خلوت میں جہاں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی جاہل کا وہم اس کے سبب کسی ناجائز شرعی کی طرف جائے گا ایسے وقت بارگاہِ اقدس کی مٹی اور آستانہ پر اپنا منہ اور رخسار اور ڈاڑھی رگڑنا مستحب اور مستحسن ہے جس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا مگر

---

۱۸ وفاء الوفا الفصل الثانی فی بقیۃ ادلۃ الزیارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/۱۳۵۶۔ ۱۹ وفاء الوفا الفصل الثانی فی بقیۃ ادلۃ الزیارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/۱۳۵۷۔ ۲۰ وفاالوفاء الفصل الرابع فی آداب الزیارۃ والمجاورۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/۱۴۰۶۔

اِس کے لیے جس کی نیت اچھی ہو اور افراطِ شوق اور غلبۂ محبت اُسے اِس پر باعث ہو''۔ ۲۱ پھر فرماتے ہیں:

(ترجمہ):''علاوہ بریں میں تجھے یہاں ایک ایسا تحفہ دیتا ہوں جس سے معنی تجھ پر ظاہر ہو جائیں وہ یہ کہ اِمام اجل تقی الملہ والدین سبکی علیہ الرحمہ دارالحدیث کے اُس بچھونے پر جس پر حضرت اِمام نووی قدس اللہ سرہ العزیز قدمِ مبارک رکھتے تھے، اُن کے قدم کی برکت لیتے اور اُن کی زیارت تعظیم کے شہرہ دینے کو اپنا چہرہ اُس پر مَلا کرتے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ دارالحدیث میں ایک لطیف معنی ہیں جن کے ظاہر کرنے کا مجھے عشق ہے کہ شاید میرا چہرہ پہنچ جائے اُس جگہ پر جس کو قدمِ نووی علیہ الرحمہ نے چھُوا تھا اور ہمارے شیخ تاج العارفین اِمام سُنّت خاتمۃ المجتہدین آستانۂ بیت الحرام حطیم شریف پر جہاں حضرت سیّدنا اسمٰعیل علیہ السلام کا مزارِ کریم ہے، اپنا چہرہ اور داڑھی ملا کرتے تھے''۔ ۲۲ بالجملہ یہ کوئی اَمر ایسا نہیں جس پر اِنکار واجب کہ اَکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اور جملہ آئمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے تو اِس پر شورش کی کوئی وجہ نہیں۔ اگرچہ ہمارے نزدیک عوام کو اِس سے بچنے ہی میں اِحتیاط ہے۔

حضرت اِمام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی ''حدیقۂ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ'' میں فرماتے ہیں: (ترجمہ):''جب کسی مسئلہ کا ہمارے مذہب یا دیگر آئمہ کے مذہب پر جواز نکل سکتا ہو تو وہ ایسا گناہ نہیں کہ اُس پر اِنکار اور اُس سے منع کرنا واجب ہو، ہاں گناہ وہ ہے کہ اُس کے حرام ہونے اور اُس کے منع ہونے پر اجماع ہو''۔ ۲۳ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا قبروں کا بوسہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ زیارتِ قبور کی نشست و برخاست کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: قبروں کا بوسہ لینا نہ چاہیے۔ زیارتِ قبر میّت کے مواجہ میں کھڑے ہو کر ہو اور

---

۲۱ حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل (بحوالہ فتاوٰی رضویہ جلد ۹ ص ۵۳۱)۔ ۲۲ حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل۔ ۲۳ حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ نوع ۱۳۳ الکلام فی حال الخطبۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۳۰۹۔

اُس کی پائنتی کی طرف سے جائے کہ اُس کی نگاہ کے سامنے ہو، سرہانے سے نہ آئے کہ اُسے سر اُٹھا کر دیکھنا پڑے، سلام وایصالِ ثواب کے لیے اگر دیر کرنا چاہتا ہے۔ رُوبقبر بیٹھ جائے اور پڑھتا رہے، اگر ولی کا مزار شریف ہے تو اُس سے فیض لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا قبورِ شہداء یا اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ پر جا کر اور قبر شریف ہی پر مالیدہ یا شیرینی مع پھول وغیرہ نیاز کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: قبورِ مسلمین کی زیارت سُنّت اور مزاراتِ اولیاء کرام وشہداء رحمہم اللہ تعالیٰ کی حاضری سعادت بر سعادت اور اُنہیں ایصالِ ثواب مندوب وثواب۔ اور مالیدہ و شیرینی خصوصیاتِ عرفیہ میں اگر وجوب نہ جانے حرج نہیں اور قبر پر لے جانے کی نہ ضرورت نہ اِس میں معصیّت۔ ہاں اُسے شرعاً لازم جانے بغیر اُس کے فاتحہ شریف کا قبول نہ سمجھے تو یہ اعتقاد فاسد ہے، اِس اعتقاد سے احتراز لازم ہے۔ قبورِ مسلمین خصوصاً قبورِ اولیاء پر پھول چڑھانا حسن ہے، فتویٰ عالمگیری وغیرہ میں اِس کی تصریح فرمائی مگر شیرینی وغیرہ جو اِس قسم کی چیزیں لے جائے اُس کو قبر پر نہ رکھے۔ یہ ممنوع ہے۔

سوال: جس شہید یا ولی اللہ کے مزار شریف کا حال ہم کو معلوم نہیں ہے کہ آیا کسی کا مزار شریف ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس کا ہے؟ مرد اہلِ اسلام، یہودی یا نصاریٰ یا عورت یہود یا نصاریٰ یا مسلمان کا تو اِس مزار شریف پر فاتحہ شریف پڑھنا بطریق مذکور نیاز وغیرہ کرنا کیسا ہے، چاہیے یا نہیں؟

جواب: جس قبر کا یہ بھی حال معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان کی ہے یا کافر کی، اُس کی زیارت کرنی، فاتحہ دینی ہرگز جائز نہیں مسلمان کی قبر کی زیارت سُنّت ہے اور فاتحہ مستحب اور قبرِ کافر کی زیارت حرام اور اُسے ایصالِ ثواب کا قصد کفر۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:....وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ط [۲۴] ''اُس کی قبر پر کھڑے بھی نہ ہونا۔'' اور فرمایا:....وَمَالَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ ۲۵ ''اُس کے لیے آخرت میں کوئی حصّہ نہیں۔'' اور فرمایا:....اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَھُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ۲۶۰ ''بیشک اللہ (عزوجل) نے اِن دونوں کو کافروں پر حرام کیا''۔

---

[۲۴] التوبہ:۸۴۔ [۲۵] البقرہ:۲۰۰۔۱۰۲۔ [۲۶] الاعراف:۵۰۔

تو جو امر سُنّت وحرام مستحب وکفر میں متردد ہو وہ ضرور ممنوع وحرام ہے۔

سوال: کسی ولی اللہ یا شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف پر پھول یا کپڑے کی چادر منّت مان کر چڑھانا کیسا ہے، چاہیے یا نہیں؟

جواب: یہ منّت کوئی شرعی نہیں ''اِس لیے کہ اِس کی جنس سے کوئی واجب نہیں''۔ ہاں پھول چڑھانا حسن ہے کما تقدم (جیسا کہ گزر چکا) اور قبورِ اولیائے کرام قدس اللہ باسرارہم پر چادر بقصد تبریک ڈالنا مستحسن ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ط .... ۲۷ ''وہ اِس سے زیادہ قریب ہے کہ پہچان ہو جائے تو اُنہیں ایذا نہ دی جائے''۔

اِمام عارف باللہ علامہ سیّدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی نے ''کشف النور عن اصحاب القبور'' ۲۸ میں اِس کی تصریح فرمائی، پھر علامہ شامی علیہ الرحمہ نے ''عقود الدریہ'' میں اِسے نقل کیا اور مقرر رکھا۔

سوال: شیخ نے مرید کو وصیّت کی تھی کہ میری قبر کا کل سامانِ روشنی وقرآن خوانی ولنگر خانہ عرس وغیرہ کا تم اِنتظام کرنا۔ چنانچہ مرید نے بموجب وصیّت تمام اِنتظام کیا۔ کل اخراجات کا متکفل ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ جو لوگ چادر وشیرینی ونقد وجنس مزار پر چڑھاتے ہیں وہ کس کا حق ہے؟ اُس مرید کا جس نے یہ سب سامان اور اخراجات کئے اور جو خادم ہے یا وہ فرزندِ شیخ کا؟

جواب: چادر جو مزار پر ڈالی جائے وہ کسی کا حق نہیں، نہ اُس مرید خادمِ مزار کا، نہ فرزندِ صاحبِ مزار کا، نہ وہ وقف ہو بلکہ وہ ڈالنے والے کی مِلک پر رہتی ہے، جیسے کفن کہ تبرعاً کسی نے میّت کو دیا۔ درمختار میں ہے: لَا یَخْرُجُ الْکَفَنُ عَنْ مِلْکِ الْمُتَبَرِّعِ ۲۹ ''کفن تبرع کرنے والے (یعنی بطور احسان دینے والے) کی مِلک سے نہیں نکلتا''۔ ردالمحتار میں ہے۔

لَوِ افْتَرَسَ الْمَیِّتَ سَبُعٌ کَانَ لِلْمُتَبَرِّعِ لَا لِلْوَرَثَۃِ ۳۰ ''اگر

---

۲۷ الاحزاب: ۵۹۔ ۲۸ کشف النور عن اصحاب القبور مع الحدیقۃ الندیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۴۔ ۲۹ درمختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۱۔ ۳۰ ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ادارۃ الطباعۃ المصریۃ، مصر ۱/۵۷۱۔

میّت کو کسی درندے نے کھالیا تو کفن جو رہ گیا وہ تبرع کرنے والے کا ہوگا ورثہ کا نہیں"۔

باقی اور چڑھاوے اگرچہ وہ چادریں ہی ہوں جو مزار شریف پر نہ ڈالیں نہ اُس پر ڈالنے کو دیں بلکہ دیگر نذور کی طرح سمجھیں، اُن میں عرف عام یہ ہے کہ خادمِ مزار شریف ہی ان کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ اِسی قصد سے لوگ لاتے اور اُس کا اِنتفاع و تصرف دیکھتے، جانتے، روا رکھتے ہیں وَالْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْطِ (معروف، مشروط کی طرح ہے)۔ تو وہ خدمت والا ہی اُن کا مالک ہے، ترکہ نہیں کہ فرزند کو جائے اور اِس قسم کے چڑھاوے شرع میں کہیں مطلقاً منع نہیں، نہ یہ نذورِ شرعی، بلکہ عرف ہے کہ اکابر کے حضور جو کچھ لے جاتے ہیں اُسے نذر کہتے ہیں، جیسے بادشاہ کی نذریں گزریں۔ بعض متاخرین نے میّت کے لیے منّت ماننے کو منع کیا ہے۔ وہ صورت یہاں عام مواقع میں نہیں، اکثر چڑھاوے منّت ہی نہیں ہوتے، نہ یہ نذر شرعی نذر۔ لہٰذا اِمام علامہ عارف باللہ سیّدی عبدالغنی ابن سیّدی اسمٰعیل بن عبدالغنی قدس سرہٗ القدسی **حدیقہ ندیہ شریف** میں فرماتے ہیں:۔

(ترجمہ:) "اِسی قبیل سے ہے قبروں کی زیارت اور اولیاء صالحین کے مزارات شریف سے برکت لینا اور کسی بیمار کی شفایابی یا کسی غائب کی آمد کی شرط کر کے اُن کے لیے نذر پیش کرنا کہ دراصل یہ قبروں کے خدّام پر صدقہ سے مجاز ہے جیسا کہ فقہا نے اُس شخص کے بارے میں فرمایا: جو فقیر کو زکوٰۃ دے اور اُسے قرض کہے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اِس لیے کہ اِعتبار معنی کا ہے لفظ کا نہیں۔ اِسی طرح غنی پر صدقہ ہو تو ہبہ وعطیہ ہے اور فقیر کو ہبہ ہو تو صدقہ ہے"۔ [۳۱]

سوال: کیا مُردہ کے نام کا کھانا جو امیر وغریب کو کھلاتے ہیں کس کو کھانا چاہیے اور کس کو نہیں؟ اور یوں بھی کہتے ہیں کہ مُردہ کے نام کا کھانا مصلّی امیر وغریب سب کو کھلاتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مُردے کا کھانا صرف فقراء کے لیے ہو، عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں

---

[۳۱] الحدیقۃ الندیۃ فی الطریقۃ المحمدیۃ الخلق الناس والاربعون الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد جلد۲ص۱۵۱۔

یہ منع ہے، غنی نہ کھائے۔ (جیسا کہ ''فتح القدیر'' اور ''مجمع البرکات'' میں ہے)۔

سوال: بزرگوں کے مزار شریف پر عرسوں میں یا اُس کے علاوہ بھی عورتیں جاتی ہیں یا ناپاکی کی حالت میں، بھلائی کی طلب میں، حاجت برآری کے لیے اور وہاں ٹھہرتی ہیں اور اُن کے لیے ٹھہرنے کے لیے وہی قبرستان ہے، آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر یہ باتیں بُری ہیں تو اُس بزرگ میں تصرف اور قوت اُس کے روکنے کی ہے یا نہیں؟ اور یہ کہا جاتا ہے کہ دربارِ بزرگان میں آنے والے اُن کے مہمان ہیں، یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ بزرگ لوگ اپنے مزار سے تصرف نہیں کر سکتے اور یہ دلیل لاتے ہیں کہ اگر وہ تصرف کر سکتے تو وہاں رنڈیاں گاتی ہیں، ناچتی ہیں، بجاتی ہیں، عورتیں غیر محرم رہتی ہیں، اُن کے بچے پیشاب وغیرہ کرتے ہیں تو کیوں نہیں روکتے، یہ کہنا اور اِس کی یہ دلیل صحیح ہے یا نہیں؟ اِس کا کیا جواب؟

جواب: عورتوں کو مقابرِ اولیاء و مزاراتِ عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔ اولیاء کرام کا مزارات شریف سے تصرف کرنا بیشک حق ہے اور وہ بیہودہ دلیل محض باطل ہے۔ اصحابِ مزارات دارِ تکلیف میں نہیں، وہ اِس وقت محض اہلِ تکوینیہ کے تابع ہیں سینکڑوں ناحفاظیاں لوگ مسجدوں میں کرتے ہیں، اللہ عزوجل تو قادرِ مطلق ہے کیوں نہیں روکتا؟ حاضرانِ مزار مہمان ہوتے ہیں مگر عورتیں ناخواندہ مہمان۔

سوال: کیا بزرگوں کے مزار شریف سے جو چراغ کی روشنی غیبی ہوتی ہے یہ کیسی ہے اور اِس سے صاحبِ مزار شریف کی بزرگی ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر منجانب اللہ ہے تو ضرور بزرگی ثابت ہوتی ہے اور اگر بزرگی ثابت ہے تو منجانب اللہ ہے، ورنہ اَمر متحمل ہے، شیطان بھی بہت کرشمے دکھاتا ہے۔ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اَزواجِ مطہرات سے ایک بی بی جب اَندھیرے میں جاتیں تو ایک شمع روشن ہوجاتی، ایک روز حضور نے ملاحظہ فرمایا: اُسے بجھا دیا اور فرمایا کہ یہ شیطان کی جانب سے ہے، پھر ایک ربانی نور اُن کے ساتھ فرمادیا۔ (جیسا کہ ''بہجۃ الاسرار'' اور ''معدن الانوار'' میں ہے)۔

سوال: کیا بزرگوں کے مزار پر فاتحہ شریف، قرآنِ مجید پڑھنے اور کھڑے ہوکر

وسیلہ چاہنے کے لیے عمارت بنادے اور عُرس کرے کرائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے (جیسا کہ ''مجمع بحارالانوار'' میں ہے۔ت) ہاں منکراتِ شرعیہ مثل رقص ومزامیر سے بچنا لازم ہے۔

سوال: قبر پر درخت لگانا، دیوار کھینچنا یا قبرستان کی حفاظت کے لیے اُس کے چاروں طرف کھود کر جس میں جدید قدیم قبریں بھی ہیں، محاصرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حفاظت کے لیے حصار بنانے میں حرج نہیں اور درخت اگر سایۂ زائرین کے لیے ہوں تو اچھا ہے مگر قبر سے جُدا ہوں۔

سوال: کسی بزرگ کے روضۂ پاک کے گرد قبریں ہیں اور وسعتِ جگہ کے لیے اُس قبہ سے لگا کر اُسی گرد کے قبر پر مثل سائبان کے پایہ زینہ دے کر چھپر ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی قبر پر کوئی پایہ چننا جائز نہیں۔

سوال: ظاہر ولی اللہ یعنی زندہ اور صاحبِ مزار ولی اللہ سے ظاہر طریقہ سے ہمکلام ہونے کی کوئی خبر ہے یا نہیں؟

جواب: بکثرت ہیں کہ اِمام جلال الدین (سیوطی) کی شرح الصدور وغیرہ میں مذکور ہیں۔

سوال: کوئی شخص اپنی زندگی میں قل شریف کرائے، فاتحہ شریف پڑھوائے، آیا جائز ہے یا نہیں اور اُس کا ثواب اپنے لیے بعد وفات رکھے۔ یعنی یہ کہے کہ میرے مرنے کے بعد مجھے اِس کا ثواب ملے۔

جواب: جائز ہے اور قبول ہوا تو ثواب ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: زیارتِ قبور میں عورتوں کے واسطے کیا حکم ہے؟ دیگر کسی کے بزرگوں کے پاس سے پشت در پشت کسی اولیاء اللہ کی مجاوری اور خدمت گزاری ملی ہے تو فاتحہ دینا اُس قبر پر یا صندل چڑھانا، غلاف چڑھانا، مجاور مرد لوگ موجود ہو کر عورت کو جائز ہے، اُس مزار شریف پر ہمیشہ مرد مجاور رہا کرتے ہیں، وہ عورت مجاوروں کے خاندان سے ہے مگر نہایت بدچلن ہے، اُس عورت کو کیا اختیار ہے؟

جواب: عورتوں کو زیارتِ قبور منع ہے۔ حدیث میں ہے: لَعَنَ اللّٰہُ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ ۳۲ ''اللہ کی لعنت اُن عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں''۔ مجاور مردوں کو ہونا چاہیے۔ عورت مجاور بن کر بیٹھے اور آنے جانے والوں سے اِختلاط کرے یہ سخت بُرا کام ہے۔ عورت کو گوشہ نشینی کا حکم ہے، نہ یوں مردوں کے ساتھ اِختلاط کا، جس میں بعض اَوقات مردوں کے ساتھ اُسے تنہائی بھی ہوگی اور یہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا کوئی آدمی قبرستان میں ایک مسلمان قبر پر بزرگ سمجھ کر اُس کی قبر پر درگاہ بنا کر کوئی تاریخ مقرر کر کے ہر سال میلہ لگاتا ہے، ہر پیر و جوان عورت واسطے عرض کے لئے وہاں جمع ہوتی ہیں بلکہ عورت، مرد کا مجمع کثیر ہوتا ہے اور بڑے بڑے عہدہ دار یا ہندو کو دعوت دے کر بلاتے ہیں جس میں ڈھول باجے اور فونوگرام وغیرہ بھی بجتا ہے اور عورت لوگ اُس بزرگ کی قبر پر پھول، خصی مرغے، سرنی وغیرہ چڑھاتے ہیں اور اُس قبرستان پر پیشاب پاخانہ کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا ہے، اِس درگاہ کی شرکت کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز یا ناجائز اور شرکت کرنے والے کو بُرا سمجھیں یا اچھا اور اِس درگاہ کا متولی چھوٹی قوم ہے، مونچھ داڑھی سے زیادہ رکھتا ہے اور ہاتھ میں لوہے کا مالا پہنتا ہے اور ہاتھ میں لوہے کا چھرا رکھتا ہے اور لوگوں کو گالی فحش دیتا ہے اور لوگ جو شرکت کرتے ہیں اُسے بزرگ اور پیر سمجھتے ہیں۔ اَیسے لوگوں کی نماز پڑھنا جائز یا ناجائز، اِس لیے دُور رہنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: اولیائے کرام کے مزارات پر ہر سال مسلمانوں کا مجمع ہو کر قرآنِ مجید کی تلاوت یا اور مجالس کرنا اور اُس کا ثواب اَرواحِ طیبہ کو پہنچانا جائز ہے، جبکہ منکرات شرعیہ مثل رقص و مزامیر وغیرہا سے خالی ہو۔ عورتوں کو قبور پر ویسے جانا نہ چاہیے نہ کہ مجمع میں بے حجابانہ اور تماشے کا میلہ کرنا اور فونو وغیرہ بجوانا۔ یہ سب گناہ ناجائز ہیں، جو شخص اَیسی باتوں کا مرتکب ہو اُسے اِمام نہ بنایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

---

۳۲ عمدۃ القاری شرح البخاری باب زیارۃ القبور ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۶۹/۸۔

میّت سنتی ہے

اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ○ وَمَآ اَنْتَ بِھٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِھِمْ ط اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَھُمْ مُّسْلِمُوْنَ○ (النمل:۸۱۔۸۰) ''بے شک تمہارے سنائے نہیں سنتے' مردے اور نہ تمہارے سنائے بہرے پکار سنیں جب پھریں پیٹھ دے کر اور اندھوں کو گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں۔ تمہارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں''۔

ایسی ہی دو آیاتِ مبارکہ سورۂ روم میں بھی (آیت نمبر ۵۲ اور ۵۳) ہیں وہاں ''اِنَّکَ'' کی بجائے ''فَاِنَّکَ'' کا ہے' باقی الفاظ ایک جیسے ہیں۔ اِن کے علاوہ ایک اور آیتِ مبارکہ ہے جس میں ارشادِ مبارک ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ ج وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ○ (فاطر:۲۲) ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) سناتا ہے جسے چاہے اور تم نہیں سنانے والے جو قبروں میں پڑے ہوئے ہیں''۔

محولہ بالا آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ ''کنزالایمان'' سے لیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ امام اہلسنت' امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا ہے۔

حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمہ اِن آیاتِ مبارکہ کی تشریح اِس طرح فرماتے ہیں:

''یہاں مُردوں سے مراد دِل کے مُردے ہیں یعنی کفار اور اندھوں سے مراد دِل کے اندھے ہیں ورنہ اِن کا مقابلہ ایمان والوں سے نہ کیا جاتا مُردوں کا سننا قرآنی آیاتِ مقدسہ اور احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے اِس کی تفسیر وہ آیت ہے: فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ○ (الحج:۴۶) ''تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں بلکہ وہ دِل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں''۔

کفّار کے پاس بصارت تو ہوتی ہے مگر بصیرت نہیں، بصارت دماغ کی آنکھوں میں اور بصیرت دِل کی آنکھوں میں ہوتی ہے۔ ہدایت کا مدار بصیرت پر ہے۔ کافر سنی اَن سنی کر دیتا ہے، اللہ عزوجل ایمان والوں سے فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ o وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ o (الانفال:۲۱۔۲۰)

''اے ایمان والو! اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کا حکم مانو اور سن سنا کر اُس سے نہ پھرو اور اُن جیسے نہ ہونا جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور وہ نہیں سنتے''۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ o (الانفال:۲۲) ''بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے، گونگے ہیں، جن کو عقل نہیں''۔

کفار کے بارے میں اِرشادِ ربّ ذوالجلال والاکرام ہے: اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا o (الفرقان:۴۴) ''یا یہ سمجھتے ہو کہ اِن میں بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں (ہرگز نہیں) وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ اُن سے بھی بدتر گمراہ''۔

کافر اور منافق صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ o (البقرۃ:۱۸) ''بہرے، گونگے، اندھے ہیں تو پھر وہ آنے والے نہیں''۔ یعنی کافر چونکہ سننے، بولنے اور دیکھنے کے باوجود مانتے نہیں تھے، اِس لئے فرمایا: یہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں۔

اَلْكُفَّارُ شُبِّهُوْا بِالْمَوْتٰی لِعَدَمِ الْاِنْتِفَاعِ لَهُمْ بِتُسَامِعِ مَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ كَمَا شُبِّهُوْا بِالْاَصَمِّ [1] ''کفار کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مُردوں کو قرآنِ پاک سنانے سے کوئی فائدہ نہیں (اُنہوں نے قرآنِ مجید کے وعظ سے کیا عمل کرنا ہے۔ ہاں! البتہ فوت شدہ مسلمانوں کو قرآنِ مجید کی برکات کا

[1] مظہری جلد ۷ ص ۱۳۱۔

فائدہ حاصل ہوتا ہے) جب کہ آئندہ آیتِ مبارکہ میں کافروں کو بہرہ کہا گیا ہے۔

آیتِ مبارکہ میں ''الموتٰی'' سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل مر چکے ہیں، کفر وشرک پر ڈٹے رہنے سے اُن کی عقل وفہم کے چراغ بجھ گئے ہیں اور غور وفکر کی صلاحیتیں دم توڑ چکی ہیں۔

علامہ خازن ''الموتٰی'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی مَوْتَی الْقُلُوْبِ وَھُمُ الْکُفَّارُ ''مردہ دِل اور وہ کفار ہیں''۔

علامہ بغوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اَلْمَوْتٰی یعنی الْکُفَّار۔

علامہ قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اَلْمَوْتٰی: مَوْتَی الْقُلُوْبِ یعنی ''جن کے دِل مردہ ہیں'' اور ''اَلصُّمُّ'' سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کے کان بہرے ہو چکے ہیں جنہوں نے اپنے گوشِ ہوش میں تعصّب کی اُنگلیاں ٹھونس لی ہیں تا کہ اُنہیں حق کی صدا سنائی نہ دے۔

وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ○ ''اور تمہارے سنائے بہرے پکار نہ سنیں جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں''۔

تفسیر ''قرطبی'' میں: وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ سے مراد ہے:

اَلْکُفَّارُ الَّذِیْنَ ھُمْ بِمَنْزِلَةِ الصُّمِّ عَنْ قُبُوْلِ الْمَوَاعِظِ فَاِذَا اُدْعُوْا اِلَی الْخَیْرِ اَعْرَضُوْا وَوَلَّوْا کَاَنَّھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ [۲] ''کافر یعنی وہ لوگ جو بہروں کی طرح ہیں اور وعظ قبول کرنے سے محروم ہیں جب اُنہیں خیر کی طرف بلایا جائے تو اِعراض کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں جیسا کہ اُنہوں نے سنا ہی نہیں''۔

تفسیر ''فتح القدیر'' میں ہے لَا یَسْمَعُوْنَ الْمَوَاعِظَ [۳] ''وہ وعظ ونصیحت نہیں سنتے''۔

تفسیر ''ضیاء القرآن'' میں زیرِ آیتِ مبارکہ تحریر ہے:۔

''وہ لوگ جن کے دِل مر چکے ہیں کفر وشرک پر پیہم اصرار کے باعث اُن کی عقل وفہم کے چراغ بجھ گئے ہیں اور کسی بات میں سنجیدگی اور متانت سے غور وفکر کی

---

[۲] قرطبی جلد ۷ ص ۱۳ ص ۱۵۴، جلد ۷ جز ۱۴ ص ۳۱۔ [۳] فتح القدیر جلد ۴ ص ۱۸۶۔

صلاحیت دم توڑ چکی ہے''۔ اَلصُّمُّ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دِلوں کے کان بہرے ہو چکے ہیں جنہوں نے اپنے گوشِ ہوش میں تعصب کی اُنگلیاں ٹھونس دی ہیں تا کہ اُنہیں حق کی صدا سنائی نہ دے۔ ۴ یہاں اِتنا یاد رکھیں کہ آیتِ مبارکہ میں اِسْمَاعٌ (یعنی سنانے) کی نفی ہے سَمْعٌ (یعنی سننے) کی نفی نہیں۔ ۵

سورۃ النمل کی آیتِ مبارکہ کا یہ ترجمہ کرنا کہ مردے نہیں سنتے اِنکارِ حقیقت ہے اور سچ چھپانے کے مترادف ہے۔

کافر چونکہ سنی اَن سنی کر دیتے ہیں اِس لئے محولہ بالا آیتِ مبارکہ میں یہ حقیقت بیان فرمائی گئی ہے کہ یہ کافر آپ ﷺ کے سنانے سے نہیں سنتے بلکہ آپ ﷺ کے سنانے سے وہ سنتے ہیں جو ہماری آیاتِ مبارکہ پر اِیمان لاتے ہیں اور مسلمان ہیں''۔

جو آنکھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی آیاتِ مبارکہ اور قدرت کی نشانیاں دیکھ کر بھی نہ مانے وہ اَندھی آنکھ ہے جس کان سے ربّ (ذوالجلال والاکرام) کا کلام نہ سنا جائے وہ بہرہ ہے اور جس زبان سے حمدِ الٰہی اور نعتِ مصطفیٰ کریم رؤف ورحیم ﷺ اور اَحکام الٰہی بیان نہ کئے جائیں وہ گونگی ہے اور کفار سب گونگے، بہرے اور اَندھے ہیں۔

سورۃ النمل اور سورۂ روم اور سورۂ فاطر کی آیاتِ مبارکہ میں ایسے ہی کفار کا ذکر ہے جو سنانے سے بھی نہیں سنتے۔

جو لوگ اِن آیاتِ مبارکہ سے مُردوں کے نہ سننے پر اِستدلال کرتے ہیں، اُن کا اِستدلال غلط ہے چونکہ یہاں ''مردہ'' کفار کو فرمایا گیا ہے اور اِن سے بھی مطلقاً ہر کلام کے سننے کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ پند وموعظت اور کلام ہدایت کے بسمع قبول، سننے کی نفی ہے اور مراد یہ ہے کہ کافر مردہ دِل ہیں کہ نصیحت سے منتفع نہیں ہوتے جس طرح مُردوں کو وعظ ونصیحت نفع نہیں دیتی اِسی طرح کفار کو بھی وعظ ونصیحت نفع نہیں دیتی۔ اِن آیاتِ مبارکہ کے یہ معنی بتانا کہ مردے نہیں سنتے بالکل غلط ہے۔ صحیح احادیثِ مبارکہ سے مُردوں کا سننا ثابت ہے۔

---

۴ تفسیر ضیاء القرآن جلد ۳ ص ۵۸۲۔ ۵ ضیاء القرآن جلد ۳ ص ۴۶۶۔

آج کل یہ بحث بڑے زوروں پر ہے کہ میّت کوئی آواز سن سکتی ہے یا نہیں۔ جو لوگ سماع موتی کا اِنکار کرتے ہیں وہ سورۃ النمل کی آیت نمبر ۸۰ اور سورۃ الروم کی آیت نمبر ۵۲ پیش کرتے ہیں۔ اِس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے:

سب سے پہلے یہ جاننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے کہ موت کیا چیز ہے؟ اور اِس کا مفہوم کیا ہے؟

ابن قیم الجوزی نے کتاب الروح میں اِسے بیان کیا ہے: اَنَّ الْمَوْتَ لَیْسَ بِعَدَمٍ مَحْضٍ وَّ اِنَّمَا هُوَ اِنْتِقَالٌ مِّنْ حَالٍ اِلٰی حَالٍ ۔ ''موت عدم محض اور فناء مطلق کا نام نہیں کہ اِنسان مرے تو بالکل نیست و نابود ہو کر رہ جائے بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہو جانے کو موت کہتے ہیں''۔

روح اور جسم کا باہمی تعلق:

جسم کے ساتھ روح کے تعلق کی چار حالتیں ہیں:

(۱) ماں کے پیٹ میں جب جسم میں روح پھونکی جاتی ہے۔

(۲) جب اِنسان اِس جہاں میں قدم رکھتا ہے۔

(۳) خواب کی حالت میں۔

(۴) عالم برزخ میں اگرچہ روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے لیکن یہ جدائی کلیتاً نہیں ہوتی بلکہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ کسی نہ کسی طرح باقی رہتا ہے۔ اِس تعلق کی وجہ سے وہ اپنے زائر کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اُس کا اِسے علم ہوتا ہے۔

آیتِ مبارکہ کا مقصد عظیم:

آیتِ مبارکہ کا عظیم مقصد یہ ہے کہ توحید و رسالت پر دلائل قاہرہ کافروں کے سامنے پیش کئے گئے، کفار کو بار بار خوبصورت اور دل نشین انداز میں دعوت حق دی گئی۔ اِس کے باوجود یہ لوگ کفر پر اَڑے رہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرمایا: اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ اِن کفار کے طرزِ عمل پر رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔

(۱) اِن کے دِل مر چکے ہیں۔
(۲) اِن کے کانوں سے حق سننے کی طاقت سلب ہوگئی ہے۔
(۳) آپ ﷺ نے فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی میں جانفشانی سے کام لیا ہے۔

مذکورہ بالا زیرِ بحث تینوں آیاتِ مبارکہ میں یہ بات قابلِ نظر ہے کہ اِن میں سے کسی میں بھی یہ نہیں فرمایا: کہ مُردے سن نہیں سکتے بلکہ تینوں آیاتِ مبارکہ میں نفی اِس بات کی کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کے سنائے نہیں سنتے۔

تینوں آیاتِ مبارکہ میں اِس تعبیر وعنوان کو اختیار کرنے کا اِس طرف واضح اِشارہ نکلتا ہے کہ مردوں میں سننے کی صلاحیت تو ہوسکتی ہے مگر ہم بااختیار خود اُن کو نہیں سُنا سکتے۔

اِن تینوں آیاتِ مبارکہ کے بالمقابل وہ آیاتِ مبارکہ جو شہدا کے بارے میں آئی ہیں وہ یہ ثابت کرتی ہیں' کہ شہدا کو اپنی قبروں میں ایک خاص قسم کی زندگی عطا ہوتی ہے اور اِس زندگی کے مطابق اُن کو رزق بھی ملتا ہے اور اپنے پسماندہ متعلقین کے متعلق بھی منجانب اللہ اُن کو بشارت سنائی جاتی ہے۔ آیتِ مبارکہ یہ ہیں:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (آل عمران: ۱۷۰۔۱۶۹) ''اور جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی راہ میں مارے گئے اُنہیں ہرگز مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں' روزی پاتے ہیں' خوش ہیں اِس پر جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُنہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی' جو ابھی اُن سے نہ ملے کہ اُن پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کوئی غم''۔

یہ آیاتِ مبارکہ اِس بات کی دلیل ہیں' کہ مرنے کے بعد بھی روحِ اِنسانی میں شعور اور اِدراک باقی رہتا ہے بلکہ شہدا کے معاملہ میں اِس کے وقوع کی شہادت بھی یہ آیاتِ مبارکہ دے رہی ہیں' جس طرح شہداء کی اَرواح کا تعلق اُن کے اجساد اور قبور کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ اِسی طرح جب اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے تو دوسری

اَموات کو بھی یہ موقع دے سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اَسنادِ صحیح کے ساتھ بیان کرتے ہیں: مَا مِنْ اَحَدٍ یَّمُرُّ بِقَبْرِ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ کَانَ یَعْرِفُهٗ فِی الدُّنْیَا فَیُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ رُوْحَهٗ حَتّٰی یَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ [۶] ''جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور وہ اُس کو سلام کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس مردے کی روح اُس میں واپس بھیج دیتا ہے تا کہ وہ سلام کا جواب دے''۔ اِس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جب کوئی شخص اپنے مردہ مسلمان بھائی کی قبر پر جا کر سلام کرتا ہے تو وہ مردہ اُس کے سلام کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور اِس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس وقت اُس کی روح اِس دُنیا میں واپس بھیج دیتا ہے اِس سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ اوّل یہ کہ مردے سن سکتے ہیں' دوسرے یہ کہ اُن کا سننا اور ہمارا سنانا ہمارے اختیار میں نہیں البتہ اللہ تبارک وتعالیٰ جب چاہے سنا دے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو خوبصورت انداز میں تسلی فرما رہا ہے کہ اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ غم نہ کریں آپ ﷺ نے پوری صلاحیت اور شانِ نبوت کے ساتھ لوگوں تک پیغام پہنچایا ہے یہ لوگ قبول دعوت کی صلاحیت کو کھو چکے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِن کی گم کردہ صلاحیت کو تین مثالوں سے بیان فرمایا ہے۔

(۱) اوّل یہ کہ یہ لوگ قبول حق کے معاملہ میں بالکل مردہ لاش کی طرح ہیں جو کسی کی بات سن کر فائدہ نہیں اُٹھا سکتی۔

(۲) دوسرے یہ کہ اِن کی مثال اُس بہرے آدمی کی طرح ہے جو بہرہ ہونے کے ساتھ ساتھ بات سننا بھی نہیں چاہتا بلکہ جب کوئی سنائے تو اُس سے پیٹھ موڑ کر بھاگتا ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ اِن کی مثال اَندھوں کی سی ہے کہ کوئی اُن کو راستہ دکھانا بھی چاہے تو وہ نہیں دیکھ سکتے۔

اِن تین مثالوں کا ذکر کرنے کے بعد آخر میں فرمایا: اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ

---

[۶] کتاب الروح ص ۵' ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۷۵۔

یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (الروم:۵۳) یعنی ''آپ ﷺ تو صرف ایسے ہی لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو اللہ ﷻ کی آیاتِ مبارک پر ایمان لائیں اور اطاعت قبول کریں''۔

اِس پورے مضمون میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ اِس جگہ سننے سنانے سے مراد محض کانوں میں آواز پہنچنا نہیں بلکہ مراد اِس سے وہ سماع اور سننا ہے جو نفع بخش ہو۔ جو سماع نافع نہ ہو اُس کو قرآنِ مجید نے مقصد کے اعتبار سے عدم سماع سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ آخر آیتِ مبارکہ میں یہ اِرشاد کہ آپ ﷺ تو اُن لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ایمان لائیں''۔

اگر اِس میں سنانے سے مراد محض اُن کے کان تک آواز پہنچانا ہوتا تو قرآنِ مجید کا یہ اِرشاد خلافِ مشاہدہ اور خلافِ واقع ہو جاتا کیونکہ کافروں کے کانوں تک آواز پہنچانے اور اُن کے سننے' جواب دینے کی شہادتیں بے شمار ہیں۔ کوئی بھی اِس کا اِنکار نہیں کر سکتا۔ اِس سے واضح ہوا کہ سنانے سے مراد سماعِ نافع ہے اُن کو مردہ لاش سے تشبیہہ دے کر جو یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اِس کے معنی بھی یہی ہوئے جیسے مردے کوئی بات حق کی سن بھی لیں اور وہ حق قبول کرنا بھی چاہیں تو یہ اُن کے لئے نفع بخش نہیں کیونکہ وہ دنیا کے دارالعمل سے گزر چکے ہیں جہاں ایمان و عمل نافع ہو سکتا تھا۔ مرنے کے بعد برزخ یا محشر میں تو سبھی کافر اور منکر' ایمان اور عمل صالح کی تمنائیں کریں گے مگر وہ وقت اِیمان اور عمل کے قبول ہونے کا وقت نہیں ہوگا۔ اِس لئے اِس آیتِ مبارکہ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ مردے کسی کا کوئی کلام سن نہیں سکتے اِس لئے سماعِ اموات کے مسئلہ سے درحقیقت یہ آیتِ پاک ساکت ہے۔

تفسیر احسن البیان کا مفروضہ:

یہ اِن کافروں کی پرواہ نہ کرنے اور صرف اللہ پر بھروسہ رکھنے کی دوسری وجہ ہے کہ یہ لوگ مردہ ہیں جو کسی کی بات سن کر فائدہ نہیں اُٹھا سکتے یا بہرے ہیں جو سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ راہ یاب ہونے والے ہیں۔

''گویا کافروں کو مردوں سے تشبیہہ دی جن میں حس ہوتی ہے نہ عقل اور

بہروں سے جو وعظ و نصیحت سنتے ہیں نہ دعوت الی اللہ قبول کرتے ہیں۔ (النمل:۸۰ حاشیہ نمبر۶ ص۹۰۴)۔ (یہ غلط کہا گیا ہے کہ اُن میں حس ہوتی ہے نہ عقل بلکہ ان میں حس بھی ہوتی اور فہم وادراک بھی)۔

''جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر روگرداں جارہے ہیں''۔ (تفسیر احسن البیان ص۹۰۴)

یعنی وہ حق سے مکمل طور پر گریزاں اور متنفر ہیں کیونکہ بہرہ آدمی رو در رو بھی کوئی بات نہیں سن پاتا چہ جائیکہ اُس وقت سن سکے جب وہ منہ موڑ لے اور پیٹھ پھیرے ہوئے ہو۔ قرآنِ کریم کی آیتِ مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ''سَمَاعِ مَوْتٰی'' کا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ (بقول احسن التفسیر ص۹۰۴)

''مردے کسی کی بات نہیں سن سکتے''۔ (یہ جھوٹ لکھا ہے)

تفسیر احسن البیان میں لکھا ہے۔ ''البتہ اِس سے صرف وہ صورتیں مستثنیٰ ہوں گی جو سماعت کی کسی نص سے ثابت ہوں گی۔ جیسے حدیث میں آتا ہے کہ مردے کو جب دفنا کر واپس جاتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ (صحیح بخاری رقم ۱۲۷۳ كِتَابُ الْجَنَائِزِ بَابُ الْمَيِّتِ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ (جلد ا ص۱۷۸) مُسْلِمٌ كِتَابُ الْجَنَّةِ بَابُ عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ یا جنگ بدر میں کافر مقتولین کو جو قلیب بدر میں پھینک دیئے گئے تھے نبی ﷺ نے خطاب فرمایا جس پر صحابہ نے کہا ''آپ بے روح جسموں سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ تم سے زیادہ میری بات سن رہے ہیں یعنی معجزانہ طور پر اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ کی بات مردہ کافروں کو سنوادی۔ (صحیح بخاری رقم ۳۷۵۷ کتاب المغازی باب قتل ابی جہل من وعن ص۹۰۵) (مفسر نے یعنی لگا کر اپنا مفروضہ قائم کیا ہے جو صحیح نہیں ہے)

نوٹ: اِن سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بس یہی سنتے تھے اور کوئی نہیں سنتا۔ اَب مطلقاً سننے کی بھی نفی کی جاتی ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا کوئی ایسا ارشادِ مبارک نہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ اِن دو کے سوا کوئی نہیں سنتا۔

سورۂ روم کی آیاتِ مبارکہ کی تشریح از تفسیر احسن البیان:

''بے شک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے''۔

یعنی جس طرح مردے فہم وشعور سے عاری ہوتے ہیں اسی طرح یہ آپ کی دعوت کو سمجھنے اور اُسے قبول کرنے سے قاصر ہیں''۔

''نہ بہروں کو (اپنی) آواز سنا سکتے ہیں''۔

یعنی ''آپ کا وعظ ونصیحت اِن کے لئے بے اثر ہے جس طرح کوئی بہرا ہو اُسے تم اپنی بات نہیں سنا سکتے''۔

''جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر مڑ گئے ہوں''۔

''یہ اُن کے اِعراض اور اِنحراف کی مزید وضاحت ہے کہ مردہ اور بہرہ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ پیٹھ پھیر کر جانے والے ہیں' حق کی بات اِن کے کانوں میں کس طرح پڑ سکتی ہے اور کیونکر اِن کے دِل و دماغ میں سما سکتی ہے؟

''اور نہ آپ اَندھوں کو اُن کی گمراہی سے ہدایت کرنے والے ہیں'' اِس لئے کہ یہ آنکھوں سے کماحقہٗ فائدہ اُٹھانے سے یا بصیرت (دل کی بینائی) سے محروم ہیں۔ یہ گمراہی کی جس دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اِس سے کس طرح نکلیں؟

''آپ تو صرف اُن ہی لوگوں کو سناتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں''۔

''یعنی یہی سن کر ایمان لانے والے ہیں اِس لئے کہ یہ اہل تفکر وتدبر ہیں اور آثارِ قدرت سے مؤثر حقیقی کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں''۔

''پس وہی اطاعت کرنے والے ہیں''۔

یعنی حق کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینے والے اور اُس کے پیروکار''۔

تفسیر احسن البیان: حافظ صلاح الدین یوسف' ترجمہ: محمد جونا گڑھی:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا اِرشاد ہے:-وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۝ (فاطر:۱۹تا۲۲) ''اور اَندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں اور نہ تاریکی اور روشنی اور نہ چھاؤں اور نہ دھوپ' اور زندے اور مردے برابر نہیں ہو سکتے''۔

اندھے سے مراد	=	کافر
آنکھوں والوں سے مراد	=	مومن
اندھیرے سے مراد	=	باطل
اور روشنی سے مراد	=	حق ہے
احیاء سے	=	مومن، یا علماء یا عقل مند
اور اموات	=	کافر، جاہل یا غیر عقل مراد ہیں (احسن البیان)

یہاں صاحب تفسیر نے تسلیم کیا ہے کہ اموات سے مراد کافر ہے، جاہل اور بے عقل ہے۔

صاحبِ تفسیر ابن کثیر کیا کہتے ہیں:

اَیْ لَا تُسْمِعُهُمْ شَیْئًا یَّنْفَعُهُمْ فَكَذٰلِكَ هٰؤُلَآءِ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّفِیْ اٰذَانِهِمْ وَقْرُ الْكُفْرِ وَ لِهٰذَا قَالَ تَعَالٰی (وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْ مُدْبِرِیْنَo وَمَا اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ) اَیْ اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ لَكَ مَنْ هُوَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ ۔السَّمْعُ وَالْبَصَرُ النَّافِعُ فِی الْقَلْبِ وَالْبَصِیْرَةُ الْخَاضِعُ لِلّٰهِ وَلَمَّا جَآءَ عَنْهُ عَلَی السُّنَّةِ الرُّسُلِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ [1] (گو آپ ﷺ انہیں تمام معجزے دکھا دیں) آپ مردوں کو نفع دینے والا کلام نہیں سنا سکتے۔ اسی طرح یہ کفار ہیں کہ ان کے دِلوں پر پردے ہیں ان کے کانوں میں بوجھ ہیں یہ بھی قبولیت کا سننا نہیں سنیں گے۔ یعنی سن کر قبول نہیں کریں گے نہ تو آپ ﷺ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں جب کہ وہ پیٹھ موڑے منہ پھیرے جا رہے ہوں۔

آپ ﷺ اندھوں کو اُن کی گمراہی میں رہنمائی نہیں کر سکتے آپ ﷺ تو اُن کو سنا سکتے ہیں یعنی صرف وہی قبول کریں گے جو کان لگا کر سنیں اور دل لگا کر سمجھیں، ساتھ ہی ایمان و اِسلام بھی اُن میں ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسولِ کریم

---

[1] ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۲۱۔

رؤف ورحیم ﷺ کے ماننے والے ہوں۔

فَاِنَّهٗ تَعَالٰی بِقُدْرَتِهٖ یُسْمِعُ الْاَمْوَاتَ اَصْوَاتَ الْاَحْیَآءِ اِذَا شَآءَ ۸ ''اللہ تبارک وتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے وہ جب چاہے فوت شدہ لوگوں کو زندوں کی آواز سنا سکتا ہے''۔

''آپ ﷺ تو اُنہیں سنا سکتے ہیں جو ایمان والے ہیں''۔

اَیْ خَاضِعُوْنَ مُسْتَجِیْبُوْنَ مُطِیْعُوْنَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ الْحَقَّ وَ یَتَّبِعُوْنَهٗ وَهٰذَا حَالُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْاَوَّلُ مَثَلُ الْکَافِرِیْنَ کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی [اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ ط وَالْمَوْتٰی یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ○ (الانعام: ۳۶)] ''جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے جھکنے والے ہیں اُس کے فرمانبردار ہوں یہ لوگ حق کو سنتے ہیں اور مانتے بھی ہیں یہ حالت ایمان والوں کی ہے اور اِس سے پہلے جو حالت بیان ہوئی وہ کافروں کی ہے جیسے اور آیتِ مبارک میں ہے۔

''آپ ﷺ کی پکار وہی قبول کریں گے جو کان لگا کر سنیں گے''۔

بدر کے کفار مقتولین سے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے خطاب کو اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زبانی سن کر فرمایا: اِنَّهُمُ الْاٰنَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ مَا کُنْتَ اَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ ''آپ ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ وہ اَب بخوبی جانتے ہیں کہ جو میں اُن سے کہتا تھا وہ حق ہے''۔

ابنِ کثیر لکھتے ہیں: وَقَالَ قَتَادَةُ اَحْیَاهُمُ اللّٰهُ لَهٗ حَتّٰی سَمِعُوْا مَقَالَتَهٗ تَقْرِیْعاً وَّ تَوْبِیْخًا وَّ نَقِمَةً وَّالصَّحِیْحُ عِنْدَالْعُلَمَآءِ رِوَایَةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لِمَا لَهَا مِنَ الشَّوَاهِدِ عَلٰی صِحَّتِهَا مِنْ وُجُوْهٍ کَثِیْرَةٍ مِّنْ اَشْهَرِ ذٰلِکَ مَا رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِالْبَرِّ مُصَحَّحًا لَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا مَّا مِنْ اَحَدٍ یَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ کَانَ یَعْرِفُهٗ فِی الدُّنْیَا فَیُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ رُوْحَهٗ حَتّٰی یَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ ۹

۸ ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۷۵۔ ۹ ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۷۵۔

''حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُنہیں زندہ فرمادیا تھا یہاں تک کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی یہ بات اُنہوں نے سن لی تاکہ اُنہیں پوری ندامت اور کافی شرمساری ہو۔ لیکن علماء کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بالکل صحیح ہے کیونکہ اِس کے بہت سے شواہد ہیں۔ حضرت ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً ایک روایت صحت کر کے وارد کی ہے کہ ''جو شخص اپنے بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جسے یہ دنیا میں پہچانتا تھا اور سلام کرتا تھا اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ جواب دے''۔

تفسیر ماجدی:

''آپ مُردوں کو تو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ پھیرے چلے جارہے ہوں اور آپ اندھوں کو بھی اُن کی بے راہی سے راہ پر نہیں لا سکتے آپ تو بس اُنہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں پھر وہ (اُنہیں) مانتے بھی ہیں''۔

یہ معاندین تو مُردوں کی طرح ہیں اِن سے توقع ہی فہم وہدایت کی بے کار ہے۔ مقصود اِس تشبیہ سے یہ ہے کہ جب کوئی نفع حاصل کرنیکا ارادہ ہی نہ کرے بلکہ اِس کے برعکس کا ارادہ کرلے تو کوئی اُسے نفع پہنچا سکتا ہی نہیں۔ آپ کی تبلیغ سے فائدہ اُٹھانے والے وہی ہوسکتے ہیں جو صاحبِ ایمان ہیں۔ (عبدالماجد دریابادی)

اشرف الحواشی سے:

یعنی یہ کافر مُردوں اور بہروں کی طرح ہیں جنہیں دعوت دینا اور کوئی نصیحت کی بات سنانا قطعی سودمند نہیں ہوسکتا خصوصاً جبکہ وہ پیٹھ دے کر بھاگ رہے ہوں''۔ اشرف الحواشی ترتیب (محمد عبدہ الفلاح)

''سنانا اُنہی لوگوں کے حق میں سودمند ہے جو ہماری آیات کو سن کر اُن کا اثر

قبول کرتے ہوں اور اثر قبول کرنا یہی ہے کہ آپ کی پیروی کریں۔ (اشرف الحواشی)

سورۃ النمل:

اُن لوگوں کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں اور اُن میں حقائق کو سمجھنے اور خیر وصواب کو پہچاننے کی صلاحیت باقی نہیں رہی گویا یہ بالکل مردے اور بہرے ہیں اور بہرے بھی ایسے جو حق بات کو محسوس کرتے ہی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ لہٰذا اُنہیں کوئی بات سنائی نہیں جاسکتی۔ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ سے مراد وہ کافر ہیں جن کے دِل مُردہ ہو چکے ہیں۔ (اشرف الحواشی)

محمود الحسن صاحب:

جس طرح ایک مُردہ کو خطاب کرنا یا کسی بہرے کو پکارنا خصوصاً جبکہ وہ پیٹھ پھیرے جا رہا ہو اور پکارنے والے کی طرف قطعاً ملتفت نہ ہو اُن کے حق میں سودمند نہیں۔ یہی حال اُن مکذبین کا ہے جن کے قلوب مر چکے ہیں اور دِل کے بہرے ہو گئے ہیں اور سننے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے کہ اُن کے حق میں کوئی نصیحت نافع اور کارگر نہیں۔ ایک نیٹ یعنی بالکل اَندھے کو جب تک آنکھ نہ بنوائے تم کس طرح راستہ یا کوئی چیز دکھلا سکتے ہو؟ یہ لوگ بھی دل کے اَندھے ہیں اور چاہتے بھی نہیں کہ اَندھے پن سے نکلیں پھر تمہارے دِکھلانے سے وہ دیکھیں تو کیسے دیکھیں؟ نصیحت سنانا تو اُن کے حق میں نافع ہے جو سن کر اثر قبول کریں اور اثر قبول کرنا یہ ہی ہے کہ خدا کی باتوں پر یقین کر کے فرمانبردار بنیں"۔ (محمود الحسن صاحب دیوبندی) زیرِ آیت (النمل:۸۱-۸۰)

احمد علی لاہوری صاحب:

"آپ مردہ دلوں اور کانوں کے بہروں کو کس طرح آواز حق سنا سکتے ہیں اور دِل کے اندھوں کو کس طرح دِکھا سکتے ہیں آپ فقط قرآن پر ایمان لانے والوں کی اِصلاح اِس قرآن سے کر سکتے ہیں"۔ (احمد علی لاہوری)

"باپ اپنے عاق بیٹے کو ہزار بار کہتا ہے وہ میری نہیں سنتا کسی عاقل کے نزدیک اِس کے یہ معنی نہیں کہ حقیقتاً کان تک آواز نہیں جاتی بلکہ صاف یہی مقصود کہ

سنتا تو ہے مانتا نہیں اور سننے سے اُسے نفع نہیں ہوتا''۔

اِس آیتِ مبارکہ میں یہی بات ہے کہ اِس آیتِ مبارکہ کے اختتام پر اللہ ﷻ فرماتا ہے: اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَھُمْ مُّسْلِمُوْنَ o ''آپ ﷺ نہیں سناتے مگر اُنہیں جو ہماری آیات پر یقین رکھتے ہیں تو وہ فرمانبردار ہیں''۔

اور پھر ظاہر ہے کہ پند و نصیحت سے نفع حاصل کرنے کا وقت یہی دنیا کی زندگی ہے مرنے کے بعد نہ کچھ ماننے سے فائدہ نہ سننے سے حاصل۔ قیامت کے دن سبھی کافر ایمان لائیں گے پھر کوئی فائدہ نہیں۔

تو حاصل یہ ہوا کہ جس طرح اَموات کو وعظ سے اِنتفاع نہیں (یعنی نفع نہیں) یہی حال کافروں کا ہے لاکھ سمجھایئے نہیں مانتے''۔

وحید الزماں صاحب کیا کہتے ہیں؟

اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی ''اے پیغمبر تو مُردوں کو نہیں سنا سکتا [۱۰]

آیت میں سنانے کی نفی ہے نہ کہ سننے کی کافروں کو مُردوں سے اِس باب میں تشبیہ دی ہے کہ کافر حق بات کو اِس طرح نہیں سنتے تھے کہ اِس کی اجابت کریں یعنی قبول کریں اور جواب دیں' مُردے بھی جواب نہیں دیتے۔

کیا مُردوں کو اِدراک نہیں؟

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں مُردوں کو فہم و شعور اور ادراک نہیں وہ لوگ علم حدیث کی کمی کا شکار ہیں۔

مُردوں کے فہم و شعور اور ادراک سے متعلق بخاری شریف سے ملاحظہ ہو:

بَابُ الْمَیِّتِ یُعْرَضُ عَلَیْهِ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ [۱۱] ''مردے کو دونوں وقت صبح اور شام اُس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے''۔ الف

حدیث شریف ملاحظہ ہو:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ

---

[۱۰] تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۳۔ [۱۱] بخاری جلد ۱ ص ۱۸۴' تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۷' تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۴۳۵۔

کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَیْہِ مَقْعَدُہٗ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ اِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَمِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَ اِنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَمِنْ اَھْلِ النَّارِ فَیُقَالُ: ھٰذَا مَقْعَدُکَ حَتّٰی یَبْعَثَکَ اللّٰہُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ۱۲ ''تم میں جب کوئی مرجاتا ہے تو صبح اور شام اُس کا ٹھکانہ اُس کو دکھایا جاتا ہے اگر وہ بہشتی ہوتا ہے تو بہشت والوں میں اور جو دوزخی ہے دوزخ والوں میں پھر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے' جب قیامت کے دن اللہ تجھے اُٹھائے گا'' (تیسیر الباری جلد۲ص ۳۲۸)

الف یعنی ''اگر بہشتی ہے تو بہشت کا گھر اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ کا مقام دونوں وقت اُس کو دکھایا جاتا ہے۔ اِس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ مردوں میں اِدراک ہے ورنہ ٹھکانا دکھانا بے کار ہے۔ کیا منکرین سماع موتی اِس میں بھی یہ تاویل کریں گے کہ دن میں دو وقت اِس میں روح پھونکی جاتی ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۲۷ من وعن)

انور شاہ کشمیری کیا کہتے ہیں؟

اَقُوْلُ: وَ الْاَحَادِیْثُ فِیْ سَمْعِ الْاَمْوَاتِ قَدْ بَلَغَتْ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ وَفِیْ حَدِیْثٍ صَحَّحَہٗ اَبُوْعَمْرٍو اِنَّ اَحَدًا اِذَا سَلَّمَ عَلَی الْمَیِّتِ فَاِنَّہٗ یَرُدُّ عَلَیْہِ وَ یَعْرِفُہٗ اِنْ کَانَ یَعْرِفُہٗ فِی الدُّنْیَا ۱۳ ''میں (انور شاہ) کہتا ہوں کہ سماع موتی کے لئے اِتنی اَحادیث ہیں جو درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ جب کوئی شخص میّت کو سلام دیتا ہے تو وہ اس کا جواب دیتا ہے اور اگر صاحب مزار اِس کو دُنیا میں پہچانتا تھا تو اَب بھی اُس کو پہچان لیتا ہے''۔

''معلوم نہیں اِن حضرات کے شاگرد اور پیروکار اپنے علماء کے برعکس سماع موتی کا اِنکار کیوں کرتے ہیں اور اولیائے کرام کے مزارات پُر انوار پر حاضر ہونے

---

۱۲ شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۸۱' مسند احمد جلد۲ ص ۱۱۳' در منثور جلد۵ ص ۳۵۲' موطاء امام مالک ص ۲۲۱' بخاری جلد۱ ص ۱۸۴' تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۲۸' تفہیم البخاری جلد۲ ص ۴۳۵۔ ۱۳ فیض الباری جلد۲ ص ۴۶۷۔

والوں پر کفر وشرک کا فتویٰ کیوں لگاتے ہیں؟''

وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ: (فاطر:۲۲) ''اور تو نہیں سنانے والا قبر میں پڑے ہوؤں کو''۔

اِس آیتِ مبارکہ کے شروع میں کفّار کی مثال مُردوں سے اور مومنین کی زندوں سے دی گئی ہے اِسی کی مناسبت سے یہاں مَنْ فِی الْقُبُوْرِ سے مراد کفّار ہیں' مطلب یہ ہے جس طرح آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے اِس طرح آپ اُن زندہ کافروں کو نہیں سنا سکتے۔

اِس آیتِ مبارکہ نے خود یہ بات واضح کر دی کہ یہاں سنانے سے مراد وہ سنانا ہے جو مفید ومؤثر اور نافع ہو۔ ورنہ مطلق سنانا تو کفّار کو ہمیشہ ہوتا ہی رہا اور مشاہدہ میں آتا رہا ہے کہ اُن کو تبلیغ کرتے اور وہ سنتے تھے اِس لئے مراد اِس آیتِ مبارکہ کی یہ ہے کہ جس طرح آپ ﷺ مُردوں کو کلامِ حق سنا کر راہِ حق پر نہیں لا سکتے کیونکہ وہ دنیا کے دارالعمل سے آخرت کے دارالجزاء میں منتقل ہو چکے ہیں وہاں اگر وہ اِیمان کا اِقرار کر بھی لیں تو معتبر نہیں' اِسی طرح کفّار کا حال ہے۔ اِس سے ثابت ہوا کہ مردوں کے سنانے کی جو نفی اِس آیتِ مبارکہ میں کی گئی ہے اِس سے مراد خاص اسماعِ نافع ہے جس کی وجہ سے سننے والا باطل کو چھوڑ کر حق پر آ جائے۔ اِس تقریر سے واضح ہو گیا کہ مسئلہ سماعِ موتیٰ سے اِس آیتِ مبارکہ کا کوئی تعلق نہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ○ (فاطر:۲۲) ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے اور آپ اُن لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں''۔

''اللہ تبارک وتعالیٰ جس کو چاہتا ہے سُنوا دیتا ہے'':

یعنی جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہدایت سے نوازنے والا ہوتا ہے اور جنت اُس کے لئے مقدر ہوتی ہے' اُسے حجت ودلیل سننے اور پھر اُسے قبول کرنے کی توفیق دے دیتا ہے۔ ''اور آپ اُن لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں''۔ یعنی ''جس طرح قبروں میں مُردہ اشخاص کو کوئی بات نہیں سنائی جا سکتی اِسی طرح جن کے دِلوں کو

کفر نے موت سے ہم کنار کر دیا ہے' اے پیغمبر تو اُنہیں حق کی بات نہیں سنا سکتا۔ مطلب یہ ہوا کہ جس طرح مرنے اور قبر میں دفن ہونے کے بعد مردہ کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا اسی طرح کافر و مشرک جن کی قسمت میں بدبختی لکھی ہے دعوت و تبلیغ سے اُنہیں فائدہ نہیں ہوتا''۔ (تفسیر احسن البیان ص ۱۰۲۷)

یعنی اے لوگو! جن کے ضمیر مر چکے ہیں جن کے اندر اَخلاقی زندگی کی رمق بھی باقی نہیں رہی اور جن کی بندگی نفس' ضد اور ہٹ دھرمی اور رسم پرستی نے حق و باطل کا فرق سمجھنے کی کوئی صلاحیت نہیں چھوڑی ہے۔ (تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۷۶۵)

بہروں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے دِلوں پر ایسے قفل چڑھا رکھے ہیں کہ سب کچھ سن کر بھی وہ کچھ نہیں سنتے۔ پھر جب ایسے لوگ یہ کوشش بھی کریں کہ دعوتِ حق کی آواز سرے سے اُن کے کان میں پڑنے ہی نہ پائے اور داعی کی شکل دیکھتے ہی دُور بھاگنا شروع کر دیں تو ظاہر ہے کہ کوئی اُنہیں کیا سنائے اور کیسے سنائے؟ (تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۷۶۵)

اللہ تبارک وتعالیٰ عرب کے ہٹ دھرم کفار کی نسبت فرماتا ہے: اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی (الخ) کہ یہ تو بوجہ نہ ہونے حسِ باطنی کے مردہ ہیں اور آپ مُردوں اور بہروں کے سنانے کے لئے نہیں آئے ہو نہ آپ ﷺ ازلی اَندھوں کو ہدایت کرنے آئے ہو آپ (ﷺ) تو اُنہیں سنانے اور ہدایت کرنے آئے ہو جن میں ایمان لانے کا مادہ اور صلاحیت بھی ہے اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا سے یہی مراد ہے یہاں موتی سے مراد کفار ہیں۔

آج کل یہ مسئلہ سماع موتی باہمی قیل وقال کا بڑا میدان ہو رہا ہے۔ (تفسیر حقانی پارہ ۲۰ جلد ۳ ص ۵۶۱)

مختصراً بیان کرتا ہوں ان میں تو عدم سماع موتی کا اشارہ تک بھی نہیں اِس لئے اِن سے استدلال کرنا بے فائدہ بات ہے رہے اَحادیث واقوال تو اُن سے بھی صاف معلوم نہیں ہوتا کہ میّت سن نہیں سکتی بلکہ بہت سی صحیح اَحادیث اِس پر دلالت کر رہی ہیں کہ مردے زندوں کی آواز سنتے ہیں۔ (تفسیر حقانی جلد ۳ ص ۵۶۱)

میّت سُنتی ہے:

میّت کے بولنے اور سننے کے بارے میں عوام النّاس میں بغیر علم کے گرما گرم بحث ہوتی رہتی ہے۔ عوام النّاس کی بہتری کے لئے تحریر ہے کہ علم ہو تو بحث کرنی چاہئے۔ نیز علم والے کو بے علم سے بحث نہیں کرنی چاہئے بلکہ اُسے حکمت، اَخلاق، بھلائی اور خیر خواہی کے نظریئے سے سمجھانا چاہئے۔ یہ موضوع کہ کیا میّت بولتی بھی ہے اور سنتی بھی ہے؟ سمجھنے اور سمجھانے والا موضوع ہے۔ جس پر شرک و کفر کے فتوے اور قتل و غارت گری کی ضرورت نہیں بلکہ اَفہام و تفہیم کی ضرورت ہے۔ مطالعہ اور ملاحظہ فرمائیں!

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف کے حصّہ کتاب الجنائز میں ایک باب باندھا ہے: بَابُ الْمَيِّتِ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ (ترجمہ) ''باب مُردہ لوٹ کر جانے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے''۔

غیر مقلدین کے عالم وحید الزماں تیسیر الباری جلد۲ ص ۲۹۵ (چھاپہ تاج کمپنی لاہور) پر اِس باب کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:- ''ابن منیر نے کہا اِمام بخاری نے یہ باب اِس لئے قائم کیا کہ دفن کے آداب کا لحاظ رکھیں اور شور و غل اور زمین پر زور کے ساتھ چلنے سے پرہیز کریں جیسے زندہ، سوتے آدمی کے ساتھ کرتا ہے۔ مترجم کہتا ہے اِس حدیث سے بھی سماعِ موتیٰ ثابت ہوتا ہے جو اہلحدیث کا مذہب ہے''۔ (من وعن)

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا باب باندھنے کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث شریف نقل کی ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَ تَوَلّٰی وَ ذَھَبَ عَنْہُ اَصْحَابُہٗ حَتّٰی اَنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ اَتَاہُ مَلَکَانِ فَیُقْعِدَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ: مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم فَیَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنَّہٗ عَبْدُاللّٰہِ وَ رَسُوْلُہٗ فَیُقَالُ لَہٗ اُنْظُرْ اِلٰی مَقْعَدِکَ مِنَ النَّارِ اَبْدَلَکَ اللّٰہُ بِہٖ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّۃِ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَیَرَاھُمَا جَمِیْعًا

وَ أَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِّنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ اُذُنَيْهِ فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَّلِيْهِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ [۱۴]

''جب آدمی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی پیٹھ موڑ کر چل دیتے ہیں' وہ اُن کے جوتوں کی آواز تک سنتا ہے۔ اُس وقت اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں' اُس کو بٹھاتے ہیں' پوچھتے ہیں تو اِن صاحب (حضرت محمد ﷺ) کے متعلق کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے بندے اور اُس کے رسول (ﷺ) ہیں۔ پھر اُس سے کہا جاتا ہے' دوزخ میں جو جگہ تھی اُس کو دیکھ لے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اِس کے بدلے میں تجھے بہشت میں ٹھکانا دیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے اور کافر یا منافق (کمبخت) فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے میں نہیں جانتا' میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ پھر اُس سے کہا جائے گا نہ تو نے خود غور کیا نہ عالموں کی پیروی کی۔ پھر لوہے کے گرز سے اُس کے کانوں کے بیچ میں ایک مار لگائی جاتی ہے وہ ایک چیخ مارتا ہے کہ آس پاس والی مخلوق' آدمی اور جن کے سوا سن لیتی ہے''۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا حدیث شریف دوسری مرتبہ بَابُ مَا جَاءَ فِیْ عَذَابِ الْقَبْرِ (باب قبر کے عذاب کا بیان جلد ا ص ۱۸۳) میں نقل کی ہے۔ دونوں روایات کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے ''کتاب الجنائز'' کے باب عذاب قبر میں ''سماع موتیٰ'' کی ایک اور حدیث شریف نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اِطَّلَعَ النَّبِیُّ ﷺ

---

[۱۴] صحیح بخاری جلد ا ص ۱۷۸ (چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی) تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۴ (چھاپہ تاج کمپنی لاہور)' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۲۶-۲۳۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۸۰' نسائی جلد ا ص ۲۸۸' ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۴' مسلم جلد ۲ ص ۳۸۶ (چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی)' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۶۳ (چھاپہ دارالحدیث القاہرہ)' مشکوٰۃ ص ۲۴ (عربی کتاب)' درمنثور جلد ۴ ص ۸۱' تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۳۹۱' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۸۔

عَلٰی اَھْلِ الْقَلِیْبِ فَقَالَ وَجَدْتُّمْ مَّاوَعَدَکُمْ رَبُّکُمْ حَقًّا؟ فَقِیْلَ لَهٗ تَدْعُوْا اَمْوَاتًا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعِ مِنْھُمْ وَلٰکِنْ لَّا یُجِیْبُوْنَ ۱۵ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اندھے کنویں میں جھانکا (جس میں کفارِ مکہ کے مقتولین کو پھینکا تھا) فرمایا: تمہارے رَبّ نے جو وعدہ کیا تھا وہ تم نے پالیا' لوگوں نے عرض کیا' آپ (ﷺ) مُردوں کو پکارتے ہیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: تم کچھ اِن سے زیادہ نہیں سنتے' البتہ وہ جواب نہیں دے سکتے''۔

سماعِ موتیٰ کے سلسلہ میں غزوۂ بدر کا تفصیلی واقعہ:

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے بدر کے دن قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے ناپاک (کرنے والے) کنویں میں پھینک دینے کا حکم فرمایا۔ اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا یہ قاعدہ (مبارک) تھا جب کسی قوم پر غالب آتے تو تین راتیں اُنہی کے مقام میں گزارتے۔ بدر میں بھی تین دن رہے۔ تیسرے دن آپ ﷺ کے حکم سے اُونٹنی پر کجاوہ کسا گیا پھر آپ ﷺ چلے۔ آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی چلے۔ وہ سمجھے شاید نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کسی کام کے لئے جا رہے ہیں۔ خیر! چلتے چلتے آپ ﷺ اُس کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہوئے اور قریش کے کافروں کو نام بنام آواز دینے لگے' اُن کا نام لیتے اور اُن کے باپوں کا۔ فرماتے: اے فلاں فلاں کے بیٹے' اے فلاں فلاں کے بیٹے: اَیَسُرُّکُمْ اَنَّکُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ؟ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَاوَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا؟ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاتُکَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍلَا اَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسُ

---

۱۵ تیسیر الباری جلد۲ص ۳۲۳' صحیح بخاری جلد۱ص ۱۸۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۰ص ۱۶۱ حدیث نمبر ۱۰۳۲۰ (چھاپہ دار الحیاء التراث العربی)' مجمع الزوائد جلد۶ ص ۹۱ (چھاپہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)' البدایہ والنہایہ جلد۳ص ۲۹۲' نسائی جلد۱ص ۲۹۳' مسلم جلد۲ص ۳۸۷' مسند احمد جلد۱ص ۲۷۔

مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ [۱۶] ''اب تم کو یہ اچھا لگتا ہے کہ تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کا فرمان مان لیتے۔ ہم سے تو جس ثواب اور اَجر کا ہمارے مالک نے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے پا لیا۔ تم سے جس عذاب کا پروردگار نے وعدہ فرمایا تھا تم نے وہ پایا یا نہیں؟ [(حضرت) ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے] کہا' یہ سن کر (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ ایسی لاشوں سے باتیں کرتے ہیں جن میں جان نہیں (بھلا یہ کیا سنیں گے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں (حضرت) محمد (ﷺ) کی جان ہے' میں جو باتیں کر رہا ہوں تم ان کو اُن سے زیادہ نہیں سنتے۔ انہی کے برابر سنتے ہو''۔

محولہ بالا احادیثِ مبارکہ پر غیر مقلدین کے اِمام وحید الزماں نے اپنی قوم کو غور وفکر کی دعوت دی ہے اور اُن کے تعصّب اور تنگ نظری' اِنکارِ حدیث پر زجر وتوبیخ کی ہے۔ موصوف کے تبصرے من وعن پیش کئے جاتے ہیں۔

بدر کے مَردودوں اور مشرکین وکفار کے مُردوں سے گفتگو پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) ''اِس حدیث سے صاف سماع موتی کا ثبوت ہوتا ہے (اہل حدیث اِس پر متفق ہیں) اور جب سماع موتی ہوا تو حیات بھی ہوئی اگر حیات نہ ہوتی تو عذابِ قبر کس پر ہوگا''۔ (تیسیر الباری جلد۲ ص۳۲۳) [بریکٹ والی عبارت بھی اِس تبصرہ کی ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ اہلحدیث رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی اَحادیثِ مبارکہ اور بخاری شریف کا انکار کرتے ہوئے سماع موتی کا اِنکار کرتے ہیں]۔

(۲) ''مُردے زندوں کا کلام سنتے ہیں اور بے شمار حدیثیں اِس باب میں وارد ہیں جن کو اِمام سیوطی نے ''شرح الصدور'' میں نقل کیا ہے اگر مردے سنتے نہ ہوتے تو پھر قبروں پر جا کر سلام کیوں مشروع ہوتا''۔ (تیسیر الباری جلد۵ ص۲۵۰)

---

[۱۶] بخاری کتاب المغازی جلد۲ ص۵۶۶' مسند احمد جلد۲ ص۲۷' مجمع الزوائد جلد۶ ص۹۶' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۴ ص۳۷۹' نسائی جلد۱ ص۲۹۳۔

(۳) ''مجھے اُن لوگوں پر تعجب آتا ہے جو باوصف اَدعاء اہلحدیث ہونے کے سماع موتی کی ہر حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ فرشتے منکر نکیر چونکہ آنے والے ہوتے ہیں' لہٰذا رُوح اُس کے بدن میں ڈالی جاتی ہے تو وہ اپنے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اَرے یارو! دوسری اَحادیث کو کیا کرو گے کہ جب جنازہ اُٹھاتے ہیں تو اگر نیک مردہ ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو اور جب مردے کا بات کرنا حدیث سے ثابت ہوا تو سماع کے اِنکار کی کیا وجہ ہے اگر یہ لوگ اِمام سیوطی علیہ الرحمہ کی کتاب ''شَرْحُ الصُّدُوْرِ فِیْ اَحْوَالِ الْمَوْتٰی وَالْقُبُوْرِ'' دیکھیں تو اِن کو معلوم ہو جائے گا کہ سماع موتی کا اِنکار بہت سی حدیثوں کی تکذیب کرنا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تعصّب سے بچائے۔ (تیسیر الباری جلد۲ص ۳۲۵ من وعن)

میّت بولتی ہے:

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری شریف کی ''کتاب الجنائز'' میں ایک باب باندھا ہے۔ بَابُ قَوْلِ الْمَیِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجَنَازَةِ قَدِّمُوْنِیْ [۱۷] وحیدالزماں جو غیر مقلدین کے اِمام ہیں' اُنہوں نے اس باب کا ترجمہ کیا ہے ''باب نیک میّت کھاٹ پر سے ہی کہتی ہے مجھے آگے لے چلو''۔ (جلد دفناؤ) اِسی طرح ''کتاب الجنائز'' میں ایک اور باب باندھا ہے: بَابُ كَلَامِ الْمَیِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ ''باب: میّت کا کھاٹ پر بات کرنا''۔ ایک اور باب باندھا ہے حَمْلِ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ دُوْنَ النِّسَآءِ ''باب: جنازہ مرد اُٹھائیں نہ کہ عورتیں'' پہلے باب میں حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن یوسف کی سند سے' دوسرے باب میں حضرت قتیبہ بن سعید کی سند سے اور تیسرے باب میں حضرت عبدالعزیز بن عبداللہ کی سند سے' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ

---

[۱۷] بخاری جلد۱ص ۱۷۶۔

قَدِّمُوْنِیْ قَدِّمُوْنِیْ وَ اِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ لِاَ هْلِهَا یَاوَیْلَهَا اَیْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا؟ یَسْمَعُ صَوْتَهَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ اِس عبارت کا ترجمہ وحیدالزماں اِس طرح کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب مردہ کھاٹ پر رکھا جاتا ہے پھر مرد اُس کو اپنی گردنوں پر اُٹھا لیتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے ''مجھے آگے لے چلو'' ''مجھے آگے لے چلو''۔ اور اگر نیک نہیں ہوتا تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے ''ہائے خرابی مجھے کہاں لئے جاتے ہو؟'' اِس کی آواز ہر ایک مخلوق سنتی ہے صرف ایک اِنسان ہی نہیں سنتا' سنے تو بے ہوش ہو جائے''۔ (اگر اِنسان میّت کی آواز سن لیں تو اِس کی ہیبت سے بے ہوش ہو جائیں اور یہ بعید نہیں کہ مر جائیں)۔

اِس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے وحیدالزماں لکھتے ہیں: ''مارے دہشت کے دَم نکل جائے یہ بھی اللہ کی حکمت ہے اگر آدمی بھی اِس کی آواز سنتے تو پھر ایمان بالغیب نہ رہتا''۔ (تیسیر الباری جلد۲ ص۲۸۲ من وعن) مگر افسوس کہ اہلحدیث میّت کے نہ تو سننے کے قائل ہیں اور نہ ہی بولنے کے۔

حدیث شریف میں ہے۔ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ اِس عبارت میں یہ احتمال ہے کہ جنازہ سے مراد نفسِ میّت اور وضع سے مراد اُس کو چارپائی پر رکھنا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قادرِ مطلق ہے کہ جب چاہے میّت میں نطق (بولنے کی قوت) پیدا کر دے اور وہ قَالَ کی زبان سے بولے (نطق کرے)۔ قَدِّمُوْنِیْ کا مطلب یہ ہے کہ میرے نیک اعمال کے ثواب کے لئے مجھے آگے لے چلو اور حدیث شریف میں ''یَسْمَعُ'' کا لفظ اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ میّت کا بولنا حقیقت پر مبنی ہے' مجاز نہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جب چاہے میّت میں بولنے کی طاقت پیدا کر سکتا ہے اور کافر اور منافق یہ جانتا ہے کہ اُس نے کوئی نیک کام نہیں کیا اور اُس کا آگے جانا مصائب اور بلیّات میں داخل ہونا ہے۔ اِس لئے وہ آگے جانے کو بُرا جانتا ہے اور واویلا کرتا ہے اور اُس کا یہ واویلا اگر اِنسان سن لیں تو اُس کی دہشت سے بے ہوش ہو جائیں''۔

محولہ بالا حدیث شریف' حاشیہ میں درج کتابوں میں بھی دیکھی جا سکتی

ہے۔ ۱۸؎

ایسی ہی ایک اور حدیث شریف ہے جس کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُس حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں، فرماتے ہیں: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ عَلٰى سَرِيْرَةٍ قَالَ قَدِّمُوْنِىْ قَدِّمُوْنِىْ وَ اِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ يَعْنِى السُّوْءُ عَلٰى سَرِيْرَةٍ قَالَ يَا وَيْلَتٰى اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِىْ؟ ۱۹؎ ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جب نیک بندہ چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے لے چلو مجھ کو، لے چلو مجھ کو اور جب بُرا آدمی چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے خرابی ہو کہاں لئے جاتے ہو مجھ کو؟'' (ترجمہ از وحیدالزماں غیر مقلد، نسائی مترجم جلد ا ص ۶۲۳ من وعن) چھاپہ اسلامی اکادمی اُردو بازار لاہور۔

محولہ بالا احادیث مبارکہ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ''میّت بولتی ہے'' وحیدالزماں صاحب نے دُرست لکھا ہے کہ اس کا تعلق ایمان بالغیب سے ہے۔ اگر آدمی بھی اُس کی آواز سنتے تو پھر ایمان بالغیب نہ رہتا، سب مومن ہو جاتے، یہ منشائے خداوندی کے خلاف ہے۔ دوزخ اور بہشت دونوں کو آباد کرنا منظور ہے''۔ (تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۲ ص ۲۸۳، چھاپہ تاج کمپنی لاہور)۔

درست فرمایا، نہ ماننے والوں کے لئے دوزخ کو بھی تو آباد کرنا ہے۔ اَب پڑھنے والے خود فیصلہ کرلیں۔ اُنہوں نے جنت کو آباد کرنا ہے یا دوزخ کو۔

پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا
کئے جاؤ میخوارو کام اپنا اپنا

۱۸؎ مسند احمد جلد ۳ ص ۵۸ (چھاپہ دارالفکر بیروت)، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۱ (چھاپہ دارالمعرفۃ بیروت)، شرح السنۃ للبغوی جلد ۳ ص ۲۳۲ (چھاپہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)، نسائی جلد ا ص ۲۷۰ (نور محمد کارخانہ تجارت، کتب خانہ آرام باغ کراچی)، مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ص ۱۴۴ (چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی)، تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۴۳۶۔ ۱۹؎ نسائی جلد ا ص ۲۷۰، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۱، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۷۴، شرح معانی الآثار جلد ا ص ۳۷۸ (چھاپہ تصویر بیروت)۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا وصال مبارک اور عام آدمی کی موت

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ○ (الزمر:۳۰)

''بے شک آپ ﷺ کو بھی اِنتقال فرمانا ہے اور بے شک اِن کو بھی مرنا ہے''۔

قَالَ الْفَرَّآءُ وَالْکِسَائِیُّ الْمَیِّتُ بِالتَّشْدِیْدِ مَنْ لَّمْ یَمُتْ وَ سَیَمُوْتُ وَالْمَیْتُ بِالتَّخْفِیْفِ مَنْ فَارَقَهُ الرُّوْحُ وَلِذٰلِکَ لَمْ یُخَفَّفْ هٰهُنَا [۱] ''حضرت فراء علیہ الرحمہ اور حضرت کسائی علیہ الرحمہ کی تحقیق ہے کہ لفظ میّت بتشدید ''الیاء'' اُس کو کہتے ہیں جو آئندہ مرنے والا ہو یا ابھی مرا نہ ہو۔ اور لفظ میت بسکون ''الیاء'' اُس کو کہتے ہیں جس کی جان نکل چکی ہو''۔

شانِ نزول:

قَالَ الْمَحَلِّیُّ نَزَلَتْ لَمَّا اسْتَبْطَؤُا مَوْتَ النَّبِیِّ ﷺ [۲] ''حضرت محلی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ کفار مکہ مکرمہ چاہتے تھے کہ رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ وفات پا جائیں''۔

کفار و مشرکین اِسلام کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر جلتے تھے اور یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلی دیتے تھے کہ یہ چند روز کا کھیل ہے۔ یہ فوت ہو جائیں گے اِن کا لڑکا کوئی نہیں ہے یہ سلسلہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

''اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) یہ لوگ اپنے آپ کو طفل تسلیاں دے رہے ہیں کہ آپ (ﷺ) نے اِس دارِ فانی سے رختِ سفر باندھنا ہے۔ یہ لوگ ایسی بات تو تب کریں کہ یہ لوگ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ چنانچہ اُنہیں بتایا جاتا ہے:-

---

[۱] تفسیر مظہری جلد ۸ ص ۲۱۲۔ [۲] تفسیر مظہری جلد ۸ ص ۲۱۲۔

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ o ''اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے اس دنیا سے انتقال کرنا ہے' انہیں یادر ہے انہوں نے بھی مرنا ہے''۔

آیتِ مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے انتقال فرمانے کو علیحدہ بیان کیا ہے اور کفار ومشرکین کے مرنے کو علیحدہ بیان کیا ہے، تاکہ سننے والے سمجھ جائیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی وفات' دوسروں سے الگ ہے۔ اگر آیتِ مبارکہ میں صرف یہ بتایا جاتا اِنَّکُمْ مَّیِّتُوْنَ ''تم سب نے مر جانا ہے''۔ تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ بھی شامل ہوتے اور مختصر کلام میں سب کے لئے موت کا حکم ثابت ہو جاتا۔ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کے وصال فرمانے اور دوسروں کے مرنے کو علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا' تاکہ یہ پتا چلے کہ آپ ﷺ کا انتقال فرمانا' دوسرے لوگوں کے مرنے سے مختلف ہے۔

قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں انبیاء کرام علیہم السلام اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی موت ووفات ثابت ہے۔ اس بات سے انکار کی کوئی ضرورت نہیں۔ زیر بحث آیتِ مبارکہ سے وصال النبی ﷺ کا اثبات ہے۔ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۴۴ میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ذکر پاک کرتے ہوئے' اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ حضرت محمد (ﷺ اللہ جل جلالہ کے) رسول ہیں۔ وہ الٰہ نہیں ہیں کہ وہ فوت نہ ہوں) قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ ''اِن سے پہلے بہت سے رسول (علیہم السلام) ہو چکے ہیں کیا ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے''؟ عام نصوص میں كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کی سیڑھی سے ہر ایک کا گزر ہوا ہے اور ہونا ہے۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے وصال کے وقت فرمایا: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ اِن تمام شواہد کی موجودگی میں ہم سب انبیاء کرام علیہم السلام اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے حق میں موت طاری

ہونے پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کی تمام نصوص کا مفاد صرف اِتنا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر موت طاری ہوئی، اُن کی اَرواحِ مقدّسہ اُن کے اَجسامِ مطہرہ سے قبض کی گئیں۔

اِس کے ساتھ ہی ساتھ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِرشادات سے واضح ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنے وصال کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ جب شہداء کو رزق دیا جاتا ہے جو کلمہ پڑھ کر اُمتی ہوئے تو انبیاء ورسل علیہم السلام جو شہداء سے قبل اِنعام یافتہ ہیں اُن کی برزخی زندگی بلاشک وشبہ بے مثل و بے مثال ہے اور وہ رزق دیئے جاتے ہیں۔ (۱۲۔ مِنہُ)

اَحادیثِ مبارکہ میں اِس کی تفصیل موجود ہے کچھ یہاں بھی بیان کی جاتی ہیں۔ نیز زیرِ بحث آیتِ مبارکہ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ ○ میں یہ پوری وضاحت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا وصال اور دوسروں کا مرنا مختلف ہے۔ آئندہ صفحات کے مطالعہ سے یہ بات قلبِ سلیم والے نورِ ایمان سے منور حضرات کو جاننا آسان ہوگی۔ نیز انبیاء کرام علیہم السلام اپنے وصال کے بعد زندہ ہوتے ہیں۔ حقیقتِ حال اللہ تبارک وتعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ہمارا عقیدہ، ایمان رکھنا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام وصال کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام وصال کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:- اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَآءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ [۳]

''انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور وہ نمازیں پڑھتے ہیں''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم

[۳] مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۱۱، میزان الاعتدال حدیث نمبر ۱۹۳۳، لسان المیزان لابن حجر جلد ۲ حدیث ۱۰۳۳، القول البدیع ص ۳۳۶۔

ﷺ نے فرمایا' معراج کی شب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے گزرا۔

رَاَیْتُ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ [۴] ''میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے''۔

قبر میں زندگی کے نظام کو سمجھنے کے لئے پورے نظام اسلام کی طرف نظر ہونا ضروری ہے۔ ہمارے دیکھنے میں قبر تین اور چھ فٹ کی ہوتی ہے مگر اللہ تبارک وتعالیٰ بندۂ مومن کی قبر کو ستر ستر گز اور تا حد نگاہ کشادہ فرما دیتا ہے اور بندۂ مومن کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیتا ہے۔ جب عام بندۂ مومن کی قبر کا یہ حال ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام اور امام الانبیاء ﷺ کی قبر منور کی شان کون انسان جان سکتا ہے؟

حضرت اَوس بن اَوس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیثِ مبارک:

حضرت اَوس بن اَوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَ فِیْهِ قُبِضَ وَفِیْهِ النَّفْخَةُ وَفِیْهِ الصَّعْقَةُ فَاَکْثِرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَیَّ فِیْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ [۵]

''تمہارے بہترین دِنوں میں سے بہترین دن جمعۃ المبارک ہے اِس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے' اِسی میں وفات دیئے گئے اور اسی میں صور پھونکنا ہے

---

[۴] مسند احمد جلد۳ ص ۱۴۸' شرح السنۃ جلد۷ ص ۱۰۴' جامع صغیر جلد۲ ص ۱۵۴' ابن کثیر جلد۳ ص ۷' خازن جلد۴ ص ۱۳۷' درمنثور جلد۴ ص ۱۵۰' خصائص کبریٰ جلد۱ ص ۱۶۸-۱۵۶' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱۴ ص ۳۰۸' حلیۃ الاولیاء جلد۶ ص ۲۵۳' کنز العمال جلد۱۱ ص ۳۹۶' دلائل النبوۃ جلد۲ ص ۳۸۷' سیرۃ النبی جلد۳ ص ۳۸۴-۵' مشکوٰۃ ص ۱۲۰' مرآۃ جلد۲ ص ۳۲۴' الترغیب والترہیب جلد۱ ص ۴۹۱' مسند احمد جلد۴ ص ۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص ۲۴۹' مستدرک حاکم جلد۴ ص ۶۰۴' کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۳۰۱' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱ ص ۱۸۶' البدایہ والنہایہ جلد۵ ص ۲۷۶' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ ص ۳۹۸' ابن حبان حدیث نمبر ۵۵-

اور اِسی میں بے ہوشی ہے۔ لہٰذا اِس دن میں مجھ پر دُرود (شریف) زیادہ پڑھو کیونکہ تمہارے دُرود شریف مجھ پر پیش ہوتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ پر دُرود شریف کیسے پیش ہوں گے؟ آپ ﷺ تو رمیم (یعنی گلی ہڈی) ہو چکے ہوں گے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے زمین پر انبیاء کرام (علیہم السلام) کے جسم حرام کر دیئے ہیں۔

لہٰذا اِن کے اَجسام مقدّسہ کو زمین نہیں کھا سکتی اور وہ گلنے سڑنے سے بھی محفوظ ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں، ذِکر اللہ کی لذت پاتے ہیں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی روایت:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا:۔ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ یَّشْھَدُہُ الْمَلَائِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَّمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلٰوتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا قَالَ قُلْتُ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ [۶]

''مجھ پر جمعۃ المبارک کے دن زیادہ سے زیادہ دُرود شریف بھیجو۔ کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے، جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر کوئی دُرود شریف نہیں بھیجتا مگر اُس کا دُرود (شریف) مجھ پر پیش ہوتا ہے حتیٰ کہ اُس سے فارغ ہو جائے (حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا، کیا موت کے بعد بھی؟ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین پر نبیوں (علیہم السلام) کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نبی (علیہم السلام) زندہ ہوتے ہیں اور روزی دیئے جاتے ہیں''۔ وہ روزی کیسی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اور اُس کے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اِسے خوب جانتے ہیں۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ''حیات النبی ﷺ'' بیان فرمایا ہے۔

---

[۶] مشکوٰۃ ص ۱۲۱، مرآۃ جلد ۲ ص ۳۲۷، ابن ماجہ ص ۱۱۹، جلاء الافہام ص ۳۶۔

انبیاء کرام علیہم السلام بعد وفات زندہ ہی رہتے ہیں لہٰذا تمہارے دُرود (شریف) مجھ پر جیسے اب پیش ہو رہے ہیں پھر بھی پیش ہوتے رہیں گے۔

حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:۔ اَکْثِرُوا الصَّلَاۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ یَوْمٌ مَّشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلَائِکَۃُ لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُّصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ: قُلْنَا وَ بَعْدَ وَفَاتِکَ؟ قَالَ: وَبَعْدَ وَفَاتِیْ. اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ ؎

''جمعۃ المبارک کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ (دُورد شریف) پڑھا کرو۔ اِس لئے کہ وہ یوم مشہود ہے۔ اِس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں، کوئی بندہ (کسی جگہ سے) مجھ پر دُرود (شریف) نہیں پڑھتا مگر اُس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے وہ جہاں بھی ہو۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' ہم نے عرض کیا' حضور! آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں! میری وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے زمین پر انبیاء کرام (علیہم السلام) کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسولِ کریم ﷺ کو اختیار عطا فرمایا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ مَاعِنْدَ اللّٰہِ' فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ مَایُبْکِیْ ھٰذَا الشَّیْخَ؟ اِنْ یَّکُنِ اللّٰہُ خَیَّرَ عَبْدًا بَیْنَ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰہِ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ھُوَ الْعَبْدُ' وَ کَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمُنَا فَقَالَ: یَا اَبَابَکْرٍ لَاتَبْکِ..... ۸ ''اللہ (تبارک

؎ جلاء الافہام ص ۵۶' (چھاپہ دارالکتاب العلمیۃ۔ چھاپہ بیروت۔ لبنان) ص ۵۹ (چھاپہ مصر قاہرہ) ص ۶۴ (چھاپہ دارالکتاب العربی' بیروت' لبنان)۔ ۸ بخاری حدیث نمبر ۳۹۶۶' تیسیر الباری جلد ا ص ۳۲۶' تفہیم البخاری جلد ا ص ۸۱۶' مسند احمد جلد ۳ ص ۱۸' کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۵۹۰' مرآۃ جلد ۸ ص ۲۸۵' مشکوٰۃ ص ۵۴۶۔

وتعالیٰ) نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے' چاہے دنیا میں رہے، چاہے اُس کو اختیار کرے جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے پاس ہے تو اُس نے وہ اختیار کیا جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ہے۔ (اِس پر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو دیئے (حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے اپنے دل میں سوچا اِس شیخ (بزرگ) کو کس چیز نے رُلایا؟ اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اپنے بندے کو دنیا اور جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ہے' میں اختیار دیا ہے اور اِس نے وہ اختیار کر لیا ہے جو اُس کے پاس ہے (تو یہ رونے کا کیا موقعہ ہے؟) چنانچہ بعد میں معلوم ہوا' اُس بندے سے مراد خود رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہی تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سے زیادہ حقیقت کو جاننے والے تھے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نہ رو"۔

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: **مَا مِنْ نَّبِیٍّ یَّمْرَضُ اِلَّا خُیِّرَ بَیْنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَکَانَ فِیْ شَکْوَاهُ الَّذِیْ قُبِضَ اَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِیْدَةٌ فَسَمِعْتُهُ یَقُوْلُ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ خُیِّرَ** [۹]

"نہیں بیمار ہوتے کوئی نبی (علیہم السلام) مگر اُنہیں دنیا اور آخرت کے درمیان اِختیار دیا جاتا ہے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنے اُس مرض میں تھے جس میں وفات دیئے گئے، تو آپ ﷺ کو سخت خراٹے نے پکڑ لیا، تو میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "اُن لوگوں کے ساتھ' جن پر تو نے انعام فرمایا یعنی انبیاء کرام (علیہم السلام) صدیقین' شہداء اور صالحین، تو میں نے جان لیا کہ آپ ﷺ کو اِختیار دے دیا گیا ہے"۔

---

۹ بخاری حدیث نمبر ۴۵۸۶' مسلم حدیث نمبر ۲۴۴۴' مسند احمد جلد ۶ ص ۲۶۹' مشکوٰۃ ص ۵۴۷' درمنثور جلد ۲ ص ۱۸۳' مرآۃ جلد ۸ ص ۲۸۹' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۲۰۔

وضاحت: ساری مخلوق کی موت اضطراری ہوتی ہے مگر حضرات انبیاء کرام (علیہم السلام) کی وفات اختیاری ہوتی ہے اُنہیں رَبِّ ذوالجلال کی طرف سے اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہیں تو دنیا ہی میں رہیں، چاہیں تو رَبِّ ذوالجلال کے پاس آ جائیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام زندگی اور وصال اور ہر شعبہ حیات میں دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں"۔

الرفیق الاعلیٰ:

اُمُّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں میں سے یہ نعمت ہے کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے میرے گھر میں اور میرے دن اور میرے گلے اور سینے کے درمیان وصال فرمایا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے تھوک اور آپ ﷺ کے تھوک کو' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے وصال کے وقت جمع فرمایا۔ فرماتی ہیں کہ میرے پاس (میرے بھائی حضرت) عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما آئے اُن کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو تکیہ دیئے بیٹھی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ (حضرت) عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ رہے ہیں' میں پہچان گئی کہ آپ ﷺ مسواک (کرنا) چاہتے ہیں' میں نے عرض کیا کہ کیا میں اِسے (یعنی مسواک کو) آپ ﷺ کے لئے لے دوں؟ تو آپ ﷺ نے سر کے اشارے سے ہاں فرمایا' تو میں نے وہ لے لی۔ آپ ﷺ پر مسواک سخت ہوئی، میں نے عرض کیا کہ کیا میں اِسے آپ ﷺ کے لئے نرم کر دوں؟ تو سر مبارک سے اِشارہ فرمایا ہاں! چنانچہ میں نے مسواک (منہ میں چبا کر) نرم کر دی تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُسے اپنے (نورانی) دانتوں (مبارک) پر پھیرا' آپ ﷺ کے پاس برتن تھا جس میں پانی تھا پھر آپ ﷺ اپنے دونوں (نورانی) ہاتھوں (مبارک) پر پانی ڈالتے اور اپنے (نورانی) ہاتھ (مبارک) اپنے (نورانی) چہرہ (مبارک) پر پھیرنے لگے اور فرماتے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ ثُمَّ نَصَبَ

یَدَہٗ فَجَعَلَ یَقُوْلُ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی حَتّٰی قُبِضَ وَمَالَتْ یَدُہٗ ۱۰؎

''یعنی کوئی معبود برحق، نہیں سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے، بے شک موت کی بہت سختیاں ہیں، پھر اپنا (نورانی) ہاتھ (مبارک) کھڑا کیا پھر فرمانے لگے کہ اُوپر والے ساتھیوں میں حتیٰ کہ جانِ مبارک قبض کر لی گئی اور آپ ﷺ کا (نورانی) ہاتھ (مبارک) جھک گیا''۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب آیتِ مبارکہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ نازل ہوئی تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے خاتونِ جنت حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور فرمایا: نُعِیْتُ اِلٰی نَفْسِیْ ''مجھے دنیا سے جانے کی خبر دے دی گئی''۔ وہ روئیں، تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَا تَبْکِیْ فَاِنَّکِ اَوَّلُ اَھْلِیْ لَاحِقٌ بِیْ ''مت روؤ کیونکہ میرے گھر والوں میں سے پہلے مجھ سے تم ملوگی''۔ آپ ہنس پڑیں۔ اُنہیں بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے دیکھا، وہ بولیں اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہم نے تمہیں دیکھا کہ پہلے تم روئیں، پھر ہنس پڑیں، آپ نے فرمایا: مجھے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: کہ اُنہیں دُنیا سے جانے کی خبر دے دی گئی ہے تو میں رونے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: مت روؤ، کیونکہ تم میرے سب گھر والوں سے پہلے مجھ سے ملوگی، تو میں ہنس پڑی اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ ۔ اور یمن والے آئے اور وہ دِلوں کے نرم ہیں۔ ایمان تو یمن والوں کا ہے اور حکمت یمن والی''۔ ۱۱؎

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنی تندرستی میں فرماتے تھے: اَنَّہٗ لَنْ

۱۰؎ بخاری جلد۲ ص ۶۴۰، مشکوٰۃ ص ۵۴۷، درمنثور جلد۶ ص ۱۰۵، کنزالعمال حدیث نمبر۴۲۱۶۲، دلائل النبوۃ جلد۷ ص ۲۰۷۔ ۱۱؎ مشکوٰۃ ص ۵۴۹، دارمی جلد۱ ص ۳۷، کنزالعمال حدیث نمبر۳۴۲۳۵۔

یَقْبِضَ نَبِیًّا حَتّٰی یُرٰی مَقْعَدُہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ ثُمَّ تُخَیَّرَ ''اللہ تبارک وتعالیٰ کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وفات نہیں دیتا حتیٰ کہ اُنہیں اُن کا جنتی مقام دکھا دیا جائے۔ پھر اُنہیں اختیار دے دیا جائے''۔ اُمُّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' جب آپ ﷺ پر نزع کا عالم طاری ہوا اور آپ ﷺ کا سرانور میری ران پر تھا تو آپ ﷺ پر غشی آ گئی، پھر اِفاقہ ہوا' پھر آپ ﷺ نے اپنی نظر چھت کی طرف اُٹھائی' پھر فرمایا: اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی ''یا اللہ (جل جلالک) میں نے اُوپر والے ساتھی قبول کئے''۔ فرماتی ہیں' میں نے کہا' اَب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہمیں اختیار نہیں فرمائیں گے۔ فرماتی ہیں' میں پہچان گئی کہ یہ وہی حدیث ہے جس کی رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہمیں اپنی تندرستی میں خبر دیتے تھے، اِس فرمان کے متعلق کہ ''کوئی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات نہیں دیئے جاتے حتیٰ کہ اُنہیں اُن کا جنتی مقام دکھا دیا جاتا ہے' پھر اِختیار دیا جاتا ہے۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' آخری بات جو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمائی وہ یہی تھی کہ اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی [۱۲] ''یا اللہ (جل جلالک) میں نے اُوپر والے ساتھی قبول کئے''۔

ملک الموت کا اِجازت لینا:

حضرت جعفر بن محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے' وہ اپنے والد سے راوی ہیں کہ ایک قریشی آدمی اُن کے والد حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا' بولا کیا میں تمہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی حدیث شریف نہ سناؤں؟ آپ نے فرمایا ہاں! ہمیں حضور ابو القاسم ﷺ کی حدیث شریف سناؤ۔ اُس نے کہا: ''جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے، عرض کیا یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ تبارک و

---

[۱۲] بخاری جلد۲ ص ۶۳۸' مسند احمد جلد۶ ص ۸۹' قرطبی جلد۳ جز۵ حدیث نمبر۲۷۱' البدایۃ والنہایۃ جلد۵ ص ۲۴۰' دلائل النبوۃ جلد۷ ص ۶۰۸' مشکوٰۃ ص ۵۴۸۔

تعالیٰ نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے، خصوصیت سے آپ ﷺ کی عزت افزائی فرمانے اور احترام فرمانے کے لئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھتا ہے، جو وہ آپ ﷺ سے زیادہ جانتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ فرمایا: اَجِدُنِیْ یَا جِبْرَآئِیْلُ مَغْمُوْمًا وَّ اَجِدُنِیْ یَا جِبْرَآئِیْلُ مَکْرُوْبًا ''اے جبرائیل (علیہ السلام) میں اپنے آپ کو غمگین پاتا ہوں اور اے جبرائیل علیہ السلام میں اپنے آپ کو ملول پاتا ہوں''۔

پھر رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں دوسرے دن حاضر ہوئے' آپ ﷺ سے یہی عرض کیا' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ویسا ہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا، پھر آپ ﷺ کے پاس تیسرے دن آئے، تو وہی عرض کیا جو پہلے دن عرض کیا تھا اور حضور ﷺ نے اُنہیں وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا' اُن کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جسے ''اسماعیل'' کہا جاتا ہے وہ ایک لاکھ ایسے فرشتوں کا سردار ہے جو ہر ایک' ایک لاکھ پر سردار ہے۔ اُس نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے اجازت مانگی، پھر آپ ﷺ سے اُس کے متعلق پوچھا، پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا: هٰذَا مَلَکُ الْمَوْتِ یَسْتَاْذِنُ عَلَیْکَ مَا اسْتَاْذَنَ عَلٰی آدَمِیٍّ قَبْلَکَ وَلَا یَسْتَاْذِنُ عَلٰی آدَمِیٍّ بَعْدَکَ ''یہ موت کا فرشتہ ہے آپ ﷺ سے اجازت مانگ رہا ہے۔ اِس نے آپ ﷺ سے پہلے کسی آدمی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی آدمی سے اجازت مانگے گا، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِئْذَنْ لَّهٗ فَاَذِنَ لَهٗ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ ''اُسے اجازت دے دو۔ اُنہوں نے اُسے اجازت دے دی''۔ اُس نے عرض کیا یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے تو اگر آپ ﷺ مجھے اجازت فرمائیں تو میں آپ ﷺ کی جان قبض کرلوں اور اگر آپ ﷺ مجھے چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اِسے چھوڑ دوں تو فرمایا: وَتَفْعَلُ یَامَلَکَ الْمَوْتِ؟ ''اور اے ملک الموت کیا تم یہ کام کرو گے''؟

عرض کیا: نَعَمْ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُطِیْعَکَ ''ہاں!

(جی حضور صلی اللہ علیک وسلم) مجھے اِسی کا حکم ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ ﷺ کی اطاعت کروں''۔

فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی طرف دیکھا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کیا: یَامُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ قَدِ اشْتَاقَ اِلٰی لِقَآئِکَ ''اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ (تبارک وتعالیٰ) آپ ﷺ کی ملاقات کا مشتاق ہے''۔ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت ملک الموت علیہ السلام سے فرمایا: اُمْضِ لِمَا اُمِرْتَ ''جس کا تمہیں حکم کیا گیا ہے وہ کر گزرو''۔

چنانچہ اُنہوں نے روح قبض کر لی۔ جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے وفات پائی اور تعزیت کا وقت آیا (تعزیت کے معنی ہیں پسماندگان کو تسلی دینا۔ تعزیت دفن سے پہلے بھی ہوتی ہے اور دفن کے بعد بھی۔ یہ تعزیت دفن سے پہلے تھی) تو لوگوں نے گھر کے ایک کنارہ سے آواز سنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ اِنَّ فِی اللّٰہِ عَزَآءً مِّنْ کُلِّ مُصِیْبَۃٍ وَّخَلَفًا مِّنْ کُلِّ ھَالِکٍ وَّ دَرْکًا مِّن کُلِّ فَائِتٍ فَبِا للّٰہِ فَاتَّقُوْا وَ اِیَّاہُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ فَقَالَ عَلِیٌّ اَتَدْرُوْنَ مَنْ ھٰذَا ھُوَ الْخَضِرُ عَلَیْہِ السَّلَامُ [۱۳] ''اے گھر والو تم پر سلام اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی رحمت اور اُس کی برکتیں ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں ہر مصیبت میں صبر کرنا ہے اور ہر فوت شدہ کا خلیفہ ہے اور ہر گزر جانے والے کا عوض ہے، تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہی سے ڈرو اور اُس سے اُمید رکھو۔ پورا مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم کر دیا گیا۔ (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) ''یہ (حضرت) خضر (علیہ السلام) ہیں''۔ یہ آخری جملہ جس میں (حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) کا اِرشاد بیان ہے، یہ صاحب مشکوٰۃ نے نقل کیا ہے۔ مجمع الزوائد اور دلائل النبوۃ میں اِس حدیث شریف کے ساتھ نہیں ہے۔

---

[۱۳] دلائل النبوۃ جلد ۷ ص ۲۱۰' مشکوٰۃ ص ۵۴۹' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۳۵۔

تدفین کے بعد

نمازِ جنازہ کے بعد سب سے پہلے حق میّت یہ ہے کہ اُس کے لئے دُعا واِستغفار کی جائے۔ لہٰذا اِستغفار کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ دُعا اور اِستغفار کے عنوان سے جو آیاتِ مبارکہ واحادیثِ مبارکہ بیان کی جائیں گی اُن میں اِس بات کا ذکر ہوگا کہ کن کے لیے دُعا و اِستغفار سُود مند ہے اور کن کے لیے نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نوری فرشتے اہلِ ایمان کے لیے خالقِ کائنات ﷻ کے حضور اُسی کے حکم سے مصروف دُعا ہیں۔ ملاحظہ ہو

آیتِ مبارکہ نمبر ا

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝ (المؤمن:۷)

"وہ (فرشتے) جو عرش اُٹھاتے ہیں اور جو اِس کے اِردگرد ہیں، اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بولتے اور اُس پر ایمان لاتے ہیں اور ایمان والوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ اے ہمارے رب تیری رحمت وعلم میں ہر چیز سمائی ہے تو اُنہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور اُنہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے"۔

ایمان والوں کے لیے ہمہ وقت مغفرت کی دُعائیں ہو رہی ہیں۔ کتنے خوش نصیب ہیں، ایمان والے کہ عرشِ عظیم جیسے مقدس مقام پر معصوم مخلوق، حاملینِ عرش، حمدِ الٰہی کے ساتھ ساتھ اِن کی بخشش کے لیے ہر لمحہ دُعا کر رہے ہیں۔ یقیناً یہ دُعا درجہء قبولیت کے کمال تک پہنچی ہوئی ہے جس کے رد کی کوئی صورت نہیں۔

آیتِ مبارکہ نمبر۲

وَالَّذِیْنَ جَآءُ وْمِنْ ۢ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○ (الحشر:۱۰)

''اور وہ جو اُن کے بعد آئے' عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے اِیمان لائے اور ہمارے دل میں اِیمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے پروردگار بے شک تو نہایت مہربان، رحم فرمانے والا ہے''۔

اِس آیتِ مبارکہ کو غیر مقلدین کے ترجمان رسالوں نے بھی نقل کیا ہے۔ دیکھیں! [الاعتصام جلد۳۲ شمارہ۱۲۔۱۳' ذوالحجہ ۱۴۰۰ ص۱۴ اور ہفت روزہ اہلحدیث ۲۰ جون ۱۹۹۲ء ص۱۵]

مودودی صاحب نے ''تفہیم القرآن'' میں سورۃ الحشر کی آیت نمبر۱۰ کی تشریح میں لکھا ہے۔ ''اِس آیت میں ایک اہم اَخلاقی درس مسلمانوں کو دیا گیا ہے کہ کسی مسلمان کے دل میں کسی دوسرے مسلمان کے لیے بغض نہ ہونا چاہئے اور مسلمانوں کے لیے صحیح روش یہ ہے کہ وہ اپنے اَسلاف کے حق میں دُعائے مغفرت کرتے رہیں''۔ (تفہیم القرآن جلد۵ ص۴۰۳' ابن کثیر جلد۴ ص۲۹۵)

عبدالماجد دریابادی دیوبندی صاحب نے اپنی تفسیر ''ماجدی'' میں محولہ بالا آیتِ مبارکہ کی شرح میں لکھا ہے: ''اپنے سے پہلے کے ایمان والوں کے حق میں دُعائے مغفرت کرنا علاماتِ اِیمان سے ہے''۔ (جلد۲ ص۱۰۹۳)

اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے:

''اِس میں سابقین کے لیے دُعا کرنے کی ترغیب ہے اور صوفیاء کی تو یہ عادتِ لازمہ ہے' اپنے سلف کے لیے دُعا اور ایصالِ ثواب کرنے کی''۔ (مسائل السلوک تفسیر بیان القرآن ص۱۰۵۲)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے ''سابقین کے لیے دُعائے

مغفرت کرتے ہیں''۔(تفسیر عثمانی ص ۹۳۷ حاشیہ ۳۲)

مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب نے لکھا ہے۔''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مسلمانوں کو اصحابِ محمد ﷺ کے لیے اِستغفار اور دُعا کرنے کا حکم دیا''۔(معارف القرآن جلد ۸ ص ۳۸۱)

حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیرِ آیت لکھا ہے ''اے اللہ (عزوجل) اور رحمت نازل فرما' اُن لوگوں پر بھی جو بخوبی صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی پیروی کرنے والے ہوں اور کہتے ہوں' اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے اِیمان لائے تھے''۔(تفسیر مظہری جلد ۹ ص ۲۴۵)

آیتِ مبارکہ نمبر ۳

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ط .....(الشوریٰ:۵)

''اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بولتے ہیں اور زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں''۔یعنی اِیمان والوں کے لیے کیونکہ آخرت میں بخشش صرف اِیمان والوں کی ہوگی۔

حضرت نوح علیہ السلام نے دُعا فرمائی:

آیتِ مبارکہ نمبر ۴

رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط ...(نوح:۲۸)

''اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اُسے جو اِیمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو (جو زندہ ہیں اور جو وصال کر چکے ہیں)''۔

اِس آیتِ پاک میں حضرت نوح علیہ السلام کے والدین کریمین کا بھی ذکر ہے جن کے نام بلدین متوشلخ (والد) شمخا بنت اخوش (والدہ) تھے۔دونوں موحد اور

مومن تھے۔[1]

قرآنِ حکیم میں ایمان والوں کے لیے بخشش کی دُعائیں اور اِستغفار کرنا ثابت ہے اِس لیے کسی کا یہ کہنا کہ مرنے والا تو مرگیا اب اِس کے لیے کوئی دُعا یا اِستغفار سُود مند نہیں۔ ایسا وہی شخص کہہ سکتا ہے جو منکرِ قرآنِ کریم ہو یا جس نے نہ تو کبھی قرآنِ مجید پڑھا ہو اور نہ ہی مسلمان ہونے کے ناطے سے دینِ اسلام اور دینی معلومات اور معمولات سے آگاہ ہو۔ مگر جس نے عقل و شعور اور ایمان کی شمع کو روشن کر کے قرآنِ پاک پڑھا ہوگا وہ اِنکار نہیں کرسکتا۔

منافقین، مشرکین اور کفار کے لیے بخشش کی دُعا کرنا قطعاً منع اور حرام ہے۔ ہاں البتہ! جب تک ایسے لوگ زندہ ہوں، اُس وقت تک اِن لوگوں کی ہدایت اور بخشش کی دُعاؤں کی اجازت ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے دُعائیں کرتے رہنا چاہیے اور جب بحالتِ کفر و شرک اور منافقت ہی میں مرجائیں تو اِن کی بخشش کے لیے دُعا کرنا یا کروانا قطعاً حرام ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کے لیے دُعائے مغفرت:

آیتِ مبارکہ نمبر ۵

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○ (ابراہیم:۴۱) ''اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا''۔

یہاں والدین سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سگے والد حضرت تارخ اور والدہ حضرت متلی بنت نمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ یہ دونوں مومن اور موحد تھے۔ اِن کے لیے بڑھاپے میں دُعائے مغفرت فرمائی۔ یہ دُعا حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کی ولادت کے بعد فرمائی۔ صاحبِ مجمع البیان نے لکھا ہے: ''ہمارے اَصحاب نے اِس سے اِستدلال کیا ہے کہ (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کے

---

[1] جلالین ص ۶۹، فتح القدیر جلد ۵ ص ۳۰۲، مدارک جلد ۵ ص ۲۶۹، تفسیر الوسیط ص ۱۷۷، قرطبی جلد ۹ جز ۱۸ ص ۳۱۷، مظہری جلد ۱۰ ص ۷۸۔

والدین کافر نہیں تھے"۔ ۲ آزر آپ کا دُور کا چچا تھا جس سے آپ اپنی جوانی میں ہی بیزار ہو چکے تھے اور وہ کفر پر مر چکا تھا۔

قرآنِ مجید میں "اب" "باپ" چچا" تایا اور دادا وغیرہ کو کہہ دیا جاتا ہے۔ اگر آیتِ مبارکہ میں وَلِوَالِدَیَّ کی جگہ ابوی کا لفظ اِرشاد ہوتا تو خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر کے لیے بھی دُعائے مغفرت کی ہو۔ اِس (شبہ) کو دفع کرنے کے لیے وَالِدَیَّ فرمایا۔ یعنی حقیقی ماں باپ۔ ۳

کیا منافقین کے لیے بخشش کی دُعا ہے؟

شروع شروع میں منافقین کے لیے دُعائے بخشش و مغفرت کی رخصت تھی۔ ابھی قانونِ ممانعت نازل نہیں ہوا تھا کہ غزوۂ مریسیع کے موقع پر ایک روح فرسا واقعہ رونما پذیر ہوا جس میں جہجاہ غفاری اور سنان بن وبر جہنی آپس میں لڑ پڑے۔ سنان، عبداللہ بن ابی کا حلیف تھا۔ حضرت جہجاہ رضی اللہ عنہ نے مہاجرین کو اپنی مدد کے لیے پکارا اور سنان نے انصار کو پکارا، اِس موقعہ پر عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے حضور نبی کریم ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کی شان میں انتہائی نازیبا گفتگو کی اور زبردست قسم کی گستاخی کا مرتکب ہوا۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے چیلوں چانٹوں سے کہنے لگا اگر تم اِن مہاجرین کو اپنا جھوٹا نہ دو تو یہ لوگ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں۔ اب تم اُنہیں کچھ نہ دینا اور پھر اِس نے بکواس کی کہ مدینہ (شریف) پہنچنے پر ہم عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اِس کی بکواس پر جلال میں آ گئے اور فرمانے لگے تو ہی ذلیل ہے۔ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عزت بخشی ہے اور مسلمان اُن سے محبت کرتے ہیں۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بولا، میں تو ہنسی کر رہا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی سے دریافت فرمایا تو اُس نے جھوٹ بول دیا اور جھوٹی قسم کھالی۔ اُس کے ساتھی بولے عبداللہ بن ابی سچا ہے۔ (حضرت) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو دھوکا ہو گیا ہو گا۔

---

۲ مجمع البیان جلد ۵ ص ۳۱۹۔ ۳ تفسیر مظہری جلد ۵ ص ۲۷۹۔

مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی تصدیق فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ''ابن ابی'' کو کہا توبہ کرو اور سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اِستغفار کروالو تو اُس نے اِنکار کیا۔ چنانچہ قرآن پاک کی آیتِ مبارکہ کا نزول ہوا جس میں رئیس المنافقین ابن ابی کی تکذیب فرمائی گئی۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○ (المنافقون:۵)

''اور جب اُنہیں کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے لیے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم اُنہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں''۔ بعدازیں رَبِّ کائنات جل مجدہٗ الکریم نے فرمایا:۔

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ .... (المنافقون:۶)

''اِن پر ایک سا ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اِن کی معافی چاہیں یا نہ چاہیں۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُنہیں ہرگز نہیں بخشے گا''۔

یاد رہے کہ اِس موقع پر دُعا کا قبول نہ ہونا حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی تعظیم ہے۔ مطلب یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی شانِ رحمت سے اُس کے لیے دُعا کریں گے۔ مگر جو مَردُود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز ہو جائے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذرّہ بھر بھی مخالف اور بے ادب ہے اُس کی بخشش کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شانِ رحمتہ اللعالمینی ہے کہ اپنے مخالف کے لیے بھی دُعا کرتے ہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی بناء پر گستاخوں کو معاف کرنے کا نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تو صرف اُسے بخشے گا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نیاز مند، مؤدّب اور محبّ ہوگا۔

رئیس المنافقین کی موت:

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جب مر گیا تو اُس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص اور عاشق صحابی تھے، نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے باپ پر جنازہ کی نماز پڑھیں اور اپنی قمیص بھی اُس کو عطا فرمادیں کیونکہ وہ یہ وصیّت کر کے مرا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا' آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اِس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی اِستغفار فرمائیں۔ جبکہ صورت حال یہ تھی کہ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے تھے کہ ابھی تک منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت نہیں فرمائی گئی تھی۔ علاوہ ازیں حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر تھی کہ اِس کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے ایک ہزار منافق اِیمان لائیں گے۔ چنانچہ اُس کو قمیص دی گئی اور نمازِ جنازہ بھی پڑھی گئی۔ چونکہ عبداللہ بن ابی' رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گستاخ تھا، اِس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس کے لئے اور دیگر سارے منافقوں کے لیے فرمایا: اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ط.... (التوبہ:۸۰) ''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اُن کے لیے معافی چاہیں یا نہ چاہیں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ستر بار بھی اُن کے لیے معافی چاہیں گے تو اللہ (جل جلالہ) اُنہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ اِس لیے کہ وہ اللہ (جل شانہ) اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منکر ہوئے''۔ [۴] چنانچہ نماز جنازہ کی وجہ سے' ایک ہزار آدمی یہ دیکھ کر کہ ایسا مردود بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس شریف سے برکت چاہتا ہے' ایمان لے آئے۔ [۵] تفصیل آپ پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

بعدازیں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:- وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ط اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ (التوبۃ:۸۴) ''اور اُن میں سے کسی کی میّت پر کبھی نمازِ (جنازہ) نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا' بے شک وہ اللہ (جل سلطانہ) اور

---

[۴] تفسیر مظہری جلد۴ص ۲۷۲' تفسیر النسفی جلد۲ص ۱۳۸' تفسیر ابوسعود جلد۲ جز۴ص ۵۷' الکشاف جلد۲ص ۲۰۴' تفسیر ابن جوزیہ جلد۳ص ۸۱' تفسیر المینار جلد۱۰ص ۵۶۷۔ [۵] تفسیر النسفی جلد۲ ص ۱۳۹' مظہری جلد۴ص ۲۷۶' ابن جوزیہ جلد۳ص ۴۸۱۔۴۸۰' مجمع البیان جز۵ص ۵۷۔

رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے"۔ ۶

مشرک کے لیے دُعائے مغفرت نہیں؟

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ .... (النسآء:۴۸) "بے شک اللہ (رَبُّ العزّت) اسے نہیں بخشتا کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جائے اور شرک سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے"۔

یہاں شرک بمعنی کفر بھی ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ہر منکر مشرک بھی ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ دُعا اور اِستغفار صرف اور صرف مومنین کے لیے ہے (اور جن کے مرنے والے اِیمان دار فوت ہوتے ہیں' وہ دن رات اُن کے لیے دُعائیں اور اِستغفار کرتے ہیں)۔

منافق' کافر اور مشرک مرنے والے کے لیے نہ دُعائے بخشش ہے اور نہ ہی اِستغفار۔ جو لوگ فوت شدگان کے لیے دُعائیں اور اِستغفار نہیں کرتے بلکہ لوگوں کو بھی روکتے ہیں، خدا معلوم اُن کا اپنے مرنے والوں کے بارے میں کیا عقیدہ ہوتا ہے؟

یہاں تک نصوصِ قرآنیہ سے دُعا و اِستغفار کا ذکر ہے۔ اب احادیثِ مبارکہ سے دُعا و اِستغفار کے بارے میں تفصیلی بیان ہوتا ہے۔

دُعا و اِستغفار برائے میّت بحوالہ اَحادیثِ مبارکہ

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اَنّٰى لِيْ هٰذِهٖ؟ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ ۷

---

۶ طبری جز۱۴ ص۴۰۶' درمنثور جلد۳ ص۲۶۶' تفسیر قرطبی جلد۴ جز۸ ص۲۱۹۔۲۱۸' تفسیر مظہری جلد۲ ص۲۷۶' بخاری جلد۲ ص۶۷۴۔ ۷ مسند احمد جلد۲ ص۵۰۹' مشکوٰۃ ص۲۰۶۔۲۰۵' مجمع الزوائد جلد۱۰ ص۲۱۰' ابن کثیر جلد۷ ص۴۰۹ (الشعب)' الاعتصام (ترجمان غیر مقلدین) ۱۷۔۱۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء جلد۳۲ شمارہ ۱۳۔۱۴/۲۳۰۔

''اللہ (تبارک وتعالیٰ) جنت میں نیک بندے کے درجے بلند فرماتا ہے وہ (بندۂ مومن) عرض کرتا ہے' اے میرے پروردگار مجھے یہ (بلندی' درجات) کہاں سے ملی؟۔ ربُّ العالمین اُس سے فرماتا ہے تیرے لیے' تیرے بچے کے بخشش طلب کرنے (دُعائے مغفرت کرنے) کی وجہ سے تیرا درجہ بلند کیا گیا ہے''۔

نوٹ: صاحبِ مرقاۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اِس مقام پر تحریر فرماتے ہیں: ''یہاں عبد صالح سے مراد (گنہگار) مسلمان ہے جو بخشش کی صلاحیت وقابلیت رکھتا ہے۔ پہلے وہ عذابِ قبر میں گرفتار ہوتا ہے کہ اچانک عذاب موقوف ہو کر جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے''۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے:۔ مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَآءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَ اِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَآءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ ۸ ''قبر میں میّت کی حالت اُس ڈوبنے والے شخص کی طرح ہوتی ہے جو مدد طلب کرنے کے لیے لوگوں کو پکارتا ہے۔ وہ ماں' باپ' بھائی یا دوست کی طرف سے (قبر میں) دُعا کا منتظر ہوتا ہے۔ پھر جب اُسے دُعا پہنچ جاتی ہے، تو وہ دُعا اُسے دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) زمین والوں کی دُعا سے قبروں والوں کو ثواب کے پہاڑ عطا فرماتا ہے اور یقیناً وصال شدہ لوگوں کے لیے زندوں کا بہترین تحفہ اِستغفار ہے''۔

نوٹ: اِس حدیثِ پاک سے اُن لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو فاتحہ اور ایصالِ ثواب سے لوگوں کو طرح طرح کے بہانوں سے روکتے ہیں۔

---

۸ مشکوٰۃ ص ۲۰۶' میزان الاعتدال ص ۳۰ے' اللسان المیزان لابن حجر جلد ۵ ص ۳۳۹' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۹۷' الاعتصام (غیر مقلد) جلد ۳۲ شمارہ ۱۳۔۱۲' صفحہ ۲۳/۱۴/۱۷' ۱۲۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء۔

غیر مقلدین کے ترجمان ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں لکھا ہے ''نماز جنازہ کی جس قدر دُعائیں ہیں اُن تمام میں میّت کے لیے دُعا کا فائدہ اور نفع پہنچنا ثابت ہے''۔

(۳) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' سرکار کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) وصال شدہ کے لیے دُعا فرماتے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَ نَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِنْ دَارِہٖ وَاَھْلاً خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ [۹]

''اے میرے اللہ (جل جلالک) اسے بخش دے' اس پر رحمت نازل فرما اور اسے عافیت عطا فرما' اس سے درگزر فرما' اس کی باعزت مہمانی فرما اور اسے برف اور ٹھنڈے پانی سے دھو ڈال اور اسے خطاؤں سے اس طرح صاف ستھرا فرمادے جس طرح تو سفید کپڑے کی میل کچیل صاف فرماتا ہے۔ اسے دنیا کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما۔ اسے (دنیا کے) اہل خانہ سے بہتر اہل خانہ عطا فرما۔ دنیوی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما۔ اسے جنت میں داخل فرما' اسے قبر کے عذاب اور عذابِ نار سے پناہ میں رکھ''۔

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ نَعٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ النَّجَاشِیَ صَاحِبَ الْحَبْشَۃِ الْیَوْمَ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ [۱۰] ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (حضرت شاہ) نجاشی، صاحبِ حبشہ کے فوت ہونے کی خبر دی' جس دن اُن کا انتقال ہوا اور فرمایا اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو (بخشش چاہو)''۔

(۵) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے'

---

[۹] مشکوٰۃ ص ۱۴۵' نسائی باب الدعاء جلد ۱ ص ۲۸۱۔۶۱' مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳' مسلم جلد ۱ ص ۳۱۱۔

[۱۰] نسائی جلد ۱ ص ۲۶۵' مسلم جلد ۱ ص ۳۰۹' بخاری جلد ۱ ص ۱۷۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۳۵' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۴۲۰' درمنثور جلد ۲ ص ۱۱۲' جلد ۴ ص ۸۳' دلائل النبوۃ جلد ۴ ص ۴۱۱' البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۲۴۷' کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۵۱۴' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۳۹۔

فرماتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ ثُمَّ سَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ فَاِنَّهُ اَلْاٰنَ يُسْأَلُ [1]

''جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ میّت کے دفن سے فراغت پاتے تو وہاں کچھ دیر ٹھہرتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کے لیے اِستغفار کرو۔ (بخشش مانگو) پھر اس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دُعا کرو کہ اب اِس سے سوالات ہو رہے ہیں''۔

حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے اِستغفار کا واقعہ:

(۶) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) مجھے پاک فرما دیجئے۔ (آپ ﷺ نے) فرمایا: جاؤ لوٹ جاؤ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے بخشش مانگو اور توبہ کرو۔ اَبھی تھوڑی دُور ہی گئے تھے کہ واپس لوٹ آئے۔ عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے پاک کر دیجئے۔ آپ (ﷺ) نے پھر ویسا ہی جواب دیا۔ جب چوتھی مرتبہ وہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کس وجہ سے تجھ کو پاک کروں؟ (حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نے) عرض کیا زنا سے۔ تو آپ ﷺ نے رجم کا حکم فرمایا اور اُن کو رجم کیا گیا۔ (اِس واقعہ کے بعد) لوگوں کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک کہتا کہ ماعز (رضی اللہ عنہ) تباہ ہو گیا۔ گناہ نے اُس کو گھیر لیا اور دوسرا کہتا کہ ماعز (رضی اللہ عنہ) کی اِس توبہ سے بہتر کوئی توبہ نہیں۔ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے نورانی دستِ مبارک میں رکھ دیا اور عرض کرنے لگے کہ مجھے پتھروں سے مار دیجئے۔ دو تین دن تک لوگ یہی کہتے رہے۔ پھر دوسرے یا تیسرے دن (یعنی دو جے یا تیجے دن) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں) بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے سلام فرمایا اور بیٹھ گئے۔ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ ابْنِ مَالِكٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ فَقَالُوْا غَفَرَ اللّٰهُ

[1] ابوداؤد جلد۲ ص۱۰۳' مستدرک حاکم جلد۱ ص۳۷۶' شرح السنۃ جلد۳ ص۲۸۰' مشکوٰۃ ص۲۶' ابن السنی حدیث نمبر۵۷۸' کنز العمال حدیث نمبر۴۲۳۸۸-۴۲۱۶۰۔

لِمَا عِزِ ابْنِ مَالِکٍ [۱۲] ''پھر فرمایا: ماعز بن مالک (رضی اللہ عنہ) کے لیے اِستغفار کرو۔ چنانچہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے بخشش کے لیے دُعا کی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ (حضرت) ماعز بن مالک (رضی اللہ عنہ) کی بخشش فرمائے''۔ پھر رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ ''ماعز (رضی اللہ عنہ) نے ایسی توبہ کی ہے اگر وہ توبہ ایک اُمّت کے لوگوں میں تقسیم کی جائے تو سب کو کافی ہو جائے''۔

اہلِ بقیع کی بخشش کی دُعا:

(۷) (اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ، طیبہ، طاہرہ، محدّثہ، مفکرہ، مفسرہ، مقنّنہ رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے فرماتی ہیں:۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَ اَتَاكُمْ مَاتُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ [۱۳] ''رسول اللہ ﷺ کا طریقِ مبارک تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی میرے ہاں باری ہوتی تو آپ ﷺ رات کے آخری وقت میں بقیع کی طرف تشریف لے جاتے اور فرماتے ''اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو تم سے جس چیز کا وعدہ تھا وہ تمہیں مل گئی۔ کل کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں''۔ (پھر فرماتے) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ [۱۴] ''اے میرے اللہ (جل جلالک) بقیع غرقد والوں کی بخشش فرما''۔

(۸) حضرت واثلہ بن اسقع (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان آدمی کی نمازِ جنازہ پڑھی (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جَوَارِكَ فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ

---

[۱۲] مسلم جلد۲ ص ۶۷، ۶۸، دار قطنی جلد۳ ص ۹۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۶ ص ۸۳، جلد۸ ص ۲۴۱۔
[۱۳] مسلم جلد۱ ص ۳۱۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۷۹، جلد۵ ص ۲۴۹، کتاب الاذکار ص ۱۵۰، ابن السنی حدیث نمبر ۵۸۵، طبقات ابن سعد جلد۲ ص ۹، مشکوٰۃ ص ۱۵۴۔ [۱۴] ایضاً۔

وَالْحَقِّ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمِ ۱۵

''اے میرے اللہ (جل جلالک) فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے وہ تیرے ذمہ (کرم) اور تیرے قریب کے عہد میں ہے تو اسے (اپنے فضل وکرم سے) قبر کے فتنہ اور آگ کے عذاب سے بچالے اور تو وفا وحق والا ہے۔ اے میرے معبودِ برحق (جل سلطانک) اِس کی بخشش فرما اور اِس پر رحم فرما۔ بے شک تو بخشش فرمانے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے''۔ (کتاب الاذکار اور کنز العمال میں وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَآءِ وَالْحَمْدِ یعنی ''تو وفا اور تعریفوں والا ہے'' کا ذکر ہے)

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی) نمازِ جنازہ پڑھی اور یہ دُعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَا شُفَعَآءُ نَافَاغْفِرْلَهٗ ۱۶ ''اے میرے اللہ (جل شانک) تو اِس کا پروردگار (حقیقی) ہے' تو نے اِسے پیدا فرمایا، تو نے ہی اِسے اِسلام کی ہدایت عطا فرمائی، تو نے ہی اِس کی روح قبض فرمائی تو ہی اِس کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ ہم شفیع آئے ہیں' اِس کی بخشش فرما''۔

(۱۰) (حضرت) سعید بن مسیّب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں (حضرت) ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے ساتھ ایک جنازے میں حاضر تھا۔ جب (میّت کو) قبر میں رکھا تو فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ وَفِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ''اللہ (جل جلالہ) کے نام پر' اللہ (جل شانہ) کی راہ پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملّت پر''۔ پھر جب قبر پر اینٹیں برابر کرنے لگے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ

---

۱۵ کتاب الاذکار ص ۱۳۴' مشکوٰۃ ص ۱۴۶' ابن ماجہ ص ۱۰۹' ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۰۱' حدیث نمبر ۳۲۰۲' کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۰۲۔ ۱۶ ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۰۰' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۴۵۔ ۳۶۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۴۲' کتاب الاذکار ص ۱۳۴' مشکوٰۃ ص ۱۴۷' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۳۰۲' مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۸۵۔

میں عرض کیا: اَللّٰھُمَّ اَجِرْھَا مِنَ الشَّیْطَانِ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْھَا وَصَعِّدْ رُوْحَھَا وَلَقِّھَا مِنْکَ رِضْوَانًا [۱۷] ''اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اِس کو تو (اپنے کرم سے) شیطان اور عذابِ قبر سے بچا۔ اے میرے اللہ (جل جلالک) اِس کی پسلیوں کو زمین سے جُدا رکھ (یعنی قبر کی دیواریں مل کر اِس کی پسلیاں نہ توڑیں) اِس کی روح کو چڑھالے (یعنی اپنے قرب میں بلند فرما) اور اِس کو اپنی رضامندی نصیب فرما''۔ (حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا یہ دُعا تم نے اپنی رائے سے پڑھی ہے یا رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنی ہے۔ انہوں نے فرمایا مجھے یہ اختیار نہیں کہ جو چاہوں کہوں، بلکہ میں نے اِس دُعا کو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سنا ہے۔

رَحم کی دُعا:

(۱۱) اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میں زیارتِ قبور میں کیا کہا کروں؟ فرماتی ہیں، (نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے) فرمایا: یوں کہا کرو۔ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَّارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ ''مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والوں کو سلام''۔ وَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ۝ [۱۸] ''اور اللہ (جل جلالہ) ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے'' (اور پھر یوں کہے:) ''انشاء اللہ (العزیز) ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں''۔

---

[۱۷] ابن ماجہ ص ۱۱۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۵۵، تفسیر قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۱۴۴، جمع الجوامع حدیث نمبر ۹۸۶۶، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۵۸۸ (بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

[۱۸] مسلم جلد ۱ ص ۳۱۴، کتاب الاذکار ص ۱۴۲، مشکوٰۃ ص ۱۵۴۔

مُردوں کے شمار کے موافق ثواب:

وَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ وَیَقْرَأُ یٰسٓ وَ فِی الْحَدِیْثِ مَنْ قَرَءَ الْاِخْلَاصَ اَحَدَ عَشَرَ مَرَّۃً ثُمَّ وَھَبَ اَجْرَھَا الْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ [۱۹] ''اور قبرستان میں زیارت کرتے وقت یہ الفاظ کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ''اے ایمان دار قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو۔ بے شک اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے چاہا تو ہم تم سے ملیں گے'' اور سورۂ یٰسین پڑھے اور حدیث پاک میں ہے کہ ''جو شخص سورۃ الاخلاص گیارہ بار پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو بخش دے گا۔ تو مُردوں کے شمار کے موافق اُس کو ثواب دیا جائے گا''۔

صاحبِ دُرِّ مختار کی اِس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآنِ حکیم کی تلاوت کا ثواب مُردوں کو بخشنا صرف اُنہی کے لیے نہیں بلکہ ثواب پہنچانے والوں کے لیے بھی اجر کا باعث ہے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ''جب کوئی شخص قبرستان میں داخل ہو کر سورۂ یٰسین پڑھے تو اُس دن (اہلِ قبور) کے عذاب میں نرمی ہو جاتی ہے اور اِس پڑھنے والے کو اُن (اہلِ قبور) کی تعداد کے برابر نیکیاں ملتی ہیں''۔ [۲۰]

گیارہ مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہ شریف کا ثواب:

حضرت ابو محمد سمرقندی نے سورۃ الاخلاص کے فضائل میں (مرفوعاً) ذکر کیا ہے کہ:-

مَنْ مَرَّ عَلَی الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَحَدَ عَشَرَۃَ مَرَّۃً ثُمَّ وَھَبَ اَجْرَہُ الْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ [۲۱]

''جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی اور

---

[۱۹] غایۃ الاوطار ترجمہ درالمختار کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازۃ جلد ا ص ۴۲۳ سطر نمبر ۱۱ مطبوعہ نامی منشی نول کشور لکھنؤ (بھارت)۔ [۲۰] المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۱۹۔ [۲۱] شرح الصدور ص ۲۹۶۔

اُس کا ثواب مُردوں کو بخش دیا تو مُردوں کی تعداد کے برابر اُسے اجر ملے گا''۔

قبرستان سے گزرتے وقت فاتحہ شریف پڑھنا:

حضرت ابوالقاسم سعد بن علی انجانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ''فوائد'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّ اَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَانُوْا شُفَعَآءَ لَّهٗ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ۲۲ ''جو قبرستان میں داخل ہوا اور پھر سورۃ الفاتحہ' سورۃ الاخلاص اور سورۃ التکاثر پڑھے پھر کہے یعنی یہ دُعا کرے ''اے میرے اللہ (جل جلالک) میں نے جو تیرا قرآنِ مجید پڑھا ہے اِس کا ثواب مومن مَردوں اور مومنہ عورتوں دونوں کو عطا فرما' تو وہ قبر والے قیامت کے دن اِس کے سفارشی ہوں گے''۔

(۱۲) اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے، اُن کی آنکھیں (وصال کے وقت) کھلی رہ گئی تھیں۔ اُنہیں بند فرمادیا۔ پھر فرمایا: کہ جب روح قبض کرلی جاتی ہے تو نظر اُس کے پیچھے جاتی ہے۔ اُن کے گھر والوں نے آہ و بقا کی تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اپنے متعلق خیر ہی کی دُعا کرنا کیونکہ فرشتے تمہارے کہے پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ خداوندی میں دُعا کی! اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِيْهِ ۲۳ ''اے میرے اللہ (جل

---

۲۲ شرح الصدور ص ۲۹۶۔ ۲۳ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۱' مسند احمد جلد ۶ ص ۲۹۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۷۳' جمع الجوامع حدیث نمبر ۹۹۶' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۱۹' نصب الرایہ جلد ۴ ص ۲۵۴' کنز العمال جلد ۱۱ ص ۴۳۵۔

شانک) ابوسلمہ (رضی اللہ عنہ) کی بخشش فرما اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اِس کا درجہ بلند فرما اور اِس کے پسماندگان کا تو خلیفہ ہو اور اے رب العالمین (جل شانک) ہماری اور اِس کی مغفرت فرما اور اِس کی قبر میں وسعت فرما اور اِس کی قبر میں اِس کے لیے نور عطا فرما"۔

سلام اور بخشش کی دُعا:

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم (غیب بتانے والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ (منوّرہ) میں کچھ قبروں پر گزرے۔ (یعنی قبروں کے پاس سے گزرے) اُن کی طرف اپنا رخِ انور فرمایا اور بایں الفاظ اُن کو سلام فرمایا اور بخشش کی دُعا فرمائی:۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ ۲۴ "اے قبروں والو! تم پر سلام ہو، اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) ہمیں اور تمہیں بخشے۔ تم ہمارے اگلے ہو، ہم تمہارے پیچھے"۔

نماز کی طرح دُعا میں بھی اِخلاص:

(۱۴) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَآءَ ۲۵ "جب تم میّت پر نماز پڑھ لو، تو اُس کے لئے خلوصِ دل سے دُعا کرو"۔

اَولاد کی فوت شدہ والدین کے لیے دُعا:

(۱۵) حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ

---

۲۴ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۳، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، کتاب الاذکار ص ۱۴۲، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۴۷۔
۲۵ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۴۰، تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۲۲، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۵۸۱، مشکوٰۃ ص ۱۴۶، ابن ماجہ ص ۱۰۹، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۰۰، کتاب الاذکار ص ۱۳۴۔

صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْالَهٗ [۲۶] ''جب انسان مرجاتا ہے تو اُس کے اَعمال کا سلسلہ کٹ جاتا ہے۔ سوائے تین اَعمال کے۔ (۱) صدقۂ جاریہ (دائمی خیرات یعنی ایسا عمل جس کا ثواب جاری رہتا ہے)۔ (۲) ایسا علم جس سے (لوگوں کو) نفع پہنچتا رہے۔ اور (۳) یا وہ نیک بچہ (اولاد) جو اُس کے لئے (مرنے کے بعد) دُعا کرے''۔

والدین کی وفات کے بعد اُن سے حسن سلوک:

(۱۶) حضرت ابواُسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَآءَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِىْ سَلْمَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِىَ مِنْ بِرِّاَبَوَىَّ شَىْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمِ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَامِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِىْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا [۲۷] ''ہم لوگ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر تھے، ایک شخص جس کا تعلق بنوسلمہ قبیلے سے تھا' آیا اور عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا ماں باپ کے وصال کے بعد بھی اِس کا کوئی موقع ہے کہ اُن سے بھلائی کروں اور حسن سلوک کروں؟ تو اِرشاد فرمایا: ہاں!۔ (۱) اُن کی نمازِ (جنازہ) پڑھی جائے۔ (۲) اُن کے لئے طلبِ مغفرت کرنا (۳) اُن کی وصیّت کو اور اُن کے وعدوں کو پورا کرنا۔ (۴) اس رشتہ داری کو ملانا جو اُن کے ساتھ ہی ملائی جاسکتی ہے اور (۵) اُن کے دوستوں کا احترام کرنا''۔

والدہ کے لئے طلبِ مغفرت:

(۱۷) حضرت سلام بن ابومطیع علیہ الرحمہ سے روایت ہے' وہ حضرت غالب علیہ

---

[۲۶] مسند احمد جلد۲ص ۳۷۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ص ۲۷۸' شرح السنۃ جلد۱ص ۲۳۷' مشکل الآثار جلد۱ص ۹۵' کنز العمال جلد۱۵ص ۹۵۲' ابوداؤد جلد۲ص ۴۴' مشکوٰۃ ص ۳۲' ابن کثیر جلد۷ص ۴۴۰' مرآۃ جلد۱ص ۱۸۸' ہفت روزہ (غیر مقلد) ص ۲۰۲/۱۲ جلد۳۲ شمارہ ۱۴۔۱۱۳ اکتوبر ۱۹۸۰۔ المغنی لابن قدامہ جلد۳ص ۵۲۱۔ [۲۷] الادب المفرد ص ۹' مشکوٰۃ ص ۴۲۰' مرآۃ جلد۶ص ۵۳۲' ابوداؤد جلد۲ص ۴۲' ابن ماجہ ص ۲۶۹' نسائی جلد۲ص ۳۲۔ مکاشفۃ القلوب ص ۳۸۰۔

الرحمہ سے حدیث شریف بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت محمد بن سیرین علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: كُنَّا عِنْدَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ لَیْلَةً فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَلِاُمِّیْ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُمَا قَالَ مُحَمَّدٌ فَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰی نَدْخُلَ فِیْ دَعْوَةِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ [۲۸] ''ہم ایک شب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دُعا فرمائی۔ اے اللہ (عزوجل) ابوہریرہ کی اور میری (یعنی محمد بن سیرین کی) والدہ کی اور جو اُن کے لئے طلب مغفرت کرے اُن سب کی مغفرت فرمادے۔ محمد بن سیرین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم اُن کے لئے دُعائے مغفرت کرتے ہیں تاکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دُعا میں داخل ہوجائیں''۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے بخشش کی دُعا کروانا:

(۱۸) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ''جب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو اُنہوں نے حضرت ابوعامر اشعری (عبید بن سلیم رضی اللہ عنہ) کو سردار بنایا اور ایک لشکر دے کر ''اَوطاس'' کی طرف بھیجا وہاں دُرید بن صمہ (کافروں کے سردار) سے مقابلہ ہوا۔ دُرید مارا گیا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس کے ساتھیوں کو شکست دی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے ابوعامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ''اَوطاس'' کے مقام پر بھیج دیا گیا تھا۔ اِس لڑائی کے دوران ایک تیر حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے پر لگا جو ایک جشمی شخص نے مارا تھا۔ آپ زخمی ہوگئے۔ تیر اُن کے گھٹنے میں گھس گیا۔ (حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں اُن کے پاس گیا پوچھا: چچا صاحب یہ تیر کس نے مارا ہے؟ انہوں نے اُس جشمی شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگے یہی میرا قاتل ہے۔ چنانچہ میں نے اُس کا پیچھا کیا۔ اُس نے جب مجھے دیکھا تو بھاگا، میں اُس کے پیچھے بھاگا اور یہ کہنا شروع کیا: او بے حیا! کیا تو عرب نہیں؟ تو ٹھہرتا کیوں نہیں؟ یہ سن کر وہ ٹھہر گیا۔ پھر میرا اُس کا مقابلہ ہوا اُس نے بھی وار کیا میں نے بھی وار کیا۔ یہاں تک کہ میں نے اُسے واصل جہنم کیا۔ پھر لوٹ کر (حضرت)

[۲۸] الادب المفرد ص ۹۔

ابو عامر (رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا۔ میں نے کہا اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے تمہارے قاتل کو مارا۔ (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) کہنے لگے، اے بھتیجے! رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا اور میرا اسلام عرض کرنا اور یہ بھی عرض کرنا کہ ''یَقُوْلُ لَکَ اَبُوْ عَامِرٍ اَنْ اِسْتَغْفِرْلِیْ'' (بخاری شریف کے لفظ ہیں وَقُلْ لَہُ اسْتَغْفِرْلِیْ) یہ کہ ''ابو عامر گزارش کرتا تھا کہ میری بخشش کے لیے دُعا فرمایئے'' یہ کہہ کر (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) نے مجھے اپنا خلیفہ بنادیا۔ بعد ازیں تھوڑی دیر کے لیے زندہ رہے پھر شہید ہوگئے۔ جب میں لوٹ کر آیا تو آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ ایک کوٹھڑی میں بان کی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے، اُس پر بستر بھی نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی نورانی پشت مبارک اور نورانی پہلو مبارک میں بان کے نشانات پڑ گئے۔ میں نے اپنا اور اپنے چچا (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) کا حال بیان کیا۔ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ (حضرت) ابو عامر (رضی اللہ عنہ) نے دُعا کی درخواست کی تھی۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو شریف فرمایا پھر اپنے ہاتھ مبارک اُٹھائے اور دُعا فرمائی:- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدٍ اَبِیْ عَامِرٍ ''اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) عبید ابو عامر کو بخش دے''۔ آپ ﷺ نے دُعا کے لئے اپنے (نورانی) ہاتھ (مبارک) اُٹھائے کہ میں نے آپ ﷺ کی نورانی بغلوں مبارک کی سپیدی دیکھی پھر آپ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَوْقَ کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِکَ مِنَ النَّاسِ ''اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) قیامت کے دن اِس (ابو عامر رضی اللہ عنہ) کو اپنے بہت سے بندوں سے بڑھ کر (یعنی زیادہ مرتبے والا) فرما'' میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) میرے لیے بھی دُعا فرما دیجئے۔ آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَیْسٍ ذَنْبَہٗ وَاَدْخِلْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَدْخَلاً کَرِیْمًا [۲۸a] ''اے میرے اللہ

[۲۸a] بخاری باب غزوۂ اوطاس جلد۲ ص ۶۱۹' بخاری باب الوضوء عند الدعا جلد۲ ص ۹۴۴' بخاری جلد۱ ص ۴۰۴' تیسیر الباری جلد ۵ ص ۴۸۲' مسلم جلد۲ ص ۳۰۳' البدایہ والنہایہ جلد۴ ص ۳۳۹' دلائل النبوۃ جلد۵ ص ۱۵۳' کنز العمال جلد۱۰ ا ص ۳۶۷، ۵۶۶' جمع الجوامع حدیث نمبر ۹۹۶۴' فتح الباری جلد۸ ص ۵۱' جلد۱۱ ص ۲۲۴' جلد۶ ص ۱۰۰' عمدۃ القاری جلد۱۲ جز ۲۳ ص ۱۲' جلد۷ جز ۱۴ ص ۱۶۹' جلد۹ جز ۱۷ ص ۳۰۱۔

(جل جلالک) عبداللہ بن قیس (یعنی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کے گناہ بخش دے اور قیامت کے دن اُس کو عزت کی جگہ (بہشت میں) داخل فرما''۔

نمازِ جنازہ میں دُعا:

(۱۹) حضرت ابراہیم الاشہلی اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازِ جنازہ پڑھتے تو یہ دُعا پڑھتے: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا** [۲۹] ''اے میرے اللہ (جل جلالک) بخشش فرما ہمارے زندہ اور وصال شدہ لوگوں کی اور حاضر وغائب چھوٹے اور بڑے اور مرد اور عورت کی''۔

(۲۰) ایک دوسری روایت میں جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اُس میں محولہ بالا کلمات کے علاوہ یہ الفاظ زائد ہیں۔ **اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ** [۳۰] ''اے میرے اللہ (جل جلالک) جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے تو اِسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو فوت کرے تو ایمان کے ساتھ فوت کر''۔ ابن ماجہ میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ **اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَہٗ** [۳۱] ''اے میرے اللہ (جل جلالک) ہمیں اِس کے اجر سے محروم نہ فرما اور ہمیں اِس کے بعد گمراہ نہ چھوڑ''۔

---

۲۹ ترمذی جلد۱ص ۱۹۸' ابن ماجہ۲ص ۱۰۹' مسند احمد جلد۲ص ۳۶۸' جلد۴ص ۱۷۰' جلد۵ص ۴۱۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ص ۴۱' مستدرک حاکم جلد۱ص ۳۵۸' مجمع الزوائد جلد۳ص ۳۳' مشکوٰۃ ص ۱۴۶' شرح السنۃ جلد۳ص ۲۴۷' جمع الجوامع حدیث نمبر ۹۹۶۶' تلخیص الحبیر جلد۲ص ۱۳۲' مشکل الآثار جلد۱ص ۴۲۲' کنز العمال' جلد۱۵ص ۵۱۶' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۴۱۹' نسائی جلد۱ص ۲۸۱' کتاب الاذکار حدیث نمبر ۱۴۲' ۱۵۸۔ ۳۰ ترمذی جلد۱ص ۱۹۸' ابن ماجہ۲ص ۱۰۹' مسند احمد جلد۲ص ۳۶۸' جلد۴ص ۱۷۰' جلد۵ص ۴۱۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ص ۴۱' مستدرک حاکم جلد۱ص ۳۵۸' مجمع الزوائد جلد۳ص ۳۳' مشکوٰۃ ص ۱۴۶' شرح السنۃ جلد۳ص ۲۴۷' جمع الجوامع حدیث نمبر ۹۹۶۶' تلخیص الحبیر جلد۲ص ۱۳۲' مشکل الآثار جلد۱ص ۴۲۲' کنز العمال' جلد۱۵ص ۵۱۶' مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۴۱۹' نسائی جلد۱ص ۲۸۱' کتاب الاذکار حدیث نمبر ۱۴۲' ۱۵۸۔ ۳۱ ابن ماجہ ص ۱۰۹۔

بچے کے لیے بھی دُعا:

(۲۱) حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے اُس بچے کی نمازِ جنازہ پڑھی جس نے کبھی خطا نہ کی تھی لیکن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اَللّٰھُمَّ اَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ [۳۲] ''اے میرے اللہ (جل جلالک) اِسے عذاب قبر سے بچالے''۔

نوٹ: وصال شدہ لوگوں کے لیے دُعائیں کرنا عینِ اسلام اور مکمل صحیح اسلامی عقیدہ ہے اور دُعاؤں کے خلاف لکھنا' بولنا سب غیر اِسلامی انداز ہے۔ دُعا تو دُعا' اِستغفار تو اِستغفار اگر مرنے والے کے حق میں اچھی بات کہی جائے تو یہ بھی اُس کو نفع دیتی ہے۔

زندوں کا میّت کی تعریف سے میّت کو نفع:

(۲۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگ ایک جنازہ پر گزرے۔ فَاَثْنَوْا عَلَیْھَا خَیْرًا فَقَالَ (رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم) وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِاُخْرٰی فَاَثْنَوْا عَلَیْھَا شَرًّا فَقَالَ (رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم) وَجَبَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ شَھِیْدٌ [۳۳] ''پھر اُس کی بھلائی کی تعریف کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوئی' پھر ایک دوسرے جنازے پر گزرے' اُس کی برائیوں کا ذکر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوئی۔ بعد میں فرمایا: تم میں سے ہر ایک شخص دوسرے پر گواہ ہے''۔

نسائی میں یہ زیادہ ہے۔ ''فرشتے اللہ تبارک وتعالیٰ کے گواہ ہیں، آسمان میں''۔ (یعنی جس کے لیے تم نے بہتری کی گواہی دی، وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بھی بہتر ہے، اُس کے لیے جنت واجب ہوئی)۔

(۲۳) ایک دوسری حدیث شریف میں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اُس میں ہے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک

---

[۳۲] مشکوٰۃ ص ۱۴۷' مرآۃ جلد ۲ ص ۴۸۵' کنز العمال جلد ۱۵ ص ۷۱۶' موطا امام مالک ص ۲۰۹۔
[۳۳] نسائی جلد ۱ ص ۲۷۳' ابن ماجہ ص ۱۰۸' مسند احمد جلد ۲ ص ۵۲۸۔ ۴۹۸' ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۵۔

وسلم) کیا واجب ہوگئی؟ سرکارِ کائنات ﷺ نے فرمایا: یہ کہ جس کی تم نے تعریف کی، اُس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی، اُس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی ہے۔

اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ [۳۴] ''تم لوگ زمین میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے گواہ ہو''۔

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف میں باب باندھا ہے (بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ) وحیدالزماں صاحب نے اِس باب کے ضمن میں لکھا ہے ''بلکہ تعریف کرنا بہتر ہے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر رحم فرمائے''۔

(۲۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لِهٰذِهٖ وَجَبَتْ وَلِهٰذِهٖ وَجَبَتْ اُس کے لیے واجب ہے، اُس کے لیے بھی واجب ہے۔ تو جواباً فرمایا: شَهَادَةُ الْقَوْمِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ شُهُوْدُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ [۳۵] ''لوگوں کی شہادت اور مومنین زمین پر اللہ (جل جلالہ) کے شاہد ہیں''۔

(۲۵) حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں مدینہ شریف آیا (ایک روز) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا، ایک جنازہ گزرا۔ لوگوں نے اُس کی تعریف کی (امیر المؤمنین) حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گزرا، لوگوں نے اُس کی بھی تعریف کی۔ فرمایا:

---

[۳۴] فتح الباری جلد۳ ص ۹۳، مرآۃ جلد۲ ص ۲۷۴، مشکوٰۃ ص ۱۴۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص ۷۵، جلد۱۰ ص ۱۲۳۔۱۰۹، مسند احمد جلد۳ ص ۲۴۵۔۱۹۸۔۱۸۶۔۱۷۹، الترغیب والترہیب جلد۴ ص ۳۴۶، جمع الجوامع حدیث نمبر ۲۵۶۶، مجمع الزوائد جلد۳ ص ۵، مشکل الآثار جلد۴ ص ۲۹۰، ۲۸۹۔۲۸۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۳ ص ۳۶۸، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۷ ص ۲۵، کنز العمال جلد۱۵ ص ۹۷۹، نسائی جلد۱ ص ۲۷۳، باب الثناء مسلم جلد۱ ص ۳۰۸ (مسلم شریف میں تین دفعہ واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی کا ذکر ہے) ترمذی جلد۱ ص ۲۰۴، حدیث نمبر ۲۸۹۸، الاولیاء جلد۲ ص ۱۹۷۔

[۳۵] ابن ماجہ ص ۱۰۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۱۰ ص ۲۳، طبرانی جلد۱۹ ص ۱۵۶، حلیۃ الاولیاء جلد۲ ص ۱۹۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۳ ص ۳۶۷۔

واجب ہوئی۔ پھر تیسرا جنازہ گزرا، لوگوں نے اُس کی برائی بیان کی تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اُس کے لیے بھی فرمایا: واجب ہوئی۔ (حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین (رضی اللہ عنہ) کیا واجب ہوئی؟ فرمایا: میں نے اُسی طرح کہا، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کے لیے چار آدمیوں نے بہتری کی گواہی دی اُس کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ہم نے کہا، اگر تین آدمی گواہی دیں؟ آپ نے فرمایا: تین ہی سہی۔ ہم نے کہا اگر دو آدمی گواہی دیں آپ نے فرمایا دو ہی سہی۔ ۳۶

فوت شدہ کے محاسن بیان کرنا:

(۲۷) حضور کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اِرشادِ مقدس ہے، جسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا ہے:- **اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ وَ کُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْھِمْ** ۳۷ ''اپنے فوت شدہ لوگوں کی خوبیاں بیان کرو اور اُن کی برائیوں سے باز رہو''۔

نوٹ: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال شدہ لوگوں کا برائی کے ساتھ ذکر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مگر بے دینوں، غدارانِ ملت، دشمنانِ اسلام اور رسول کریم (رؤف ورحیم ﷺ) کے گستاخوں کی برائی بیان کرنا، اِس میں داخل نہیں جیسا کہ محدثین نے راویانِ احادیثِ مبارکہ میں، دروغ گو راویوں کے بارے میں بیان کیا ہے۔

(۲۸) اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سامنے ایک فوت شدہ آدمی کا برائی سے ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: **لَا تَذْکُرُوْا ھَلْکَاکُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ** ۳۸ ''اپنے فوت

---

۳۶ نسائی جلد۱ص ۲۷۳، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۴ص ۷۵، (بیہقی میں ہے ہم نے ایک کانہ پوچھا) مشکوٰۃ ص ۱۴۵، بخاری جلد۱ص ۱۸۲، تیسیر الباری جلد۲ص ۳۲۰، عمدۃ القاری جلد۴ جز۸ ص ۱۹۳، فتح الباری جلد۳ص ۹۳۔ ۳۷ ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۰۰، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۹، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۴ص ۷۵، شرح السنۃ جلد۳ص ۲۶۴، مرقاۃ المفاتیح ص ۱۴۴ حدیث نمبر ۱۶۷۸، میزان الاعتدال حدیث نمبر ۶۲۶۷، المعجم الصغیر للطبرانی جلد۱ص ۱۶۶، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۲ص ۴۳۸، مرآۃ جلد۲ص ۴۸۱۔ ۳۸ نسائی جلد۱ص ۲۷۴۔

شدہ (لوگوں) کا ذکر مت کرو مگر بھلائی سے''۔

کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۷۱۲ میں هَلکَاکُمْ کی بجائے اَمْوَاتکُمْ کا لفظ ہے۔

(۲۹) ایک دوسری روایت جو انہی سے مروی ہے' میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عظیم ہے: لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَاقَدَّمُوْا [۳۹]

''اپنے وصال شدہ لوگوں کو گالیاں مت دو' وہ اپنے عملوں کو پہنچ گئے''۔

سو آدمیوں کا نمازِ جنازہ پڑھنا:

(۳۰) اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے: مَامِنْ مَّیِّتٍ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ اُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَبْلُغُوْنَ مِائَةً کُلُّهُمْ یَشْفَعُوْنَ لَهٗ اِلَّا شُفِّعُوْا فِیْهِ [۴۰] ''جب کسی (صاحبِ ایمان) میّت پر ایک سو مسلمان نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں اور اُس کی (بخشش کی) شفاعت کرتے ہیں تو (اللہ کریم کی بارگاہ میں) ضرور اُس کی شفاعت ہوگی'' (یعنی مرنے کے بعد دُعا و اِستغفار تو ایک طرف جو بہت بڑا اِنعام ہے جو کسی مسلمان کو اُس کے مرنے کے بعد ملے۔ جنازے میں ایک سو صحیح العقیدہ مسلمانوں کا شامل ہونا' بخشش کا ذریعہ بنتا ہے۔ وحید الزماں صاحب غیر مقلد نے اِس حدیث پاک کے ضمن میں لکھا ہے:۔

''میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میرے جنازہ پر پاک عقیدہ رکھنے والے مومنوں کو جمع فرمائے اور اُن کی شفاعت میرے حق میں قبول کرے''۔

(صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی مترجم جلد ۲ ص ۱۳۸۶ از وحید الزماں صاحب)

اپنے لیے شفاعت کی بڑی تمنا رکھی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ العزیز تمام صحیح العقیدہ اہل ایمان کی شفاعت ہوگی۔

---

۳۹ نسائی جلد ۱ ص ۲۷۴' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۵' مشکوٰۃ ص ۱۴۵' بخاری جلد ۱ ص ۱۸۷' تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۴۰' عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۳۰' فتح الباری جلد ۳ ص ۳۳۰۔

۴۰ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۳۰' نسائی (دو روایات) جلد ۱ ص ۲۸۲' ۲۸۱' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۴۴' ۳۴۳' (دو روایات) مسند احمد جلد ۶ ص ۴۰' مشکوٰۃ ص ۱۴۵' ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰۔

صدقہ بعداز وفات

فوت ہونے کے بعد صدقہ:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اِنَّ اَبِیْ مَاتَ وَ تَرَکَ مَالًا وَلَمْ یُوْصِ فَهَلْ یُکَفِّرُ عَنْهُ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ [۱] ''یہ کہ میرے والد (صاحب) فوت ہوگئے ہیں اور اُنہوں نے مال چھوڑا ہے اور وصیّت نہیں کی تو اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ (وخیرات) کروں تو کیا اُنہیں ثواب پہنچے گا؟ (حضور ﷺ نے) فرمایا: ہاں!''

منظور احمد نعمانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے: ''یہ حدیث اَثباتِ مدعا کے لیے کسی توضیح وتقریر کی محتاج نہیں ہے۔ ایک شخص مرگیا ہے، اُس نے کوئی وصیّت بھی نہیں کی جس کے بعد قانونِ شرعی کے مطابق اُس کا متروکہ (مال واسباب) وارثوں کی طرف منتقل ہوگیا۔ اب اُس کا لڑکا پوچھتا ہے کہ میں اگر اپنے مرحوم باپ کی طرف سے کچھ خیرات کروں تو یہ اُن کے لیے کفارہ ہوسکتا ہے یا نہیں''۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''ہاں! یہ ہوسکتا ہے''۔ (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۵)

(۲) اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَلَمْ تُوْصِ وَاِنِّیْ اَظُنُّهَا لَوْ تَکَلَّمَتْ لَتَصَدَّقَتْ فَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا وَلِیَ اَجْرٌ قَالَ نَعَمْ [۲] ''ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری والدہ (ماجدہ صاحبہ) کا اچانک دَم نکل گیا اور اُنہوں نے وصیّت نہ کی اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کرسکتیں تو صدقہ کرتیں۔ اَب اگر اُن کی طرف سے میں کوئی صدقہ (وخیرات) کرتا ہوں تو کیا اُنہیں اِس کا اَجر ملے گا اور مجھے

---

[۱] ابن ماجہ ص ۱۹۹، مسلم جلد ۲ ص ۴۱، نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲۔ [۲] ابن ماجہ ص ۱۹۹، مسلم جلد ۲ ص ۴۱۔

بھی ثواب ہوگا یا نہیں؟ فرمایا: ہاں!'' یعنی دونوں کو ثواب ہوگا۔

وحید الزماں صاحب اِس حدیث شریف کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ''اِس حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ میّت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اہلسنّت نے اِس پر اتفاق کیا''۔

(۳) اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے' فرماتی ہیں: اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ [۳]

''ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری والدہ (صاحبہ) اچانک فوت ہوگئیں اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کر پاتیں تو کچھ خیرات کرتیں۔ اَب اگر اُس کی طرف سے میں خیرات کروں تو کیا اُس کو اَجر وثواب سے نوازا جائے گا؟ فرمایا: ہاں!''

''اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ میّت کو خیرات اور صدقے کا ثواب پہنچتا ہے۔ اہلِ حدیث کا اِس پر اتفاق ہے۔ معتزلہ نے اِس کا انکار کیا ہے''۔

(تیسیر الباری جلد۲ صفحہ ۳۳۵ من وعن)

آج کل کے متشدّد' متعصّب' فرقہ پرست لوگ معتزلہ فرقہ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور قرآنِ مجید واَحادیثِ مبارکہ کی مخالفت کر رہے ہیں اور مرنے کے بعد دُعا واِستغفار اور ایصالِ ثواب کا انکار کرتے ہیں۔

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اِس حدیث شریف کے تحت، اشعۃ اللمعات جلد۲ ص ۶۹ (مطبوعہ نول کشور) میں لکھتے ہیں۔

''دریں حدیث دلیل است برآنکہ ثواب صدقہ می رسد بہ میّت وہمچنیں دُعا واِستغفار برائے میّت ومذہب اہلِ حق یعنی اہلسنّت وجماعت اندریں است''۔

''اِس حدیث شریف میں اِس امر کی دلیل ہے کہ میّت کو صدقہ کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔ اِسی طرح میّت کے لئے دُعا واِستغفار بھی صحیح ہے۔ اہلِ حق یعنی اہلسنّت وجماعت کا

---

[۳] بخاری جلد۱ ص ۱۸۰' الادب المفرد ص ۹' فتح الباری جلد۳ ص ۹۵' عمدۃ القاری جلد۴ جز ۸ ص ۲۲۱' تفہیم البخاری جلد۲ ص ۴۴۴' مسلم جلد۲ ص ۴۱' مشکوٰۃ ص ۱۷۲' مرآۃ جلد۳ ص ۱۲۸' نسائی جلد۲ ص ۱۳۲۔ تیسیر الباری جلد۲ ص ۳۳۵۔

مذہب یہی ہے''۔ ابوداؤد جلد۲ ص ۴۲ میں ہے کہ ''ایک عورت نے اپنی والدہ صاحبہ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے مذکورہ بالا جواب عطا فرمایا''۔ ایسے ہی نسائی جلد۲ ص ۱۳۲ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔

پانی کا صدقہ جاریہ:

(۴) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَ قَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ [۴] ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ وصال کر گئی ہیں۔ اُن کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی، (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی والدہ کے لیے ہے؟''۔

اِس حدیثِ پاک کی بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اِس کے راوی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سناتے وقت اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا۔ ''فَتِلْکَ سِقَایَۃُ اٰلِ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَۃِ'' (مدینہ شریف میں ''سقایہ آل سعد'' کے نام سے جو سبیل ہے یہ دَراصل وہی ہے) اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کی طرف سے جو کنواں وقف کیا تھا، وہی ''سقایہ آلِ سعد'' کے نام سے بھی مشہور تھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی اِس شہادت کے بعد ظاہر ہے کہ اِس حدیث پاک کا استنادی درجہ کچھ اور بڑھ رہا ہے'' (من وعن از تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۸ مؤلفہ منظور احمد نعمانی دیوبندی، شائع کردہ مکتبۃ الفرقان)

نسائی شریف جلد۲ ص ۱۳۳ میں حدیث پاک درج ہے جس میں سرکارِ کائنات ﷺ سے عرض کیا گیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو فرمایا سَقَی الْمَآءِ ''پانی پلانا'' فَتِلْکَ سَقَایَۃُ سَعْدٍ بِالْمَدِیْنَۃِ ''یہ تو مدینہ شریف میں (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) ہی کی سبیل ہے''۔ (تیسیر الباری جلد۴ ص ۲۴ میں وحید الزماں صاحب

---

[۴] مشکوٰۃ ص ۱۶۹، ابوداؤد جلد۱ ص ۲۴۳، نسائی جلد۲ ص ۱۳۲، مرآۃ جلد۳ ص ۱۰۴، تیسیر الباری جلد۴ ص ۲۲ (اشارہ) ہفت روزہ الاعتصام ۲۳۰ ص ۱۴ (جلد ۳۲ شمارہ ۱۲۔۱۳، ۱۷۔۱۲۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء)

نے اسی روایت کا حوالہ دیا ہے)

اَب بھی خصوصاً اُن گرم خشک علاقوں میں جہاں پانی کم ہوتا ہے بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں۔ عام مسلمان ختم شریف اور فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی اور دُودھ بھی رکھ لیتے ہیں۔

محولہ بالا حدیث شریف سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔ بزرگانِ دین کے نام اور دیگر وصال شدہ مسلمانوں کے نام کی سبیلیں، ایصالِ ثواب کی نیت سے لگانا، اِن سب کا ماخذ یہ حدیثِ مبارک ہے۔ ثواب بخشتے وقت ایصالِ ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا سُنّت ہے کہ خدایا اِس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی شے پر میّت کا نام (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی بندہ کا نام) آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اِس کنویں کو اپنی والدہ محترمہ کے نام سے منسوب کیا''۔ (مرآۃ جلد۳ص ۱۰۵)

نوٹ: مذکورہ بالا حدیثِ مبارک میں یہ نہیں آیا کہ ایصالِ ثواب حرام ہے۔ ایسا سوچنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈریں اور اپنی اِصلاح کریں۔

(پھلوں والے) باغ کا صدقہ:

(۵) حضرت سعید بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض غزوات میں نکلے اور اُن کی والدہ کے وصال کا وقت پہنچ گیا۔ کسی نے کہا وصیّت کر جاؤ۔ اُنہوں نے کہا کہ کس چیز کی وصیّت کر جاؤں؟ سب مال (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔ (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کی واپسی سے قبل ہی اُن کا انتقال ہوگیا۔ جب (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) آئے تو اُن سے اِس کا تذکرہ کیا گیا۔ اُنہوں نے رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ یَنْفَعُھَا اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْھَا فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ حَآئِطٌ کَذَاوَ کَذَا صَدَقَۃٌ عَنْھَا لِحَائِطٍ سَمَّاہُ ۵ ''یارسول اللہ

۵ نسائی جلد۲ص ۱۳۲۔

(صلی اللہ علیک وسلم) اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میری والدہ (صاحبہ) کو اُس کا نفع پہنچے گا؟ تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے نام لے کر عرض کیا کہ فلاں فلاں باغ اُن کی طرف سے صدقہ ہے"۔

(۶) ایک اور حدیث شریف جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اُس میں اِس طرح ہے کہ:۔ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّهٗ تُوُفِّیَتْ اَفَیَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ لِیْ مَخْرَفًا فَاُشْهِدُکَ اِنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا [۶] "کسی آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری والدہ صاحبہ فوت ہوگئی ہیں اگر اُن کے واسطے کچھ صدقہ کیا جائے تو کیا اُن کو اِس خیرات کا فائدہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں! ہوگا۔ (اُس شخص نے) عرض کیا: میرا ایک باغ ہے اور میں آپ ﷺ کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ باغ میں اُن کی طرف سے خیرات کرتا ہوں"۔

(۷) بخاری شریف میں اِسی طرح کا واقعہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے جو قبیلہ خزرج کی شاخ بنی ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جس کا بیان اِس طرح ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا:۔ اِنَّ حَائِطِی الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَیْهَا [۷] "کہ میرا باغ مخراف اُس کی طرف سے صدقہ ہے"۔

کیا عظیم لوگ تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ اپنے اَعمال پر حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو گواہ بنا لیتے اور اپنے اَعمال پر قبولیت کی مہر لگوا لیتے تھے۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کسی غلط معاملہ میں گواہ نہیں بنتے تھے۔

ایک حدیثِ پاک میں ذکر ہے جس کے راوی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے نعمان کو ایک غلام دیا تو اُن کی بیوی

---

[۶] نسائی جلد۲ ص ۱۳۳، ابوداؤد جلد۲ ص ۴۲۔ [۷] بخاری جلد۱ ص ۳۸۷، تیسیر الباری جلد۴ ص ۲۲، فتح الباری جلد۵ ص ۴۹۶، عمدۃ القاری جلد۷ جز۱۴ ص ۵۶، تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۷، تفہیم البخاری جلد۴ ص ۳۱۸۔

حضرت عمرہ بن رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اس معاملہ میں گواہ بنالو۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''میں بیٹے کو غلام دینے کے معاملہ میں آپ ﷺ کو گواہ بنانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا نعمان کے علاوہ تیرا اور بھی کوئی بیٹا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو سب لڑکوں کو غلام دے گا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: میں ایسے عطیہ میں گواہ نہیں بنوں گا''۔ ۸

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الوصایا جلد ا ص ۳۸۶ پر بَابٌ اِذَا قَالَ أَرْضِیْ اَوْبُسْتَانِیْ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ عَنْ اُمِّیْ فَهُوَ جَائِزٌ وَاِنْ لَمْ یُبَیِّنْ لِمَنْ ذَالِکَ ۹ (باب: اگر کوئی یوں کہے میری زمین یا باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے، تو جائز ہوگا گو یہ بیان نہ کرے کہ کن لوگوں پر صدقہ ہے) کے تحت محولہ بالا حدیث شریف نمبر ے نقل فرمائی ہے۔ جس کے حاشیہ نمبر ۵ پر تحریر ہے۔

وَفِیْهِ اَنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَیِّتِ یَصِلُ اِلَی الْمَیِّتِ وَیَنْفَعُهٗ ۱۰ ''اس حدیث شریف میں ثبوت ہے کہ صدقہ کا ثواب اور نفع یقیناً وصال شدہ لوگوں کو پہنچتا ہے''۔

صدقہ کرنے کا حکم:

(۸) اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا: اِنَّ اُمِّیْ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَرَاهَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَاَ تَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا ۱۱ ''میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے، میرا خیال ہے اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ کیا میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اُس کی طرف سے صدقہ کرو''۔

مذکورہ بالا حدیثِ پاک حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بَابُ

۸ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۴۴ (کتاب البیوع)۔ ۹ بخاری جلد ا ص ۳۸۶۔ ۱۰ بخاری جلد ا ص ۳۸۶۔
۱۱ بخاری جلد ا ص ۳۸۶۔

مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاءَةً اَنْ يَتَصَدَّقُوْا عَنْهُ وَقَضَاءِ النُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ ۱۲ (کوئی اچانک فوت ہوجائے تو مستحب یہ ہے کہ اُس کی طرف سے صدقہ کریں اور میّت کی طرف سے نذر پوری کریں کے باب) میں لکھی ہے۔

فوت ہونے والے کو اپنے کئے ہوئے صدقہ جاریہ کا ثواب:

(۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّامِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْالَهٗ ۱۳

"جب اِنسان فوت ہوجاتا ہے تو اُس سے اُس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے۔ مگر تین اَعمال کا تعلق (اُس سے ختم نہیں ہوتا) (۱) صدقۂ جاریہ۔ (۲) ایسا علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔ (۳) یا اَولادِ صالح جو اُس کے لیے دُعائے خیر کرتی ہے"۔

منظور احمد نعمانی دیوبندی نے یہاں لکھا ہے "یہ تین سلسلے یا اِن میں ایک دو بھی اگر مرنے کے بعد کوئی خوش نصیب چھوڑ گیا ہے تو اُن سے اُس کو برابر ثواب پہنچتا رہے گا" (تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۱)

"مثلاً ایک شخص نے کسی کو دین سکھایا۔ اُس کے بعد سکھانے والا مرگیا۔ پھر اُس کے اُس شاگرد نے بہت سے لوگوں کو دین سکھایا اور علیٰ ہذا القیاس اُس کے بعد یہ سلسلہ اِسی طرح چلتا رہا تو سینکڑوں ہزاروں برس گزر جانے کے بعد بھی یہ علمی فیض اگر جاری رہے گا تو اُس معلم اول کو بھی اُس کے ثواب کا حصّہ ملتا رہے گا۔ حالانکہ بعد میں اِس تعلیم وتعلم کا جاری رکھنا ظاہر ہے کہ اُس پہلے شخص کا ذاتی عمل نہ ہوگا۔ لیکن اُس سلسلہ خیر میں چونکہ یہ ایک واسطہ بنا تھا اِس لیے اِس سلسلہ کا ثواب اُس کو برابر ملتا رہے گا۔ یہی

---

۱۲ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶، فتح الباری جلد ۵ ص ۴۸۴، عمدۃ القاری جلد ۷ جز ۱۴ ص ۵۵۔ ۱۳ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۷۸، شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۳۷، مشکل الآثار جلد ۱ ص ۹۵، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۹۵۲، ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۴، مشکوٰۃ ص ۳۲، ابن کثیر جلد ۷ ص ۴۴۰، مرآۃ جلد ۱ ص ۱۸۸، ہفت روزہ (غیر مقلد) ص ۱۲/۲۰۲ جلد ۳۲ شمارہ ۱۴۔۱۳ اکتوبر ۱۹۸۰۔ المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱۔

حال صدقہ جاریہ کا بھی ہے''۔(تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۱)

مرنے کے بعد اعمال جاری:

(۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار اشخاص کا عمل جاری رہتا ہے۔(۱) مجاہد فی سبیل اللہ (۲) وہ' جو علم سکھاتا ہے یعنی عالم۔(۳) وہ آدمی' جو صدقہ کرتا ہے اور وہ صدقہ' جاریہ کی صورت میں ہو۔(۴) وہ آدمی' جس نے صالحہ اولاد چھوڑی ہو جو اُس کے لیے دُعا کرے۔ ۱۴

میّت کی طرف سے اعمال:

''صاحب ہدایہ'' نے ''بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْغَيْرِ'' میں لکھا ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَهٗ اَنْ يَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَيْرٍ صَلٰوةً اَوْصَوْمًا اَوْ صَدَقَةً اَوْغَيْرَهَا عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ۱۵ ''اِنسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔نماز یا روزہ یا صدقہ یا اِن کے علاوہ جو بھی عمل ہو، اہلسنّت و جماعت کے نزدیک صحیح مذہب ہے''۔

''ہدایہ'' کی اِس عبارت کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ معتزلہ (گمراہ فرقہ) نے تمام اَقسام کی عبادات کا ثواب مُردوں کو پہنچنے کی مخالفت کی ہے۔

صاحبِ ہدایہ نے عقیدہ صحیحہ پر (کہ میّت کو ثواب پہنچتا ہے) دلیل کے طور پر ایک حدیث پیش کی ہے۔عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ ضَحّٰى بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ اَحَدُهُمَا عَنْ نَفْسِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ اُمَّتِهٖ ۱۶ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے دو خصی چتکبرے مینڈھے' سیاہ آنکھوں والے قربانی کئے' ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی اُمّت کی طرف سے''۔

---

۱۴ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۶۱' در منثور جلد ۴ ص ۱۱۶' الترغیب والترہیب ص ۱۱۹' شرح الصدور ص ۲۸۸' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۴۳' کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۶۵۶۔ ۱۵ ہدایہ جلد ۱ ص ۲۹۲ سطر نمبر ۱۲ (مطبوعہ مکتبہ شرکۃ علمیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)۔ ۱۶ مشکوٰۃ ص ۱۲۸' مسلم جلد ۲ ص ۱۵۶' ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۰' ابن ماجہ ص ۲۳۶۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے وصالِ مبارک کے بعد:

(۱۱) حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا: یُضَحِّیْ بِکَبْشَیْنِ فَقُلْتُ لَهٗ مَا هٰذَا فَقَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْهُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْهُ ۱۷ وہ دو بکروں کی قربانی کرتے تھے تو میں نے عرض کیا (یا حضرت) یہ کیا ہے؟ تو فرمایا: ''مجھے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے وصیّت فرمائی تھی کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں۔ لہٰذا ایک قربانی میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے کرتا ہوں''۔

اَقسامِ صدقہ

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَکَهٗ اَوْ مُصْحَفًا وَّرَّثَهٗ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْ بَیْتًا لِابْنِ السَّبِیْلِ بَنَاهُ نَهْرًا اَجْرَاهُ اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَّالِهٖ فِیْ صِحَّتِهٖ وَحَیَاتِهٖ تَلْحَقُهٗ مِنْ م بَعْدِ مَوْتِهٖ ۱۸ ''کہ مومن کو فوت ہونے کے بعد جن اعمالِ حسنہ اور نیکیوں کا ثواب پہنچتا ہے وہ یہ ہیں (۱) وہ علم جو اُس نے خود سیکھا اور آگے سکھایا اور پھیلایا۔ (۲) نیک اولاد جو چھوڑ گیا۔ (۳) قرآنِ مجید کہ اُس کا وارث بنا گیا یعنی میراث میں چھوڑا۔ (۴) مسجد بنا گیا۔ (۵) مسافر خانہ بنا گیا۔ (۶) نہر جاری کر گیا۔ (تالاب' سبیل' کنواں' وضو خانہ اِسی ضمن میں آئیں گے جو خلقِ خدا کی خدمت کے لیے بنا گیا) صدقہ جس کو اُس نے اپنی حیات اور صحت کی حالت میں نکالا تھا تو اُس کو مرنے کے بعد بھی اُس کا ثواب پہنچتا رہے گا''۔

مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۴۶' طبع ثانی میں ''مسجد بنا گیا'' کے تحت ہے مَعْنَاهُ اَلْمَدَارِسُ وَالْمَعَابِدُ الدِّیْنِیَّةُ یعنی دینی مدارس اور دینی ادارے قائم کر گیا۔

---

۱۷ ابو داؤد جلد ۲ ص ۲۹' ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۵' مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔ ۱۸ مشکوٰۃ ص ۳۶' ابن ماجہ ص ۲۲' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۹۶' صحیح ابن خزیمہ جلد ۴ ص ۱۲۱' باب نمبر ۴۴۷ حدیث نمبر ۲۴۹۔

(ہفت روزہ الاعتصام۔ غیر مقلد) ص ۲۶۸/ ۵۔ ۷ نومبر ۱۹۸۰ء۔

کھیتی سے صدقہ:

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مقدس ہے۔ مَامِنْ مُّسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ طَيْرٌ اَوْ بَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةٌ [۱۹] ''جو مسلمان درخت لگائے یا کھیت بوئے پھر اُس میں سے کوئی انسان یا پرندہ یا جانور کھائے (تو جس مسلمان نے وہ درخت لگائے ہوں یا کھیتی بوئی ہو) اُسے صدقہ کے برابر ثواب ملتا ہے''۔

''مسلمان کی تخصیص اِس لیے ہے کہ صدقہ سے مراد آخرت کا ثواب ہے اور کافر کو آخرت کا ثواب ہونے والا نہیں''۔ (فتح الباری جلد ۵ حدیث نمبر ۲۳۲۰) (بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ اِذَا اُكِلَ مِنْهُ) وَالْمُرَادُ بِالصَّدَقَةِ الثَّوَابُ فِي الْاٰخِرَةِ وَذَالِكَ يُخْتَصُّ بِالْمُسْلِمِ ''یہاں صدقہ سے مراد ہے کہ آخرت میں ثواب ملے گا اور یہ مسلمان کے لیے خاص ہے''۔

باغ سے چوری پر صدقہ کا ثواب:

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَامِنْ مُّسْلِمٍ يَّغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا كَانَ مَا اُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَاسُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا اَكَلَ السَّبُعُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا اَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ وَلَا يَزْرَؤُهُ اَحَدٌ اِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ [۲۰]

پچھلی حدیثِ پاک میں جن باتوں کا ذکر ہے اُنہی کا اِس حدیث پاک

---

[۱۹] مسلم جلد ۲ ص ۱۵، بخاری جلد ۱ ص ۳۱۲، فتح الباری جلد ۵ ص ۴، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۴۳۔ ۲۲۹، دارمی جلد ۲ ص ۲۶۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۱۳۸۔ ۱۳۷، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۱۵۱۔ ۱۴۹، مشکوٰۃ ص ۱۶۸، قرطبی جلد ۲ جز ۳ ص ۳۰۵، ترمذی جلد ۱ ص ۲۵۷، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۱۵۴، ہفت روزہ الاعتصام (غیر مقلد) ص ۲۶۹/ ۵، ۷ (نومبر ۱۹۸۰ء) تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۵۵۵، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۳۵۹ (غیر مقلد)۔ [۲۰] مسلم جلد ۲ ص ۱۵ (باب فضل الغرس والزرع)۔

میں بیان ہے مگر ایک بات کی زیادتی ہے کہ ''جو پھول چوری ہو جائے گا اُس میں بھی صدقہ کا ثواب ملے گا'' اور ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ ''صدقہ کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی''۔

(۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی دو دیگر روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اُمّ مبشر انصاریہ اور اُمّ معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے باغ میں تشریف لے گئے اور اُن سے پوچھا: مَنْ غَرَسَ هٰذَا النَّخْلَ؟ مُسْلِمٌ اَمْ كَافِرٌ ''یہ درخت کس نے لگائے ہیں؟ مسلمان نے یا کافر نے''۔ فَقَالَتْ بَلْ مُسْلِمٌ ''عرض کیا مسلمان نے'' پھر آپ ﷺ نے صدقہ کی مذکورہ بالا تفصیل بیان فرمائی اور مزید فرمایا: كَانَ لَهٗ صَدَقَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ [۲۱] ''اُس کو قیامت کے دن تک صدقے کا ثواب ملے گا یعنی ملتا رہے گا''۔

حضرت انس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محولہ بالا روایات سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ مسلمان پر حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے صدقہ سے اتنی عنایات ہیں کہ حدوحساب سے باہر۔ ایک مسلمان درخت، کھیتی، باغ، چراگاہ لگاتا ہے، وہاں سے کوئی چیز پرندے، چرندے اور انسان کھاتے ہیں یہاں تک کہ اگر وہاں سے کوئی چور چوری کرے، اس پر بھی درخت یا کھیت لگانے اور بونے والے کو ثواب ملتا رہتا ہے بلکہ جب تک وہ درخت اور باغات قائم رہیں تو درخت لگانے والے کو ثواب ملتا رہتا ہے۔ اگر درختوں اور باغوں سے لوگ پھل کھائیں تو جس نے باغ یا درخت لگائے اُس کو قیامت تک ثواب ملتا رہتا ہے، ایسے ہی اگر درختوں کے پھل لاکر کسی کو ثواب پہنچانے کے لیے لوگوں کو کھلائیں تو اُس کے لیے ثواب کا دروازہ کھلا رہے گا۔ ثواب نہ ملنے کی کوئی دلیل نہیں!

(۶) حضرت ابواسحاق ابراہیم بن عیسٰی طالقانی علیہ الرحمہ نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن یہ حدیث شریف کیسی ہے؟ جو رسول اللہ ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ: اِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ اَنْ تُصَلِّيَ لِاَبَوَيْكَ مَعَ صَلَاتِكَ وَ تَصُوْمَ لَهُمَا مَعَ صَوْمِكَ [۲۲]

---

[۲۱] مسلم جلد۲ ص ۱۵، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۲ ص ۱۵۴، فتح الباری جلد ۵ ص ۴۔ [۲۲] مسلم جلد ۱ ص ۱۲۔

''نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ اپنے ماں باپ کے لیے نماز پڑھے اور اپنے روزے کے ساتھ اُن کے لیے روزے رکھے''۔

اُنہوں نے کہا اے ابو اسحاق، یہ حدیث (پاک) کون روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا حضرت شہاب بن خراش علیہ الرحمہ۔ اُنہوں نے کہا وہ تو ثقہ (راوی) ہے۔ پھر اُنہوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا حضرت حجاج بن دینار علیہ الرحمہ سے۔ اُنہوں نے کہا وہ بھی ثقہ (راوی) ہے۔ پھر اُنہوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے کہا اے ابو اسحٰق، ابھی تو حجاج سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک اتنے بڑے بڑے جنگل باقی ہیں کہ اُن کے طے کرنے کے لیے اُونٹوں کی گردنیں تھک جائیں۔ وَلٰکِنْ لَیْسَ فِی الصَّدَقَةِ اِخْتِلَافٌ ''اور البتہ صدقہ دینے میں کسی کا اختلاف نہیں''۔

''اہلِ علم جانتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ (مذکورہ بالا حدیث پاک کے راوی) کی طرف سے اجماع کی یہ شہادتیں کتنا وزن رکھتی ہیں۔ (یعنی اُن کی شہادت و روایت بہت وزنی ہوتی ہے)''

(تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۲۴ از منظور احمد نعمانی دیوبندی)

''مگر جس کا جی چاہے اپنے والدین کی طرف سے خیرات کرے تو اُس کا ثواب سب علماء کے نزدیک پہنچے گا''۔ (حاشیہ وحید الزماں غیر مقلد)

حضرت علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ، شارح مسلم، جلد ۱ ص ۱۲ سطر ۲۸ پر لکھتے ہیں: فَاِنَّ الصَّدَقَةَ تَصِلُ اِلَی الْمَیِّتِ وَیَنْتَفِعُ بِهَا بِلَا خِلَافٍ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۲۳ ''صدقہ کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے اور (میّت) اِس سے نفع حاصل کرتی ہے۔ اِس میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں''۔

نورانی طبق میں صدقہ و خیرات کا ثواب:

(۷) حضرت اِمام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''اوسط'' میں لکھا ہے: حضرت انس

۲۳ ہفت روزہ الاعتصام (غیر مقلد) ص ۱۴/ ۲۳۰، ۱۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء۔

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا! مَامِنْ اَهْلِ بَيْتٍ يَّمُوْتُ مِنْهُمْ مَّيِّتٌ، فَيَتَصَدَّقُوْنَ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهٖ اِلَّا اَهْدَاهَا لَهٗ جِبْرِيْلُ علیہ السلام عَلٰى طَبَقٍ مِنْ نُوْرٍ ثُمَّ يَقِفُ عَلٰى شَفِيْرِ الْقَبْرِ فَيَقُوْلُ يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيْقِ هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ اَهْدَاهَا اِلَيْكَ اَهْلُكَ، فَاَقْبِلْهَا فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ، فَفَرِحَ بِهَا وَيَسْتَبْشِرُ وَيَحْزَنُ جِيْرَانُهُ الَّذِيْنَ لَا يُهْدٰى اِلَيْهِمْ شَيْءٌ [۲۴]

''جب کسی گھر والے میں سے کوئی شخص فوت ہوجاتا ہے تو اُس کے مرنے کے بعد اُس کے گھر والے صدقہ وخیرات کرتے ہیں تو (حضرت) جبرائیل (امین علیہ السلام) اُسے نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کی قبر پر جاتے ہیں اور قبر کے کنارے پر کھڑے ہوکر کہتے ہیں ''اے قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے اِس کو قبول کر۔ تو وہ قبر والا اُس کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور (دوسروں کو) خوشخبری دیتا ہے اُس کے ہمسائے (یعنی دوسری قبروں والے) جن کی طرف سے اُن کے گھر والوں کی طرف سے کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا غمگین اور افسردہ ہوتے ہیں''۔

نذر کا ثواب:

(۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيَّ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهُ فَاَفْتَاهُ اَنْ يَّقْضِيَهُ عَنْهَا فَكَانَتْ سُنَّةً بَعْدُ [۲۵] ''حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا کہ اُن کی والدہ (ماجدہ) پر ایک نذر تھی وہ اُس کو ادا کرنے سے پہلے مرگئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں اب کیا کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

۲۴ شرح الصدور ص ۲۹۳، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۳۹، ۳۔ ۲۵ بخاری جلد ۲ ص ۹۹۱، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۵، عمدۃ القاری جلد ۱۲ جز ۱۳ ص ۲۱۰، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۷۴، نسائی جلد ۲ ص ۱۳۳ (۳ سندیں)۔

اُسے فرمایا کہ اُس کی طرف سے (نذر) ادا کر۔ پھر یہی سُنّت قائم ہوگئی"۔

(۹) ابن ماجہ کِتَابُ الْکَفَّارَاتِ میں بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَیْہِ نَذْرٌ کے تحت اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے مسئلہ عرض کیا کہ میری والدہ کے ذمہ ایک نذر تھی مگر وہ ادا کرنے سے پہلے فوت ہوگئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَقْضِہِ عَنْہَا ۲۶ "اُس کی طرف سے نذر ادا کرو"۔

نذرِ حج اور قرضہ:

(۱۰، ۱۱، ۱۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: أَتَی رَجُلُ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ لَہٗ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّہَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْ کَانَ عَلَیْہَا دَیْنٌ اَکُنْتَ قَاضِیَہٗ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ اللّٰہَ فَھُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ ۲۷ "ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی مقدس بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری ہمشیرہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی مگر وہ (نذر پوری کرنے سے پہلے) فوت ہوگئی (اَب کیا کرنا چاہئے؟) تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِرشاد فرمایا۔ اگر تیری ہمشیرہ پر کسی کا قرضہ (واجب الادا) ہوتا تو کیا تم اُسے اَدا کرتے یا نہ کرتے؟ عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اَدا کرتا۔ (تو رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا: اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا حق اَدا کرو۔ کیونکہ اُس کا حق اَدا کرنا تو زیادہ مقدم ہے"۔

بخاری شریف جلد ا ص ۲۴۹ کتاب الحج "بَابُ الْحَجِّ وَالنُّذُوْرِ عَنِ

---

۲۶ ابن ماجہ ص ۲۱۴ حدیث نمبر ۲۹۰۴ بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْمَیِّتِ (میّت کی طرف سے حج کرنے کا بیان) مسند احمد جلد ا ص ۲۱۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۵۶، جلد ۲ ص ۲۷۸، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۲۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۸۷، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۲۹۵، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۳۰۷، کنز العمال حدیث نمبر ۴۶۵۶۷، ترمذی حدیث نمبر ۱۵۴۶، طبقات ابن سعد جلد ۳ جز ۲ ص ۱۴۳۔ ۲۷ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۲۷۷، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۲۸، بخاری جلد ۲ ص ۹۹۱، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۴۷۴، عمدۃ القاری جلد ۱۲ جز ۱۳ ص ۲۱۱۔۲۱۰، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۱۵، مسند احمد جلد ا ص ۲۴۵، دارمی جلد ۱۲۳۔۱۲۴۔

اَلْمَیِّتِ ''میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی روایت ہے جس میں جہنی کی عورت کا واقعہ ہے کہ جس نے اپنی والدہ کی طرف سے حج کے لیے مانی ہوئی نذر کا ذکر کیا تو اُسے بھی حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مذکورہ بالا ہی جواب اِرشاد فرمایا۔ اِسی طرح سان بن سلمہ جہنی کی بیوی یا اُس کی پھوپھی کا واقعہ بخاری شریف کتاب الاعتصام جلد۲ص ۱۰۸۸ میں مذکور ہے۔

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: اَحُجُّ عَنْ اَبِیْ ؟ ''کیا میں اپنے باپ کی طرف سے حج کروں؟'' تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ! حُجَّ عَنْ اَبِیْکَ فَاِنْ لَمْ تَزِدْهُ خَیْرًا لَمْ تَزِدْهُ شَرًّا ''ہاں اپنے باپ کے لیے حج کر۔ اگر تو اُس کی نیکی نہ بڑھا سکے۔ تو اُس کے لیے برائی مت کر''۔ ۲۸ وحید الزماں صاحب غیر مقلد نے اِس مقام پر لکھا ہے: ''باپ کا احسان بہت ہے آدمی کو چاہئے کہ اپنے باپ کی طرف سے اَعمال خیر کرے۔ جیسے صدقہ اور حج وغیرہ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا ضرور ہے کہ باپ کے ساتھ برائی نہ کرے وہ برائی یہ ہے کہ باپ کو گالیاں دلوائے یا بُرا کہلوائے۔ دوسرے لوگوں سے لڑ کر یا اُن کے باپ کو بُرا کہہ کر''۔ ۲۹

فوت شدہ والدین کی طرف سے حج کرنا:

(۱۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اپنے والدین کی وفات کے بعد اُن کی طرف سے حج کرے' اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کو دوزخ کی آگ سے آزاد فرمادے گا اور جن کی طرف سے حج کیا گیا ہے اُن کو پورا اَجر ملے گا''۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہتر صلہ رحمی یہ ہے کہ اپنے وصال شدہ رشتہ داروں کی جانب سے حج کیا جائے''۔ ۳۰

---

۲۸ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۹۰۴۔ ۲۹ سنن ابن ماجہ کتاب المناسک ''باب میت کی طرف سے حج کا بیان'' حاشیہ نمبر ۲۔ ۳۰ شرح الصدور ص ۲۹۳' بحوالہ الجامع لشعب الایمان۔

وصال شدہ ماں کی طرف سے حج:

(۱۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اِنَّ امْرَاۃً جَآءَتْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ اَنْ تَحُجَّ اَفَاَحُجُّ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ حُجِّیْ عَنْھَا اَرَاَیْتِ لَوْ کَانَ عَلٰی اُمِّکِ دَیْنٌ اَکُنْتِ قَاضِیَۃً قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اقْضُوا الَّذِیْ لَہٗ فَاِنَّ اللّٰہَ اَحَقُّ بِالْوَفَآءِ [۳۱] ''ایک عورت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہوگئی' کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اُس کی طرف سے حج کر۔ بھلا بتا تو سہی! اگر تیری والدہ پر کچھ قرض ہوتا تو تُو اَدا کرتی (کہ نہ کرتی)؟ اُس نے عرض کیا' بے شک اَدا کرتی، تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: تو پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) کا بھی قرض اَدا کرو، اُس کا قرض اَدا کرنا تو اور ضروری ہے''۔

(۱۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا باپ فوت ہوگیا ہے اور انہوں نے حج (جو کہ فریضۂ اسلام ہے) اَدا نہیں کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیرے باپ پر کچھ قرضہ ہوتا تو کیا تم اَدا کرتے؟ عرض کیا، ضرور اَدا کرتا۔ فرمایا! یہ (بھی) اُس پر قرض ہے اِسے اَدا کر''۔ [۳۲]

(۱۷) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک عورت رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میری ماں مرچکی ہے۔ کیا میں اُس کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! [۳۳]

(۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف

---

[۳۱] شرح الصدور ص ۲۹۳' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲۔ [۳۲] مشکوٰۃ ص ۲۲۲' ترمذی جلد ۱ ص ۱۸۶' ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۵۹' نسائی جلد ۲ ص ۳' جائزۃ الشعوذی جلد ۱ ص ۳۴۸۔ [۳۳] نسائی جلد ۲ ص ۳ (میں ماں کی بجائے' بہن کا ذکر ہے)' بخاری جلد ۲ ص ۱۰۸۸' بخاری جلد ۱ ص ۲۴۹۔

ورحیم ﷺ نے فرمایا: جس نے میّت کی طرف سے حج کیا، تو حج کرنے والے اور جس کی طرف سے حج کیا گیا، دونوں ہی کو ثواب ملے گا۔ ۳۴

(۱۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم اپنے مُردوں کے لئے جو دُعائیں کرتے ہیں اور جو صدقہ وخیرات کرتے ہیں یا حج کرتے ہیں تو کیا یہ اُن کو پہنچ جاتا ہے؟۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ہاں! اِنَّهٗ يَصِلُ اِلَيْهِمْ وَيَفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالْهَدِيَةِ ''پہنچتا ہے اور جس طرح تم لوگوں کو کوئی ہدیہ لے کر خوشی ہوتی ہے، اسی طرح تمہارے اِن تحفوں سے تمہارے اِن فوت شدہ لوگوں کو بھی خوشی حاصل ہوتی ہے''۔

''کتنے واضح طور پر یہ بات ثابت ہے کہ مالی عبادات' صدقات وخیرات' قربانی وغیرہ اگر مُردوں کی طرف سے ہی کی جائیں تو یہ شرعاً دُرست ہے۔ اِن سے مُردوں کو نفع اور ثواب کا ہونا برحق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو بتلایا اور آپ (ﷺ) کی تعلیم کے مطابق صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے اِس پر عمل کیا۔ عہدِ نبوی (ﷺ) میں بھی اور اس کے بعد بھی''۔ (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب صفحہ ۲۳ من وعن)

وصال شدہ کی طرف سے روزے

اِس ارض وسماوی کائنات میں صرف اور صرف اِسلام ہی خیر خواہ اور ہمدرد دین ہے۔ اِسلام اِنسانیت اور دیگر مخلوقاتِ خدا کے لیے رحمت ہی رحمت ہے۔ اِس عظیم دینِ متین کے نور کی شعاعیں صرف اِسی دُنیائے فانی کی تاریکی کو دُور نہیں کرتیں بلکہ عالمِ برزخ اور عالمِ آخرت کی آرائش وزیبائش اور شادمانیاں بھی اِسی کی برکت سے ہیں۔ اِس کے ماننے والے اِس دُنیا میں ہی فیض یاب نہیں بلکہ قبر وحشر میں بھی اِسی کی بدولت، رحمتِ عالمیاں سیّدوسرور حضرت محمد نورِ جاں علیہ التحیۃ والثناء کے صدقے کامیابی وکامرانی کی نعمتوں سے نوازے جاتے ہیں اور نوازے جائیں گے۔ جبکہ موجودہ دَور میں بے راہروا اور شدت پسند لوگ مال ودولت اور دھونس کے بل

۳۴ شرح الصدور ص ۲۹۳' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲' کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۳۴۱۔۱۲۳۴۲۔

بوتے پر غیر اسلامی عقائد کو لوگوں پر مسلط کر کے اپنے غیر اسلامی جذبات کو تسکین پہنچانے کی لایعنی سعی کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔ یہ لوگ اسلام کی عظمت سے بیگانہ ہیں اور تعلیماتِ محمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے بے خبر ہیں۔

قارئینِ کرام کی خدمت میں ''وصال شدہ کی طرف سے روزے'' کی حقیقت بیان کی جاتی ہے تاکہ حقائق کی بنیاد پر یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے کہ ایسے لوگ اپنے غیر اسلامی نظریات میں کہاں تک پہنچ چکے ہیں۔ حالانکہ فرقہ معتزلہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے فرقہ کے نظریات سے اتفاق نہیں کرتے۔ ملاحظہ ہو:۔ ''اگر کسی کے ذمہ فرض روزے رمضان المبارک یا کفارہ یا نذر کے ہوں اور اُن کی ادائیگی کے بغیر مر جائے تو ولی یا قریبی رشتہ دار یا سرپرست پر لازم ہے کہ وہ میّت کی طرف سے اُن کو پورا کرے یعنی روزے رکھے یا کم از کم ایک روزہ کے عوض میں ایک مسکین کو ہر روز کھانا کھلائے''۔ (ہفت روزہ الاعتصام جماعت اہلحدیث (غیر مقلدین) کا ترجمان اکتوبر ۱۹۸۰ء جلد ۳۲ شمارہ ۱۲۔۱۳ صفحہ ۱۴/۲۳۰)

اِسی مکتبہ فکر کے داعی وحید الزماں صاحب نے سنن ابن ماجہ کے بَابُ ''مَنْ مَّاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ مِنْ نَذْرٍ'' (یعنی جو شخص فوت ہو جائے اور اُس پر نذر کے روزے ہوں) کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حسبِ ذیل روایات کا ترجمہ اور تشریح کی ہے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک خاتون نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُخْتِيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ اَرَءَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى اُخْتِكِ دَيْنٌ اَكُنْتِ تَقْضِيْهِ؟ قَالَتْ بَلٰى! قَالَ فَحَقُّ اللّٰهِ اَحَقُّ [۳۵] ''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک

---

[۳۵] ابن ماجہ ص ۱۲۷ حدیث نمبر ۱۷۵۸' ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۲ حدیث نمبر ۷۱۶' مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۰' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۲۵' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۵۵' (۲ سندیں) جلد ۵ ص ۱۷۹' کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۵۴' طبرانی جلد ۱۲ ص ۵۰۔

وسلم) میری ہمشیرہ فوت ہوگئی اور اُس پر (نذر کے) دو مہینے کے پے در پے روزے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو تُو اَدا کرتی؟ عرض کیا: جی! (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) فرمایا: تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کا حق اَدا کرنا زیادہ ضروری ہے''۔

(۲) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک عورت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پاک بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اِنَّ اُمِّیْ مَاتَتْ وَعَلَیْھَا صَوْمٌ اَفَاَصُوْمُ عَنْھَا؟ ''یہ کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور اُس پر روزہ ہے' کیا میں اُس کی طرف سے روزہ رکھوں''؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: نَعَمْ ،ہاں''۔ ۳۶

محولہ بالا دونوں احادیثِ مبارکہ کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:-

''جمہور علماء نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے یہ دلیل لی ہے اور کہا ہے کہ میّت پر اگر روزے باقی ہوں تو اُس کا وارث اُس کے بدل روزے نہ رکھے بلکہ ہر روزے کے بدل مسکین کو کھانا کھلا دے۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے اور اِمام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور اہلحدیث نے بریدہ کی حدیث سے دلیل لی ہے اور کہا ہے کہ وارث میّت کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے اور اِمام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ایک قول اَیسا ہی ہے اور نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِس کو صحیح کہا ہے اور بعض شافعیہ کا یہ قول ہے کہ ولی کو اختیار ہے۔ خواہ روزے رکھے، خواہ کھانا کھلا دے''۔ (وحید الزماں صاحب)

''حجۃ اللہ البالغہ'' میں ہے ''دونوں اَمر جائز ہو سکتے ہیں اور اِس سے اَحادیث کا اِختلاف جاتا رہے گا''۔ ''اور ابنِ قیم نے کہا کہ نذر کا روزہ میّت کی طرف سے رکھنا جائز اور فرضِ اصلی یعنی رمضان کا جائز نہیں اور یہی قول ہے ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اُن کے اصحاب اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا اور یہی صحیح ہے۔ کیونکہ فرض روزہ مثل نماز کے ہے اور نماز کوئی دوسرے کی طرف سے نہیں پڑھ سکتا اور نذر مثل فرض کے ہے تو وارث کا ادا کرنا میّت کی طرف سے کافی ہوگا۔ جیسے قرضے اَدا کرنا''۔

---

۳۶ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۵۹۔

''اور ظاہر مضمون حدیث کا یہ ہے کہ ولی پر میّت کی طرف سے روزے رکھنا یا کھانا کھلانا واجب ہے خواہ میّت نے اُس کی وصیّت کی ہو یا نہ کی ہو''۔ ۳۷

(۳) اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ '' ۳۸ ''جو (ایمان والا) فوت ہوگیا اور اُس پر روزے تھے تو اُس کی طرف سے اُس کا ولی روزے اَدا کرے''۔

روزوں کے بدلے مساکین کو کھانا کھلانا:

(۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنٌ ۳۹ ''جو (ایمان والا) فوت ہوجائے اور اُس پر ماہِ (رمضان المبارک) کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہر دن (کے روزہ) کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے''۔

(۵) صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بَابُ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَنِ الْمَيِّتِ جلد ا ص ۳۶۲ پر تین روایات مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہیں مگر وہاں ایک عورت سے اُس کی والدہ کے روزوں کا بیان ہے جن میں سے دو روایات ایسی ہیں جن میں ایک ماہ کے روزوں کا تذکرہ ہے جبکہ ایک روایت میں بیان ہے کہ: میری ماں مرگئی اور عَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ ''اُس پر نذر کا روزہ تھا''۔

---

۳۷ سنن ابن ماجہ مترجم جلد ا ص ۸۶۷ حاشیہ نمبر ۱ چھاپہ اسلامی اکادمی اُردو بازار لاہور۔
۳۸ بخاری جلد ا ص ۲۶۲، فتح الباری جلد ۴ ص ۲۴۱، عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱۱ ص ۵۸، تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۱۳، تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۲۴۰، مرآۃ جلد ۳ ص ۱۷۶، مشکوٰۃ ص ۱۷۸، مسلم جلد ا ص ۳۶۲، ابوداؤد جلد ا ص ۳۳۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۵۵ (دوسندیں) جلد ۶ ص ۲۷۹، دارقطنی جلد ۲ ص ۱۹۵، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۷۹، نصب الرایہ جلد ص ۴۶۴، کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۸۲۱، قرطبی جلد ۲ جز ۳ ص ۲۵۸، مشکل الآثار جلد ۳ ص ۱۴۰، مسند احمد جلد ۶ ص ۶۹۔۳۹، ابن ماجہ ص ۱۲۷ حدیث نمبر ۱۷۵۷، ترمذی جلد ا ص ۱۵۲، شرح السنتہ جلد ۶ ص ۳۲۷، مشکوٰۃ ص ۱۷۸، مرآۃ جلد ۳ ص ۷۷۔

سب اَحادیثِ مبارکہ میں کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا وہی جواب ہے جو اُوپر والی حدیثِ پاک میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

اِن روایات کے لیے حاشیہ میں لکھی ہوئی کتب بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ ۴۰

(۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک عورت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے۔ اور اُس کے ذمہ پندرہ روزے تھے۔ آپ ﷺ نے اُس کو بھی مذکورہ بالا جواب مرحمت فرمایا۔ ۴۱

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِس طرح کی روایت بھی ہے کہ لَا یَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَیُطْعِمُ عَنْهُ ۴۲ ''کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے روزہ نہ رکھے بلکہ بدلہ میں کھانا کھلا دے''۔

فِی صِیَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ اَطْعَمَ عَنْهُ وَفِی النَّذْرِ قَضٰی عَنْهُ وَلِیُّهٗ ۴۳ ''رمضان کے روزوں کی صورت میں کھانا کھلائے اور نذر کے روزوں کی صورت میں میّت کا ولی روزے رکھے''۔

(۷،۸) اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میّت کے روزوں کے بدلے میں کھانا کھلایا جائے اور ایک روایت میں ہے، مرنے والوں کی طرف سے روزے نہ رکھو بلکہ اُن کی طرف سے کھانا کھلاؤ۔ ۴۴

ایک عورت کی ڈوبنے سے بچنے کے لیے نذر:

(۹) ایک عورت نے کشتی میں منت مانی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے بچالیا تو وہ

---

۴۰ مسند احمد جلد ۱ ص ۲۲۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۵۶، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲، مشکل الآثار جلد ۳ ص ۲۲۱۔۲۲۰۔۲۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۹، بخاری جلد ۱ ص ۲۶۲، فتح الباری جلد ۴ ص ۲۴۱، عمدۃ القاری جلد ۶ جزء ۱۱ ص ۶۴۔۴۱ ۴۱ مسند احمد جلد ۱ ص ۲۲۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۵۶، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲، مشکل الآثار جلد ۳ ص ۲۲۱۔۲۲۰۔۲۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۳۸۴۹، بخاری جلد ۱ ص ۲۶۲، فتح الباری جلد ۴ ص ۲۴۱، عمدۃ القاری جلد ۶ جزء ۱۱ ص ۶۴۔۴۲ ۴۲ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۵۶، بخاری جلد ۱ ص ۲۶۲، فتح الباری جلد ۴ ص ۲۴۱، عمدۃ القاری جلد ۶ جزء ۱۱ ص ۶۴۔۴۳ ۴۳ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۵۷۔ ۴۴ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۵۷۔

ایک ماہ کے روزے رکھے گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے بچالیا۔ مگر (وہ عورت) روزے رکھنے سے پہلے فوت ہوگئی۔ اُس کی بیٹی یا ماں نے سرکارِ کائنات ﷺ سے فتویٰ پوچھا تو آپ ﷺ نے اُس کی طرف سے روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔ ۴۵

ابنِ قیم الجوزی نے ''کتاب الروح'' میں لکھا ہے کہ ''روزوں کے بدلہ میں کھانا کھلانے کا ثواب بھی مُردوں کو پہنچ جاتا ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا اِرشاد مبارک ہے: جو ''مسلمان فوت ہوجائے اور اُس پر ایک ماہ کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک محتاج کو کھانا کھلا دیا جائے''۔ (جیسا کہ اُوپر اَحادیثِ مبارکہ میں گزر چکا ہے)۔

حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الصوم کے باب! مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ وَّقَالَ الْحَسَنُ اِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلَاثُوْنَ رَجُلاً يَوْمًا وَاحِدًا جَازَ ''یعنی اگر کوئی شخص مرجائے اور اُس کے ذمہ روزے ہوں اور (حضرت) اِمام حسن بصری (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے کہا اگر تیس آدمی اُس کی طرف سے ایک دن روزہ رکھ لیں تو بھی کافی ہوگا''۔ ۴۶

اِس عنوان سے وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے۔ یعنی ''اہلحدیث کا مذہب باب کی حدیث پر ہے کہ اُس کا ولی اُس کی طرف سے روزے رکھے''۔ ۴۷

پھر لکھا ہے ''میّت کی طرف سے حج یا روزے ادا کرنا صاف حدیث سے ثابت ہوتا ہے''۔

حضرت علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شارح مسلم نے لکھا ہے کہ ''مسلمانوں نے صحت نذر اور اُس کو پورا کرنے کے وجوب پر اِجماع کیا ہے''۔ ۴۸

منظور احمد نعمانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے: ''حضرت عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے دو اقوال جن

۴۵ مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۴، کتاب الروح۔ ۴۶ بخاری جلد ۱ ص ۲۶۱۔ ۴۷ تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۱۳۔ ۴۸ مسلم جلد ۱ ص ۴۴، شرح حاشیہ سطر ۲۔

میں اَموات کی جانب سے روزے اور نمازوں کی نفی کی گئی ہے۔ ہمارے نزدیک اُن میں توفیق وتطبیق اِس طرح ممکن ہے کہ اثبات کی احادیث کو ''ایصالِ ثواب'' پر محمول کیا جائے اور نفی والے آثار کو ''نیابت'' پر۔ کیونکہ ''روزے اور نمازوں کے ذریعے اموات کو ثواب پہنچایا جاسکتا ہے''۔

نیز لکھا ہے ''صاحبِ درِمختار'' نے ''وَاِنْ صَامَ اَوْ صَلّٰی عَنْہُ لَا'' کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین علیہ الرحمہ نے لکھا ہے: مَعْنَاہُ لَایَجُوْزُ قَضَاءُ عَمَّا عَلَی الْمَیِّتِ وَالَّافَلَوْ جَعَلَ لَہٗ ثَوَابَ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوۃِ، یَجُوْزُ ''اِس کا مطلب ہے کہ میّت کے ذمے جو نمازیں یا روزے فرض تھے اُن کی ادائیگی (کے خیال) سے زندوں کا اُس کی جانب سے روزے رکھنا یا نمازیں پڑھنا صحیح نہیں۔ لیکن اگر روزے رکھ کے یا نمازیں پڑھ کے اُس کو ثواب پہنچادے تو یہ جائز ہے''۔

(تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۳۰۔۲۹)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس شخص پر رمضان المبارک یا نذر کا روزہ قضاء ہوگیا پھر اُسے ادا کرنے کا موقع ملا مگر ادا نہ کیا اور مر گیا تو اُس کا ولی اُس کی طرف سے ادا کردے۔ حضرت اِمام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اِس طرح ہے کہ روزوں کا فدیہ دے دے۔

قرآنِ مجید میں ہے: وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ.... (البقرہ:۱۸۴) ''اور جنہیں (روزہ) کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا''۔ اِس سے معلوم ہوا کہ مجبور بوڑھا یا مرض الموت کا مریض جب روزے رکھنے کے قابل نہ رہے تو ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلادے۔ اِسی طرح میّت بھی روزے رکھنے سے معذور ہے۔ اِس لئے میّت کی طرف سے اُن قضاء روزوں کے بدلہ میں مسکینوں کو کھانا کھلادیا جائے۔ اَیسا کرنے سے وصال شدہ کو روزوں کا ثواب پہنچے گا۔

واقعہ: قبر کے پاس قرآن خوانی اور قل شریف پڑھنا:

شیخ موفق بن قدامہ علیہ الرحمہ جو اپنے دور میں حنبلیوں کے امام تھے (اپنی

کتاب ''المغنی'' کی فصل: قَالَ: وَلَا بَأْسَ بِالْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ)۔''میں فرماتے تھے، قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے میں کوئی حرج نہیں'' اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: اِذَا دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ اِقْرَأُوْا آیَةَ الْکُرْسِیِّ وَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ [۴۹] ''جب تم قبرستان میں داخل ہو تو ایک مرتبہ آیت الکرسی اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھو پھر کہو: اَللّٰهُمَّ اِنَّ فَضْلَهٗ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ. ''یا اللہ (جل جلالہ) بے شک اِس کا ثواب قبرستان والوں کے لئے ہے''۔

سورۃ الاخلاص پڑھ کر ثواب پہنچانا:

قدوۃ المحدثین ، عارف باللہ، مخزن برکات ظاہرہ، منبع کرامات باہرہ، برکت مصطفیٰ فی الہند، حامل لواء الحق والدین الشیخ المحقق شیخ المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اپنی مشہور زمانہ کتاب ''اخبار الاخیار'' شریف میں حضرت شیخ ملک زین الدین وزیر الدین کے حالات میں لکھتے ہیں: ''وتمام متعلقان او از خدمت گاراں وغیرہم ہمہ نصف آخر شب برای تہجد برمی خاستند وتا وقت چاشت در منزل او جز باشارت دست وزبان کار نمی شد از جہت مشغولی اوراد ونوافل گویند کہ ویرا شب جمعہ بر روح مطہر رسول اللہ ﷺ مقدار چند من برنج قبولی می پختند کہ بر ہر برنجی سہ کرت ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' خواندہ می دمیدند''۔ [۵۰]

''اور تمام متعلقین اور خدمت گار وغیرہ آدھی رات کے بعد تہجد پڑھنے کے لئے اُٹھ بیٹھتے تھے۔ پھر تہجد کے بعد چاشت کی نماز ختم ہونے تک آپ کے محل میں کوئی شخص اِشارہ کے سوا کوئی بات زبان سے نہیں کہتا تھا۔ آپ کے اوراد و وظائف کی یہ حالت تھی کہ جب جمعۃ المبارک کی رات آتی تو کئی من چاول رسول اللہ ﷺ کی روح پُرفتوح کو نذرانہ بھیجنے کے لئے پکائے جاتے اور چاولوں کے ہر ہر دانے پر تین تین مرتبہ قُل شریف پڑھا جاتا''۔

قارئین کرام! اللہ والے بھی کیا خوب بندگانِ خدا ہیں کہ ایک ایک دانے پر تین تین مرتبہ قُل شریف پڑھتے تھے۔ جبکہ دوسری طرف کچھ لوگ وہ ہیں جو سارے

---

[۴۹] المغنی جلد ۳ ص ۵۱۸۔ [۵۰] اخبار الاخیار ص ۲۲۷۔

کھانے پر تین مرتبہ قُل شریف پڑھنے پر ناراض ہوجاتے ہیں اور فتوؤں کی بھرمار کردیتے ہیں اور اُس کھانے کو حرام قرار دے دیتے ہیں۔

یہ بے چارے ناراض اور علیحدگی پسند حضرات کہتے ہیں کہ جس کھانے پر ختم شریف پڑھا جائے وہ کھانا حرام ہے۔ حالانکہ ختم شریف میں قرآن پاک کی سورتیں ہی تو پڑھی گئی ہیں اور کسی نہ کسی کو ایصال ثواب کیا گیا ہے۔ نہ تو قرآن شریف پڑھنا حرام ہے اور نہ ہی ایصال ثواب کرنا۔ اُنہوں نے کبھی غور ہی نہیں کیا کہ وہ کھانا کس پر حرام ہے؟ وہ تو صرف اور صرف شیطان پر حرام ہے، مگر مومنوں کے لئے پاک اور طیّب ہے۔ یہ تو اتنی ساری سورتیں ہیں، جو ختم شریف میں پڑھی جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس کھانے پر صرف بسم اللہ شریف پڑھ دی جائے وہ کھانا بھی شیطان نہیں کھاتا۔ اِطمینانِ قلب کے لئے دو احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ کھانا پیش کیا گیا (فرماتے ہیں) میں نے ایسا کھانا کبھی نہیں دیکھا جو ہمارے اوّل وقت میں کھاتے وقت برکت والا ہو اور آخر وقت میں کم برکت والا ہو۔ ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ کیسے ہوگیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِنَّا ذَکَرْنَا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ حِیْنَ اَکَلْنَا ثُمَّ قَعَدَ مَنْ اَکَلَ وَ لَمْ یُسَمِّ اللّٰہَ، فَاَکَلَ مَعَہُ الشَّیْطَانُ** [۵۱]

''ہم نے کھانا کھاتے وقت اُس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسم پاک کا ذکر کیا تھا پھر وہ شخص بیٹھ گیا جس نے کھایا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام نہ لیا تو اُس کے ساتھ شیطان نے کھایا''۔

مطلب یہ ہے کہ کھانا شروع کرتے وقت ہم میں سے ہر شخص نے بسم اللہ شریف پڑھی تھی لیکن دورانِ طعام ایک ایسا شخص کھانے میں شریک ہوگیا جس نے بسم شریف نہ پڑھی اور کھانا شروع کردیا۔ (تو شیطان بھی اُس کے ساتھ شریک ہوگیا)۔

(۲) حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص کھانا کھا

[۵۱] شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۲، مسند احمد جلد ۵ ص ۱۴۶۔۱۴۵، مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۳۔

رہا تھا تو اُس نے بسم اللہ شریف نہ پڑھی تھی یہاں تک کہ ایک لقمہ باقی رہ گیا۔ جب اُس نے وہ لقمہ منہ میں ڈالنے کے لئے اُٹھایا تو اُس نے کہا: بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ ۔ ''اِس کے اوّل اور آخر پر بسم اللہ''۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہنسے پھر فرمایا: مَا زَالَ الشَّیْطَانُ یَاْکُلُ مَعَہٗ فَلَمَّا ذَکَرَ اسْمَ اللّٰہِ اسْتَقَاءَ مَا فِیْ بَطْنِہٖ ۵۲ ''شیطان اُس کے ساتھ کھا رہا تھا پھر جب اُس نے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا نام لیا تو شیطان نے اپنے منہ میں اُنگلی مار کر کھانا نکال دیا''۔

محولہ بالا احادیثِ مبارکہ و واقعات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قُل شریف جب چاہیں جتنا چاہیں پڑھیں، دینِ اِسلام نے کوئی پابندی نہیں لگائی۔ جو لوگ قُل شریف پڑھنے کو ''بدعت'' کہتے ہیں، اُن کی عقل پر حیرانگی ہوتی ہے، یہ لوگ کس قدر بے خبر ہیں کہ اَیسی سورت کے پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں، جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی اَزلی اَبدی بے مثال صفات بیان ہیں۔ اہلِ ایمان اپنے وصال شدہ لوگوں کو ایصالِ ثواب کے لئے دوسرے یا تیسرے دن لاکھوں مرتبہ قُل شریف پڑھتے ہیں۔ قرآنِ مجید کے ایک ایک حرف کی تلاوت پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ سورۂ اخلاص کے کل ۴۷ حروف ہیں اگر مشدّد حروف کو دو دو بار جمع کیا جائے تو کل ۵۱ حروف بنتے ہیں لہٰذا ایک دفعہ قُل شریف کے پڑھنے کے بدلہ میں پڑھنے والے کو ۴۵۰ یا ۵۱۰ نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ جبکہ تہائی قرآنِ مجید کا ثواب علیحدہ ہے۔ جو خوش نصیب تین ہزار مرتبہ قُل شریف کی پڑھائی کرے گا اسے ۱۳ لاکھ ۵۰ ہزار یا ۱۵ لاکھ ۳۰ ہزار نیکیاں اور ایک ہزار قرآنِ مجید پڑھنے کے برابر ثواب حاصل ہوگا۔ غور فرمائیں! کتنی برکتیں اُس مسلمان مرد یا عورت کو حاصل ہوں گی جس کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے اِتنی تعداد میں قُل شریف کی تلاوت کی جائے گی۔ یہ کم از کم ہے، زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

---

۵۲ شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۲، مسلم جلد ۱ ص ۱۷۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۳۸۳، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۲۵، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۷۳، کتاب الاذکار ص ۱۷۹، قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۵۱، مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۱۲۱۔

واقعات

(واقعہ نمبر ۱)

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں کھانا ہدیہ کے طور پر پیش کرنا:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ''دُرُّ الثَّمِیْنِ فِی مُبَشَّرَاتِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ ﷺ: میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں: اَخْبَرَنِیْ سَیِّدِی الْوَالِدِیْ قَالَ کُنْتُ اَصْنَعُ فِیْ اَیَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صَلَهٗ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یُفْتَحْ لِیْ سَنَةً مِنَ السِّنِیْنَ شَیْءٌ اَصْنَعُ بِهٖ طَعَامًا فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا حِمَّصًا مُقْلِیًا فَقَسَّمْتُهٗ بَیْنَ النَّاسِ فَرَاَیْتُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبَیْنَ یَدَیْهِ هٰذَا الْحِمَّصُ مُتَبَهِّجًا بَشَّاشًا [1] ''میرے والد بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ میں میلاد النبی ﷺ کے روز (میلاد پاک کی خوشی میں) کھانا پکواتا تھا۔ ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ میں کھانا پکواتا، میرے پاس بھُنے ہوئے چنے تھے۔ میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے روبرو چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ بہت ہشاش بشاش ہیں''۔

رشید احمد گنگوہی صاحب اِس واقعہ کو فتاویٰ رشیدیہ میں ص ۴۳۲ پر نقل کر کے لکھتے ہیں ''ایصالِ ثواب ہر روز درست اور موجبِ ثواب ہے۔ کوئی تاریخ ووقت شرع میں موقت نہیں۔ روزِ ولادت اور روزِ وفات بھی درست ہے۔ پس اگر کسی دن کو ضروری نہ جانے بلکہ مثل دیگر ایام کے جانے اور عوام کو بھی اِس طرح کے ایصال میں

---

[1] ص ۴۰ مترجم سنی دارالاشاعہ علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد؛ فتاویٰ رشیدیہ (دیوبندی) ص ۴۳۲ چھاپہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

ضرر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ سب کے نزدیک درست ہے۔ [۲]

نوٹ: اب تو غیر مقلدین اور دیوبندی سبھی تمام کام وقت مقرر کر کے ہی کرتے ہیں۔ لیکن میلاد النبی ﷺ اور بزرگان دین کے ذکر خیر کے لیے وقت کے تقرر سے خدا معلوم اُن کو کیا پریشانی ہے؟۔

(واقعہ نمبر۲)

از: انفاس العارفین:

می فرمودند درایام وفات حضرت رسالت پناہ ﷺ چیزے فتوح نہ شد کہ نیاز آنحضرت طعامی پختہ شود وقدرے نخود بریاں وقند سیاہ نیاز کردم۔ شبے در واقعہ دیدم کہ انواع طعام بحضور آنحضرت ﷺ عرضہ میدارند و دراں میان آں نخود بریاں وقند سیاہ نیز معروض داشتند بہ نہایت ابتہاج وبشاشت اقبال فرمودند وآنرا طلبیدند وچیزے از آں تناول کردند وباقی در صحاب قسمت فرمودہ اند [۳]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں ''میرے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے تھے رسول کریم ﷺ کے وصال کے دن میرے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ میں نبی کریم ﷺ کی نیاز پکاتا۔ میرے پاس بھُنے ہوئے چنے اور کالا گڑ تھا' میں نے بھُنے ہوئے چنے اور کالا گڑ نیاز کے طور پر تقسیم کر دیئے۔ رات کو میں نے خواب میں واقعہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں قسم قسم کے کھانے پیش ہیں اور سب کے درمیان بھُنے ہوئے چنے اور کالا گڑ بھی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے اُنہیں بہت خوشی کے ساتھ قبول فرمایا اور طلب فرمایا اور اُن میں سے کچھ تناول فرمایا اور باقی دوستوں میں تقسیم فرما دیئے''۔

(واقعہ نمبر۳)

فوت شدہ کو کلمہ شریف کا ثواب بخشنا:

''نقل ہے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کسی مرید کا رنگ یکا یک

---

[۲] فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۳۲۔ [۳] ص: ۴۱ کتب خانہ حاجی مشتاق احمد اینڈ سنز اندرون بوہڑ گیٹ ملتان۔

متغیر ہوگیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اُس نے کہا' میں اپنی اَماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اِس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اُس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اِس کو اطلاع نہ کی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا اِس نے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو آپ نے اِس پر یہ فرمایا کہ اِس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اِس کے مکاشفہ سے ہوگئی''۔ [۴]

(واقعہ نمبر۴)

اپنی نیکی فوت شدہ کو بخشنا:

''شیخ ابو یزید قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ پڑھے اُس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے گی۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لیے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحبِ کشف ہے۔ جنت و دوزخ کا بھی اُس کو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اُس کی صحت میں کچھ تردّد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتاً اُس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے' اُس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں اُس کی گھبراہٹ کو دیکھ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اُس کی ماں کو بخش دوں جس سے اُس کی سچائی کا مجھے تجربہ ہوجائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا اُن نصابوں میں سے' جو اپنے لئے پڑھے تھے' اُس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دِل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اِس پڑھنے کی خبر بھی اللہ

---

[۴] ''تحذیر الناس'' ص ۴۴ (من وعن) از قاسم نانوتوی صاحب بانی دیوبند چھاپہ دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)۔

کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا، چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں مجھے اِس قصہ سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک تو اِس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی اُس کا تجربہ ہوا، دوسرے اُس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا''۔ ۵

(واقعہ نمبر ۵)

فوت شدہ کی طرف سے کپڑے دینا:

کُرد ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اِس میں ایک شخص مشہور ڈاکو تھا۔ وہ اپنا قصہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ڈاکہ مارنے کے لئے جا رہا تھا' راستہ میں ہم ایک جگہ بیٹھے تھے وہاں میں نے دیکھا کہ کھجور کے تین درخت ہیں۔ دو پر تو خوب پھل آ رہا ہے اور ایک بالکل خشک ہے۔ ایک چڑیا بار بار آتی ہے اور پھل دار درختوں پر سے تر و تازہ کھجور اپنی چونچ میں لے کر اُس خشک درخت پر جاتی ہے' ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ میں نے دس مرتبہ اُس چڑیا کو کھجور لے جاتے دیکھا تو مجھے یہ خیال ہوا کہ اِس چڑیا کو دیکھوں کہ یہ چڑیا اِس کھجور کا کیا کرتی ہے؟ میں نے درخت کی چوٹی پر جا کر دیکھا کہ ایک اندھا سانپ منہ کھولے پڑا ہے اور یہ چڑیا تر و تازہ کھجور اُس کے منہ میں ڈال دیتی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر اِس قدر عبرت ہوئی کہ میں رونے لگا۔ میں نے کہا مولا! یہ سانپ جس کے مارنے کا حکم تیرے نبی ﷺ نے دیا تو جب یہ اندھا ہو گیا تو تُو نے اِس کو روزی پہنچانے کے لیے چڑیا کو مقرر کیا اور میں تیرا بندہ تیری توحید کا اقرار کرنے والا' میں لوگوں کو لوٹنے میں لگا ہوں۔ یہ کہنے پر میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ میرا دروازہ توبہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔ میں نے اُسی وقت اپنی تلوار توڑ ڈالی جو لوگوں کو لوٹنے میں کام دیتی تھی۔ اپنے سر پر خاک ڈالتا ہوا' اقالة اقالة (درگزر' درگزر) چلّانے لگا۔ مجھے غیب سے آواز آئی' ہم نے درگزر کر دیا' ہم نے درگزر کر دیا۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا وہ کہنے لگے تجھے کیا ہو گیا؟ میں نے کہا میں مجبور تھا' اب میں نے صلح کر لی یہ کہہ کر میں نے اپنا سارا واقعہ اُن کو سنایا' وہ کہنے لگے ہم

۵ ''فضائل ذکر'' (من وعن)''، فصل سوم از محمد زکریا صاحب دیوبندی)

بھی صلح کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر سب نے اپنی اپنی تلواریں توڑ دیں۔ ہم سب لوٹ کا سامان چھوڑ کر اور اِحرام باندھ کر مکہ مکرمہ کے ارادہ سے چل دیئے۔ تین دن چل کر ایک گاؤں میں پہنچے تو ایک اَندھی بوڑھیا ملی اُس نے ہم سے میرا نام لے کر پوچھا کہ تم میں اِس نام کا کوئی ''گُردی'' ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہے۔ اُس نے کچھ کپڑے نکالے اور کہا کہ تین دن ہوئے میرا لڑکا مر گیا۔ اُس نے یہ کپڑے چھوڑے۔ میں تین دن سے روزانہ حضورِ اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھ رہی ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اِس کے کپڑے فلاں ''گُردی'' کو دے دو۔ وہ گُردی کہتے ہیں کہ وہ کپڑے میں نے لے لئے اور ہم سب نے اُن کو پہنا''۔ [۶]

(نوٹ: اِس سے معلوم ہوا کہ وصال شدہ کی طرف سے نیک لوگوں کو کپڑے دینا بھی جائز ہیں!)

(واقعہ نمبر ۶)

پانچ سو مرتبہ کلمہ طیّبہ پڑھ کر ایصالِ ثواب:

''حاجی حبیب صاحب مرحوم، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے خاص خادموں میں سے تھے۔ بہت خدمت اور ریاضت کرتے تھے اور سفر و حضر میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے، بیان کرتے تھے کہ اجمیر شریف میں جب میں آپ کی خدمت میں تھا تو ستر ہزار بار کلمہ طیّبہ پڑھ کر آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اِتنا ختم کیا ہے اور اِس کا ثواب میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فوراً اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور دُعا کی اور دوسرے دن حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ جس وقت میں دُعا کر رہا تھا۔ فرشتوں کی فوجیں اُس کا ثواب لے کر آسمان سے آ رہی تھیں۔ وہ اِس قدر تھیں کہ زمین پر پاؤں رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی اور یہ ختم میرے معاملے میں بہت مفید ثابت ہوا'' (حاجی حبیب مرحوم فرماتے ہیں) پھر آپ نے فرمایا ایک ہزار دانے کی تسبیح تیار کریں اور

---

[۶] (''فضائل صدقات'' جلد ۲ ص ۴۷ از محمد زکریا دیوبندی صاحب چھاپہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی)۔

آپ ہمیشہ تنہائیوں میں اُس پر کلمہ طیّبہ کا ذکر زبان سے لیکن دل کی موافقت کے ساتھ کیا کرتے تھے اور جمعۃ المبارک والی رات کو حلقہ میں تسبیح حاضر کی جاتی تھی اور اجتماعی طور پر ایک ہزار بار دُرود شریف حضُورِ اَنور ﷺ کے لیے پڑھا جاتا تھا۔ آپ کے تسبیح لینے کی ابتداء اِس طرح سے ہوئی ہے۔ پھر آپ نے مجھ (یعنی حاجی حبیب) سے فرمایا کہ جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے اِس پر تعجب نہ کرو۔ میں اپنا حال بھی تم کو بتاتا ہوں کہ میں ہر رات تہجد کے بعد اور سحر کے وقت پانچ سو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر، محمد عیسیٰ، محمد فرخ اور اُم کلثوم (اپنے بچوں) کو، جو فوت ہو چکے ہیں، بخشتا تھا۔ اب پھر ہر رات محمد عیسیٰ کی روح، سحر کے وقت آتی ہے اور مجھے بیدار کرنے کے بعد چلی جاتی ہے اور وہ اپنے بھائی محمد فرخ اور اپنی بہن ام کلثوم کی روحوں کو بلا کر لاتی ہے کہ چلو والد صاحب بیدار ہو گئے ہیں۔ جب تک میں وضو کر کے تہجد پڑھتا اور کلمہ طیّبہ کو ختم کرتا، وہ روحیں میرے گرد و پیش رہتیں۔ اِسی طرح جس طرح ایک ماں روٹی تیار کرتی ہے اور چھوٹے بچے اُس کے گرد و پیش رہتے ہیں۔ تا کہ اُنہیں روٹی دے دے۔ جب میں کلمہ طیّبہ کا ثواب اُن کو بخش دیتا تھا تو وہ روحیں چلی جاتی تھیں۔ [۷]

(واقعہ نمبر ۷)

فوت شدہ کی طرف سے درویشوں کے لیے کھانا:

حضرت مجدّد الف ثانی شیخ سرہندی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں، ایک دن میں اپنے ایک فرزند مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لیے فقیروں اور درویشوں کے واسطے کھانا تیار کر رہا تھا۔ اِسی اثناء میں میری زبان پر یہ بات آئی ہے کہ یہ صدقہ ہم سے کیوں کر قبول ہوگا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ○ (المائدہ: ۲۷) ''اللہ تبارک وتعالیٰ متقیوں سے قبول فرماتا ہے''۔ میں اِسی تردّد میں تھا کہ حضرت حق جل جلالہ کی طرف سے آواز آئی کہ اِنَّکَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ''بے شک تم متقیوں میں سے ہو''۔ [۸]

---

۷ نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۸۹ مترجم از حضرت مولانا عبدالرحمٰن صفوری شافعی علیہ الرحمہ۔

۸ ''حضرات القدس'' (فارسی) مرتبہ حضرت شیخ بدرالدین رحمہ اللہ تعالیٰ، مکاشفہ نمبر ۶ صفحہ ۹۵، چھاپہ محکمہ اوقاف، پنجاب لاہور ۱۹۷۱ء)۔

(واقعہ نمبر ۸)

فوت شدہ کی فاتحہ کے لیے کھانے کا اہتمام:

حضرت مجدّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادوں کے لیے فاتحہ کے واسطے کھانا تیار کرایا جو آپ کے سامنے وفات پا چکے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ توجہ کثیر کے بعد وہ کھانا مقبول ہوا اور ایسا مکشوف ہوا کہ ملائکہ کھانے کے خوان لا رہے ہیں اور اُن کی قبروں میں پہنچا رہے ہیں اور بہشت کے ایک چمن میں اُن کو جمع کر رہے ہیں۔ جب وہ سب کھانا وہاں جمع ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ میرے فرزند اُس کھانے کے پاس گئے اور وہ تمام کھانا اُن کے پیٹ میں پہنچ گیا۔ اِس کے بعد دیکھا کہ اُن میں بلندی کی طرف جانے کی استعداد پیدا ہو گئی اور وہ عروج میں مصروف ہو گئے اور جب وہ بہت اوپر چلے گئے تو ایک بہشت ظاہر ہوئی جس میں اِنتہائی رفعت، منزلت، تازگی اور طراوت تھی پس وہ اُس بہشت میں داخل ہو گئے۔

چونکہ آپ نے ایصالِ ثواب میں تمام مومنین، مومنات اور ملائکہ عالیہ کو بھی شامل فرمالیا تھا۔ اِس لئے آپ فرماتے تھے کہ میں نے کسی مومن اور مومنہ کی قبر کو نہیں دیکھا جہاں وہ کھانا نہ پہنچا ہو اور کوئی بہشت ایسی نظر نہیں آئی جو اِس کھانے سے خالی ہو۔ اِسی طرح جب کبھی آپ مُردوں کی روحانیت کے لیے ایصالِ ثواب فرماتے تھے تو اِسی طرح مکاشفات ہوتے تھے۔ [۹]

(واقعہ نمبر ۹)

حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہ العزیز کا واقعہ:

پیش ازیں بچند سال داب فقیر آں بودہ کہ اگر طعام می پخت مخصوص بروحانیات مطہرہ اہل عبا می ساخت و بآں سرور و حضرت امیر و حضرت فاطمہ و حضرات امامین راضم می کرد و علیہم الصلوات والتسلیمات شبے در خواب می بیند کہ آں سرور حاضرست علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام فقیر برایشاں عرض سلام می کند متوجہ فقیر نمی شوند و بجانب دیگر دارند۔ دریں اثنا بفقیر فرمودند کہ من طعام درخانہ عائشہ می خورم ہر کہ مرا

[۹] ''حضرات القدس''، ص ۱۰۱، فارسی مکاشفہ نمبر ۱۷۔ (''حضرات القدس''، ص ۱۰۹، مکاشفہ نمبر ۴۸)

طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد۔ ازیں فرمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشاں آں بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہ را دران طعام شریک نمی ساخت۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک می ساخت۔ [۱۰]

''اِس سے چند سال پہلے فقیر کی عادت یہ تھی کہ اگر (ایصال ثواب کے لیے) کھانا پکاتا تھا تو آلِ عبا کی روحانیت مطہرہ کے لیے مخصوص کرتا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ساتھ (ایصالِ ثواب میں) حضرت امیر، حضرت فاطمہ اور حضرات امامین کریمین رضی اللہ عنہم کو ملاتا تھا۔ ایک رات (یہ فقیر) خواب میں دیکھتا ہے کہ آنسرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسّلام تشریف فرما ہیں۔ فقیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقیر کی جانب توجہ نہیں فرماتے اور چہرہ مبارک فقیر کی جانب کی بجائے دوسری طرف رکھتے ہیں۔ اِس دوران میں فقیر سے فرمایا کہ میں کھانا (حضرت) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر کھاتا ہوں۔ جو شخص مجھے کھانا بھیجے (حضرت) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر بھیجے۔ اُس وقت معلوم ہوا کہ توجہ مبذول نہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ فقیر حضرت صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اِس کھانے میں شریک نہیں کرتا تھا۔ اِس کے بعد سے حضرت صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی ازواج مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جو کہ اہل بیت ہیں شریک کرتا''۔

(واقعہ نمبر ۱۰)

ایک سال سے ثواب کی تقسیم:

حضرت قاضی ابوبکر بن عبدالباقی انصاری نے سلمہ بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں حماد مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ مکرمہ کے قبرستان کی طرف گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تو دیکھا کہ قبر والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں تو میں نے اُن سے دریافت کیا' کیا قیامت قائم ہوگئی؟ اُنہوں نے کہا نہیں' ہاں! البتہ ہمارے ایک بھائی نے سورۃ الاخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ

[۱۰] مکتوب نمبر ۳۶ دفتر نمبر ۲ حصہ نمبر ۶ ص ۸۵ چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔ [۱۱]

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِذْ دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ فَاقْرَؤُا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَ مُعَوَّذَتَيْنِ وَاجْعَلُوْا ذٰلِكَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ فَاِنَّهٗ يَصِلُ اِلَيْهِمْ [۱۲] ''جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ الفاتحہ، سورۃ الاخلاص اور معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھو اور اِن کا ثواب قبروں والوں کو پہنچا دو کیونکہ یہ انہیں پہنچتا ہے''۔

(واقعہ نمبر ۱۱)

فوت شدہ کی دُرود شریف کی برکت سے بخشش:

ایک عورت حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کا اِنتقال ہوگیا، میری یہ تمنا ہے کہ میں اُس کو خواب میں دیکھوں۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل نماز پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ **التکاثر** پڑھ اور اِس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک درود شریف پڑھتی رہ۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اُس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی سخت عذاب میں ہے، تارکول کا لباس اُس پر ہے، دونوں ہاتھ اُس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اُس کے پاؤں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ وہ عورت صبح اُٹھ کر پھر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے پاس گئی۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُس کی طرف سے صدقہ کر، شاید اللہ جل جلالہ اِس کی وجہ سے تیری لڑکی کو معاف فرمادے۔ اگلے دن حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک نہایت خوبصورت حسین وجمیل لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اُس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے۔ وہ کہنے لگی! اے حسن بصری رضی اللہ عنہ آپ نے مجھے پہچانا نہیں، حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا! نہیں۔ کہنے لگی میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو آپ نے دُرود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیری ماں نے تو تیرا حال اِس کے بالکل برعکس بیان کیا تھا، جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اُس نے کہا میری حالت وہی تھی جو میری ماں نے بیان کی تھی۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے پوچھا پھر یہ مرتبہ کیسے

[۱۱] شرح الصدور ص ۲۹۶۔ [۱۲] شرح الصدور ص ۲۹۷۔

حاصل ہوگیا؟ اُس نے کہا ہم ستر ہزار لوگ اِس عذاب میں مبتلا تھے، جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا تھا۔ صلحاء میں سے ایک بزرگ کا ہمارے قبرستان میں سے گزر ہوا' اُنہوں نے ایک دفعہ دُرود شریف پڑھ کر اُس کا ثواب ہم سب کو پہنچا دیا۔ اُن کا دُرود شریف' اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں ایسا مقبول ہوا کہ اُس کی برکت سے ہم سب لوگ اُس عذاب سے آزاد کر دیئے گئے اور اُن بزرگ کی برکت سے یہ رتبہ نصیب ہوا۔ [۱۳]

(واقعہ نمبر۱۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے نفل:

حضرت صالح بن درہم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ہم حج کرنے جارہے تھے کہ ایک شخص ملا، اُس نے کہا کیا تمہارے قریب کوئی بستی ہے جسے ''ابلہ'' کہتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں! اُس نے کہا تم میں سے کون اِس کا ضامن بنتا ہے کہ ''مسجدِ عشار'' میں میرے لیے دو یا چار نفل پڑھ لے اور کہہ دے کہ یہ نماز (حضرت) ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی ہے ''میں نے اپنے محبوب حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' وہ فرماتے تھے کہ ''بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ عزّ وجل) قیامت کے دن ''مسجدِ عشار'' سے ایسے شہید اُٹھائے گا کہ اُن کے سوا شہدائے بدر کے ساتھ کوئی نہ کھڑا ہوگا''۔ [۱۴]

دو چار نفل پڑھ کر اِس لفظ سے ایصالِ ثواب کر دے کہ اپنی یہ نماز جو ہم نے پڑھی ہے' یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے' اِس کا ثواب اُنہیں ملے۔ اِس سے معلوم ہوا نفل نماز کا ثواب دوسرے کو بخش دینا درست ہے۔ کسی کی بھی طرف سے مثلاً بزرگانِ دین یا والدین کی طرف سے ثواب کے لیے نفل نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں۔ نیز اِس سے یہ ثابت ہوا کوئی نیکی کر کے کسی دوسرے کو اِس طرح ثواب بخشنا کہ خدایا اِس کا ثواب فلاں کو ملے، بالکل جائز ہے اور یہ سنّتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔ لہٰذا فاتحہ اور ختم شریف وغیرہ بالکل درست ہے۔ اپنے سے بڑے کو ثواب بخشنا بھی جائز ہے۔ اگرچہ وہ کیسی شان کا مالک ہے۔

---

[۱۳] ''فضائل درود شریف'' ص ۱۰۶ تاج کمپنی کراچی۔ ''مکاشفۃ القلوب (عربی ص ۳۹)'' میں اِسی قسم کا واقعہ مختلف الفاظ سے رقم ہے ص ۳۹ عربی دار احیاء العلوم بیروت۔ [۱۴] مشکوٰۃ ص ۴۶۸' ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۴۴' اشعۃ اللمعات فارسی جلد ۴ ص ۱۵۹' مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۱۵۹۔

اہلِ اِیمان کا فوت شدہ عزیزوں سے اِظہارِ محبت

ہمارے مسلمان معاشرہ میں کسی مسلمان مرد یا عورت کے مرنے کے چالیس دن بعد ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی ہوتی ہے۔ بہن بھائی، رشتہ دار اور دوست احباب اکٹھے ہوتے ہیں۔ عورتیں علیٰحدہ ایک جگہ بیٹھ کر کلمہ طیبہ، دُرود شریف یا دیگر مقدس کلمات اور تسبیحات پڑھتی ہیں یا تلاوتِ قرآنِ مجید کرتی ہیں۔ اِسی طرح مرد حضرات مردوں کے اکٹھ میں بھی پڑھتے ہیں۔ آخر میں کوئی نیک آدمی، حافظ صاحب یا عالم دین قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور محفل میں موجود شیخِ طریقت، بزرگ یا عالم دین دُعا برائے ایصالِ ثواب اور دُعائے بخشش کرتے ہیں۔ چالیس دِنوں کے بعد اِس اہتمام کا نام چالیسواں رکھا جاتا ہے۔ دن کے تقرر کا مقصد اجتماع اور اجتماع میں اجتماعی دُعا ہوتا ہے۔ ویسے تو مسلمان لوگ اپنے فوت شدہ والدین، اَحباب اور دیگر اِیمان والوں کے لئے روزانہ ہی دُعائیں کرتے ہیں مگر اجتماعی طور پر چالیسویں دن خصوصی اِہتمام کے ساتھ دُعا کی جاتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی بھی دن، کسی مرنے والے مومن یا مومنہ کے لئے دُعا کرنا منع نہیں فرمایا۔ اِس موقع پر پھل تقسیم کئے جاتے ہیں۔ غریبوں اور مساکین کو کپڑے دیئے جاتے ہیں۔ مدارس کے غریب طلباء وطالبات، دُور سے آئے ہوئے رشتہ داروں کے لئے صاحب خانہ کے ہاں حسبِ استطاعت کھانے کا اِہتمام کیا جاتا ہے۔ جس کی غرض فوت شدہ عزیز، رشتہ دار، بھائی بہن یا ماں باپ کو ثواب پہنچانا ہوتا ہے۔ ویسے بھی تو ایسے موقعوں پر آئے ہوئے عزیزوں، دوستوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے مگر یہاں ایصالِ ثواب کی غرض سے اِہتمام کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے مرنے والوں کو ثواب پہنچانے کے لئے پھل تقسیم کرتے تھے اور کنویں کھدواتے تھے۔ جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں اِس کا ثبوت موجود ہے۔

چالیس دِنوں میں قرآنِ مجید پڑھنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِقْرَأِ الْقُرْآنَ فِیْ اَرْبَعِیْنَ [1] ''قرآن مجید چالیس دنوں میں پڑھا کرو''۔

ہر مسلمان کو چاہئے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے حکم کے مطابق چالیس دنوں میں ایک مرتبہ پورا قرآن مجید سورۃ الفاتحہ شریف سے لے کر سورۃ النّاس شریف تک پڑھ لیا کرے۔ جن ایمان والوں کا کوئی عزیز فوت ہوتا ہے، وہ لوگ اُس کے مرنے کے بعد قرآن مجید پڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ چالیس دنوں میں قرآن مجید ختم کر لیتے ہیں اور اِس پڑھائی کا ثواب اپنے فوت شدہ ایمان والے عزیز کو چالیسویں کے موقعہ پر بخش دیتے ہیں اور اِس کا ثواب (یعنی، معلوم ہوا، چونکہ، چنانچہ، گویا، ورنہ، حروف لگائے بغیر) اُس کو پہنچتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت واضح ہے کہ یہ ثواب صرف اہلِ ایمان کے لئے ہے۔ منافقین، مشرکین اور کفار کے لئے نہیں ہے۔

مومن تو اِتنا خوش نصیب ہے کہ جس کے فوت ہونے کا تو زمین و آسمان کو بھی دُکھ ہوتا ہے اور وہ ایمان والے مرد یا عورت کی محبت میں روتے ہیں بلکہ چالیس دن تک روتے رہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

آسمان کے دو دروازے روتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ اِنْسَانٍ اِلَّا لَهٗ بَابَانِ فِی السَّمَآءِ بَابٌ یَّصْعَدُ عَمَلُهٗ فِیْهِ وَبَابٌ یَّنْزِلُ مِنْهُ رِزْقُهٗ فَاِذَا مَاتَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ بَكَیَا عَلَیْهِ [2] ''ہر انسان کے واسطے آسمان کے دو دروازے ہوتے ہیں، ایک دروازے سے اُس کے نیک اعمال اُوپر جاتے ہیں اور دوسرے دروازے سے اُس کی روزی نازل ہوتی ہے پس جب وہ بندۂ مومن مرتا ہے تو یہ دونوں دروازے اُس پر روتے ہیں''۔

---

[1] ترمذی جلد۲ص ۱۲۳' کنز العمال حدیث نمبر ۲۷۷۳۔ [2] شرح الصدور ص ۱۰۱ (عربی)۔

کسی اِیمان والے کے فوت ہونے کے بعد:

قل شریف، قرآن خوانی یا دوسرے، تیسرے دن یا چالیسویں دن دُعا کرنی کپڑے تقسیم کرنا، غرباء ومساکین اور بہن بھائیوں اور عزیز واقارب کو کھانا کھلانا، پھل کھلانا، پانی پلانا، ایک لحاظ سے مستحب اَعمال بھی ہیں اور ایک لحاظ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سُنّت بھی ہے کہ وہ اپنے وصال شدہ ماں باپ اور عزیزوں کی طرف سے ثواب پہنچانے کی غرض سے پھل تقسیم کرتے تھے اور پانی کے کنویں کھدواتے تھے۔

مرنے کے بعد برادری کے اَکٹھ کی مختلف نوعیتیں:

(۱) ایک وہ اکٹھ برادری ہے جس میں قل شریف، یٰسین شریف، ذکر و دُرود شریف کا وِرد اور قرآن خوانی ہوتی ہے، تلاوت کی جاتی ہے، نعت خوانی ہوتی ہے۔ اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے اور آخر میں بخشش کی دُعا ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا وہ اکٹھ ہے جس میں قل شریف، یٰسین شریف، قرآن شریف، دُرود شریف و دیگر مقدس کلمات طیبات پڑھنے کی بجائے مختلف اخبارات ورسائل وغیرہ کا مطالعہ ہوتا ہے یا پھر لوگوں کی بُرائیاں بیان ہوتی ہیں۔ غیبت کی جاتی ہے، مکانوں دکانوں کی باتیں کی جاتی ہیں۔

(۳) ایک وہ اکٹھ ہے جس میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے قرآنِ مجید کی زیارت کی جاتی ہے۔

(۴) دوسرا وہ اکٹھ ہے جس میں اخبارات پڑھے جاتے ہیں اور عورتوں کی تصاویر دیکھی جاتی ہیں۔

(۵) ایک وہ اکٹھ جس میں مرنیوالے کو ایصالِ ثواب کے لئے ثواب کی نیت سے کھانا کھلایا اور کھایا جاتا ہے۔

(۶) دوسرا وہ اکٹھ ہے جس میں صرف پیٹ بھرنے کے لئے کھانا کھایا جاتا ہے ثواب کی نیّت نہیں ہوتی۔

فوت شدہ کی طرف سے کھانا کھلانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنٌ [۳] ''جو (مسلمان) مرجائے اور اُس پر رمضان (المبارک) کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہر دن کے روزہ کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے''۔

فوت شدہ شخص کی طرف سے اُن روزوں کے بدلہ میں' جو نہ رکھے جاسکیں ہوں، ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے تو فوت شدہ مسلمان کے روزوں کا فدیہ ادا ہو جائے گا۔

قل خوانی اور چالیسواں نفلی عبادات ہیں:

فوت شدہ لوگوں کے لئے قل خوانی، قرآن خوانی، تیسرے یا چالیسویں کا اکٹھ نفلی اَعمال ہیں۔ یہ نفلی اَعمال اور نیکیاں باعثِ اجر وثواب ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ایمان والوں کا کوئی عمل ضائع نہیں فرماتا۔ تاوقتیکہ خدانخواستہ شرک وکفر اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بے ادبی کا مرتکب ہو۔

نفلی عبادات اور اَعمال' فرضوں کے نقص کو دُور کریں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ اَعْمَالِهِمُ الصَّلٰوةَ قَالَ يَقُوْلُ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ لِمَلَائِكَتِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ اُنْظُرُوْا فِيْ صَلٰوةِ عَبْدِيْ اَتَمَّهَا اَمْ نَقَصَهَا فَاِنْ كَانَتْ تَامَّةً كُتِبَتْ لَهٗ تَامَّةً وَاِنِ انْتَقَصَ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَاِنْ كَانَ لَهٗ

---

[۳] ابن ماجہ ص ۱۲۷' ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۲' مشکوٰۃ ص ۱۷۸' شرح السنۃ جلد ۶ ص ۳۲۷' مرآۃ جلد ۳ ص ۷۷۔

تَطَوُّعٌ قَالَ اَتِمُّوْا لِعَبْدِی فَرِیْضَۃً مَنْ تَطَوَّعَ بِہٖ ثُمَّ تُؤْخَذُ الْاَعْمَالُ عَلٰی ذٰلِکَ [۴] ''قیامت کے دن سب سے پہلے اَعمال میں سے نماز کا سوال ہوگا تو ہمارا رب عَزَّ وَجَلَّ فرشتوں کو فرمائے گا، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے دیکھو میرے بندے کی نماز کامل ہے یا ناقص۔ اگر کامل ہوگی تو پورا ثواب لکھا جائے گا اگر ناقص ہوگی تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے پاس نفل ہیں تو وہ نوافل سے فرضوں کی کمی کو پورا کردے گا تمام اَعمال کا یہی حال ہوگا''۔

مثلاً زکوٰۃ ناقص ہوگی تو نفلی صدقات سے اور اگر روزہ ناقص ہوگا تو نفلی روزہ سے اُس کی تکمیل ہوگی۔ اِسی طرح فوت شدہ کے ثواب کے لئے نفلی عبادات بھی فائدہ دیں گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مرنے والا اِیمان دار ہو کیونکہ سارے فوائد اِیمان کی بنیاد پر ہیں۔ منافق، کافر اور مشرک کو اُس کے فرضوں کا بھی فائدہ نہیں ہوگا چہ جائیکہ نفلی عبادات اُس کے لئے باعثِ ثواب اور باعثِ نفع ہوں۔

ایک شخص لاہور میں مرتا ہے اُس کے رشتہ دار کوئی جہلم، ملتان یا کسی دوسرے شہر سے لاہور آتے ہیں تو کیا وہ لوگ ہوٹلوں میں ٹھہرتے ہیں؟ اور جس گھر میں تیسرے دن یا چالیسویں دن، ایصال ثواب کے لئے اکٹھ ہوتا ہے یا مرنے والے کے پسماندگان کے صدمہ میں شرکت کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں تو کیا صاحب خانہ اُنہیں یہ کہتے ہیں آپ کی مہربانی، آپ صدمہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ معاف کرنا کھانا آپ ہوٹل سے کھا لیجئے گا۔ کوئی بھی فرقہ ایسا نہیں جو اپنے مہمانوں سے کہتا ہو کہ میاں جی ہماری ماں مرگئی ہے آپ ہوٹل میں ٹھہریں ہم آپ کو کھانا نہیں کھلا سکتے۔ بلکہ دیکھنے میں تو یہ آیا ہے جو لوگ میّت والے گھر کھانے پر طعنے دیتے ہیں وہ خود ڈٹ کر کھانا کھاتے ہیں بلکہ اپنے مرنے والوں کی تعزیت میں آنے والوں کو بہترین بریانی، مرغ کا گوشت اور روغنی نان کھانے کے لئے پیش کرتے ہیں۔

---

[۴] مستدرک حاکم جلد ا ص ۳۹۲ حدیث نمبر ۲۶۳، قرطبی جلد ۶ جز ۱۱ حدیث نمبر ۱۲۳ ص ۸۲، در منثور جلد ا ص ۷۰۹، نسائی جلد ا ص ۸۲۔

فرق صرف یہ ہے کہ ایسے ڈٹ کر کھانے والے بغیر نیّت کے کھاتے ہیں جبکہ ایصالِ ثواب کی غرض سے کھانا پکانے والے ثواب کی نیّت سے کھلاتے ہیں۔

ایسے ہی قل شریف کا انکار کرنے والا قرآن خوانی کرتا ہے، لیکن وہ غور نہیں کرتا کہ قل شریف بھی تو قرآنِ مجید ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قل شریف یا قرآن شریف پڑھنے کی یا ایصالِ ثواب کی ممانعت تو نہیں فرمائی۔

''چالیسویں'' میں لوگ اپنے ایمان والے عزیزوں کو ثواب پہنچانے کے لئے قرآنِ مجید پڑھتے ہیں اور دُعائیں کرتے ہیں۔ قرآنِ مجید کی تلاوت کے اختتام پر دُعا کی جاتی ہے اور پھر دُعا سے پہلے اور بعد میں دُرود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اِس لئے ایمان والے اپنے مرنے والوں کو ثواب پہنچانے کے لئے اپنے تمام رشتہ داروں اور احباب کو جمع کرتے ہیں۔ جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِستطاعت دی ہے وہ پھل تقسیم کرتے ہیں اور جن کو زیادہ طاقت دی ہے وہ ثواب کی نیّت سے کھانا کھلاتے ہیں۔

چالیسویں سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو چالیس کا ہندسہ بہت پسند ہے۔ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے چالیس کے عدد سے نہ تو نفرت فرمائی ہے اور نہ ہی نفرت سکھائی ہے۔

شادی شدہ عورت کے شوہر کے مرنے کے بعد:

لغت میں ''عدت'' عین کے نیچے زیر (کسرہ) سے پڑھیں تو معنی ہوں گے ''شمار اور گنتی''۔ اور اگر عدت کی ع پر پیش پڑھیں گے تو معنی ہوں گے ''تیاری''۔ شریعت میں اُس انتظار کو ''عدت'' کہتے ہیں جو نکاح کے زائل ہونے کے بعد کیا جائے۔ اِس عدت کے زمانے میں عورت کے لئے دوسرا نکاح ممنوع ہے۔ عدت عورت پر واجب ہے نہ کے مرد پر۔ ہاں مرد کو بھی اِنتظار کرنا پڑتا ہے۔ جب مطلقہ عورت کی بہن، بھانجی اور خالہ سے نکاح کا ارادہ ہو تو اُس وقت تک نکاح نہیں کرسکتا جب تک مطلقہ عورت عدت میں ہے۔ [۵]

۵ مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ ص ۱۴۶۔

جن کے شوہر مرجائیں اُن کی عدت:

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ (البقرۃ:۲۳۴)

''اور وہ جو تم میں سے مرجائیں اور بیویاں چھوڑیں (یعنی جو عورتیں شوہر کے مرنے سے بیوہ ہوجائیں) وہ اپنے آپ کو چار ماہ دس دِن روکے رکھیں تو جب اُن کی عدت پوری ہوجائے تو تم پر مواخذہ نہیں اُس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں شرع کے موافق کریں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو تمہارے کاموں کی خبر ہے''۔

عورت کی عدت کی قسمیں:

عورت کی عدت کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) حاملہ مطلقہ کے لئے حمل جن دینا۔

(۲) وفات کی عدت چار ماہ دس دن۔

(۳) غیر حاملہ بالغہ کیلئے تین حیض۔

(۴) غیر حاملہ نابالغہ اور بوڑھی عورت کے لئے جس کا حیض بند ہو چکا ہو تین ماہ۔

عدت والی عورت کہاں رہے؟

(حضرت) زینب بنتِ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ (حضرت) فریعہ بنتِ مالک بن سنان (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جو (حضرت) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں اُنہوں نے اِنہیں خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوئیں آپ ﷺ سے اپنے گھر لوٹ جانے کے متعلق پوچھتی تھیں جو بنی خدرہ میں تھا کیونکہ اُن کے خاوند اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کے پیچھے گئے، غلاموں نے اُنہیں قتل کردیا۔ فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

اَنْ اَرْجِعَ اِلٰی اَهْلِیْ فَاِنَّ زَوْجِیْ لَمْ یَتْرُکْنِیْ فِیْ مَنْزِلٍ

يَّمْلِكُهُ وَلَانَفَقَةٍ فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ اَوْ فِي الْمَسْجِدِ دَعَانِيْ فَقَالَ اُمْكُثِيْ فِيْ بَيْتِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُّ فِيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا [۶]

''کہ میں اپنے گھر لوٹ جاؤں کیونکہ میرے خاوند نے مجھے ایسے گھر میں نہ چھوڑا جس کا وہ مالک ہو نہ خرچہ۔ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاں! چنانچہ وہ لوٹ گئیں۔ حتیٰ کہ جب میں حجرہ یا مسجد میں پہنچی تو مجھے بلایا اور فرمایا کہ تم اپنے گھر میں رہو حتیٰ کہ قرآنی حکم میعاد کو پہنچ جائے۔ فرماتی ہیں! میں نے اُسی گھر میں چار ماہ دس دن عدت گزاری''۔

نفاس والی مطلقہ یا بیوہ کی عدت:

حضرت مسورہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں:

اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَآءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَسْتَاذَنَتْهُ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ [۷]

''حضرت سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر کی وفات کے چند دنوں بعد نفاس والی ہوگئیں (یعنی حاملہ تھیں اپنے خاوند کی وفات کے چند دن بعد بچے کو جنم دیا' نفاس آنے سے یہی مراد ہے) تو وہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت (اقدس) میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے اجازت مانگی کہ (کسی شخص سے) نکاح کرلوں۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُنہیں اجازت دے دی تو اُنہوں نے نکاح کرلیا''۔

نوٹ: اس پر اُمت کا اجماع ہے کہ حاملہ کی عدت حمل جن دینا ہے خواہ مطلقہ ہو یا وفات والی۔ اِس مسئلہ کا ماخذ یہ حدیث شریف ہے۔

---

[۶] مشکوٰۃ ص ۲۸۹' موطا امام مالک ص ۵۳۱' ابن ماجہ ص ۱۴۷' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۲۱۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۳۴۔ [۷] مشکوٰۃ ص ۲۸۸' مسلم جلد ۱ ص ۴۸۶' دارمی جلد ۲ ص ۱۶۶' ابن ماجہ ص ۱۴۷۔

سوگ

سوگ کے معنی ہیں کہ عورت عدت کے ایّام میں زینت کو ترک کرے۔ ہر قسم کے چاندی، سونے اور ہیرے جواہر کے زیور اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے نہ پہنے اور خوشبو کا بدن اور کپڑوں میں اِستعمال نہ کرے اور تیل اِستعمال نہ کرے اگرچہ اِس میں خوشبو نہ ہو جیسے روغن زیتون اور کنگھا کرنا اور سیاہ سُرمہ لگانا۔ یونہی سفید خوشبودار سُرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کسم گیرو کا رنگا ہوا سرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے اور سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔

مطلقہ اور بیوہ عورت کا باہر نکلنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

طُلِّقَتْ خَالَتِیْ ثَلَاثًا فَاَرَادَتْ تَجُدَّ نَخْلَهَا فَزَجَرَهَا رَجُلٌ اَنْ تَخْرُجَ فَاَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ بَلٰی فَجُدِّیْ نَخْلَكِ فَاِنَّهٗ عَسٰی اَنْ تَصَدَّقِیْ اَوْ تَفْعَلِیْ مَعْرُوْفًا [۸]

''میری خالہ کو تین طلاقیں دی گئیں تو اُنہوں نے اپنی کھجوروں کے پھل توڑنا چاہے تو ایک شخص نے اُنہیں باہر جانے سے منع کیا۔ وہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے پاس آئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! اپنی کھجوروں کے پھل توڑو ممکن ہے تم خیرات کرو''۔

نوٹ: یعنی تمہارے لئے دن کے وقت گھر سے نکل کر باغ میں جانا وہاں پھل توڑنا جائز ہے کہ اُس پھل سے تم نیک کام کرو گی یعنی زکوٰۃ دینا، صدقہ وخیرات اور ہدیہ دینا وغیرہ۔ خیال رہے طلاق کی عدت میں مزدوری کے لئے گھر سے باہر نہیں جاسکتی کیونکہ

---

[۸] ابوداؤد جلد۱ ص۳۲۱، ابن ماجہ ص۱۴۷، مسند احمد جلد۳ ص۳۲۱، مشکوٰۃ ص۲۸۸، مسلم جلد۱ ص۴۸۶، دارمی جلد۲ ص۱۶۶۔

اُس کا خرچہ طلاق دینے والے خاوند کے ذمہ ہے۔ اُسے مزدوری کی حاجت نہیں جبکہ عدتِ وفات میں عورت مزدوری کے لئے باہر جاسکتی ہے۔ کیونکہ اُس کا خرچہ دینے والا شوہر فوت ہو چکا ہے مگر رات گھر میں گزارے۔ محولہ بالا حدیث شریف میں مزدوری کے واسطے نہ نکلنا تھا بلکہ یہ نکلنا اپنے مال کی حفاظت کے لئے تھا اِس مجبوری میں اَب بھی نکلنا درست ہے۔ بشرطیکہ رات گھر میں آکر گزارے۔

بیوہ عورت کی عدت اور سوگ:

حضرت اُم حبیبہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

لَا یَحِلُّ لِامْرَاۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَ لَیَالٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّ عَشْرًا ۹

''(۱) جو عورت اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اُس کے لئے جائز نہیں کہ کسی میّت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے خاوند کے۔ کہ اُس (کے فوت ہونے) پر چار ماہ اور دس دن (سوگ ہے)''۔

بیوہ عورت کون کون سے کام نہ کرے؟

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لَا تُحِدُّ امْرَاَۃٌ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَ اَیَّامٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَعَشْرًا وَّلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّلَا تَکْتَحِلُ وَّلَا تَمَسُّ طِیْبًا اِلَّا اِذَا طَھُرَتْ نُبْذَۃً مِّنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ وَّ زَادَ اَبُوْ دَاوٗدَ وَلَا تَخْتَضِبُ ۱۰**

---

۹ مسلم جلد ۱ ص ۴۸۶' مشکوٰۃ ص ۲۸۸' بخاری جلد ۲ ص ۸۰۳' مسلم جلد ۱ ص ۴۸۷' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۳۷' مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۲۲۰' الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۵۵' ترمذی حدیث نمبر ۱۱۹۵' مسند احمد جلد ۶ ص ۳۷۔ ۱۰ شرح السنۃ جلد ۵ ص ۲۲۲' مشکوٰۃ ص ۲۸۹' بخاری جلد ۲ ص ۲۸۹' ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۲۱' مسلم جلد ۱ ص ۴۸۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۱۸۳' دارمی جلد ۲ ص ۱۶۷۔

''(۱) کوئی عورت کسی میّت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے سوائے خاوند (کے فوت ہونے) پر کہ اُس پر چار ماہ دس دن (سوگ ہے۔ اور یہ سوگ والی عورت یہ کام نہ کرے)۔ (۲) رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے سوائے بناوٹی رنگین کپڑے کے۔ (یعنی جو اوّل سے ہی رنگ دار کپڑا ہے) (۳)۔ سُرمہ نہ لگائے۔ (۴)۔ خوشبو نہ لگائے مگر جبکہ (حیض سے) پاک ہو تو ایک ٹکڑا قسط یا اظفار کا (استعمال کرے)۔ (۵)۔ ابوداؤد نے زیادہ فرمایا ہے کہ ''خضاب نہ لگائے''۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ:

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب (حضرت) ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے ''ایلوا'' لگا رکھا تھا تو فرمایا: اے اُم سلمہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ ''ایلوا'' ہے جس میں خوشبو نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چہرہ کو رنگین تو کرتا ہے لہٰذا یہ مت لگاؤ اور اگر لگانا ہو تو رات کے وقت لگاؤ اور دن کے وقت لگانا چھوڑ دو، نہ خوشبودار تیل اور نہ مہندی لگاؤ کہ مہندی خضاب ہے۔ (اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کنگھی کس چیز سے کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا: بیری سے کہ اُس سے اپنے سر کو لیپ کرلو''۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اَلْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا الْحُلِيَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ** [۱] ''جس کا خاوند فوت ہو جائے وہ نہ تو زعفرانی رنگ کے کپڑے پہنے اور نہ ہی سرخ رنگ کے اور نہ زیور پہنے اور نہ خضاب لگائے اور نہ سُرمہ لگائے۔ (سیاہ سُرمہ لگانا منع ہے اُس سے آنکھ میں زینت ہوتی ہے)''۔

اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں' ایک عورت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی' عرض کرنے لگی یا رسول اللہ (صلی

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۲۸۹' ابوداؤد' مشکل الآثار جلد ۲ ص ۴۹' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۲۲۲۔

اللہ علیک وسلم) میری اس بچی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور اُس کی آنکھیں دُکھتی ہیں تو کیا اُسے سُرمہ لگائیں؟ ''تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ دو بار یا تین بار، ہر دفعہ یہی فرماتے تھے، نہیں۔ پھر فرمایا: اب تو چار ماہ اور دس دن ہی ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں تو تم میں سے ہر ایک پورے سال پر مینگنی پھینکتی تھی''۔ ۱۲

نوٹ: اس سے پہلے عرب معاشرہ میں بیوہ عورت خاوند کے اِنتقال کے بعد ایک سال تک بُرے مکان میں بُرے لباس میں رہتی اور تمام گھر والوں سے علیحدگی اختیار کرتی تھی۔ سال کے بعد اُس کے قرابت دار جمع ہوتے، اُسے اُونٹ یا بکری کی مینگنی دیتے تھے جسے وہ اپنے ہاتھ سے پھینکتی تھی۔ یہ مینگنی کا پھینکنا عدت کا پورا ہونا ہوتا تھا۔ اِس ارشادِ عالی میں اِس جانب اشارہ ہے یعنی اَب تم چار ماہ اور دس دن صبر نہیں کر سکتیں جبکہ زمانہ جاہلیت میں ایک سال تک عدت گزارتیں اور عدت کے زمانہ میں سخت پابندیاں برداشت کرتی تھیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ: جس کپڑے کا رنگ پرانا ہو گیا کہ اب اُس کا پہننا زینت نہیں، اُسے پہن سکتی ہے۔ یوں ہی سیاہ رنگ کے کپڑے میں حرج نہیں بشرطیکہ ریشم کے نہ ہوں۔

مسئلہ: عذر کی وجہ سے ممانعت والی چیزوں میں سے استعمال کر سکتی ہے۔ مثلاً درد سر کی وجہ سے تیل لگا سکتی ہے یا تیل لگانے کی عادی ہے، جانتی ہے کہ نہ لگانے سے درد سر ہو جائے گا تو لگانا جائز ہے یا درد سر کے وقت کنگھا کر سکتی ہے مگر اُس طرف سے جدھر کے دندانے موٹے ہیں۔ باریک دندانوں کی طرف سے نہیں کہ یہ بال سنوارنے کے لئے ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے۔ ایسے ہی دیگر چیزیں۔

مسئلہ: سوگ اِس پر ہے جو عاقلہ، بالغہ اور مسلمان ہو اور موت یا طلاق بائن کی عدت ہو۔

مسئلہ: کسی کے مرنے کے غم میں سیاہ کپڑے پہننا جائز نہیں مگر عورت کو تین دن

---

۱۲ ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۲۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۳۷۔ ۴۲۸، مسلم جلد ۱ ص ۴۸۷، بخاری جلد ۲ ص ۸۰۴۔

تک شوہر کے مرنے کے غم کی وجہ سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے۔

مسئلہ: جو عورت عدت میں ہو اُس کو صراحتہً نکاح کا پیغام دینا حرام ہے۔ البتہ موت کی عدت میں اشارتاً کہہ سکتے ہیں مگر طلاق رجعی یا بائن یا فسخ نکاح کی عدت میں اشارتاً بھی نہیں کہہ سکتے۔ اشارتاً کہنے کی صورت یہ ہے کہ آدمی کہے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں یا جس میں یہ وصف ہو اور وہ وصف بیان کرے جو اُس عورت میں ہو۔

مسئلہ: اگر حاملہ مطلقہ عورت کا بچہ ساقط ہو جائے جبکہ اُس کے اعضاء نہ بنے ہوں اُس کی عدت پوری نہ ہوگی کیونکہ یہ حمل جننا نہیں بلکہ حمل گرنا ہے۔ نیز ایسے اسقاط کے بعد جو خون آتا ہے وہ نفاس نہیں کہلاتا۔ ہاں جس بچے کے اعضاء پورے بن چکے ہیں اگرچہ جان نہ پڑی ہو تو اُس سے عدت پوری ہو جائے گی کیونکہ یہ وضع حمل ہے۔

مسئلہ: زانیہ کے لئے عدت نہیں اگرچہ حاملہ ہو اور یہ نکاح کر سکتی ہے۔ اگر یہ عورت اُس شخص کے سوا، جس کے زنا سے حاملہ ہے، کسی دوسرے سے نکاح کرے تو تب بھی نکاح ہو جاتا ہے مگر جب تک بچہ پیدا نہ ہو وطی جائز نہیں۔

مسئلہ: موت کی عدت چار ماہ دس دن ہے یعنی دسویں رات بھی گزار لے، دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

مسئلہ: عورت حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے۔

مسئلہ: وضع حمل سے عدت پوری ہونے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی۔

مسئلہ: عورت کو طلاق رجعی دی اور شوہر عدت میں مر گیا یعنی عورت کو تین حیض پورے ہونے سے پہلے مر گیا تو عورت موت کی عدت ۴ ماہ ۱۰ دن پوری کرے۔

مسئلہ: جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے اُس کو چھوڑ نہیں سکتی مگر اُس وقت شوہر نے طلاق دی یا مر گیا تو فوراً بلا توقف وہاں سے واپس آئے۔

مسئلہ: سفر میں شوہر مر گیا یا طلاق بائن دیدی تو واپس اپنے گھر آئے۔

نوٹ: مذکورہ بالا مسائل بہارِ شریعت حصہ نمبر ۸ باب عدت اور سوگ سے ماخوذ ہیں۔

سوال: کیا چالیسویں میں دن کم کرنے چاہییں؟

جواب: کمی بیشی کوئی مسئلہ نہیں، چالیس، چالیس کو ہی کہتے ہیں۔ اُنتالیس یا اڑتیس کو چالیس نہیں کہتے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ پانچ جمعراتیں نہیں کرنی چاہییں؟

جواب: یہ بات من گھڑت ہے جتنی جمعراتیں دُعا کریں گے میت کو فائدہ ہوگا، کوئی نقصان نہیں۔

سوال: کہتے ہیں چالیسویں میں تیسرا چاند نہیں آنا چاہیے؟

جواب: یہ فضول بات ہے۔ تیسرے چاند کا ختم شریف یا چالیسویں سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال: کہتے ہیں ایصالِ ثواب کے لئے ایک روٹی مسجد میں بھیجنی چاہیے۔

جواب: ایک روٹی والا مسئلہ بھی مَن گھڑت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں توفیق کے مطابق زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا چاہیے اَیسے کہنے والے کیا کسی کے مرنے کے بعد روٹی کھانا کم کر دیتے ہیں؟

نوٹ: مسجد میں روٹی دینے سے مراد ہے اِمام مسجد کے لئے روٹی دینا کیا یہ اچھا ہو کہ اگر اِمام صاحب، صاحبِ استطاعت ہو تو اَیسی روٹی نہ لیں۔ اگر لیں تو طلباء یا مسافر کو دے دیں۔

سوال: کہتے ہیں مسجد میں چالیس دن روٹی کیوں دیتے ہو اِس سے زیادہ ایام کیوں نہیں دیتے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو نظام بنا رکھا ہے اِس میں ہر کام مقررہ وقت اور مقررہ تعداد میں ہوتا ہے۔ جن کاموں کی تعداد مقرر نہیں وہاں بے حساب کام چلتا ہے۔ نمازوں کی رکعتیں، زکوٰۃ کی مقدار، اذان اور اُس کے کلمات، روزوں کی تعداد، سحری اور اِفطاری کے اوقات مقرر ہیں۔ نفلی عبادات میں خیرات انفاق فی سبیل اللہ جتنا چاہیں کریں کوئی پابندی نہیں لیکن اَولاد کو بھوکا اور محتاج نہ رکھیں۔

یا محمدؐ

محمدؐ	محمودؐ	فاتحؐ	رشیدؐ	نذیرؐ	احمدؐ	قاسمؐ
شاهدؐ	مشهودؐ	داعیؐ	حامدؐ	عاقبؐ	حاشرؐ	بشیرؐ
شافیؐ	هادیؐ	مهدیؐ	ماحیؐ	منجیؐ	ناهیؐ	رسولؐ
نبیؐ	امیؐ	تهامیؐ	هاشمیؐ	ابطحیؐ	عزیزیؐ	حریص علیکم
رؤفؐ	رحیمؐ	طهٰ	مجتبیٰ	طسٓ	مرتضیٰ	حمٓ
مصطفیٰ	یسٓ	اولیٰ	مزملؐ	ولیؐ	مدثرؐ	متینؐ
مصدقؐ	طیبؐ	ناصرؐ	منصورؐ	مصباحؐ	امرؐ	حجازیؐ
ترازیؐ	قرشیؐ	مضریؐ	نجی الثقلینؐ	حافظؐ	کاملؐ	صادقؐ
امینؐ	عبداللهؐ	کلیم اللهؐ	حبیب اللهؐ	نجی اللهؐ	صفی اللهؐ	خاتم النبیاؐ
حسیبؐ	مجیبؐ	شکورؐ	مقتصدؐ	رسول الله	قویؐ	حفیؐ
مامونؐ	معلومؐ	حقؐ	مبینؐ	اخرؐ	یتیمؐ	ظاهرؐ
کریمؐ	باطنؐ	حکیمؐ	نبی الرحمةؐ	خاتم الرسلؐ	سیدؐ	سراجؐ
منیرؐ	محزومؐ	مکرمؐ	مبشرؐ	مذکرؐ	مطهرؐ	قریبؐ
خلیلؐ	مدعوؐ	جوادؐ	خاتمؐ	عادلؐ	شهیرؐ	شهیدؐ
		رسول اعظم	صاحبؐ	مالکیؐ		

خوش حالی کیلئے مجرب نسخہ

امیری، غریبی، مالی تنگ دستی اور خوش حالی کا نظام رب کائنات کی مشیت پر ہے۔ مالی تنگ دستی نمازی اور بے نمازی کو دیکھ کر نہیں آتی۔ بڑے بڑے متقی اور پرہیز گار لوگ بھی معاشی تنگی کی آزمائش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آزمائشوں اور اِمتحانات کی منزلیں طے کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہر مسلمان مرد، عورت کو معاشی تنگی اور دیگر آزمائشوں سے کامیابی کی نعمت کے ساتھ ہمکنار فرمائے اور اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقے ذلّت والی محتاجیوں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں حاضر ہوا، اُس نے غربت اور معاشی تنگی کی شکایت کی تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُسے فرمایا:

(۱) ''جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو کہو، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خواہ گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو''۔ ''پھر مجھ پر سلام پڑھو یعنی

(۲) اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہو۔

(۳) ''ایک مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌo اَللّٰہُ الصَّمَدُo لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْo وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌo پڑھو''۔

اُس شخص نے ایسا ہی کیا (یعنی اُس نے اپنا معمول بنالیا۔ جب بھی اپنے گھر میں داخل ہوتا، دایاں قدم اندر رکھتے ہی رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے اِرشادِ مقدس کے مطابق عمل کرتا) تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس پر دولت کی ریل پیل کردی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہمسایوں اور قرابت داروں کو دینے لگا۔

(تفسیر قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۲۵۰، تفسیر کبیر جلد ۱۶ جز ۳۲ ص ۱۷۴۔ کشف الاسرار جلد ۱۰ ص ۶۶۱، جلاء الافہام عربی ص ۲۵۵ چھاپہ بیروت۔ الصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر الانام ترجمہ جلاء الافہام ص ۲۵۶۔

پہاڑوں کے برابر قرض سے نجات کا وظیفہ

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ کیا وجہ ہے میں نے تمہیں نماز میں نہیں دیکھا؟ عرض کیا' میں نے ایک یہودی کا ایک اُوقیہ سونا قرض دینا تھا میں آپ ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہونے کے لئے نکلا تو یہودی نے مجھے روک لیا تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں وہ دُعائیہ کلمات نہ سکھاؤں کہ تو اُن کلمات سے دُعا کرے تو اگر صبیر پہاڑ جتنا بھی تم پر قرض ہوا تو اللہ (ﷻ) تمہاری طرف سے اَدا فرمادے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پڑھو:-

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

اِن کے ساتھ یہ کلمات پڑھو: رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا ارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مِمَّنْ سِوَاكَ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَتَوَفَّنِيْ فِيْ عِبَادَتِكَ وَجِهَادًا فِيْ سَبِيْلِكَ ''آپ (ﷺ) فرمائیں! اے میرے اللہ (جل جلالک) اے ملکوں کے مالک' تو جسے چاہے' بادشاہی عطا فرمادے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت عطا فرمائے' بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے' تو ہی رات کو دن میں داخل فرمادیتا ہے اور دن کو رات میں داخل فرمادیتا ہے تو ہی بے جان سے جاندار پیدا فرماتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا فرماتا ہے اور تو ہی جسے چاہتا ہے بے گنتی رزق عطا فرماتا ہے۔ اے دُنیا اور آخرت کے رحمان ورحیم اُن میں سے جو جسے تو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اُن میں سے جس سے جو چاہتا ہے روک لیتا ہے۔ مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھے دوسروں سے غنی کردے۔ مجھے فقر سے غنی کردے میری طرف سے قرض اَدا فرمادے مجھے اپنی عبادت میں مصروف فرمادے اور اپنی راہ میں جہاد کی حالت میں موت عطا فرما''۔

(درمنثور جلد۲ص۲۷۱ الترغیب والترہیب جلد۲ص نمبر۶۱۵' مجمع الزوائد میں دعا من سواک تک ہے جلد۱۰ص۱۸۶)